مسائل بہشتی زیور

ہو بہو

حصہ اوّل
عبادات

ترتیب نو مع اضافات مفیدہ

ڈاکٹر مفتی عبد الواحد (ایم بی بی ایس)
مفتی جامعہ مدنیہ لاہور
رئیس دار الافتاء والتحقیق جامع مسجد الہلال
چوبرجی پارک لاہور

حکیم الامت
حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہٗ

مجلس نشریات اسلام
1.کے-3 ناظم آباد مینشن - ناظم آباد 1
کراچی - پوسٹ کوڈ نمبر 74600

"فہم دین کورس"

مسائل بہشتی زیور

(حصہ اول)

عبادات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

ترتیب نو مع اضافات مفیدہ...... دوسرا ایڈیشن

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد

ایم بی بی ایس

مفتی جامعہ مدنیہ لاہور

مجلس نشریات اسلام

۱۔ کے۔ ۳، نام آباد مینشن، ناظم آباد نمبر ۱، کراچی۔ ۷۴۶۰۰

یہ کتاب
محترم جناب ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب (ایم بی بی ایس)
مفتی جامعہ مدنیہ لاہور کی
اجازت سے شائع کی جارہی ہے

نام کتاب :	....	مسائل بہشتی زیور (حصہ اول)
تصنیف :	....	ڈاکٹر مفتی عبدالواحد (ایم بی بی ایس)
طباعت :	....	ایم پرنٹرز لاہور
اشاعت :	....	جولائی ۲۰۱۲ء

ناشر

فہرست مضامین مسائل بہشتی زیور

تعارف

دوسرے ایڈیشن کے بارے میں ۲۹

دین، ملت اور شریعت ۳۱

دین کی باتوں کی تفصیل ۳۲

عبادات ۳۳

معاملات ۳۳

آداب ۳۳

ضروری اصطلاحات ۳۴

باب ۱: وضو کا بیان ۳۶

- وضو کرنے کا طریقہ ۳۶
- اہم تنبیہ ۳۷
- وضو کے فرائض ۳۷
- وضو کی سنتیں ۴۰
- وضو کے مستحبات ۴۳
- وضو کے آداب ۴۳
- وہ آداب جو نبی ﷺ سے منقول ہیں ۴۳
- وہ آداب جن کو سلف صالحین نے پسند کیا ۴۳
- وضو کے مکروہات ۴۴
- وضو پر وضو ۴۴
- وضو کرتے وقت کی دعائیں ۴۴
- وضو سے فارغ ہو کر پڑھنے والی دعائیں ۴۵
- مسواک کا بیان ۴۵

- مسواک کرنے کا مستحب طریقہ ۴۶
- مسواک کے آداب ۴۶
- مسواک سے متعلق چند مکروہات ۴۷
- تنبیہ ۴۷
- وضو کو توڑنے والی چیزوں کا بیان ۴۷
- جو چیز آگے اور پیچھے کی راہ سے عادت کے طور پر نکلے ۴۷
- آگے پیچھے کی راہ سے جو چیز خلاف عادت نکلے ۴۸
- آگے پیچھے کی راہ کے علاوہ کسی اور جگہ سے نجاست کا نکلنا ۴۹
- کسی بیماری سے پانی کا نکلنا ۵۲
- قے ۵۳
- نیند ۵۴
- بے ہوشی، جنون اور نشہ ۵۵
- رکوع وسجدہ والی نماز میں قہقہہ ۵۵
- مباشرت فاحشہ ۵۵
- متفرقات ۵۶
- حدث اصغر یعنی بے وضو ہونے کی حالت کے احکام ۵۶
- معذور کا بیان ۵۷

باب ۲: غسل کا بیان ۶۰

- فرض غسل کا مسنون طریقہ ۶۰
- تنبیہ ۶۰
- غسل کے فرائض ۶۰
- غسل کی سنتیں ۶۳
- غسل کے مستحبات ۶۳
- غسل کے مکروہات ۶۴
- فرض غسل ۶۴
- پہلا سبب ۶۴

- دوسرا سبب ٦۵
- تیسرا سبب ٦٦
- چوتھا سبب ٦٦
- جن صورتوں میں غسل فرض نہیں ٦٦
- جن صورتوں میں غسل واجب ہے ٦۷
- جن صورتوں میں غسل سنت (غیر موکدہ) ہے ٦۷
- جن صورتوں میں غسل کرنا مستحب ہے ٦۷
- حدث اکبر کے احکام ٦۸

باب ۳: پانی کا بیان ۷۰

- پانی کی دو قسمیں ہیں ۷۰
- مطلق پانی کی پانچ قسمیں ہیں ۷۰
- مطلق پانی کی پہلی قسم: طاہر مطہر غیر مکروہ ۷۱
- جاری پانی ۷۱
- ٹھہرا ہوا پانی ۷۲
- قلیل پانی کے مسائل ۷۲
- کثیر پانی کے مسائل ۷۳
- کنویں کا بیان ۷۴
- تنبیہ ۷۴
- طاہر مطہر مکروہ پانی ۷۷
- طاہر غیر مطہر پانی ۷۸
- پانی کے مستعمل ہونے کا سبب ۷۸
- پانی مستعمل کب بنتا ہے ۷۸
- مستعمل پانی کی صفت ۷۸
- مستعمل پانی کا حکم ۷۸
- مشکوک پانی ۷۹
- مقید پانی ۷۹

- جانوروں کے جھوٹے کا بیان ۸۰
- پانی کے استعمال کا حکم ۸۲

باب ۴: موزوں پر مسح کرنے کا بیان ۸۴

- کن موزوں پر مسح کرنا جائز ہے ۸۴
- تنبیہ ۸۵
- مسح کے فرض ۸۷
- مسح کا مسنون طریقہ ۸۷
- موزہ پر مسح کی مدت ۸۸
- مسح کو توڑنے والی چیزیں ۸۸
- مسح کی مدت کا گزر جانا ۸۹
- موزے میں پاؤں کا پانی سے بھیگ جانا ۸۹
- متفرقات ۸۹

باب ۵: پٹی اور پلستر پر مسح کرنے کا بیان ۹۰

باب ٦: تیمم کا بیان ۹۲

- تیمم کے صحیح ہونے کی شرطیں یہ ہیں ۹۲
- شرائط سے متعلق مسائل ۹۲
- نیت کا ہونا ۹۲
- پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونا ۹۳
- پیاس کا خوف ۹۴
- درندے یا دشمن کا خوف ۹۵
- بیمار ہو جانے یا مرض بڑھ جانے کا خوف ۹۵
- پانی نکالنے کا سامان نہ ہونا ۹٦
- ایسی نماز کے فوت ہو جانے کا خوف جس کا متبادل نہ ہو ۹۷
- پاک مٹی یا مٹی کی جنس پر مسح کرنا ۹۷
- تنبیہ ۹۷
- مسح پورا پورا کرنا ۹۸

● کم از کم تین انگلیوں سے مسح کرنا ۹۹
● پانی کے قریب کے گمان پر اس کو طلب کرنا ۹۹
● تیمم کی سنتیں ۹۹
● تیمم کا مسنون طریقہ ۹۹
● تیمم کو توڑنے والی چیزیں ۱۰۰
● متفرق مسائل ۱۰۰
باب۷: حیض ونفاس کا بیان ۱۰۳
● حیض کس کو کہتے ہیں ۱۰۳
● شرائط حیض ۱۰۳
● وقت حیض ۱۰۳
● حیض کی مدت ۱۰۳
● طہارت کی کامل مدت اس سے پہلے گزر چکی ہو ۱۰۴
● حیض کب سے شروع سمجھا جائے گا ۱۰۴
● حیض کی عادت سے متعلق مسائل ۱۰۵
● استحاضہ کا بیان ۱۰۶
● استحاضہ کا حکم ۱۰۶
● حیض و استحاضہ کی چند صورتیں اور احکام ۱۰۶
● تنبیہ ۱۰۸
● نفاس کا بیان ۱۰۹
● نفاس کے چند احکام ۱۱۰
● حیض ونفاس کے مشترک احکام ۱۱۰
باب۸: نجاستوں کا بیان ۱۱۴
● نجاستوں کا حکم ۱۱۵
● نجاست لگی چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ ۱۱۶
● دھونا ۱۱۶
● تنبیہ ۱۱۶

- پونچھنا ۱۱۶
- دھونے اور پونچھنے سے متعلق تفصیل ۱۱۶
- تنبیہ ۱۱۸
- خشک ہو کر اس کا اثر جاتے رہنا ۱۱۹
- جلانا ۱۲۰
- حقیقت کا بدل جانا ۱۲۰
- چمڑے کا دباغت سے پاک ہونا ۱۲۰
- ذبح سے پاک ہونا ۱۲۱
- ملنا کھرچنا ۱۲۱
- گھسنا اور رگڑنا ۱۲۱
- متفرقات ۱۲۱
- نجاست سے متعلق چند مسائل ۱۲۳
- پاکی ناپاکی کے بعض مسائل ۱۲۵
- ناپاک چیز کا بطور دوا استعمال ۱۲۶
- تنبیہ ۱۲۷
- استنجا کا بیان ۱۲۷
- تنبیہ ۱۲۸
- پیشاب، پاخانہ کے وقت جن امور سے بچنا چاہیے ۱۲۹
- جن چیزوں سے استنجا کرنا درست نہیں ۱۲۹
- جن چیزوں سے استنجا کرنا درست ہے ۱۳۰

باب ۹: نماز کی شرطوں کا بیان ۱۳۱
- بدن اور کپڑوں کی طہارت ۱۳۱
- نماز کی جگہ کا پاک ہونا ۱۳۳
- جن جگہوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے ۱۳۴
- ستر چھپانا ۱۳۵
- تنبیہ ۱۳۶

● نیت کا ہونا	۱۳۷
● استقبال قبلہ	۱۳۹
● استقبال قبلہ کی ضروری حد کیا ہے	۱۳۹
● مکہ مکرمہ سے دور شہروں میں سمت قبلہ اور جہت استقبال معلوم کرنے کا شرعی طریقہ	۱۴۰
● تنبیہ	۱۴۱
● نماز کے وقتوں کا بیان	۱۴۲
● نمازوں کے مستحب اوقات	۱۴۴
● وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا منع ہے	۱۴۵
● متفرقات	۱۴۷
باب ۱۰: اذان اور اقامت کا بیان	۱۴۸
● اذان اور اقامت میں فرق	۱۴۸
● اذان و اقامت کے احکام	۱۴۹
● مسجد میں اذان کہنا	۱۵۱
● اذان و اقامت کی صحت وکمال کی شرائط	۱۵۱
● اذان کا جواب دینا	۱۵۲
● جن صورتوں میں اذان کا جواب نہ دے	۱۵۳
● سنن و مستحبات	۱۵۴
● موذن سے متعلق	۱۵۴
● اذان سے متعلق	۱۵۵
● متفرق مسائل	۱۵۶
● نومولود بچے کے کان میں اذان و اقامت	۱۵۷
● نماز کے علاوہ جن موقعوں پر اذان کہنا مستحب ہے	۱۵۷
● اذان کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا	۱۵۸
● جب موذن اقامت شروع کرے مقتدیوں کو اسی وقت کھڑے ہونا چاہیے	۱۵۹
● اذان سے پہلے درود وسلام	۱۵۹

- تثویب ۱۶۰
- اذان واقامت میں رسول اللہؐ کے نام گرامی پر انگوٹھے چومنا ۱۶۰

باب ۱۱: نماز پڑھنے کا طریقہ ۱۶۱

- نماز میں فرائض ۱۶۳
- رکوع کرنا ۱۶۵
- دونوں سجدے کرنا ۱۶۵
- قعدہ اخیرہ ۱۶۶
- نماز کے واجبات ۱۶۶
- تنبیہ ۱۶۷
- نماز کی سنتیں ۱۶۹
- تنبیہ ۱۶۹
- تنبیہ ۱۷۱
- تنبیہ ۱۷۳
- تنبیہ ۱۷۳
- نماز کے مستحبات ۱۷۴
- نماز میں قرأت کے چند مسائل ۱۷۶
- نمازی کے آگے سے گزرنا ۱۷۸
- سترہ کے مسائل ۱۷۹

باب ۱۲: جماعت کا بیان ۱۸۰

- جماعت کن لوگوں پر واجب ہے ۱۸۰
- ترک جماعت کے عذر ۱۸۰
- تنبیہ ۱۸۰
- تنبیہ ۱۸۱
- امامت کے صحیح ہونے کی شرطیں ۱۸۱
- اقتداء کے صحیح ہونے کی شرطیں ۱۸۲
- تنبیہ ۱۸۷

- جماعت کے احکام ۱۸۹
- جماعت ثانیہ ۱۸۹
- تنبیہ ۱۹۰
- امامت کے لائق شخص ۱۹۰
- امام اور مقتدیوں کے کھڑے ہونے کی ترتیب ۱۹۲
- لاحق اور مسبوق کے مسائل ۱۹۳
- مسبوق یعنی جس کی ایک رکعت یا زیادہ رہ گئی ہوں ۱۹۴
- مثال ۱۹۴
- مثال ۱۹۵
- جماعت میں شامل ہونے نہ ہونے کے مسائل ۱۹۶
- امام کی اتباع اور پیروی ۱۹۹
- امام اگر بدعتی اور اہل ہوا ہو ۲۰۰
- امامت کے لیے عمامہ باندھنا ۲۰۰
- گھر میں بلاعذر جماعت کرنا ۲۰۱
- ستونوں کے درمیان صف بندی ۲۰۱
- بچوں کو بالغوں کی صف میں کھڑا کرنا ۲۰۱
- عورتوں کی جماعت ۲۰۲
- امام کے پیچھے مقتدی کا قرأت کرنا ۲۰۲
- آمین آواز سے کہنا ۲۰۳

باب: ۱۳ نماز میں مکروہات ۲۰۴

- لباس سے متعلق ۲۰۴
- جاندار کی تصویر سے متعلق ۲۰۵
- قلبی تشویش سے متعلق ۲۰۶
- قرأت سے متعلق ۲۰۶
- جگہ سے متعلق ۲۰۷
- بلاضرورت عمل قلیل کرنے سے متعلق ۲۰۸

- کفار کے ساتھ تشبہ سے متعلق ۲۰۹
- جماعت کے تقاضے کے خلاف کرنا ۲۰۹
- نماز میں حدث ہو جانے کا بیان ۲۰۹

باب ۱۴: مفسدات یعنی نماز کو توڑنے والی چیزوں کا بیان ۲۱۵

- نماز میں بولنا یا بلاضرورت آواز نکالنا ۲۱۵
- ایسا عمل کرنا جو کثیر ہو اور نماز کی جنس سے نہ ہو ۲۱۶
- نماز کے اندر کھانا پینا ۲۱۷
- نماز کے اندر زیادہ چلنا خواہ اختیار سے ہو یا بلا اختیار ہو ۲۱۷
- صحت نماز کی شرطوں میں سے کسی شرط کا مفقود ہونا ۲۱۹
- لقمہ دینے کی بعض صورتیں ۲۲۰
- اپنی نماز میں شریک عورت کا محاذی ہونا ۲۲۰
- متفرقات ۲۲۲

باب ۱۵: قضا نمازوں کے پڑھنے کا بیان ۲۲۳

باب ۱۶: سجدہ سہو کا بیان ۲۲۷

- سجدہ سہو کا طریقہ ۲۲۷
- سجدہ سہو کے چند مسائل ۲۲۷
- سجدہ سہو واجب ہونے نہ ہونے کا ضابطہ ۲۲۸
- سجدہ سہو کے تفصیلی مواقع ۲۲۸
- نیت باندھنا اور ثناء پڑھنا ۲۲۸
- قرأت کرنا ۲۲۸
- رکوع کرنا ۲۳۰
- سجدہ کرنا ۲۳۰
- تعدیل ارکان ۲۳۰
- قعدہ کرنا ۲۳۰
- التحیات پڑھنا ۲۳۲
- سلام پھیرنا ۲۳۲

- وتر میں قنوت پڑھنا ۲۳۲
- نماز میں سوچنے لگا ۲۳۳
- نماز میں شک ہونا ۲۳۳
- امام کے پیچھے سجدہ سہو کے مسائل ۲۳۴

باب ۱۷: سجدہ تلاوت کا بیان ۲۳۶

- نماز میں آیت سجدہ پڑھنے کے مسائل ۲۳۸
- نماز سے باہر آیت سجدہ پڑھنے سننے کے مسائل ۲۴۰
- متفرقات ۲۴۲

باب ۱۸: نماز وتر کا بیان ۲۴۳

- قنوت نازلہ ۲۴۵

باب ۱۹: مسافرت میں نماز پڑھنے کا بیان ۲۴۷

- آدمی شرعی مسافر کب بنتا ہے ۲۴۷
- تین منزل سے کیا مراد ہے ۲۴۹
- سفر میں نماز کا حکم ۲۴۹
- اقامت کے مسائل ۲۵۰
- مسافر اور مقیم کی امامت واقتداء کے مسائل ۲۵۲
- نماز کے اندر نیت بدلنے کے مسائل ۲۵۳
- متفرقات ۲۵۳
- وطن اصلی اور وطن اقامت ۲۵۴
- وطن اصلی ۲۵۴
- وطن اقامت ۲۵۵
- تابع ومتبوع کی نیت کے مسائل ۲۵۶
- مسافرت میں عورتوں کے مخصوص مسائل ۲۵۷

باب: ۲۰ بیمار کی نماز کا بیان ۲۵۸

- قیام سے متعلق مسائل ۲۵۸
- بیٹھ کر نماز پڑھنا ۲۵۹

- لیٹ کر نماز پڑھنا ۲۶۰
- مریض کا قبلہ رخ ہونے پر قادر نہ ہونا ۲۶۲
- مریض کے بچھونے (بستر) کا نجس ہونا ۲۶۲
- جنون، بے ہوشی اور نشہ کی حالت میں نماز کے مسائل ۲۶۳
- تنبیہ ۲۶۴
- متفرق مسائل ۲۶۴
- مریض کے لیے امامت و اقتداء کے چند مسائل ۲۶۶

باب ۲۱: نماز تراویح کا بیان ۲۶۹

- شبینہ ۲۷۳

باب ۲۲: سنت نمازوں کا بیان ۲۷۴

باب ۲۳: خاص حالات کی کچھ نمازیں ۲۷۶

- استسقاء کی نماز ۲۷۶
- نماز کسوف وخسوف ۲۷۶
- خوف کی نماز ۲۷۷

باب ۲۴: نفل نماز کے احکام ۲۸۰

- بعض خاص نفل نمازیں ۲۸۱
- تحیۃ الوضو ۲۸۲
- تحیۃ المسجد ۲۸۲
- اشراق ۲۸۲
- چاشت کی نماز ۲۸۳
- اوابین کی نماز ۲۸۳
- تہجد کی نماز ۲۸۳
- صلوٰۃ التسبیح ۲۸۳
- سفر کے نفل ۲۸۵
- استخارہ کی نماز ۲۸۵
- استخارہ کی حقیقت ۲۸۶

- نماز توبہ ۲۸۷
- نماز قتل ۲۸۷
- نماز حاجت ۲۸۸

باب ۲۵: جمعہ کی نماز کا بیان ۲۸۹

- جمعہ کے فضائل ۲۸۹
- جمعہ کے آداب ۲۸۹
- نماز جمعہ پڑھنے کا طریقہ ۲۹۰
- نماز جمعہ فرض ہونے کی شرطیں ۲۹۰
- نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں ۲۹۱
- جمعہ کے خطبہ کے مسائل ۲۹۳
- خطبہ کے واجبات ۲۹۳
- خطبہ کی سنتیں اور مستحبات ۲۹۴
- نماز جمعہ کے مسائل ۲۹۶
- متفرق مسائل ۲۹۷

باب ۲۶: عیدین کی نماز کا بیان ۲۹۹

- عید کے دن مسنون چیزیں ۲۹۹
- تنبیہ ۳۰۰
- عید کی نماز کا طریقہ ۳۰۱
- تکبیر تشریق ۳۰۴

باب ۲۷: میت کے احکام ۳۰۵

- قریب الموت کے احکام ۳۰۵
- روح نکل جانے کے بعد احکام ۳۰۶
- غسل میت ۳۰۷
- غسل مسنون ۳۰۷
- غسل میت کا حکم ۳۰۸
- کس کو غسل نہیں دیا جائے گا ۳۱۰

- کون کس کو غسل دے ۳۱۰
- تنبیہ ۳۱۱
- متفرقات ۳۱۱
- بچے کے زندہ یا مردہ پیدا ہونے یا حمل کے گر جانے کے احکام ۳۱۲
- کفنانے کا بیان ۳۱۳
- عورت کا کفن ۳۱۳
- کفن کی لمبائی ۳۱۴
- کفنانے کا مستحب طریقہ ۳۱۴
- مردوں کے لیے ۳۱۵
- عورتوں کے لیے ۳۱۵
- تنبیہ ۳۱۵
- کفنانے کے دیگر مسائل ۳۱۵
- نماز جنازہ کے مسائل ۳۱۶
- نماز جنازہ کا حکم ۳۱۶
- نماز جنازہ کا وقت ۳۱۷
- نماز جنازہ کے فرض ہونے کی شرطیں ۳۱۷
- نماز جنازہ کے صحیح ہونے کی شرطیں ۳۱۷
- تنبیہ ۳۱۹
- نماز جنازہ کے فرائض ۳۲۰
- نماز جنازہ کی سنتیں ۳۲۰
- نماز جنازہ میں جماعت ۳۲۰
- نماز جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ ۳۲۰
- نماز جنازہ کے بعد دعا ۳۲۲
- نماز جنازہ میں صف بندی ۳۲۲
- نماز جنازہ کے مفسدات ۳۲۳
- مسجد میں نماز جنازہ ۳۲۳

- ایک وقت میں اگر کئی جنازے جمع ہوں ۳۲۳
- نماز جنازہ میں امامت کا حقدار ۳۲۳
- متفرقات ۳۲۵
- رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ ۳۲۵
- جنازہ لے چلنے کے احکام ۳۲۶
- شہید کے احکام ۳۲۷
- قسم اول ۳۲۷
- تنبیہ ۳۲۸
- تنبیہ ۳۲۸
- قسم دوم ۳۲۸
- کامل شہید کی شرائط ۳۲۹
- دفن کے احکام ۳۳۱
- تنبیہ ۳۳۶
- تعزیت کا بیان ۳۳۶
- تنبیہ ۳۳۸
- زیارت قبور ۳۳۸
- ایصال ثواب ۳۳۹
- پوسٹ مارٹم یعنی بعد از مرگ معائنہ ۳۴۰
- تشریح الابدان کے لیے نعش کی کاٹ چھانٹ ۳۴۱
- انسانی اعضاء کی پیوند کاری ۳۴۲

باب ۲۷: زکوٰۃ کا بیان ۳۴۳

- زکوٰۃ کس قسم کے مال پر فرض ہے ۳۴۳
- زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں ۳۴۳
- مال دار کا مسلمان ہونا ۳۴۳
- صاحب عقل ہونا ۳۴۴
- بقدر نصاب مال کا مالک ہونا ۳۴۴

- ملکیت کے علاوہ اس پر قبضہ بھی ہو ۳۴۴
- مال نصاب کا قرض سے فارغ ہونا ۳۴۵
- مال نصاب کا نامی یعنی بڑھنے والا ہونا ۳۴۶
- قدر نصاب مال پر چاند کے حساب سے سال کا گزرنا ۳۴۷
- ادائیگی زکوٰۃ کی شرط ۳۴۸
- ادائیگی زکوٰۃ کا وقت ۳۴۸
- سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کا بیان ۳۴۹
- سونے چاندی کا نصاب ۳۴۹
- کھوٹ ملے سونے اور چاندی کا حکم ۳۵۰
- مال تجارت کی زکوٰۃ کا بیان ۳۵۲
- روپے پیسوں کی زکوٰۃ کا بیان ۳۵۳
- قرض پر وجوب زکوٰۃ کا بیان ۳۵۴
- دَین قوی ۳۵۴
- دَین متوسط ۳۵۵
- دَین ضعیف ۳۵۵
- زکوٰۃ کے مستحق لوگ ۳۵۶
- غریب وفقیر ۳۵۶
- مقروض ۳۵۸
- مسافر ۳۵۸
- فی سبیل اللہ ۳۵۹
- عامل ۳۵۹
- جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ۳۶۰
- زکوٰۃ ادا کرنے کا بیان ۳۶۱
- زکوٰۃ کی ادائیگی میں کسی کو وکیل بنانا ۳۶۴
- اموال ظاہرہ ۳۶۵
- اموال باطنہ ۳۶۶

- سرکاری بینکوں سے زکوٰۃ کی سرکاری کٹوتی ۳۶۷
- جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان ۳۶۷
- تنبیہ ۳۶۷
- مثال ۳۶۸
- اونٹوں کی زکوٰۃ کا نصاب ۳۶۹
- ضابطہ کلیہ ۳۷۰
- گائے بھینس کی زکوٰۃ کا نصاب ۳۷۰
- بھیڑ بکری کی زکوٰۃ کا نصاب ۳۷۱
- تنبیہ ۳۷۱
- گھوڑوں کی زکوٰۃ کا نصاب ۳۷۱
- پیداوار کی زکوۃ کا بیان ۳۷۱
- مقدار عشر ۳۷۲
- کس پیداوار پر عشر واجب ہے اور کس پر نہیں ۳۷۲
- مندرجہ ذیل میں عشر واجب نہیں ۳۷۳
- تنبیہ ۳۷۳
- عشر کے چند مسائل ۳۷۳
- تنبیہ ۳۷۳
- خراج ۳۷۴
- خراج کے چند مسائل ۳۷۵
- عشر وخراج سے متعلق چند دیگر مسائل ۳۷۶
- زکوٰۃ اور دینی مدارس ۳۷۷
- کان اور دفینہ پر زکوٰۃ ۳۷۹
- صدقہ فطر کا بیان ۳۸۰
- خلاصہ ۳۸۰
- صدقہ فطر کس کی طرف سے نکالنا ہے ۳۸۱
- صدقہ فطر کب واجب ہوتا ہے ۳۸۱

- صدقہ فطر کی فی کس مقدار کتنی ہے ۳۸۲
- صدقہ فطر کی ادائیگی ۳۸۳

باب۲۹: روزے کا بیان ۳۸۳

- روزے کی تعریف ۳۸۳
- روزے کی نیت ۳۸۳
- روزے کی اقسام ۳۸۳
- فرض ۳۸۳
- واجب ۳۸۳
- نفل ۳۸۴
- مکروہ روزے ۳۸۴
- ماہ رمضان کے روزے کا بیان ۳۸۴
- چاند کا علم نہ ہونے پر شعبان کی تیسویں تاریخ کے مسائل ۳۸۵
- سحری کھانے اور افطار کا بیان ۳۸۶
- قضا روزے کا بیان ۳۸۸
- نذر کے روزے کا بیان ۳۸۹
- نذر معین ۳۸۹
- نذر غیر معین ۳۹۰
- نفل روزے کا بیان ۳۹۱
- چند نفلی روزے ۳۹۲
- چاند کا بیان ۳۹۲
- جب آسمان پر ابر یا غبار ہو ۳۹۲
- چاند دیکھنے کی گواہی کی شرط ۳۹۳
- جب آسمان بالکل صاف ہو ۳۹۵
- متفرق مسائل ۳۹۵
- ریاضی کے حسابات اور آلات رصدیہ کا استعمال ۳۹۶
- روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا معیار ۳۹۷

- چند مقدمات ۳۹۷
- ان مقدمات کا حاصل یہ ضابطہ ہے ۳۹۸
- جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا ۳۹۹
- وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹتا ہے اور قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں ۴۰۲
- کفارہ کا بیان ۴۰۴
- وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹتا ہے اور صرف قضا واجب ہوتی ہے ۴۰۶
- جب کوئی چیز کھائی یا پی ہو ۴۰۷
- زبردستی حلق میں دی گئی ہو ۴۰۷
- قصداً کھائی ہو لیکن ۴۰۷
- منہ کے علاوہ کسی اور راستے سے کسی شے کو پیٹ میں لے جائے ۴۰۹
- جوف معدہ کے علاوہ کسی اور جوف میں سے داخل ہو ۴۰۹
- خود منہ بھر کر قے کرنا ۴۱۲
- متفرق مسائل ۴۱۳
- روزہ توڑ دینے کا بیان ۴۱۳
- جن وجہوں سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے ان کا بیان ۴۱۴
- فدیہ کا بیان ۴۱۷

باب ۲۰: اعتکاف کے مسائل ۴۱۹

- اعتکاف کی اقسام ۴۱۹
- اعتکاف واجب ۴۱۹
- مسنون اعتکاف ۴۱۹
- نفل یا مستحب ۴۱۹
- مطلق اعتکاف کی شرائط ۴۱۹
- روزہ کی شرط ۴۲۰
- مقدار اعتکاف ۴۲۱
- مسجد سے کن ضرورتوں کے لیے نکل سکتا ہے ۴۲۱
- تنبیہ ۴۲۱

- تنبیہ ۴۲۱
- وہ ضرورتیں جن کے لیے مسجد سے نکلنا معتکف کے لیے جائز ہے دو قسم کی ہیں ۴۲۲
- طبعی ضرورتیں ۴۲۲
- شرعی ضرورتیں ۴۲۲
- قضائے حاجت ۴۲۲
- غسل ۴۲۳
- وضو ۴۲۳
- ہوا خارج کرنا ۴۲۳
- کھانے کی ضرورت ۴۲۳
- اذان ۴۲۴
- نماز جمعہ ۴۲۴
- مسجد سے منتقل ہونا ۴۲۴
- کن چیزوں سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے ۴۲۵
- پہلی قسم کے افعال ۴۲۵
- دوسری قسم کے افعال ۴۲۶
- کن صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے ۴۲۶
- مسنون اعتکاف ٹوٹنے کا حکم ۴۲۷
- مباحات اعتکاف ۴۲۸
- مکروہات اعتکاف ۴۲۸
- اعتکاف کے آداب ۴۲۸
- مسنون اعتکاف کے دیگر مسائل ۴۲۸
- واجب یعنی نذر کے اعتکاف کے دیگر مسائل ۴۲۹
- نفلی اعتکاف کے دیگر مسائل ۴۳۰
- عورتوں کا اعتکاف ۴۳۰
- ایک اہم مسئلہ ۴۳۲

باب ۳۱: حج کے احکام ۴۳۳

- حج کے واجب ہونے کی شرائط ۴۳۳
- حج کی ادائیگی کے وجوب کی شرائط ۴۳۵
- تندرست ہونا ۴۳۵
- عورت کے لیے محرم ہونا ۴۳۶
- عورت کا عدت میں نہ ہونا ۴۳۶
- چند متفرق مسائل ۴۳۶
- حج کی تفصیل ۴۳۷
- حج کے فرائض ۴۳۷
- تنبیہ ۴۳۸
- حج کے ارکان ۴۳۸
- حج کے واجبات ۴۳۸
- حج کی سنتیں ۴۳۹
- میقات کا بیان ۴۳۹
- میقات زمانی ۴۴۰
- میقات مکانی ۴۴۰
- آفاقیوں کی میقات یہ ہیں ۴۴۰
- اہل حل اور اہل میقات کے واسطے ۴۴۱
- اہل مکہ مکرمہ کے لیے ۴۴۱
- میقات سے احرام باندھے بغیر گزرنا ۴۴۲
- احرام کا بیان ۴۴۲
- احرام کی اقسام ۴۴۳
- احرام کے مسائل ۴۴۳
- تلبیہ کے مسائل ۴۴۳
- حالت حرام میں لباس کے مسائل ۴۴۴
- عورت کا احرام ۴۴۵
- احرام میں ممنوع کام ۴۴۵

- احرام میں مکروہ کام ۴۴۶
- وہ کام جن کو احرام کی حالت میں کرنا جائز ہے ۴۴۶
- طواف کا بیان ۴۴۷
- طواف کا مختصر طریقہ ۴۴۷
- تنبیہات ۴۴۸
- طواف کے واجبات ۴۴۸
- حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا ۴۴۹
- طواف کی سنتیں ۴۴۹
- طواف کے مباحات ۴۴۹
- طواف کے دیگر مسائل ۴۵۰
- صفا اور مروہ کے درمیان سعی ۴۵۰
- عمرہ ۴۵۲
- حج کا طریقہ ۴۵۲
- تمتع کرنے کا طریقہ ۴۵۲
- مسائل تمتع ۴۵۳
- مکہ مکرمہ سے منیٰ جانا ۴۵۴
- منیٰ سے عرفات جانا ۴۵۴
- عرفات کے احکام ۴۵۴
- وقوف عرفہ ۴۵۵
- مزدلفہ میں ۴۵۵
- دسویں کی رمی ۴۵۶
- بال منڈانا یا کتروانا ۴۵۶
- تنبیہ ۴۵۷
- طواف زیارت ۴۵۷
- گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کی رمی ۴۵۸
- طواف وداع ۴۵۹

- جنایات اور ان کی جزا ۴۵۹
- احرام کی جنایات آٹھ ہیں ۴۵۹
- حرم کی جنایات دو ہیں ۴۶۰
- احصار ۴۶۱
- حج بدل یعنی دوسرے شخص سے حج کرانا ۴۶۲
- حج بدل کی شرائط ۴۶۲
- تنبیہ ۴۶۳
- زیارت سید المرسلین ۴۶۳

باب ۳۲: قربانی کا بیان ۴۶۵

- قربانی کس پر واجب ہے ۴۶۵
- قربانی کا وقت ۴۶۶
- قربانی کے جانور ۴۶۷
- تنبیہ ۴۶۸
- مال دار کے جانور خریدنے سے متعلق مسائل ۴۷۲
- فقیر کے جانور خریدنے سے متعلق مسائل ۴۷۳
- دوسرے کی طرف سے قربانی کے مسائل ۴۷۴
- قربانی کا گوشت اور کھال ۴۷۵
- متفرق مسائل ۴۷۶
- عقیقہ کے مسائل ۴۷۷

● ● ●

تعارف

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ))

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے دنیوی تعلیم سے آراستہ مسلمانوں کی دینی تعلیم کے لیے ''فہم دین'' کے نام سے ایک نصاب و کورس ترتیب دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ نصاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ یعنی درجہ عام (O, level) تین مضامین پر مشتمل ہے۔

◆ اسلامی عقائد ◆ اسلامی اصول ◆ اسلامی احکام و مسائل

ان مضامین پر اپنے دور کی ضروریات اور اپنے زمانے کے ذوق کے مطابق کوئی جامع کتاب نظر نہ آئی اس لیے ان موضوعات پر معتبر کتابوں سے متفرق مواد کو لے کر ایک جگہ ترتیب دیا اور اس طرح سے اسلامی عقائد اور اصول دین کے نام سے دو کتابیں وجود میں آئیں۔

احکام و مسائل میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی a کی مشہور کتاب ''مسائل بہشتی زیور'' کو لے کر اس کی نئے سرے سے ایڈیٹنگ (Editing) کی گئی ہے اور بہت سے ضروری نئے مسائل اور ابواب کا اضافہ کیا گیا ہے جن کو مشہور و معتبر کتابوں سے لیا گیا ہے۔ اس طرح سے اگرچہ کتاب خاصی ضخیم ہوگئی ہے لیکن یہ ضخامت تعلیمی اعتبار سے ناگزیر سمجھی گئی۔

یہ نصاب کسی اچھے عالم دین سے پڑھا جائے جو اس کی خوب اچھی طرح تیاری کر کے پڑھائیں اور تعلیم کی ترتیب یہ ہو کہ روزانہ ایک گھنٹہ کی تعلیم ہو جس میں آدھ آدھ گھنٹے کے دو سبق (Periods) ہوں۔ ہفتہ وار ایک ناغہ کی رعایت کرتے ہوئے یہ نصاب چھ مہینے میں پورا کرایا جا سکتا ہے۔ احکام و مسائل کا سبق پورے چھ مہینے چلے

جب کہ عقائد اور اصول کی کتابیں تین تین مہینے میں مکمل کی جائیں۔ پہلی سہ ماہی میں عقائد کی کتاب پڑھائی جائے اور دوسری سہ ماہی میں اصول کی کتاب ہو۔ دوران تعلیم میں اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ ایک تو سبق کے وقت میں سبق سے خارج اور غیر متعلق بحثوں میں نہ لگیں دوسرے طالب علم کوشش کریں کہ وہ سبق کے وقت میں اپنی اپنی کتاب اپنے ساتھ رکھیں اوراس میں سے پڑھیں۔ یاد رہے کہ ہماری کسی بھی کتاب کے ساتھ ہمارا کسی بھی قسم کا معاشی مفاد وابستہ نہیں ہے۔

دوسرا حصہ یعنی درجہ اعلیٰ (A, Level) دو مضامین پر مشتمل ہے۔

- پورے قرآن پاک کی مختصر لیکن رواں تفسیر۔ اس کے لیے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی مشہور تفسیر بیان القرآن کو بنیاد بنایا گیا ہے۔
- تمام مضامین پر مشتمل احادیث کا مجموعہ۔

الحمد للہ اب دوسرے حصہ کی کتابوں کی ترتیب جاری ہے۔ ہمارا اندازہ ہے کہ ایک گھنٹہ روزانہ پڑھائی ہو تو ایک سال میں اس کی تحصیل ہوسکتی ہے۔

نصاب کا پہلا حصہ بنیادی نوعیت کا ہے۔ اس حصے کی کتابیں ان شاء اللہ پڑھنے والوں کی دینی ضروریات کو بھی پورا کریں گی۔ بہت سے دینی خلجان کو بھی دور کریں گی اور بہت سی گمراہیوں کے مقابلہ میں موثر ہتھیار ثابت ہوں گی۔ دوسرے حصہ کو بھی ملا لیا جائے تو دینیات کی علیٰ وجہ البصیرت مکمل تعلیم کا بندوبست ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور نافع خلائق بنائیں۔

زندگی کے تمام ہی شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کے لیے ان شاء اللہ بہت ہی مفید نصاب ہے جس کی تحصیل بہت ہی مختصر وقت میں کی جاسکتی ہے۔

وہ تمام حضرات جنہوں نے ان کتابوں کی تالیف اور نشر و اشاعت میں تعاون کیا ہے خصوصاً دارالافتاء جامعہ مدنیہ کے معاون مولوی مختار احمد سلمہ اور مولوی حفیظ الرحمن سلمہ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس پر بھرپور اجر عطا فرمائیں۔

ہم مجلس نشریات اسلام کے جناب فضل ربی صاحب ندوی کے بھی انتہائی شکر گزار ہیں کہ انہوں نے کتاب کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں ہم سے بھرپور تعاون کیا اور ہمیں ہر قسم کی فکر سے بے فکر کیا۔

عبدالواحد

دارالافتاء جامعہ مدنیہ لاہور
ذوالحجہ 1420ھ

دوسرے ایڈیشن کے بارے میں

بسم اللہ حامدا و مصلیا

اس دوسرے ایڈیشن کی وجہ یہ بنی کہ لاہور کے ایک ناشر مکتبہ حسن نے اسی کتاب مسائل بہشتی زیور کی اپنی کمپوزنگ کروا کر اس کو چھاپا۔ مجلس نشریات اسلام کراچی والوں نے جو اس کتاب کو پہلے سے چھاپ رہے تھے۔ مکتبہ حسن والوں سے اس کی کمپوزنگ وغیرہ مکمل طور پر خرید لی اور پھر اسی نئی کمپوزنگ کے مطابق انہوں نے چھاپنا شروع کیا۔ ادھر مکتبہ حسن والوں نے بھی سب کچھ فروخت کرنے کے باوجود اسی کمپوزنگ سے دوبارہ چھاپنا شروع کر دیا۔

شروع میں اسی نئی کمپوزنگ میں موجود غلطیوں کا اندازہ نہیں ہوا لیکن جیسے جیسے یہ مطالعہ میں آتی رہی اس میں موجود غلطیاں سامنے آتی گئیں اور ان کی اچھی خاصی مقدار بن گئی۔ غلطیوں کی اصلاح کے دوران یہ خیال ہوا کہ پوری کتاب پر نظر ثانی کی جائے اور جن مسائل میں نئے زاویئے سامنے آئے ہیں یا جن مسائل میں مزید وضاحت کی ضرورت ہے ان کی کچھ تفصیل اور وضاحت کر دی جائے اس لیے نئے سرے سے پوری کتاب کو دیکھا اور اس پر کام کیا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نیا ایڈیشن پیش خدمت ہے۔

جن عنوانات کے تحت مضمون میں بڑی تبدیلی ہوئی ہے وہ یہ ہیں:

1- حرمت مصاہرت

2- تفویض طلاق

عدت کے بیان کے باب کے مسائل کو نئی ترتیب دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ محض اپنے فضل سے اس کوشش کو قبول فرمالیں اور جن حضرات نے اس میں تعاون کیا ہے ان کو اجر سے نوازیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

عبدالواحد

ربیع الاول 1433ھ

دین، ملت اور شریعت

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلَاۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنْ اُرْسِلَ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ الْمُبِیْنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ))

اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیائ علیہم السلام کے واسطے سے اپنے بندوں پر اپنی اطاعت کی جو باتیں مقرر فرمائی ہیں تاکہ ان کے ذریعے سے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رحمت حاصل کریں ان سب باتوں کے مجموعہ کو دین کہتے ہیں اور اس دین کا نام اسلام ہے قرآن پاک میں ارشاد ہے:

{وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ}

دین کی باتیں دوطرح کی ہیں۔

❑ ۱ کچھ وہ ہیں جو اصولی ہیں اور کبھی منسوخ نہیں ہوتیں جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت اور دیگر ایمانیات مثلاً انبیائ علیہم السلام پر، فرشتوں پر، کتب سماویہ پر، قیامت کے دن پر اور تقدیر پر ایمان رکھنا اور یہ ایمان رکھنا کہ احکام صرف اللہ تعالیٰ ہی دیتے ہیں اور ان کے دیئے ہوئے احکام کو بجالانا ہماری ذمہ داری ہے۔ ان ہی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اخلاق فاضلہ کو حاصل کیا جائے۔ یہ باتیں تمام ادیان سماویہ میں مشترک ہیں۔ اور قرآن پاک میں فقط ان باتوں کو بھی مجازاً دین کہا گیا ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

{شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ} (سورہ شوریٰ:۱۳)

❑ ۲ اور کچھ وہ ہیں جو حسب مصلحت زمانہ تبدیل ہوتی رہی ہیں اور مختلف رسولوں

کے ادوار میں ان میں سے بعض منسوخ ہوتی رہی ہیں۔ ان کا تعلق عملی احکام سے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو احکام دیئے گئے ان میں سے بعض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں تبدیل کر دیئے گئے۔ قرآن پاک میں ہے:

{وَ لِاُحِلَّ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ} (آل عمران: ۵۰)

شریعت کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ طریقہ۔

چونکہ ہر نبوی دور کی شریعت دوسری سے مختلف رہی ہے اس لیے فرمایا:

((لِکُلٍّ جَعَلْنَا مِنْکُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا))

پھر آخر میں رسول اللہ ﷺ کو آخری شریعت دی گئی اور چونکہ آپ کے بعد کوئی اور نئی نبوت نہیں ہے اس لیے آپ ﷺ کی شریعت غیر متبدل ہے۔ فرمایا:

((ثُمَّ جَعَلْنَاکَ عَلٰی شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا))

ایک اور اصطلاح ملت کی ہے۔ یہ دین کے ہم معنی ہے البتہ دونوں میں اتنا فرق ہے کہ دین کی اضافت ونسبت خدا، رسول اور امت ان سب کی طرف ہوسکتی ہے مثلاً ہم کہہ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کا دین، رسول خدا کا دین اور امت کے ایک فرد مثلاً زید کا دین جب کہ ملت کی اضافت ونسبت صرف رسول کی طرف ہوسکتی ہے خدا کی طرف اور امت کی طرف نہیں ہوسکتی۔ قرآن پاک میں فرمایا:

{مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا}

دین کی باتوں کی تفصیل

دین کی باتیں پانچ قسم کی ہیں۔

- عقائد
- عبادات
- معاملات
- سزائیں
- آداب

ان میں سے آداب کو چھوڑ کر باقی ہر ایک کی پھر پانچ پانچ قسمیں ہیں۔

عقائد

۱ اللہ تعالیٰ پر ایمان
۲ فرشتوں پر ایمان
۳ کتب الٰہیہ پر ایمان
۴ رسولوں پر ایمان

○ ۵ یوم آخرت پر ایمان

عبادات

- نماز
- زکوٰۃ
- روزہ
- حج
- جہاد

معاملات

○ ۱ مالی معاملات ○ ۲ عائلی معاملات مثلاً نکاح طلاق وغیرہ

○ ۳ باہمی جھگڑے اور امور عدالت ○ ۴ امانت کے معاملات

○ ۵ ترکہ اور میراث۔

سزائیں

(جن کا خوف آدمی کو ارتکاب جرم سے روکے)

☼ ۱ کسی کو ناحق قتل کرنے پر ☼ ۲ کسی کا مال ناحق لینے پر

☼ ۳ کسی کے ساتھ بدکاری پر ☼ ۴ کسی پر بدکاری کا ناحق الزام لگانے پر

☼ ۵ کسی مسلمان کے اسلام ترک کرنے پر

آداب

- اخلاق
- اچھے طور طریقے اور عمدہ عادتیں
- سیاسی امور
- معاشرتی امور

ضروری اصطلاحات

بندوں کے افعال سے متعلق احکام الٰہی کی آٹھ قسمیں ہیں۔فرض، واجب، سنت، مستحب، حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی، مباح۔

● فرض وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور اس کا بغیر عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔فرض عین اور فرض کفایہ، فرض عین وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اور جو کوئی اس کو بغیر کسی عذر کے چھوڑے وہ مستحق عذاب اور فاسق ہے جیسے پنج وقتی نماز اور جمعہ کی نماز وغیرہ۔فرض کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گناہگار ہوں گے جیسے جنازہ کی نماز وغیرہ۔

● واجب وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا بلا عذر ترک کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے بشرطیکہ بغیر کسی تاویل اور شبہ کے چھوڑے اور جو اس کا انکار کرے وہ بھی فاسق ہے کافر نہیں۔

● سنت وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں سنت موکدہ اور سنت غیر موکدہ۔سنت موکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک نہ کیا ہو لیکن ترک کرنے والے پر کسی قسم کا زجر اور تنبیہ نہ کی ہو۔اس کا حکم بھی عمل کے اعتبار سے واجب کا ہے یعنی بلا عذر چھوڑنے والا اور اس کی عادت کرنے والا فاسق اور گناہ گار ہے اور نبی ﷺ کی شفاعت سے جو سنتوں پر عمل کرنے کی وجہ سے ہوگی محروم رہے گا۔ ہاں اگر کبھی چھوٹ جائے تو مضائقہ نہیں مگر واجب کے چھوڑنے میں بہ نسبت اس کے چھوڑنے کے گناہ زیادہ ہے۔سنت غیر موکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک

بھی کیا ہو۔ اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والا عذاب کا مستحق نہیں اور اس کو سنت زائدہ اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔

● مستحب وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی، اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اس کو فقہاء کی اصطلاح میں نفل اور مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔

● حرام وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اس کا منکر کافر ہے اور اس کا بے عذر کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔

● مکروہ تحریمی وہ فعل ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا انکار کرنے والا فاسق ہے جیسے کہ واجب کا منکر فاسق ہے اور اس کا بغیر عذر کرنے والا گناہ گار اور عذاب کا مستحق ہے۔

● مکروہ تنزیہی وہ فعل ہے جس کے نہ کرنے میں ثواب ہو اور کرنے میں عذاب نہ ہو۔

● مباح وہ فعل ہے جس کے کرنے میں ثواب نہ ہو اور نہ کرنے میں عذاب نہ ہو۔

باب :۱

وضو کا بیان

وضو کرنے کا طریقہ:

وضو کرنے والے کو چاہیے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے کہ چھینٹیں اڑ کر اوپر نہ پڑیں' اور وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ کہے اور سب سے پہلے تین دفعہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے پھر تین دفعہ کلی کرے اور مسواک کرے۔ اگر مسواک نہ ہو تو کسی موٹے کپڑے یا صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کر لے کہ سب میل کچیل جاتا رہے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ کر کے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچائے اور اگر روزہ ہو تو غرغرہ نہ کرے کہ شاید کچھ پانی حلق میں چلا جائے۔ پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے لیکن جس کا روزہ ہو وہ جتنی دور تک نرم حصہ ہے اس سے اوپر پانی نہ لے جائے۔ پھر تین دفعہ منہ دھوئے۔ سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے۔ دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے کہیں سوکھا نہ رہے۔ پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے اور انگوٹھی چھلا چوڑی جو کچھ ہاتھ میں پہنے ہو ہلا لے کہ کہیں سوکھا نہ رہ جائے۔ پھر ایک مرتبہ سارے سر کا مسح کرے پھر کان کا مسح کرے۔ اندر کی طرف کا کلمہ کی انگلی سے اور کان کے اوپر کی طرف کا انگوٹھوں سے مسح کرے۔ پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے۔ لیکن گلے کا مسح نہ کرے کہ یہ بدعت ہے اور منع ہے۔ کان کے مسح کے لیے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے۔ اور تین بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت دھوئے۔ پھر بایاں پاؤں ٹخنے

سمیت تین دفعہ دھوئے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے پیر کی انگلیوں کا خلال کرے۔ پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے۔

اہم تنبیہ

اوپر وضو کرنے کا طریقہ ذکر ہوا لیکن اس میں

۱ بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کم ہو جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ جیسے پہلے بے وضو تھا اب بھی بے وضو رہے گا۔ ایسی چیزوں کو فرض کہتے ہیں۔

۲ بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں ان کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے۔ اگر کوئی اکثر چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے ۔ ایسی چیزوں کو سنت (موکدہ) کہتے ہیں۔

۳ اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا اور شرع میں ان کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے۔ ایسی باتوں کو مستحب کہتے ہیں۔ ان کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

- رسول اللہ ﷺ نے اس کام کو کبھی کیا ہو اور کبھی نہ کیا ہو ہمیشہ اور اکثر نہ کیا ہو مثلاً گردن کا مسح۔
- اگر رسول اللہ ﷺ نے اس کو ہمیشہ بھی کیا ہو لیکن وہ عبادت کے طور پر نہ ہو عادت کے طور پر ہو مثلاً دائیں طرف سے شروع کرنا۔
- وہ کام جس کو صحابہ اور تابعین نے دین کے اصول کی موافقت میں پسند کیا ہو۔

وضو کے فرائض

۱ ایک مرتبہ سارا منہ دھونا۔

۲ ایک ایک دفعہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔

۳ ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

○ ۴ ایک ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔

ان میں سے اگر ایک چیز بھی چھوٹ جائے یا کوئی جگہ بال برابر بھی سوکھی رہ جائے گی تو وضو نہ ہوگا۔

مسئلہ: ٹھوڑی کا دھونا فرض ہے بشرطیکہ داڑھی کے بال اس پر نہ ہوں یا ہوں تو اس قدر کم ہوں کہ کھال نظر آئے۔

ہونٹ کا جو حصہ کہ ہونٹ بند ہونے کے بعد دکھائی دیتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔

مسئلہ: داڑھی یا مونچھ یا بھنویں اگر اس قدر گھنی ہوں کہ کھال نظر نہ آئے تو اس کھال کا دھونا جو اس سے چھپی ہوئی ہے فرض نہیں ہے بلکہ وہ بال ہی قائم مقام کھال کے ہیں۔ ان پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔ اس صورت میں ان تمام بالوں کا دھونا فرض ہے جو چہرہ کی حد کے اندر ہیں۔ داڑھی کے وہ بال جو چہرہ کی حد سے آگے بڑھ گئے ہیں ان کا دھونا فرض نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر آنکھ یا منہ زور سے بند کیا اور پلک یا ہونٹ پر کچھ سوکھا رہ گیا یا آنکھ کے اس گوشہ میں جو ناک کے ساتھ ملا ہے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔

مسئلہ: مرد کی انگوٹھی وغیرہ یا عورت کی انگوٹھی، چھلے، چوڑی، کنگن، دستی گھڑی وغیرہ ایسے تنگ ہوں کہ بغیر ہلائے پانی نہ پہنچنے کا گمان ہو تو ان کو ہلا کر اچھی طرح پانی پہنچا دینا ضروری اور واجب ہے۔ نتھ اور لونگ کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سوراخ تنگ ہو کہ ہلائے اور پھرائے بغیر پانی نہ پہنچے گا تو منہ دھوتے وقت گھما کر اور ہلا کر پانی اندر پہنچانا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔ جب یاد آئے اور آٹا دیکھے تو چھڑا کر اس جگہ پانی ڈال لے اور اگر چھڑانے اور پانی ڈالنے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹائے اور پھر سے پڑھے۔

مسئلہ: لچکے کے تاروں کو باریک کتر لیں تو اس کو افشاں کہتے ہیں۔ کسی کے ماتھے پر اگر وہ چنی ہو اور وہ اوپر اوپر سے پانی بہا لے کہ افشاں نہ چھوٹنے پائے تو وضو نہیں ہوتا۔

ماتھے کا سب گوند چھڑا کر منہ دھونا چاہیے۔

مسئلہ: ناخنوں پر نیل پالش لگی ہو تو وضو کے لیے اس کو چھڑانا ضروری ہے۔ بغیر چھڑائے وضو نہیں ہوتا۔

مسئلہ: دھونے کے اعضاء پر پینٹ (رنگ کا روغن) لگ جائے یا ایلفی (سوکھ کر سخت ہو جانے والا گوند) وغیرہ لگ جائے تو اس کو چھڑائے بغیر وضو نہیں ہوتا۔ البتہ پینٹ اتر جائے صرف اس کے رنگ کا اثر باقی رہے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی کی آنکھ دکھتی ہو اور چیپڑ ظاہر ہوں تو اگر آنکھ بند کرنے میں وہ چیپڑ آنکھ کے باہر رہتا ہو تو اس کے نیچے پانی پہنچانا واجب ہے۔

مسئلہ: کسی نے سر پر وگ (Wig) لگا رکھی ہو اور اس پر مسح کیا تو مسح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر مصنوعی جھلی پر انسانی بال پیوست کرائے وہ جھلی سر پر لگالی ہو اور اس پر مسح کیا ہو تو یہ مسح بھی درست نہیں۔

مسئلہ: سر پر مہندی لگا رکھی ہو اور بال اس کے لیپ میں چھپے ہوئے ہوں تو مہندی کے اوپر سے مسح کرنے سے سر کا مسح نہیں ہوتا۔

مسئلہ: کسی کے ناخن بڑھے ہوئے ہوں اور انگلیوں کے سرے ان کے نیچے چھپ جائیں تو ان کے نیچے پانی پہنچانا فرض ہے۔

مسئلہ: وضو کرتے وقت ایڑی پر یا کسی اور جگہ پانی نہیں پہنچا اور جب پورا وضو ہو چکا تب معلوم ہوا کہ فلاں جگہ سوکھی ہے تو وہاں فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں بلکہ پانی بہانا چاہیے۔

مسئلہ: اگر کسی کے ہاتھ پاؤں میں پھٹن ہو اور اس میں پانی پہنچانا نقصان نہیں کرتا تو پھٹن کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے اور اگر دھونا نقصان کرتا ہو تو پھٹن کے اندر پانی پہنچانے کا فرض ساقط ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر پاؤں کی پھٹن میں موم، روغن یا کوئی اور دوا بھر لی تو اگر دوا نکالنے سے ضرر و نقصان نہ ہوتا ہو تو اس کو نکال کر پھٹن کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے اور اگر دوا نکالنے

سے ضرر ہوگا تو اس کو نکالے بغیر اوپر ہی سے پانی بہالے۔

مسئلہ: اگر کسی کے اعضا پر زخم ہو اور وہ اس کو دھونے پر قادر ہو یعنی دھونا اس کو نقصان نہ کرتا ہو تو اس کا دھونا فرض ہے اور اگر اس کو دھونا نقصان کرے تو دھونے کا فرض اس سے ساقط ہو جائے گا بس اس کے اوپر پانی بہالے اور اگر پانی بہانا بھی نقصان کرے تو زخم پر مسح کر لے اور اگر مسح بھی نقصان کرے تو مسح بھی ساقط ہو جائے گا تو وہ اردگرد کی جگہ دھولے اور زخم کی جگہ کو چھوڑ دے۔

مسئلہ: کہنی سے نیچے کوئی زائد عضو ہو مثلاً زائد ہاتھ ہو یا زائد انگلی ہو تو اس کو بھی دھونا فرض ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کا ہاتھ کہنی کے پاس سے کٹ گیا اور کہنی کا کچھ حصہ باقی نہ رہا تو کہنی کا دھونا اس سے ساقط ہو گیا اور اگر کہنی یا اس کا کچھ حصہ باقی ہو تو اس کا دھونا فرض ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کا پاؤں کٹ جائے اور ٹخنہ میں سے کچھ باقی نہ رہے تو اس کا دھونا ساقط ہو جائے گا اور اگر کچھ باقی رہ جائے تو جتنا باقی ہے اس کا دھونا فرض ہے۔

وضو کی سنتیں

وضو میں تیرہ سنتیں ہیں۔

- نیت کرنا، • بسم اللہ کہنا، • گٹوں تک ہاتھ دھونا، • کلی کرنا، • ناک میں پانی ڈالنا، • مسواک کرنا، • سارے سر کا مسح کرنا، • ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا، • کانوں کا مسح کرنا، • ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا، • داڑھی کا خلال کرنا، • ترتیب سے وضو کرنا، • پے در پے دھونا یعنی ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھولے۔

ان سنتوں سے متعلق تفصیل درج ذیل ہے۔

مسئلہ: جب وہ چار عضو جن کا دھونا وضو میں فرض ہے دھل جائیں گے تو وضو ہو جائے گا چاہے وضو کا قصد ہو یا نہ ہو جیسے کوئی نہاتے وقت سارے بدن پر پانی بہالے اور وضو نہ

کرے یا حوض میں گر پڑے یا بارش میں کھڑا ہو جائے اور وضو کے یہ چار اعضاء دھل جائیں تو وضو ہو جائے گا لیکن وضو کا ثواب نہ ملے گا ثواب اس وقت ملے گا۔ جب وضو کی نیت ہوگی۔

مسئلہ: کلی کی حد یہ ہے کہ پورے منہ کے اندر پانی پہنچ جائے اور ناک میں پانی ڈالنے کی حد یہ ہے کہ ناک کے اندر نرم حصہ تک پانی پہنچ جائے۔

مسئلہ: کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا سنت ہے۔کلی میں مبالغہ یہ ہے کہ منہ میں پانی لے کر غرغرہ کرے اور حلق تک پہنچائے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ یہ ہے کہ ناک کی ہڈی (بانسہ) تک چڑھائے۔لیکن اگر روزہ دار ہو تو ان دونوں میں مبالغہ نہ کرے۔

مسئلہ: داڑھی میں خلال کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے چلو میں پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے کے بالوں کی جڑوں میں اس طرح ڈالے کہ اس وقت ہاتھ کی ہتھیلی گردن کی جانب ہو اور ہاتھ کی پشت باہر یعنی نیچے کی جانب کو ہو تاکہ چلو کا پانی بالوں میں داخل ہو سکے۔ پھر داڑھی میں اسی ہاتھ کی انگلیاں نیچے کی جانب سے ڈال کر اوپر کو خلال کرے جس کی دو صورتیں ہیں۔

◆ ہتھیلی کی پشت گردن کی طرف رہے اور ہتھیلی باہر کی جانب یعنی چھاتی کی طرف رہے۔

◆ ہتھیلی گردن کی طرف ہو اور ہتھیلی کی پشت باہر کی طرف ہو۔

مسئلہ: سر کے مسح کے دو طریقے ہیں جو حدیث سے معلوم ہوتے ہیں۔

○ ۱ دونوں ہاتھوں کو نئے پانی سے تر کر کے دونوں ہتھیلیاں اور انگلیاں اپنے سر کے اگلے حصے پر رکھ کر پچھلے حصہ کی طرف اس طرح لے جائے کہ سارے سر پر ہاتھ پھر جائے۔ پھر دو انگلیوں سے دونوں کانوں کا مسح کرے۔

○ ۲ دونوں ہاتھوں کو نئے پانی سے تر کر کے دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیوں یعنی چھنگلیا، اس کے ساتھ والی انگلی اور بیچ کی انگلی ملا کر سر کے آگے کے حصہ پر رکھے

اورسر کے درمیانی حصے میں آگے کی طرف سے پیچھے یعنی گدی کی طرف کھینچے۔ اس وقت دونوں انگوٹھوں، دونوں انگشت شہادت اور دونوں ہتھیلیوں کو سر سے الگ اٹھا ہوا رکھے۔ اس کے بعد دونوں ہتھیلیوں کو گدی کی طرف سے وسط سر کے دونوں جانب رکھے اور گدی سے آگے کی طرف کو کھینچے تاکہ پورے سر کا مسح ہو جائے۔ پھر کانوں کا مسح کرے۔ کانوں کے اندر کا مسح دونوں انگشت شہادت کے سروں کے اندر کی طرف سے کرے اور کانوں کے باہر کا مسح دونوں انگوٹھوں کے اندر کی طرف سے کرے۔

مسئلہ: انگلیوں کے بیچ میں پانی داخل ہو بھی جائے تب بھی دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں میں خلال کرنا سنت ہے۔

دونوں ہاتھ کی انگلیوں میں خلال کے دو طریقے ہیں۔ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالے جس طرح پنجہ کرتے ہیں، ! ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور اوپر کے ہاتھ کی انگلیاں نیچے کے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر کھینچے۔ پھر دوسرے ہاتھ کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے۔

پاؤں کی انگلیوں کا خلال اس طرح کرے کہ بائیں ہاتھ کی چھنگلیا کے ذریعہ پاؤں کی انگلیوں میں نیچے سے اوپر کو خلال کرے اور دائیں پاؤں کی چھنگلی سے شروع کر کے بائیں پاؤں کی چھنگلی پر ختم کرے۔

مسئلہ: اگر کوئی الٹا وضو کر لے کہ پہلے پاؤں دھو ڈالے پھر مسح کرے پھر دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھو ڈالے یا اور کسی طرح الٹ پلٹ کر وضو کرے تب بھی وضو ہو جاتا ہے لیکن سنت کے موافق نہیں ہوتا۔

مسئلہ: ایک عضو کو دھو کر دوسرے عضو کے دھونے میں اتنی دیر نہ لگائے کہ پہلا عضو سوکھ جائے بلکہ اس کے سوکھنے سے پہلے پہلے دوسرا عضو دھو ڈالے۔ اگر پہلا عضو سوکھ گیا تب دوسرا عضو دھویا تو وضو ہو جائے گا لیکن یہ بات سنت کے خلاف ہے البتہ اگر گرمی یا ہوا کی تیزی کی وجہ سے دوسرا عضو عام رفتار سے دھونے سے پہلے پہلا عضو سوکھ جائے تو سنت کے مخالف نہ ہوگا۔

وضو کے مستحبات

- ۱ وضو کے وہ اعضا جو دو دو ہیں ان کے دھونے میں دائیں کو بائیں پر مقدم کرنا۔
- ۲ گردن کا مسح کرنا۔
- ۳ ناک میں پانی ڈالنے کے بعد ناک کو جھاڑنا۔

وضو کے آداب

آداب سے مراد وہ مستحب چیزیں ہیں جو وضو میں تو داخل نہیں لیکن وضو کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔

وہ آداب جو نبی ﷺ سے منقول ہیں

- ہاتھ پاؤں کی حدود معینہ سے زیادہ دھونا یعنی نصف بازو تک اور نصف پنڈلی تک دھونا۔
- کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے لیے دائیں ہاتھ میں پانی لینا اور ناک کو بائیں ہاتھ سے صاف کرنا۔
- اعضاء کو دھونے سے پہلے ان پر گیلا ہاتھ پھیرنا۔
- وضو کے بعد میانی (یعنی شلوار وغیرہ کی رومالی) پر پانی کا چھینٹا ڈالنا۔
- اگر روزہ دار نہ ہو تو وضو سے فارغ ہو کر وضو کا بچا ہوا سارا یا کچھ پانی کھڑے ہو کر پینا۔ بیٹھ کر پیئے گا تو اس سے بھی استحباب حاصل ہو جائے گا۔
- جب وضو کر چکے تو دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھنا۔
- وضو کے دوران اور وضو سے فارغ ہو کر مسنون اور منقول دعائیں پڑھنا۔ ان کا بیان آگے آتا ہے۔
- انگوٹھی کو ہلانا۔

وہ آداب جن کو سلف صالحین نے پسند کیا

- ۱ نماز کے وقت سے پہلے وضو کرنا۔

۲ کان کے مسح میں چھنگلیا کا سرا بھگو کر کان کے سوراخ میں ڈالنا۔

۳ انگوٹھی چھلے چوڑی کنگن وغیرہ کو اگر ڈھیلے ہوں کہ بغیر ہلائے بھی ان کے نیچے پانی پہنچ جائے تب بھی ان کو ہلانا۔

وضو کے مکروہات

- چہرہ دھوتے وقت پانی کا چھینٹا زور سے مارنا۔
- چہرہ دھوتے وقت اپنے منہ اور آنکھوں کو بہت زور سے بند کرنا۔
- وضو میں اعضاء دھونے اور مسح کرنے میں دوسرے سے بلا عذر مدد لینا۔ البتہ اگر خود دھوئے صرف پانی دوسرے سے ڈلوائے تو اس میں کراہت نہیں ہے۔
- فضول اور بلا ضرورت باتیں کرنا۔ البتہ اگر کوئی ضرورت کی بات ہو تو مضائقہ نہیں۔
- ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا یا پانی میں بہت کمی کرنا کہ اچھی طرح دھونے میں دقت ہو۔
- کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ دھونا۔

وضو پر وضو

مسئلہ: اگر ایک وقت وضو کیا تھا پھر دوسرا وقت آ گیا اور ابھی وضو ٹوٹا نہیں ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر دوبارہ وضو کر لے تو بہت ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ: جب ایک دفعہ وضو کر لیا اور ابھی وہ ٹوٹا نہیں تو جب تک اس وضو سے کوئی عبادت نہ کر لے اس وقت تک دوسرا وضو کرنا مکروہ اور منع ہے۔ اس لیے اگر نہاتے وقت کسی نے وضو کیا ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا چاہیے۔ اس کے ٹوٹے بغیر دوسرا وضو نہ کرے۔ ہاں اگر کم سے کم دو ہی رکعت نماز اس وضو سے پڑھ چکا ہو تو دوسرا وضو کرنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔

وضو کرتے وقت کی دعائیں

◆ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ

- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعدد ضعیف طرق سے ہر عضو کے دھوتے وقت کی علیحدہ دعا منقول ہے جو عام دعاؤں کی کتابوں میں مل جاتی ہے۔
- ہر عضو دھوتے وقت یہ پڑھے۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

وضو سے فارغ ہو کر پڑھنے والی دعائیں

۱ ❑ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

۲ ❑ سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھے۔

۳ ❑ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ یَحْزَنُوْنَ۔

”اے اللہ کردے مجھ کو توبہ کرنے والوں میں سے اور کردے مجھ کو (گناہوں سے) پاک ہونے والوں میں سے اور کردے مجھ کو اپنے نیک بندوں میں سے۔“

مسواک کا بیان

مسئلہ: وضو کے وقت مسواک کرنا سنت موکدہ ہے۔

مسئلہ: مسواک چاہے وضو شروع کرنے سے پہلے کرے یا وضو میں کلی کرتے وقت کرے دونوں طرح درست ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جس کے دانتوں سے خون نکلتا ہو وہ وضو شروع کرنے سے پہلے اور جس کے خون نہ نکلتا ہو وہ کلی کے وقت کرے۔

مسئلہ: جس کا پہلے سے وضو ہو اور مسواک کرنے سے اس کے خون نہ نکلتا ہو تو نماز شروع کرنے سے پہلے مسواک کرنا اس کے لیے مستحب ہے۔

مسئلہ: مسواک کرنے کے کچھ مستحب مواقع یہ ہیں۔ گھر میں داخل ہونے پر، لوگوں کے مجمع میں جاتے وقت، قرآن مجید اور حدیث پڑھنے کے لیے اور جماع سے پہلے۔

مسواک کرنے کا مستحب طریقہ

مسواک کو پانی میں تر کر کے دائیں ہاتھ میں اس طرح پکڑے کہ دائیں ہاتھ کی چھنگلیا مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھا مسواک کے سر کے برابر میں اور باقی تین انگلیاں مسواک کے اوپر کی جانب رہیں۔ مٹھی باندھ کر نہ پکڑے۔ پھر داہنی طرف کے اوپر کے دانتوں پر ملتے ہوئے بائیں طرف لے جائے اور پھر داہنی طرف کے نیچے کے دانتوں پر ملتے ہوئے بائیں طرف لے جائے۔ یہ ایک بار ہوا۔ اسی طرح تین بار کرے اور ہر بار مسواک منہ سے نکال کر نچوڑے اور نئے سرے سے پانی میں تر کر کے دوبارہ کرے۔ زبان اور تالو کو بھی مسواک سے صاف کرے۔ مسواک کو دانتوں کی چوڑائی کے رخ پھرائے دانتوں کے طول میں یعنی اوپر سے نیچے کو نہ ملے۔

مسواک کے آداب

- افضل یہ ہے کہ پیلو کی جڑ کی ہو۔ یہ نہ ہو تو زیتون کی ہو۔ یہ بھی نہ ہو تو کسی تلخ درخت کی شاخ یا جڑ کی ہو۔
- مسواک چھنگلیا یا کسی انگلی کے برابر موٹی ہو۔
- نئی مسواک کا جب استعمال کیا جائے تو اس وقت اس کا طول ایک بالشت کا ہو۔ استعمال سے چھوٹی ہو جائے تو کچھ حرج نہیں۔
- مسواک دائیں ہاتھ سے کرے۔
- مسواک موجود ہوتے ہوئے انگلی اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔
- اگر لکڑی کی مسواک نہ ہو یا کسی کے دانت ہی نہ ہوں یا اس کے منہ میں تکلیف ہو تو مسواک کا ثواب حاصل کرنے کے لیے انگلی یا کھردرا کپڑا استعمال کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں خواہ کسی بھی انگلی سے دانتوں کو ملے کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن افضل یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگشت شہادت سے ملے یعنی پہلے بائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے ملے پھر دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے ملے اور اگر چاہے تو دائیں انگوٹھے اور دائیں انگشت شہادت سے اس طرح ملے کہ

پہلے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے دائیں جانب اوپر اور نیچے ملے، پھر دائیں انگشت شہادت سے بائیں جانب اوپر اور نیچے ملے۔

مسئلہ: عورت مسواک پر قادر ہونے کے باوجود مسواک کے بجائے دنداسہ یا صنوبر یا بطم کے درخت کی گوند چبا سکتی ہیں لیکن اس میں مسواک کی نیت کرے۔اس رخصت کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں کے مسوڑھے مردوں کی بہ نسبت نازک ہوتے ہیں۔

مسواک سے متعلق چند مکروہات

- لیٹ کر مسواک کرنا۔
- مسجد میں مسواک کرنا۔
- مسواک کو زمین پر لٹا کر رکھنا۔
- استعمال کے بعد نہ دھونا۔

تنبیہ: دانتوں کے برش یا منجن استعمال کرنے سے اتنا فائدہ تو حاصل ہوگا کہ دانت صاف کرنے کی فضیلت حاصل ہو جائے لیکن لکڑی کی مسواک استعمال کرنے کی فضیلت حاصل نہ ہوگی اور لکڑی کی مسواک کے ترک کو معمول بنا لینے میں سنت موکدہ کا ترک ہے۔

وضو کو توڑنے والی چیزوں کا بیان

وضو کو توڑنے والی چیزیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ جو چیز آگے اور پیچھے کی راہ سے عادت کے طور پر نکلے

ادھر سے عادت کے طور پر نکلنے والی چیزیں یہ ہیں۔ پاخانہ، پیشاب، پاخانہ کے مقام سے نکلنے والی ہوا، منی، مذی، ودی، حیض ونفاس کا خون۔

مسئلہ: شہوت کا خیال آنے سے یا شہوت سے چھونے سے اگر آگے کی راہ سے پانی آ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس پانی کو مذی کہتے ہیں۔

مسئلہ: عورت میں پیشاب اور مذی کا قطرہ اندر کے سوراخ سے باہر نکل آیا لیکن ابھی

اس کھال کے اندر ہے جو اوپر ہوتی ہے تب بھی وضوٹوٹ گیا۔

مسئلہ: اگر کسی کی کانچ یعنی پاخانہ کی آنت کا حصہ باہر نکل آئے تو اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ کچھ نجاست تو باہر آئے گی پھر خواہ وہ خود بخود اندر چلی جائے یا ہاتھ یا کپڑے سے اس کو اندر پہنچایا جائے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کا بواسیری مسہ اندر سے باہر نکل آئے تو وضوٹوٹ جائے گا خواہ وہ پھر سے خود بخود اندر چلا گیا ہو یا ہاتھ یا کپڑے کے ذریعہ اندر کیا گیا ہو۔

مسئلہ: منی اگر شہوت کے بغیر خارج ہو تو وضوٹوٹ جائے گا مثلاً کسی نے کوئی بوجھ اٹھایا یا وہ کسی اونچے مقام سے گر پڑا اور اس صدمہ سے منی خارج ہوگئی۔

تنبیہ: منی جب شہوت سے نکلے یا عورت حیض و نفاس سے پاک ہو تو اس پر غسل فرض ہوتا ہے۔

۲۔ آگے پیچھے کی راہ سے جو چیز خلاف عادت نکلے

خلاف عادت نکلنے والی چیزیں یہ ہیں۔ استحاضہ کا خون، کیڑا، کنکری، حقنہ کی نلی جو مقعد کے اندر غائب ہوگئی ہو۔ کیڑا، کنکری وغیرہ اگرچہ خود پاک ہیں لیکن ان کے نکلنے سے کچھ نجاست بھی ضرور نکلتی ہے اگرچہ وہ تھوڑی ہی ہو اور آگے پیچھے کی راہ سے تھوڑی سی بھی نجاست نکلنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: آگے پیچھے کی راہ سے کوئی کیڑا جیسے کینچوا یا کنکری نکلے تو وضوٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر عورت نے اپنی شرمگاہ (آگے کی راہ) کے اندر تیل ٹپکایا یا مرہم لگائی تو اس تیل کے باہر نکل آنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: بواسیر کے علاج کے لیے کوئی تیل یا مرہم پاخانے کے مقام کے اندر لگائی جب وہ باہر نکل آئے تو وضوٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: عورتوں میں بیماری کی وجہ سے جو لیس دار پانی (لیکوریا) آگے کی طرف سے آتا ہے تو وہ پانی نجس ہے اور اس کے نکلنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: جو ہوا مرد اور عورت کے پیشاب کے مقام سے نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: عورت کے اندرونی معائنہ کے لیے اگر لیڈی ڈاکٹر نے شرمگاہ میں انگلی داخل کی تو عورت کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: ولادت سے پیشتر جو پانی چھوٹتا ہے وہ نفاس نہیں بلکہ نجس رطوبت ہے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن اس کے نکلنے سے نماز معاف نہیں ہوگی۔

۳۔ آگے پیچھے کی راہ کے علاوہ کسی جگہ سے نجاست کا نکلنا

(الف) خون پیپ اور کچ لہو کا نکلنا

قاعدہ ۱: ان نجاستوں سے وضو ٹوٹنے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ نکل کر جسم کے اس حصہ تک بہہ جائیں جس کو وضو یا غسل میں پاک کرنے کا حکم ہے۔ پس جب تک خون وغیرہ زخم کے احاطہ کے اندر اندر ہے زخم کے احاطہ سے باہر نہیں نکلا اس وقت تک وہ بہنے کے حکم میں نہیں ہے۔

مسئلہ: کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ پھوٹ گیا یا خود اس نے پھوڑ دیا اور اس کا خون یا پانی بہہ کر آنکھ میں تو پھیل گیا ہے لیکن باہر نہیں نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا کیونکہ وضو یا غسل میں آنکھ کے اندر کے حصہ کو دھونے کا حکم نہیں ہے اور اگر آنکھ کے باہر نکل پڑا تو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: اگر کان کے اندر دانہ ہو اور پھوٹ جائے تو جب تک خون پیپ سوراخ کے اندر اس جگہ تک رہے جہاں غسل کرتے وقت پانی پہنچانا فرض نہیں ہے تب تک وضو نہیں جاتا اور جب ایسی جگہ پر بہہ کر آجائے جہاں پانی پہنچانا فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر کسی کے سوئی چبھ گئی اور خون نکل آیا لیکن بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا اور جو ذرا بھی اپنی جگہ سے بہہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: کسی نے اپنے پھوڑے یا چھالے کے اوپر کا چھلکا نوچ ڈالا اور اس کے نیچے خون یا پیپ دکھائی دینے لگے لیکن وہ خون یا پیپ اپنی جگہ ٹھہرا رہا کسی طرف نکل کر بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا اور جو بہہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: کسی کے پھوڑے میں بڑا گہرا گھاؤ ہو گیا تو جب تک خون پیپ اس گھاؤ کے سوراخ کے اندر ہی اندر رہے باہر نکل کر بدن پر نہ آئے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: سر کی چوٹ میں اگر خون اتر کر ناک کی نرم جگہ تک آ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح اگر کان سے نکل کر کان کے اس حصہ میں آ جائے جس کا دھونا غسل کرتے وقت فرض ہے تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر خون کا بالفعل بہنا نہ پایا جائے اور بالقوۃ (Potentially) بہنا پایا جائے مثلاً نکلتے ہوئے خون کو پونچھتا رہا اور بہنے نہ دیا اور وہ اتنا تھا کہ اگر وہ نہ پونچھتا تو زخم کے آس پاس کی جگہ میں بہہ جاتا تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا اگر اتنی مقدار بنتی ہو کہ جو بہہ جاتی ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں اور یہ بات غور و فکر اور گمان غالب سے معلوم کی جائے گی کہ وہ بہنے والی مقدار تھی یا نہیں۔

مسئلہ: کسی کے زخم سے ذرا ذرا خون نکلا اس نے کپڑے سے صاف کر لیا پھر ذرا سا نکلا پھر اس نے صاف کر ڈالا۔ اسی طرح کئی دفعہ کیا کہ خون بہنے نہ پایا تو دل میں سوچ کر اگر ایسا معلوم ہو کہ صاف نہ کیا جاتا تو بہہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر ایسا معلوم ہو کہ صاف نہ کیا جاتا تو تب بھی نہ بہتا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ: اگر مچھر یا کھٹمل نے خون پی لیا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ ان کا پیا ہوا خون اتنا نہیں ہوتا کہ جو خود بہہ سکے۔

مسئلہ: کسی نے جونک لگائی اور جونک میں اتنا خون بھر گیا کہ اگر بیچ میں سے کاٹ دو تو خون بہہ پڑے تو وضو جاتا رہا اور جو اتنا نہ پیا ہو بلکہ کم پیا ہو تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: خون کے کسی تجزیہ (Test) کے لیے سوئی کے ذریعہ سرنج (پچکاری) میں خون لیا

یا وریدی ٹیکہ لگانے کے لیے پچکاری میں خون کھینچا یا خون کا عطیہ دیا تو ان صورتوں میں وضوٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے ناک سنکی اور اس میں جمے ہوئے خون کی پھٹکیاں نکلیں تو وضو نہیں گیا کیونکہ یہ منجمد خون ہے جبکہ نجس خون وہ ہے جو پتلا ہو اور نکل کر بہہ پڑے۔ سو اگر کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی پھر جب اس کو نکالا تو انگلی میں خون کا دھبہ معلوم ہوا لیکن وہ خون بس اتنا ہی ہے کہ انگلی میں تو ذرا سا لگ جاتا ہے لیکن بہتا نہیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر کسی کے تھوک میں خون معلوم ہوا تو اگر تھوک میں خون بہت کم ہے جس کی علامت یہ ہے کہ تھوک کا رنگ سفیدی یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر خون زیادہ یا برابر ہے جس کی علامت یہ ہے کہ تھوک کا رنگ سرخ یا سرخی مائل ہے تو وضوٹوٹ گیا۔

خون کا زیادہ ہونا اس کے بہنے والا ہونے پر دلالت کرتا ہے اور برابر ہونے کی صورت میں بھی غلبہ ظن اسی کو ہوتا ہے کہ وہ خود بخود بہنے والا ہے۔

مسئلہ: اگر دانت سے کوئی چیز کاٹی اور اس چیز پر خون کا دھبہ معلوم ہوا یا دانت میں خلال کیا اور خلال میں خون کی سرخی دکھائی دی تو جب تک خون نہ بہے وضو نہیں ٹوٹے گا اور اس کے بہنے کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ تھوک میں خون کا رنگ دیکھیں اگر تھوک میں خون کا رنگ بالکل معلوم نہ ہو تو وہ بہنے والا نہیں اور وضو نہیں ٹوٹا۔ اسی طرح یہ بھی طریقہ ہے کہ منہ اور دانتوں میں جس جگہ سے خون نکلا ہے اس جگہ پر انگلی یا کپڑا رکھے۔ اگر دوبارہ انگلی یا کپڑے پر خون ظاہر ہو تو گمان غالب یہ ہوگا کہ وہ خون بہنے والا ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ: کھانسی کے ساتھ اگر پتلا اور بہتا ہوا خون آئے تو اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے اور اگر جما ہوا آئے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر پھوڑے پھنسی کا خون آپ سے نہیں نکلا بلکہ اسے دبا کے نکالا تب بھی وضو

ٹوٹ جائے گا جب کہ وہ خون بہہ جائے۔

مسئلہ: اگر کسی کے کوئی زخم ہو اور اس میں سے کوئی کیڑا نکلے یا کان سے کیڑا نکلے یا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کر گر پڑے اور خون نہ نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر زخم پر پٹی باندھی اور تری پٹی کے باہر کی طرف پھوٹ آئی یا پٹی اندر کی طرف تر ہوگئی اگرچہ تری باہر کی طرف نہیں پھوٹی تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اس لیے کہ اس سے خون اور رطوبت وغیرہ کا بہنا ظاہر ہوگیا۔ اس کو یوں سمجھیں کہ وہ زخم ایسا ہے کہ اگر اس پر پٹی نہیں ہوتی تو وہ بہتا۔

اسی طرح اگر پٹی دو پرت کی تھی اور تری ایک پرت تک پھوٹ آئی تب بھی رطوبت کے بہنے والی ہونے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ اگر پٹی کھول کر دیکھنا نقصان دہ ہو تو زخم کا اندازہ کر کے عمل کیا جائے۔

مسئلہ: جسم پر دانے نکل آئے ہوں اور وہ ٹوٹ گئے ہوں تو اگر ان سے پیپ و پانی از خود نہیں بہا بلکہ ہاتھ یا کپڑا لگنے سے پھیل گیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔

(ب) کسی بیماری سے پانی کا نکلنا

مسئلہ: آنکھوں سے جو صاف پانی بہے خواہ تیز روشنی سے یا دھوپ کی تپش سے یا پیاز کاٹنے سے یا کھانسی روکنے سے یا کسی کا ہاتھ لگنے سے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح سرمہ یا دوا کی تیزی یا سلائی کی چوٹ سے جو پانی نکلے وہ ناقض وضو نہیں۔

مسئلہ: آنکھ میں کوئی چیز (Foreign Body) پڑ جائے، پھر خواہ خود نکل جائے یا آنکھ میں پیوست ہو جائے اس سے جو صاف پانی نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح پروال (Trichiasis) کی رگڑ سے جو پانی بہے اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر آنکھیں دکھتی ہوں اور کھٹکتی ہوں اور اس سے صاف پانی نکلے اور اس کا پیپ ہونا ظاہر نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹا۔ البتہ جب آنکھوں سے چکنا پانی یا پیپ نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: زکام کی وجہ سے آنکھوں سے پانی بہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: آنکھ اور ناک کے درمیان نلی (Nasolacrimal Duct) کے بند ہونے (Blockage) سے جو پانی بہے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اگر انفکشن (Dacryocystitis) کی وجہ سے چکنے پانی یا پیپ کی آمیزش ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ ٹوٹ گیا یا خود اس نے توڑ دیا اور اس کی رطوبت بہہ کر آنکھ میں تو بہہ گئی لیکن آنکھ کے باہر نہیں نکلی تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا اور اگر رطوبت آنکھ کے باہر نکل آئی تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: اگر عورت کی چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے، اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: کسی کے کان سے بیماری کی وجہ سے پانی نکلتا ہے تو یہ پانی نجس ہے۔ جب کان کے سوراخ سے نکل کر اس جگہ تک آجائے جس کا دھونا غسل میں فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر ناف سے پانی نکلے جو کسی بیماری سے ہی نکلے گا تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

۴۔ قے

مسئلہ: اگر قے ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت نکلے تو اگر منہ بھر کر قے ہوئی ہو تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر منہ بھر کر قے نہیں ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا اور منہ بھر کر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مشکل سے منہ میں رکے۔

اور اگر قے میں نرا بلغم نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا چاہے جتنا ہو منہ بھر کے ہو یا اس سے کم ہو سب کا ایک حکم ہے۔ اور اگر قے میں خون نکلے تو اگر پتلا اور بہتا ہوا ہو تو وضو

ٹوٹ جائے گا اور اگر جما ہوا ٹکڑے ٹکڑے نکلے اور منہ بھر کر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کم ہو تو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ: اگر تھوڑی تھوڑی کر کے کئی دفعہ قے ہوئی لیکن سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک دفعہ میں کرتا تو منہ بھر کر ہو جاتی تو اگر ایک ہی متلی برابر باقی رہی اور تھوڑی تھوڑی قے ہوتی رہی تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر ایک متلی برابر نہیں رہی بلکہ پہلی دفعہ کی متلی جاتی رہی تھی اور طبیعت اچھی ہو گئی تھی پھر دوبارہ متلی شروع ہوئی اور تھوڑی قے ہو گئی۔ پھر جب یہ متلی جاتی رہی تو تیسری دفعہ پھر متلی شروع ہو کر قے ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا۔

۵ نیند

بذات خود نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ بعض حالتوں میں سونے سے جسم کے اعضاء اور جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے پیچھے کی راہ سے ہوا خارج ہو سکتی ہے اور چونکہ نیند کی وجہ سے ہوا خارج ہونے کا شعور نہیں ہوتا اس لیے ان حالتوں میں نیند کو ہوا خارج ہونے کے قائم مقام کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے وہ حالتیں جن میں جسم کے اعضاء اور جوڑ ڈھیلے نہیں ہوتے ان میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے سو گیا اور ایسی غفلت ہو گئی کہ اگر وہ ٹیک نہ ہوتی تو گر پڑتا تو وضو جاتا رہا۔

مسئلہ: اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جائے تو وضو نہیں گیا۔

مسئلہ: اگر سجدے میں سو جائے تو اگر مرد ہو اور مردوں کی طرح سجدہ کیا ہے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر عورت ہو اور اس نے عورتوں کی طرح سجدہ کیا ہو تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر نماز سے باہر بیٹھے بیٹھے سوئے اور اپنا چوتڑ ایڑی سے دبا لے اور دیوار وغیرہ کسی چیز سے ٹیک بھی نہ لگائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: بیٹھے ہوئے نیند کا ایسا جھونکا آیا کہ گر پڑا تو اگر گر کر فوراً ہی آنکھ کھل گئی ہو تو وضو

نہیں گیا اور جو گرنے کے ذرا دیر بعد آنکھ کھلی ہو تو وضو جاتا رہا اور اگر بیٹھا جھومتا رہا گرا نہیں تب بھی وضو نہیں گیا۔

۶۔ بے ہوشی، جنون اور نشہ

اگر بے ہوشی ہوگئی یا جنون سے عقل جاتی رہی تو وضو جاتا رہا چاہے بے ہوشی اور جنون تھوڑی ہی دیر رہا ہو۔ ایسے ہی اگر تمبا کو وغیرہ کوئی نشے کی چیز کھالی اور اتنا نشہ ہو گیا کہ اچھی طرح چلا نہیں جاتا اور قدم ادھر ادھر بہکتا اور ڈگمگاتا ہے تو بھی وضو جاتا رہا۔

۷۔ رکوع وسجدہ والی نماز میں قہقہہ

قہقہہ سے مراد وہ ہنسی ہے جس کو ہنسنے والا اور اس کے آس پاس کے لوگ سن سکیں۔

مسئلہ: اگر نماز میں اتنے زور سے ہنسی نکل گئی کہ اس نے خود بھی اپنی آواز سن لی اور اس کے آس پاس والوں نے بھی سن لی تو اس سے وضو بھی ٹوٹ گیا اور نماز بھی ٹوٹ گئی۔

اور اگر ایسا ہو کہ خود کو تو آواز سنائی دے مگر سب پاس والے نہ سن سکیں اگرچہ بہت ہی پاس والا یعنی جو بالکل اس کے ساتھ کھڑا ہو وہ سن لے تو اس سے اس کی نماز ٹوٹ جائے گی وضو نہ ٹوٹے گا۔

اور اگر ہنسی میں فقط دانت کھل گئے ہوں اور آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضو ٹوٹا نہ نماز گئی۔

مسئلہ: اگر نابالغ لڑکا یا لڑکی نماز میں زور سے ہنسے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا ہاں وہ نماز جاتی رہتی ہے۔

مسئلہ: جنازے کی نماز اور تلاوت کے سجدے میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں جاتا بالغ ہو یا نابالغ ہو۔

۸ مباشرت فاحشہ

مرد کی شرمگاہ جب (داخل ہوئے بغیر) عورت کی شرمگاہ سے مل جائے اور کچھ کپڑا بیچ میں آڑ نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے ایسے ہی اگر دو عورتیں یا دو مرد آپس میں اپنی

شرمگاہیں ملائیں تب بھی وضوٹوٹ جاتا ہے۔

متفرقات

مسئلہ: وضو کے بعد ناخن کٹائے یا زخم کے اوپر کی مردار کھال نوچ ڈالی تو وضو میں کوئی نقصان نہیں آیا نہ تو وضو دہرانے کی ضرورت ہے اور نہ اتنی جگہ کے پھر تر کرنے کا حکم ہے۔

مسئلہ: وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا یا اپنا ستر کھل گیا یا ننگے ہو کر نہایا اور ننگے ہی وضو کیا تو اس کا وضو درست ہے پھر وضو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ: جس چیز کے نکلنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے اور جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں تو اگر ذرا سا خون نکلا کہ زخم کے منہ سے بہا نہیں یا ذرا سی قے ہوئی، منہ بھر کر نہیں ہوئی تو یہ خون اور یہ قے نجس نہیں ہے۔ اگر کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو اس کا دھونا واجب نہیں اور اگر منہ بھر کے قے ہوئی یا خون زخم سے بہہ گیا تو وہ نجس ہے اس کا دھونا واجب ہے اور اگر اتنی قے کر کے کٹورے یا لوٹے کو منہ لگا کر کلی کے لیے پانی لیا تو وہ برتن ناپاک ہو جائے گا اس لیے چلو سے پانی لینا چاہیے۔

مسئلہ: چھوٹا بچہ جو دودھ ڈالتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر منہ بھر کر نہ ہو تو نجس نہیں ہے اور جب منہ بھر کر ہو تو نجس ہے۔ اگر عورت اس کو دھوئے بغیر نماز پڑھے گی تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر وضو کرنا تو یاد ہے اور اس کے بعد وضوٹوٹنا اچھی طرح یاد نہیں کہ وضوٹوٹا ہے یا نہیں ٹوٹا تو اس کا وضو باقی سمجھا جائے گا اسی سے نماز درست ہے لیکن دوبارہ وضو کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ: جس کو وضو کرنے کے دوران شک ہو کہ فلانا عضو دھویا یا نہیں تو وہ عضو پھر دھو لینا چاہیے اور اگر وضو کر چکنے کے بعد شک ہوا تو کچھ پروا نہ کرے وضو ہو گیا۔ البتہ اگر یقین ہو جائے کہ فلانی بات رہ گئی ہے تو اس کو کرے۔

حدث اصغر یعنی بے وضو ہونے کی حالت کے احکام

مسئلہ: قرآن مجید اور پاروں کے پورے کاغذ کا چھونا مکروہ تحریمی ہے خواہ اس جگہ کو چھوئے جہاں آیت لکھی ہے یا اس جگہ کو چھوئے جو سادہ ہے۔

اور اگر پورا قرآن نہ ہو بلکہ کسی کاغذ یا کپڑے یا جھلی وغیرہ پر قرآن کی ایک پوری آیت لکھی ہو باقی حصہ سادہ ہو تو سادہ جگہ کا چھونا جائز ہے جب کہ آیت پر ہاتھ نہ لگے۔

مسئلہ: قرآن مجید کا لکھنا مکروہ نہیں بشیرطیکہ لکھے ہوئے کو ہاتھ نہ لگے گو خالی مقام کو چھوئے۔ یہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے مگر امام محمدؒ کے نزدیک خالی مقام کو بھی چھونا جائز نہیں ہے اور اس میں زیادہ احتیاط ہے۔

مسئلہ: ایک آیت سے کم کا لکھنا مکروہ نہیں جب کہ کسی کتاب وغیرہ میں لکھے اور اگر قرآن شریف میں لکھے تو بغیر وضو کے ایک آیت سے کم کا لکھنا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ: نابالغ بچوں کو حدث اصغر کی حالت میں بھی قرآن مجید کا دینا اور چھونے دینا مکروہ نہیں۔

مسئلہ: بے وضو شخص کے لیے قرآن پاک کا زبانی پڑھنا درست ہے اور بغیر چھوئے اس میں دیکھ کر پڑھنا بھی درست ہے۔

معذور کا بیان

طہارت میں معذور وہ شخص ہے جس کو ایسا عذر لاحق ہو جس کا روکنا اس کے قابو سے باہر ہو مثلاً ایسی نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا کوئی ایسا زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے کسی وقت بہنا بند نہیں ہوتا یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے اور اس کا وہ عذر ایک نماز کے پورے وقت تک برابر قائم رہے اتنا وقت بھی نہ ملے کہ اس وقت کی فرض و واجب نماز طہارت کے ساتھ پڑھ سکے۔

اگر اس کو اتنا وقت مل جائے جس میں طہارت کے ساتھ نماز پڑھ سکے یعنی صرف وضو کے فرائض ادا کر کے نماز کے فرائض و واجبات ادا کر سکے تو اس کو معذور نہیں کہیں

گے۔

معذور کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کرلیا کرے۔ جب تک وہ وقت رہے گا تب تک اس کا وضو باقی رہے گا جب یہ وقت چلا گیا دوسری نماز کا وقت آ گیا تو اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا چاہیے اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کرلیا کرے اور اس وضو سے فرض، نفل، قضا جو نماز چاہے پڑھے۔

ایک دفعہ معذور ہو جانے کے بعد جب دوسرا وقت آئے تو اس میں ہر وقت عذر کا پایا جانا مثلاً خون کا بہنا شرط نہیں ہے بلکہ وقت بھر میں اگر ایک دفعہ بھی خون آ جایا کرے اور باقی سارے وقت میں بند رہے تب بھی معذور باقی رہے گا۔

اگر اس کے بعد ایک پورا وقت ایسا گزر جائے جس میں خون بالکل نہ آئے تو اب معذور نہیں رہا۔ اب اس کا حکم یہ ہے کہ جتنی دفعہ خون نکلے گا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: معذور کے وضو کو نماز کے وقت کا گزرنا یا دوسرے حدث (یعنی پیشاب پاخانہ وغیرہ) کا لاحق ہونا توڑ دیتا ہے لہٰذا جس شخص کی نکسیر مسلسل جاری ہو اس نے اگر فجر کے وقت وضو کیا تو سورج نکلنے کے بعد اس وضو سے کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ دوسرا وضو کرنا چاہیے۔

اور جب سورج نکلنے کے بعد وضو کرے اگرچہ اشراق و چاشت کے لیے ہو تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے ظہر کے لیے نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر معذور عید کی نماز کے لیے وضو کرے تو اس سے ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد نصف النہار تک کسی فرض نماز کا وقت نہیں ہے۔ اس لیے وہ وضو اس وقت ختم ہوگا جب ظہر کا وقت گزر جائے گا۔

اور اسی وقت کے اندر اگر کوئی دوسرا حدث پایا جائے مثلاً اس نے پیشاب یا پاخانہ کیا تو اب اس دوسرے حدث کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا عذر کی وجہ سے نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ: ظہر کا کچھ وقت گزر گیا تھا تب زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا تو اخیر وقت تک

انتظار کرے۔ اگر بند ہو جائے تو خیر، نہیں تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اگر عصر کے پورے وقت میں اسی طرح بہتا رہا کہ نماز پڑھنے کی مہلت نہیں ملی تو اب عصر کا وقت گزرنے کے بعد معذور ہونے کا حکم لگائیں گے کیونکہ ظہر کا پورا وقت عذر میں نہیں گزرا تھا جب کہ عصر کا پورا وقت عذر میں گزرا ہے۔ اور اگر عصر کے وقت کے اندر ہی اندر بند ہو گیا تو وہ معذور نہیں ہے جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھی ہیں وہ درست نہیں ہوئیں پھر سے پڑھے۔

مسئلہ: ایسے ہی معذور نے پیشاب یا پاخانے کی وجہ سے وضو کیا اور جس وقت وضو کیا تھا اس وقت زخم یا نکسیر کا خون بند تھا۔ جب وضو کر چکا تب خون آیا تو اس خون کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ البتہ جو وضو نکسیر یا زخم کے خون کے سبب سے کیا ہے خاص وہ وضو نکسیر یا زخم کے خون کی وجہ سے نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: اگر معذور اس بات پر قادر ہے کہ زخم پر کپڑا باندھنے سے یا روئی رکھنے یا روئی بھرنے سے خون پیپ وغیرہ کے عذر کو روک سکتا ہے یا کم کر سکتا ہے تو اس کو بند کرنا یا کم کرنا واجب ہے اور بند کر سکنے کے سبب اب وہ صاحب عذر نہیں رہتا۔

مسئلہ: اگر جھکنے سے یا سجدہ کرنے سے خون جاری ہو جاتا ہے یا پیشاب کے قطرے گرنے لگتے ہیں کھڑے رہنے یا بیٹھنے سے جاری نہیں ہوتے تو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے۔ اگر کھڑے ہونے سے عذر جاری رہتا ہے بیٹھنے سے نہیں تو نماز بیٹھ کر پڑھے۔ ان صورتوں میں یہ شخص معذور نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر لیٹا رہے تو عذر جاری نہیں ہوتا بیٹھا یا کھڑا ہو تو عذر جاری ہو جاتا ہے تو یہ معذور رہے گا اور یہ نماز کے سارے رکن ادا کرے لیٹ کر نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ: جو شخص ریح کے بکثرت اور مسلسل خروج کے سبب سے معذور ہو تو سونے سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

باب: ٢

غسل کا بیان

فرض غسل کا مسنون طریقہ

غسل کرنے والے کو چاہیے کہ پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر استنجے کی جگہ دھوئے۔ پھر جہاں بدن پر نجاست لگی ہو پاک کرے۔ پھر وضو کرے اور اگر غسل کی جگہ میں پانی نہ ٹھہرتا ہو فوراً بہہ جاتا ہو یا ٹھہرتا ہو لیکن وہاں کسی چوکی یا پتھر پر غسل کرتا ہو تو وضو کرتے وقت پیر بھی دھو لے اور اگر ایسا نہیں ہے اور ٹھہرے ہوئے پانی میں پیر بھر جائیں گے اور غسل کے بعد پھر دھونے پڑیں گے تو سارا وضو کرے مگر پیر نہ دھوئے۔ پھر وضو کے بعد تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈالے پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر پھر تین مرتبہ بائیں کندھے پر پانی ڈالے اس طرح کہ سارے بدن پر پانی بہہ جائے۔ پہلی مرتبہ پانی ڈالنے کے بعد جسم کو مل لے تاکہ سارے جسم پر پانی پہنچ جائے۔ اگر پہلے پاؤں نہ دھوئے ہوں تو اس جگہ سے ہٹ کر پاک جگہ میں آئے اور پیر دھوئے۔

تنبیہ: فرض غسل میں بعض چیزیں فرض ہیں اور بعض سنت اور بعض مستحب ہیں۔

غسل کے فرائض

غسل میں صرف تین چیزیں فرض ہیں۔

- اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔
- ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک نرم ہے۔
- سارے بدن پر پانی پہنچانا۔

مسئلہ: جب سارے بدن پر پانی پڑ جائے اور کلی کر لے اور ناک میں پانی ڈال لے تو غسل ہو جائے گا چاہے غسل کرنے کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔ تو اگر بارش میں ٹھنڈک کی غرض سے کھڑا ہو گیا یا حوض وغیرہ میں گر پڑا اور سب بدن بھیگ گیا اور کلی بھی کر لی اور ناک میں بھی پانی ڈال لیا تو غسل ہو گیا۔

مسئلہ: اگر بدن میں بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی رہ جائے گی تو غسل نہ ہوگا اسی طرح اگر غسل کرتے وقت کلی کرنا بھول گیا یا ناک میں پانی نہیں ڈالا تو بھی غسل نہیں ہوا۔

مسئلہ: اگر غسل کے بعد یاد آئے کہ فلانی جگہ سوکھی رہ گئی تھی تو پھر سے نہانا واجب نہیں بلکہ جہاں سوکھا رہ گیا تھا اسی کو دھولے لیکن فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ تھوڑا سا پانی لے کر اس جگہ بہانا چاہیے۔ اور اگر کلی کرنا بھول گیا ہو تو اب کر لے۔ اگر ناک میں پانی نہ ڈالا ہو تو اب ڈال لے۔ غرض کہ جو چیز رہ گئی ہو، اب اس کو کر لے، نئے سرے سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی بیماری کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنا نقصان کرے اور سر چھوڑ کر سارا بدن دھولے تب بھی غسل ہو گیا لیکن جب اچھا ہو جائے تو اب سر دھو ڈالے پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: عورت کو پیشاب کی جگہ آگے کی کھال کے اندر پانی پہنچانا غسل میں فرض ہے اگر پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔ اگر مرد کا ختنہ نہ ہوا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر کھال کے کھولنے میں دقت نہ ہو تو کھال کے اندر پانی ڈالنا فرض ہے اور اگر دقت ہو تو فرض نہیں۔

مسئلہ: اگر عورت کے سر کے اوپر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور ساری جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ اور اگر سر کے اوپر کے بال تھوڑے تھوڑے کر کے خوب گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کا بھگونا معاف ہے۔ البتہ سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے، ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پائے۔ اگر بغیر کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے اور بالوں کو بھی بھگو دے۔

مسئلہ: عورت کو چاہیے کہ نتھ، بالیوں، انگوٹھی اور چھلوں کو خوب ہلا لے کہ پانی سوراخوں میں پہنچ جائے اور اگر بالیاں نہ پہنے ہو تب بھی قصد کر کے سوراخوں میں پانی ڈال لے۔ ایسا نہ ہو کہ پانی نہ پہنچے اور غسل صحیح نہ ہو۔

مسئلہ: اگر ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوا،

جب یاد آئے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھڑا کر پانی ڈال لے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹا لے۔

مسئلہ: ہاتھ پیر پھٹ گئے اور اس میں موم، روغن یا اور کوئی دوا بھر لی تو اس کے اوپر سے پانی بہا لینا درست ہے۔

مسئلہ: کان اور ناف میں بھی خیال کر کے پانی پہنچانا چاہیے۔ پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر نہاتے وقت کلی نہیں کی لیکن خوب منہ بھر کے پانی پی لیا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ گیا تو بھی غسل ہوگیا۔ البتہ اگر اس طرح پانی پیئے کہ سارے منہ میں پانی نہ پہنچے تو یہ پینا کافی نہیں ہے کلی کر لینا چاہیے۔

مسئلہ: اگر سر کے بالوں میں یا ہاتھ پیروں میں تیل لگا ہوا ہو کہ بدن پر پانی اچھی طرح ٹھہرتا نہیں ہے بلکہ پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو اس کا کوئی حرج نہیں ہے جب سارے بدن اور سارے سر پر پانی ڈال دیا تو غسل ہوگیا۔

مسئلہ: اگر دانتوں کے بیچ میں چھالیہ وغیرہ کا ٹکڑا پھنس گیا تو اس کو خلال سے نکال ڈالے۔ اگر اس کی وجہ سے دانتوں میں پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ: ماتھے پر افشاں چنی ہے یا بالوں میں اتنا گوند لگا ہے کہ بال اچھی طرح نہ بھیگیں گے تو گوند خوب چھڑا ڈالے اور افشاں دھو ڈالے۔ اگر گوند کے نیچے پانی نہ پہنچے گا، اوپر ہی بہہ جائے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی عورت نے دانتوں پر مسی کی دھڑی جمائی ہے تو اس کو چھڑا کر کلی کرے ورنہ غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ: کسی کی آنکھ دکھتی ہیں اس کے لیے اس کی آنکھوں سے کیچڑ بہت نکلا اور ایسا سوکھ گیا کہ اگر اس کو نہ چھڑائے گا تو اس کے نیچے آنکھ کے کونے پر پانی نہ پہنچے گا تو اس کا چھڑا ڈالنا واجب ہے۔ اس کو چھڑائے بغیر نہ وضو درست ہے نہ غسل۔

غسل کی سنتیں

غسل فرض ہو یا غیر فرض اس کے لیے یہ چیزیں سنت ہیں۔

- غسل کی نیت کرنا۔
- ابتداء میں کپڑے اتارنے سے پہلے بسم اللہ کہنا۔
- دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا۔
- استنجا کرنا خواہ استنجے کی جگہ نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو۔
- جسم پر کسی جگہ نجاست لگی ہو اس کو دھونا۔
- وضو کرنا۔
- سر اور تمام بدن پر تین بار پانی ڈالنا۔
- جس ترتیب سے اوپر کی سنتیں بیان ہوئی ہیں اسی ترتیب سے ادا کرنا۔
- جسم کے تمام اعضاء کو پہلی مرتبہ میں ملنا یعنی ان پر ہاتھ پھیرنا تاکہ سب جگہ پانی اچھی طرح پہنچ جائے کہیں سوکھا نہ رہے۔
- ایسی جگہ پر نہائے جہاں اس کو کوئی نہ دیکھے۔

غسل کے مستحبات

۱ تواتر کے ساتھ پانی بہائے یعنی تمام اعضائے بدن کو اس طرح دھوئے کہ جسم اور ہوا کے معتدل ہونے کے زمانے میں ایک حصہ خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھل جائے۔

۲ غسل کے بعد تولیہ وغیرہ موٹے کپڑے سے اپنے بدن کو پونچھ ڈالے لیکن اگر مجبوری نہ ہو تو بہت مبالغہ نہ کرے تاکہ اس کے اعضاء پر غسل کا کچھ اثر باقی رہے۔

۳ غسل کے بعد بدن ڈھانپنے میں بہت جلدی کرے یہاں تک کہ اگر وضو کرتے وقت پیر نہ دھوئے ہوں تو غسل کی جگہ سے ہٹ کر پہلے اپنا بدن ڈھکے پھر دونوں پیر دھوئے۔

۴ اگر انگوٹھی چھلے ڈھیلے ہوں کہ بغیر ہلائے بھی پانی پہنچ جائے تو ہلانا واجب نہیں لیکن ہلا لینا مستحب ہے۔

غسل کے مکروہات

☼ ۱ ننگے ہو کر نہانے میں قبلہ رخ ہونا۔
☼ ۲ غسل میں ستر کھلے ہوئے بلا ضرورت بات کرنا۔
☼ ۳ پانی کے استعمال میں بے جا زیادتی یا کمی کرنا۔
☼ ۵ مسنون طریقے کے خلاف غسل کرنا۔

فرض غسل

حدث اکبر سے پاک ہونے کے لیے غسل فرض ہے۔ حدث اکبر کے چار سبب ہیں:

پہلا سبب

خروج منی یعنی منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا خواہ سوتے میں یا جاگتے میں، بے ہوشی میں یا ہوش میں، جماع سے یا بغیر جماع کے، کسی خیال و تصور سے یا خاص حصے کو حرکت دینے سے یا اور کسی طرح سے۔

مسئلہ: اگر منی اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی مگر خاص حصہ (آلہ تناسل) سے باہر نکلتے وقت شہوت نہ تھی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا۔ مثلاً اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی مگر اس نے خاص حصہ کے سوراخ کو ہاتھ سے بند کر لیا یا روئی وغیرہ رکھ لی تھوڑی دیر کے بعد جب شہوت جاتی رہی تو اس نے خاص حصہ کے سوراخ سے ہاتھ یا روئی ہٹا لی اور منی بغیر شہوت خارج ہو گئی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر کسی کے خاص حصے سے کچھ منی نکلی اور اس نے غسل کر لیا۔ غسل کے بعد شہوت کے بغیر دوبارہ کچھ نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہو جائے گا دوبارہ پھر غسل فرض ہے بشرطیکہ یہ باقی منی سونے سے پہلے یا پیشاب کرنے سے قبل یا چالیس قدم یا اس سے زیادہ چلنے سے قبل نکلے۔ مگر اس باقی منی کے نکلنے سے پہلے اگر نماز پڑھ لی ہو تو وہ نماز صحیح رہے گی اس کا اعادہ لازم نہیں۔

مسئلہ: کسی کے خاص حصے سے پیشاب کے بعد منی نکلے اس پر بھی غسل فرض ہو گا بشرطیکہ شہوت کے ساتھ ہو۔

مسئلہ: میاں بیوی دونوں ایک پلنگ پر سو رہے تھے۔ جب اٹھے تو چادر پر منی کا دھبہ دیکھا اور سونے میں خواب کا دیکھنا نہ مرد کو یاد ہے نہ عورت کو تو دونوں نہا لیں۔ احتیاط اسی میں ہے کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ یہ کس کی منی ہے۔

دوسرا سبب

زندہ باشہوت مرد خواہ بالغ ہو یا نابالغ ہو اس کے خاص حصہ کے سر یعنی حشفہ کا کسی زندہ عورت کے خاص حصہ میں یا کسی دوسرے زندہ آدمی کے مشترک حصہ (یعنی پاخانہ کی جگہ) میں داخل ہونا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو یا خنثیٰ ہو اور خواہ منی گرے یا نہ گرے۔ اس صورت میں اگر دونوں بالغ ہوں تو دونوں پر ورنہ جو بھی بالغ ہو اس پر غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر لڑکی کمسن ہو مگر جماع کے قابل ہو یعنی جماع کرنے سے اس کے آگے اور پیچھے کی راہیں ایک ہو جانے کا خوف نہ ہو تو اس کے خاص حصے میں مرد کے خاص حصہ کا سر داخل ہونے سے مرد پر غسل فرض ہو جائے گا اگر وہ مرد بالغ ہے۔

مسئلہ: جس مرد کے خصیے کٹ گئے ہوں اس کے خاص حصہ کا سر اگر کسی کے مشترک حصہ یا عورت کے خاص حصہ میں داخل ہو تب بھی غسل دونوں پر فرض ہو جائے گا اگر دونوں بالغ ہوں ورنہ اس پر جو بالغ ہو۔

مسئلہ: اگر کسی مرد کے خاص حصہ کا سر یعنی حشفہ کٹ گیا ہو تو اس کے باقی حصے سے حشفہ کے برابر مقدار کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر بقیہ عضو میں سے بقدر حشفہ داخل ہو گیا تو غسل واجب ہو گا ورنہ نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے کو کپڑے وغیرہ سے لپیٹ کر داخل کرے تو اگر جسم کی حرارت محسوس ہو تو غسل فرض ہو جائے گا مگر احتیاط یہ ہے کہ جسم کی حرارت محسوس ہو یا نہ ہو غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت شہوت کے غلبہ میں اپنے خاص حصہ میں کسی نابالغ بے شہوت

لڑکے یا کسی جانور کے خاص حصہ کو یا کسی لکڑی وغیرہ کو یا اپنی انگلی کو داخل کرے تو اگر عورت کو انزال ہو جائے تو اس پر غسل فرض ہوگا اور اگر انزال نہ ہو تب بھی احتیاطاً اس پر غسل کرنا فرض ہوگا۔

تیسرا سبب

حیض سے پاک ہو جانا۔

چوتھا سبب

نفاس سے پاک ہو جانا۔

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں

مسئلہ: استحاضہ سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ: مذی اور ودی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر کوئی مرد سو کر اٹھنے کے بعد اپنے خاص عضو پر تری دیکھے اور سونے سے پہلے اس کے خاص حصے کو انتشار ہو تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا اور وہ تری مذی سمجھی جائے گی بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو اور اس تری کے منی ہونے کا غالب گمان نہ ہو۔ اور اگر ران وغیرہ یا کپڑوں پر بھی تری ہو تو غسل واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص خواب میں اپنی منی گرتی ہوئی دیکھے اور منی گرنے کی لذت بھی اس کو محسوس ہو مگر کپڑوں پر تری یا کوئی اور اثر معلوم نہ ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ: منی اگر اپنی جگہ سے بغیر شہوت کے جدا ہو تو اگرچہ باہر نکل آئے غسل فرض نہ ہوگا مثلاً کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا وہ اونچی جگہ سے گر پڑا یا کسی نے اس کو مارا اور اس صدمہ سے اس کی منی بغیر شہوت کے نکل آئی تو غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی مرد کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اس منی کے نکلنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی مرد یا عورت کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ سر حشفہ سے کم مقدار میں داخل کرے تو غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ: کوئی ایسی کمسن لڑکی ہو جو جماع کے قابل نہ ہو اور زبردستی کرنے سے اس کی آگے پیچھے کی راہیں ایک ہو جانے کا خوف ہو اس کے ساتھ اگر کسی مرد نے جماع کیا تو چونکہ حقیقت میں حشفہ پورا داخل نہیں ہوا اور مرد کو انزال بھی نہ ہوا ہو تو مرد پر غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ: حقنہ (Enema) یعنی انیما کی نلی کے پاخانے کے مقام میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

جن صورتوں میں غسل واجب ہے

- ❑ ١ اگر کوئی کافر اسلام لائے اور حالت کفر میں اس کو حدث اکبر ہوا ہو اور وہ نہ نہایا ہو یا نہایا تو ہو مگر فرائض پورے نہ کرنے کی وجہ سے وہ غسل شرعاً صحیح نہ ہوا ہو تو اس پر اسلام لانے کے بعد نہانا واجب ہے۔
- ❑ ٢ اگر کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے اور اس کو پہلی بار احتلام ہو تو اس پر احتیاطاً غسل واجب ہے اور اس کے بعد جو احتلام ہو یا پندرہ برس کی عمر کے بعد احتلام ہو تو اس پر غسل فرض ہے۔

جن صورتوں میں غسل سنت (غیر موکدہ) ہے

- جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد سے جمعہ تک ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہو۔
- عیدین کے دن فجر کے بعد ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔
- حج یا عمرہ کے احرام کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔
- حج کرنے والے کو عرفہ کے دن زوال کے بعد غسل کرنا سنت ہے۔

جن صورتوں میں غسل کرنا مستحب ہے

- ○ ١ اسلام لانے کے لیے غسل کرنا اگر حدث اکبر سے پاک ہو۔

۲ کوئی مرد یا عورت جب پندرہ برس کی عمر کو پہنچے اور اس وقت تک کوئی علامت جوانی کی اس میں نہ پائی جائے تو اس کو غسل کرنا۔
۳ مردے کو نہلانے کے بعد نہلانے والوں کو غسل کرنا۔
۴ پچھنے لگوانے کے بعد اور جنون اور مستی اور بے ہوشی دور ہو جانے کے بعد غسل کرنا۔
۵ شب برات یعنی شعبان کی پندرھویں رات کو غسل کرنا۔
٦ شب قدر کی رات میں اس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے جس کو شب قدر معلوم ہوئی ہو۔
۷ مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کرنا۔
۸ مزدلفہ میں ٹھہرنے کے لیے دسویں تاریخ کی صبح کو طلوع فجر کے بعد غسل کرنا۔
۹ طواف زیارت کے لیے غسل کرنا۔
۱۰ کنکریاں پھینکنے کے لیے غسل کرنا۔
۱۱ کسوف، خسوف اور استسقاء کی نمازوں کے لیے غسل کرنا
۱۲ خوف اور مصیبت کی نماز کے لیے غسل کرنا۔
۱۳ کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لیے غسل کرنا۔
۱۴ سفر سے اپنے وطن واپس پہنچ جانے کے بعد غسل کرنا۔
۱۵ مجلس عام میں جانے کے لیے اور نئے کپڑے پہننے کے لیے غسل کرنا۔
۱٦ جس کو قتل کیا جانا ہو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

حدث اکبر کے احکام

مسئلہ: جب کسی پر غسل فرض ہو اس کو مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جائز ہے مثلاً کسی کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور دوسرا کوئی راستہ اس کے نکلنے کا اس کے علاوہ نہ ہو اور نہ وہاں کے علاوہ کسی دوسری جگہ رہ سکتا ہو تو اس کو تیمم کر کے مسجد میں جانا جائز ہے۔ یا کسی مسجد میں پانی کا چشمہ یا کنواں یا حوض ہو اور اس کے علاوہ کہیں پانی نہ ہو تو اس کو تیمم کر کے مسجد میں جانا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کو مسجد میں احتلام ہو جائے تو وہ تیمم کر کے جلد باہر نکلے۔ یہ تیمم جائز ہے

واجب نہیں اور اگر دشمن یا جانور کے خوف کی وجہ سے جلد نہ نکلے اور وہیں ٹھہرا رہے تو تیمم کر کے ٹھہرے۔ یہ تیمم واجب ہوگا۔

مسئلہ: جنازگاہ اور عیدگاہ اور مدرسہ اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے۔

مسئلہ: جنبی کے لیے ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز مسجد سے لینا جائز ہے۔

کسی پر غسل فرض ہو اور پردہ کی جگہ نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ مرد کو مردوں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب ہے۔ اسی طرح عورت کو عورتوں کے سامنے بھی نہانا واجب ہے اور مرد کو عورتوں کے سامنے اور عورت کو مردوں کے سامنے نہانا حرام ہے بلکہ تیمم کرے۔

مسئلہ: جنبی اگر نماز کے وقت تک غسل میں تاخیر کرے تو وہ گناہگار نہیں ہوتا البتہ تاخیر کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

مسئلہ: اگر جنبی شخص غسل یا وضو کیے بغیر سوئے یا اپنی بیوی سے دوبارہ جماع کرے تو جائز ہے لیکن وضو کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ: جس پر نہانا واجب ہے اگر وہ نہانے سے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے تو پہلے اپنے ہاتھ اور منہ دھولے اور کلی کر لے تب کھائے پیئے اور اگر بے ہاتھ منہ دھوئے کھا پی لے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

مسئلہ: کوئی عورت جنبی ہوئی پھر اس کو حیض آ گیا تو اس کو اختیار ہے کہ جنابت کا غسل ابھی کر لے یا اس کو حیض سے پاک ہونے تک موخر کر دے اور حیض سے پاک ہونے پر ایک ہی غسل دونوں سببوں کے لیے کافی ہے۔

مسئلہ: غسل کے لیے کم سے کم ایک صاع (ساڑھے تین سیر دو چھٹانک) پانی اور وضو کے لیے ساڑھے چودہ چھٹانک پانی کافی ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ عام طور سے اتنی مقدار استعمال فرماتے تھے۔

باب: ۳

پانی کا بیان

پانی کی دو قسمیں ہیں

مطلق پانی: وہ ہے جس کو عرف عام میں صرف پانی کہا جاتا ہے۔

مقید پانی: وہ ہوتا ہے کہ صرف پانی کہنے سے جس کی طرف ذہن سبقت نہیں کرتا۔ یہ دو طرح کا ہوتا ہے۔

- وہ پانی جو نسبت کے ساتھ بولا جاتا ہے مثلاً ناریل کا پانی اور تربوز کا پانی۔
- وہ مائع جو عرف عام میں پانی نہیں سمجھا جاتا مثلاً شربت، سرکہ، رس وغیرہ۔

مطلق پانی سے نجاست حکمی (یعنی حدث اصغر و حدث اکبر) اور نجاست حقیقی (یعنی ظاہری نجاست جو بدن کپڑے برتن وغیرہ کو لگی ہو) کو دور کیا جا سکتا ہے جب کہ مقید پانی سے نجاست حکمی دور نہیں ہوتی (یعنی اس سے وضو اور غسل درست نہیں) البتہ اس سے نجاست حقیقی کو دور کیا جا سکتا ہے۔

مطلق پانی کی پانچ قسمیں ہیں

۱ **طاہر مطہر غیر مکروہ:** یعنی وہ مطلق پانی جو خود پاک ہو اور بلا کراہت پاک کرنے والا ہو۔ اس سے وضو اور غسل وغیرہ کراہت کے بغیر درست ہے اور وہ یہ ہے: بارش، دریا، ندی، نالہ، سمندر، چشمے کنویں وغیرہ کا پانی، پگھلی ہوئی برف یا اولوں کا پانی۔

۲ **طاہر مطہر مکروہ:** یعنی وہ مطلق پانی جو خود پاک ہو مگر پہلی قسم کے پانی کے ہوتے ہوئے اس سے وضو اور غسل کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر وہ نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ یہ وہ پانی ہے جو دھوپ سے گرم ہو گیا ہے یا وہ قلیل پانی ہے جس میں آدمی کا تھوک یا ناک کی رینٹ مل گئی ہو۔

۳ طاہر غیر مطہر: یہ وہ مطلق پانی ہے جو خود پاک ہے مگر اس سے وضو یا غسل جائز نہیں اور یہ مستعمل پانی ہوتا ہے جو اس پانی کو کہتے ہیں جس سے حدث اصغر یا حدث اکبر کو دور کیا گیا ہو یا ثواب کی نیت سے بدن پر استعمال کیا گیا ہو (یعنی اس سے وضو پر وضو کیا گیا ہو)

۴ مشکوک: یہ وہ مطلق پانی ہے جو خود پاک ہے مگر اس کا مطہر یا غیر مطہر ہونا یقینی نہیں جیسے وہ پانی جس میں سے گدھے یا خچر نے منہ ڈال کر پانی پیا ہو۔

۵ نجس: یہ وہ مطلق پانی ہے جو خود ناپاک ہے۔ اس سے وضو غسل جائز نہیں اور ناپاک چیزیں اس سے پاک نہیں ہوتیں۔

مطلق پانی کی پہلی قسم: طاہر مطہر غیر مکروہ

اس کی تین قسمیں ہیں • جاری پانی، • ٹھہرا ہوا پانی اور • کنویں کا پانی۔

جاری پانی

یہ اس چلتے اور بہتے ہوئے پانی کو کہتے ہیں جو تنکے کو بہا کر لے جائے۔ اگر اس میں کوئی نجاست گر جائے تو جب تک اس نجاست کا اثر پانی میں ظاہر نہ ہو یعنی اس کے مزے یا رنگ یا بو میں فرق نہ آئے اس وقت تک وہ پانی نجس نہیں ہوگا اور اگر ان میں سے ایک صفت بھی بدل گئی تو پانی نجس ہوگیا۔ جاری پانی مستعمل نہیں ہوتا اس لیے:

- اگر بہت سے لوگ نہر کے کنارے پر صف باندھ کر بیٹھیں اور وضو کریں تو ان کا وضو جائز ہے۔
- کسی کے پاس ایک برتن میں کچھ پانی ہو اور وہ اس کو ٹین کی ایک طرف سے کچھ اٹھی ہوئی چادر پر بہائے اور بہتے ہوئے پانی میں وضو کرے کہ اعضا سے گرنے والا مستعمل پانی اسی میں گرے اور یہ سب پانی پھر دوسری طرف سے ایک برتن میں جمع ہو جائے تو اس جمع کئے ہوئے پانی سے دوبارہ وضو کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ جاری پانی تھا۔

مسئلہ: اگر پانی آہستہ آہستہ بہتا ہو تو بہت جلدی جلدی وضو نہ کرے تا کہ جو دھووَن گرتا ہے وہ ہاتھ میں نہ آئے۔

ٹھہرا ہوا پانی

یہ قلیل بھی ہوسکتا ہے اور کثیر بھی ہوسکتا ہے۔ ضابطہ یہ ہے کہ قلیل (تھوڑے) پانی میں نجاست گر پڑے تو وہ نجس ہو جاتا ہے خواہ اس میں نجاست کا اثر یعنی رنگ بو مزہ ظاہر ہو یا نہ ہو۔ کثیر پانی کا وہی حکم ہے جو جاری پانی کا ہوتا ہے یعنی اس کے ایک طرف نجاست پڑ جائے تو جب تک اس کا کوئی وصف نہ بدلے وہ پانی سب کا سب ناپاک نہیں ہوگا۔

قلیل و کثیر میں امتیاز یہ ہے کہ اگر استعمال کے وقت ایک طرف کا پانی ہل کر دوسری طرف تک چلا جائے تو وہ پانی قلیل ہے اور اگر دوسری طرف تک نہ جائے تو کثیر ہے اور اس میں اعتبار اس شخص کی رائے کا ہے جس کو ایسی حالت سے سابقہ پڑ جائے۔ عام لوگوں کی آسانی کے لیے کہا جاتا ہے کہ کثیر پانی وہ ہے جو پچیس مربع گز کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہو اور اس کی گہرائی کم از کم اتنی ہو کہ چلو سے پانی لینے میں اس کے نیچے کی زمین نہ نکلے۔

اگر گہرائی زیادہ ہو تو اس سے مذکورہ رقبہ کو کم نہیں کیا جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ پانی کے حجم اور اس کی مقدار کا اعتبار نہیں ہے بلکہ پانی کی اوپر کھلی سطح کے رقبہ کا اعتبار ہے۔ اگر کوئی تالاب جس کی لمبائی چوڑائی پانچ پانچ گز ہو اور وہ لبالب بھرا ہو اور تالاب پر ڈھکن ہو جو پانی کی سطح کے ساتھ ملا ہوا ہو اور اس ڈھکن کا ایک سوراخ ہو جو دو فٹ لمبا اور دو فٹ چوڑا ہو تو کھلی سطح چونکہ صرف چار مربع فٹ ہے لہٰذا یہ قلیل پانی سمجھا جائے گا اگرچہ وہ تالاب بہت گہرا ہو۔

قلیل پانی کے مسائل

مسئلہ: جنگل میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو جائے تب تک اس سے وضو کرے فقط اس وہم پر وضو نہ چھوڑے کہ شاید یہ نجس ہو۔ اگر اس کے

ہوتے ہوئے تیمم کرے گا تو تیمم نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی کافر یا بچہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ البتہ اگر معلوم ہو جائے کہ اس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جائے گا لیکن چونکہ چھوٹے بچوں کا کچھ اعتبار نہیں اس لیے جب تک کوئی اور پانی ملتا ہو اس کے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ: جس پانی میں ایسی جاندار چیز مر جائے جس کے بہتا ہوا خون نہیں ہوتا یا باہر مر کر پانی میں گر پڑے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ جیسے مچھر، مکھی، بھڑ، تتیا، بچھو، شہد کی مکھی یا اسی قسم کی اور جو چیز ہو۔

مسئلہ: جس کی پیدائش پانی کی ہو اور ہر دم پانی ہی میں رہا کرتی ہو اس کے مر جانے سے پانی خراب نہیں ہوتا، پاک رہتا ہے جیسے مچھلی، مینڈک، کچھوا، کیکڑا وغیرہ۔

مسئلہ: جو چیز پانی میں رہتی ہو لیکن اس کی پیدائش پانی کی نہ ہو تو اس کے مر جانے سے پانی نجس وخراب ہو جاتا ہے جیسے بطخ اور مرغابی۔ اسی طرح اگر الگ مر کر پانی میں گر پڑے تب بھی نجس ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: پاک کپڑا، برتن اور نیز دوسری پاک چیزیں جس پانی سے دھوئی جائیں اس سے وضو اور غسل درست ہے بشرطیکہ پانی کے تین وصفوں میں سے دو وصف باقی ہوں گو ایک وصف بدل گیا ہو اور اگر دو وصف بدل جائیں تو پھر درست نہیں۔

مسئلہ: اگر چھوٹا حوض یا ٹنکی ناپاک ہو جائے۔ پھر اس میں ایک ہی وقت میں ایک طرف سے پانی داخل ہو اور دوسری طرف سے باہر نکلے تو پانی جاری ہونے کی وجہ سے حوض اور ٹنکی وغیرہ پاک ہو جاتے ہیں اگرچہ ابھی بہت تھوڑا سا پانی نکلا ہو۔

کثیر پانی کے مسائل

مسئلہ: بڑا حوض جو دس ہاتھ (یعنی 15 فٹ) لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو اور اتنا گہرا ہو کہ اگر چلو سے پانی اٹھائیں تو زمین نہ کھلے۔ یہ بھی بہتے ہوئے پانی کے مثل ہے ایسے حوض

کودہ دردہ کہتے ہیں۔ اگر اس میں ایسی نجاست پڑ جائے جو پڑ جانے کے بعد دکھائی نہیں دیتی جیسے پیشاب، خون، شراب وغیرہ تو چاروں طرف وضو کرنا درست ہے۔ جدھر سے چاہے وضو کرے اور اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو دکھائی دیتی ہے جیسے مردہ کتا تو جدھر پڑی ہو اس طرف وضو نہ کرے اس کے سوا جس طرف سے چاہے کر لے۔ البتہ اگر اتنے بڑے حوض میں اتنی نجاست پڑ جائے کہ رنگ یا مزہ بدل جائے تو اس کا پانی نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر بیس ہاتھ (یعنی 30 فٹ) لمبا اور پانچ ہاتھ (یعنی 7.5 فٹ) چوڑا یا پچیس ہاتھ (یعنی 37.5 فٹ) لمبا اور چار ہاتھ (یعنی 6 فٹ) چوڑا ہو وہ حوض بھی دہ دردہ کے مثل ہے۔

مسئلہ: دہ دردہ حوض میں جہاں پر دھوون گرا ہے اگر وہیں سے پھر پانی اٹھالے تو یہ بھی جائز ہے۔

کنویں کا بیان

مسئلہ: جب کنویں میں کچھ نجاست گر پڑے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور پانی کھینچ ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے چاہے تھوڑی نجاست گرے یا بہت، سارا پانی نکالنا چاہیے۔ جب سارا پانی نکل جائے تو پاک ہو جائے گا۔ کنویں کے اندر کنکر دیوار وغیرہ کے دھونے کی ضرورت نہیں وہ سب آپ ہی آپ پاک ہو جائیں گے۔ اسی طرح رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے کنویں کے پاک ہونے سے آپ ہی آپ پاک ہو جائے گا۔ ان دونوں کے بھی دھونے کی ضرورت نہیں۔

تنبیہ: سب پانی نکالنے کا مطلب یہ ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ٹوٹ جائے اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے۔

مسئلہ: اگر کنویں میں اونٹ یا بکری کی ایک دو مینگنیاں گر جائیں اور وہ ثابت نکل آئیں تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا خواہ وہ کنواں جنگل کا ہو یا بستی کا اور خواہ من ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ: کنویں میں کبوتر یا چڑیا کی بیٹ گر پڑی تو نجس نہیں ہوا اور مرغی اور بطخ کی بیٹ سے نجس ہو جاتا ہے اور سارا پانی نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ: کتا، بلی، گائے، بکری پیشاب کر دے یا اور کوئی نجاست گرے تو سب پانی نکالنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر آدمی، کتا یا بکری یا اسی کے برابر کوئی اور جانور گر کے مر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تب تو سارا پانی نکالا جائے اور اگر باہر مرے پھر کنویں میں گرے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی جاندار چیز کنویں میں مر جائے اور پھول جائے یا پھٹ جائے تب بھی سب پانی نکالا جائے چاہے چھوٹا جانور ہو چاہے بڑا۔

مسئلہ: اگر چوہا، چڑیا یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر گئی لیکن پھولی پھٹی نہیں تو بیس ڈول کا نکالنا واجب ہے اور تیس ڈول نکال ڈالیں تو بہتر ہے لیکن پہلے چوہا نکال لیں تب پانی نکالنا شروع کریں۔ اگر چوہا نہ نکالا تو اس پانی نکالنے کا کچھ اعتبار نہیں۔ چوہا نکالنے کے بعد پھر اتنا ہی پانی نکالنا پڑے گا۔

مسئلہ: بڑی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر گر کر مر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تو بیس ڈول نکالیں اور تیس ڈول نکالنا بہتر ہے اور جس میں بہتا ہوا خون نہ ہوتا ہو اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر کبوتر یا مرغی یا بلی یا اس کے برابر کوئی جانور گر کر مر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے اور ساٹھ ڈول نکال دینا بہتر ہے۔

مسئلہ: جس کنویں پر جو ڈول پڑا رہتا ہے اسی کے حساب سے نکالنا چاہیے۔ اور اگر اس کے بجائے کسی اتنے بڑے ڈول سے نکالا جس میں بہت پانی سماتا ہے تو اس کا حساب لگا لینا چاہیے۔ اگر اس میں کنویں والے دو ڈول پانی سماتا ہے تو دو ڈول سمجھیں اور اگر چار ڈول سماتا ہے تو چار ڈول سمجھنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر کنویں میں اتنا بڑا سوت ہے کہ سب پانی نہیں نکل سکتا جیسے جیسے پانی نکالتے ہیں ویسے ویسے اس میں سے اور پانی نکلتا آتا ہے تو جتنا پانی اس میں اس وقت موجود ہے اندازہ کر کے اسی قدر نکال ڈالیں۔

پانی کے اندازہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مثلاً پانچ ہاتھ پانی ہے تو ایک دم لگاتار سو ڈول پانی نکال کر دیکھو کہ کتنا پانی کم ہوا اگر ایک ہاتھ کم ہوا ہو تو اس حساب سے پانچ سو ڈول پانی ہوا۔ دوسرے یہ کہ جن لوگوں کو پانی کی پہچان ہو اور اس کا اندازہ کرنا آتا ہو ایسے دو دین دار مسلمانوں سے اندازہ کرا لو جتنا وہ کہیں نکلوا دو اور جہاں یہ دونوں باتیں مشکل معلوم ہوں تو تین سو ڈول نکلوا دیں۔

مسئلہ: کنویں میں مرا ہوا چوہا یا کوئی اور جانور نکلا اور یہ معلوم نہیں کب سے گرا ہے اور وہ ابھی پھولا پھٹا بھی نہیں ہے تو جن لوگوں نے اس کنویں سے وضو کیا ہے وہ ایک دن، ایک رات کی نمازیں دہرائیں اور اس پانی سے جو کپڑے دھوئے ہیں ان کو بھی دھونا چاہیے اور اگر پھول گیا ہے یا پھٹ گیا ہے تو تین دن تین رات کی نمازیں دہرانا چاہئیں۔ اور بعض عالموں نے یہ کہا ہے کہ جس وقت کنویں کا ناپاک ہونا معلوم ہوا ہے اسی وقت سے ناپاک سمجھیں گے اس سے پہلے کی نماز وضو سب درست ہے اگر کوئی اس پر عمل کرے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ: جس کو نہانے کی ضرورت ہے وہ ڈول ڈھونڈنے کے واسطے کنویں میں اترا اور اس کے بدن اور کپڑے پر نجاست کی آلودگی نہیں ہے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا ایسے ہی اگر کافر اترے اور اس کے کپڑے اور بدن پر نجاست نہ ہو تب بھی کنواں پاک ہے البتہ اگر نجاست لگی ہو تو ناپاک ہو جائے گا اور سب پانی نکالنا پڑے گا۔ اور اگر شک ہو کہ معلوم نہیں کہ کپڑا پاک ہے یا ناپاک تب بھی کنواں پاک سمجھا جائے گا لیکن اگر دل کی تسلی کے لیے بیس یا تیس ڈول نکلوا دیں تب بھی کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: کنویں میں بکری یا چوہا گر گیا اور زندہ نکل آیا تو پانی پاک ہے۔

مسئلہ: چوہے کو بلی نے پکڑا اور اس کے دانت لگنے سے زخمی ہو گیا پھر اس سے چھوٹ کر

اسی طرح خون میں بھرا ہوا کنویں میں گر پڑا تو سارا پانی نکالا جائے۔

مسئلہ: چوہا گندی نالی میں سے نکل کر بھاگا اور اس کے بدن میں نجاست بھر گئی پھر کنویں میں گر پڑا تو سب پانی نکالا جائے چاہے چوہا کنویں میں مر جائے یا زندہ نکلے۔

مسئلہ: جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے اگر وہ چیز باوجود کوشش کے نہ نکل سکے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ چیز کیسی ہے اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود تو پاک ہوتی ہے لیکن ناپاکی لگنے سے ناپاک ہوگئی ہے جیسے ناپاک کپڑا، ناپاک گیند، ناپاک جوتا، تب تو اس کا نکالنا معاف ہے ویسے ہی پانی نکال ڈالیں اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود ناپاک ہے جیسے مردہ جانور، چوہا وغیرہ تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ گل سڑ کر مٹی ہو گیا ہے تو اس وقت تک کنواں پاک نہیں ہوسکتا اور جب یہ یقین ہو جائے اس وقت سارا پانی نکال دیں کنواں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: جتنا پانی کنویں میں سے نکالنا ضروری ہو چاہے ایک دم سے نکالیں چاہیں تھوڑا تھوڑا کر کے کئی دفعہ نکالیں۔ ہر طرح سے کنواں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: کسی کنویں وغیرہ میں درخت کے پتے گر پڑے اور پانی میں بدبو آنے لگی اور رنگ اور مزہ بھی بدل گیا تو بھی اس سے وضو درست ہے جب تک کہ پانی اسی طرح پتلا باقی رہے۔

مطلق پانی کی دوسری قسم طاہر مطہر مکروہ پانی

مسئلہ: دھوپ میں گرم ہوئے پانی سے سفید داغ ہو جانے کا ڈر ہے اس لیے اس سے وضو اور غسل نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ: زمزم کا پانی اگرچہ خود تو مکروہ نہیں لیکن اس سے بے وضو کو وضو نہ کرنا چاہیے اور اسی طرح شخص جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس سے غسل نہ کرے اور اس سے ناپاک چیزوں کا دھونا اور استنجا کرنا مکروہ ہے ہاں اگر مجبوری ہو اور ضروری طہارت کسی اور طرح سے حاصل نہ ہوسکتی ہو تو یہ سب باتیں زمزم کے پانی سے جائز ہیں۔

مسئلہ: عورت کے وضو اور غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو اور غسل نہ کرنا چاہیے بہتر یہی ہے کیونکہ عام طور سے عورتوں میں طہارت اور نفاست کا خیال کم ہوتا ہے اور برتن میں استعمال شدہ پانی کی چھینٹیں پڑنے میں لاپروائی کرتی ہیں۔

مسئلہ: بلی اور آزاد پھرتی مرغی کا جھوٹا پانی بھی مکروہ ہے۔

مطلق پانی کی تیسری قسم: طاہر غیر مطہر پانی

یہ مستعمل پانی ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

پانی کے مستعمل ہونے کا سبب

- اس سے حدث اصغر یا حدث اکبر کو دور کیا گیا ہو یعنی طہارت نہ ہونے کی صورت میں اس سے وضو یا غسل کیا گیا ہو خواہ وضو و غسل کا قصد ہو یا نہ ہو۔
- ثواب کی نیت سے بدن پر استعمال کیا گیا ہو یعنی طہارت اور وضو ہونے کے باوجود محض ثواب کی نیت سے دوبارہ وضو کیا گیا ہو۔

پانی مستعمل کب بنتا ہے

جب پانی عضو سے جدا ہوتا ہے تو مستعمل ہو جاتا ہے مثلاً وضو میں پانی سے چہرہ کو دھویا تو چہرہ سے جب پانی جدا ہوگا وہ مستعمل ہوگا۔

مستعمل پانی کی صفت

یہ پاک ہوتا ہے۔

مستعمل پانی کا حکم

اس سے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ غیر مطہر ہے لیکن اس سے نجاست حقیقی کو دور کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ: چار پانچ سال کا ایسا لڑکا جو وضو کو نہیں سمجھتا وہ اگر وضو کرے یا دیوانہ وضو کرے تو وہ پانی مستعمل نہیں۔

مسئلہ: مستعمل پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: مستعمل پانی اگر دوسرے طاہر مطہر پانی میں مل جائے تو جب تک مستعمل پانی دوسرے پانی سے زیادہ نہ ہو جائے دوسرے پانی کا حکم غالب رہے گا اور اس ملے جلے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے۔

مطلق پانی کی چوتھی قسم: مشکوک پانی

پالتو گدھے اور خچر کا جھوٹا پانی مشکوک ہوتا ہے۔ وہ خود تو پاک ہوتا ہے لیکن شک اس میں ہے کہ وہ پاک کرنے والا ہے یا نہیں۔ اگر مشکوک کے علاوہ اور پاک یا مکروہ پانی نہ ملے تو اس سے وضو کرے اور تیمم بھی کرے۔ ان دونوں کو جمع کرنا واجب ہے اس لیے ان میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنا جائز نہیں۔ ویسے تو وضو اور تیمم میں سے جس کو بھی پہلے کرے وہ جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ پہلے وضو یا غسل کرے پھر تیمم کرے۔

مقید پانی

مقید پانی وہ ہوتا ہے کہ صرف پانی کہنے سے جس کی طرف ذہن جلدی منتقل نہیں ہوتا اور یہ وہ پانی اور مائع ہے جو درختوں اور پھلوں اور نباتات (سبزی پتے وغیرہ) سے نچوڑ کر نکالا جائے یا ان سے ٹپک کر نکلے یا گلاب کا پانی وغیرہ اور اسی طرح جب مطلق پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے اور اس کے کسی وصف یعنی ذائقہ یا رنگ یا بو کو بدل دے یا اس میں کوئی پاک چیز اس طرح سے مل جائے کہ وہ پانی اس چیز سے مغلوب ہو جائے اور پانی کا نام اس سے زائل ہو جائے تو یہ مقید پانی کے معنی میں ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: جس پانی میں کوئی اور چیز مل گئی ہو یا پانی میں کوئی چیز پکائی گئی اور ایسا ہو گیا کہ اب بول چال میں اس کو پانی نہیں کہتے بلکہ اس کا کچھ اور نام ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل جائز نہیں جیسے شربت، شیرہ، شوربا، سرکہ اور عرق گاؤ زبان وغیرہ کہ ان سے وضو درست نہیں ہے۔

مسئلہ: جس پانی میں کوئی پاک چیز پڑ گئی اور پانی کے رنگ یا مزے یا بدبو میں فرق آ گیا لیکن وہ چیز پانی میں پکائی نہیں گئی، نہ پانی کے پتلے ہونے میں کچھ فرق آیا جیسے کہ بہتے ہوئے پانی میں کچھ ریت ملی ہوتی ہے یا پانی میں زعفران پڑ گیا اور اس کا بہت خفیف سا رنگ آ گیا یا صابن پڑ گیا یا اسی طرح کی کوئی اور چیز پڑ گئی تو ان سب صورتوں میں وضو اور غسل درست ہے۔

مسئلہ: اور اگر کوئی چیز پانی میں ڈال کر پکائی گئی اور اس سے رنگ یا مزہ وغیرہ بدلا تو اس پانی سے وضو درست نہیں، البتہ اگر ایسی چیز پکائی گئی جس سے میل کچیل خوب صاف ہو جاتا ہے اور اس کے پکانے سے پانی گاڑھا نہ ہوا ہو تو اس سے وضو درست ہے جیسے مردے کو نہلانے کے لیے بیری کی پتیاں پکاتے ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں البتہ اگر اتنی زیادہ ڈال دیں کہ پانی گاڑھا ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل درست نہیں۔

مسئلہ: کپڑا رنگنے کے لیے زعفران گھولی یا رنگ گھولا تو اس پانی سے وضو درست نہیں۔

مسئلہ: اگر پانی میں دودھ مل گیا تو اگر دودھ کا رنگ پانی میں اچھی طرح آ گیا ہے تو وضو درست نہیں اور اگر دودھ بہت کم تھا کہ رنگ نہیں آیا تو وضو درست ہے۔

جانوروں کے جھوٹے کا بیان

مسئلہ: آدمی کا جھوٹا پاک ہے چاہے بے دین ہو یا ناپاک ہو یا عورت حیض سے ہو یا نفاس میں ہو ہر حال میں پاک ہے۔ اسی طرح پسینہ بھی ان سب کا پاک ہے۔ البتہ اگر اس کے منہ میں کوئی ناپاکی لگی ہو تو اس سے وہ جھوٹا ناپاک ہوگا۔

مسئلہ: حلال جانور جیسے مینڈھا، بکری، بھیڑ، گائے، بھینس ہرن وغیرہ اور حلال پرندے جیسے طوطا، مینا، فاختہ، گوریا ان سب کا جھوٹا پاک ہے اسی طرح گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔

مسئلہ: کتے کا جھوٹا نجس ہے اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو تین مرتبہ دھونے سے

پاک ہو جائے گا چاہے مٹی کا برتن ہو چاہے تانبا وغیرہ کا لیکن بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ دھوئے اور ایک مرتبہ مٹی لگا کر مانجھ بھی ڈالے تاکہ خوب صاف ہو جائے۔

مسئلہ: سور کا جھوٹا بھی نجس ہے۔ اسی طرح شیر، بھیڑیا، بندر، گیدڑ وغیرہ جتنے چیر پھاڑ کر کھانے والے جانور ہیں سب کا جھوٹا نجس ہے۔

مسئلہ: دودھ سالن وغیرہ میں بلی نے منہ ڈال دیا تو اگر اللہ نے سب کچھ دیا ہو تو اسے نہ کھائے اور اگر غریب آدمی ہو تو کھالے پھر اس میں کچھ حرج اور گناہ نہیں بلکہ ایسے شخص کے واسطے مکروہ بھی نہیں ہے۔

مسئلہ: بلی نے چوہا کھایا اور فوراً آ کر برتن میں منہ ڈال دیا تو وہ نجس ہو جائے گا اور جو تھوڑی دیر ٹھہر کر منہ ڈالے کہ اپنا منہ زبان سے چاٹ چکی ہو تو نجس نہ ہوگا بلکہ مکروہ ہی رہے گا۔

مسئلہ: کھلی ہوئی مرغی جو ادھر ادھر گندی چیزیں اور پلیدی کھاتی پھرتی ہے اس کا جھوٹا مکروہ ہے اور جو مرغی بند رہتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ نہیں بلکہ پاک ہے۔

مسئلہ: شکار کرنے والے پرندے جیسے شکرہ، باز وغیرہ کا جھوٹا بھی مکروہ ہے۔ لیکن جو پالتو ہو اور مردار نہ کھائے نہ اس کی چونچ میں نجاست کا شبہ ہو اس کا جھوٹا پاک ہے۔

مسئلہ: جو چیزیں گھروں میں رہا کرتی ہیں جیسے سانپ، بچھو، چوہا، چھپکلی وغیرہ ان سب کا جھوٹا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر چوہا روٹی کتر کر کھالے تو بہتر ہے کہ اس جگہ سے ذرا سی توڑ ڈالے تب کھائے۔

مسئلہ: گدھے اور خچر کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن وضو ہونے میں شک ہے۔ سو اگر کہیں فقط گدھے، خچر کا جھوٹا پانی ملے اور اس کے سوا اور پانی نہ ملے تو وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے۔

مسئلہ: جن جانوروں کا جھوٹا نجس ہے ان کا پسینہ بھی نجس ہے اور جن کا جھوٹا پاک ہے

ان کا پسینہ بھی پاک ہے اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے ان کا پسینہ بھی مکروہ ہے اور گدھے و خچر کا پسینہ پاک ہے کپڑے اور بدن پر لگ جائے تو دھونا واجب نہیں ہے لیکن دھو ڈالنا بہتر ہے۔

مسئلہ: کسی نے بلی پالی وہ پاس آ کر بیٹھتی ہے اور ہاتھ وغیرہ چاٹتی ہے تو جہاں چاٹے یا اس کا لعاب لگے تو اس کو دھو ڈالنا چاہیے اگر نہ دھویا اور یوں ہی رہنے دیا تو مکروہ اور برا کیا۔

مسئلہ: غیر مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت کے لیے مکروہ ہے جب کہ جانتی ہو کہ یہ اس کا جھوٹا ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ اسی طرح غیر عورت کا بچا ہوا کھانا مرد کے لیے بھی مکروہ ہے۔

پانی کے استعمال کے احکام

ایسے ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ، بو اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح بھی درست نہیں، نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے اور اگر تینوں وصف نہیں بدلے تو اس کا جانوروں کو پلانا اور مٹی میں ڈال کر گارا بنانا اور مکان میں چھڑکاؤ کرنا جائز ہے مگر ایسے گارے سے مسجد نہ لیپے۔

مسئلہ: دریا، ندی اور وہ تالاب جو کسی کی زمین میں نہ ہو اور وہ جس کو بنانے والے نے وقف کر دیا ہو تو اس تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے یا اس کے استعمال میں ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو جیسے کوئی شخص دریا یا تالاب سے نہر کھود کر لائے اور اس سے وہ دریا یا تالاب خشک ہو جائے یا کسی گاؤں یا زمین کے غرق ہونے کا اندیشہ ہو تو استعمال کا یہ طریقہ درست نہیں اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس ناجائز طریقہ استعمال سے منع کر دے۔

مسئلہ: کسی شخص کی مملوک زمین میں کنواں، یا چشمہ یا حوض یا نہر ہو تو دوسرے لوگوں کو

پانی پینے یا جانوروں کو پانی پلانے یا وضو، غسل اور کپڑے دھونے کے لیے پانی لینے سے یا گھڑے بھر کر اپنے درخت یا کیاری میں پانی دینے سے منع نہیں کر سکتا کیونکہ پانی میں سب کا حق ہے البتہ اگر جانوروں کی کثرت کی وجہ سے پانی ختم ہونے کا یا نہر وغیرہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو روکنے کا اختیار ہے۔

اور اگر اپنی زمین میں آنے سے روکنا چاہے تو دیکھا جائے گا کہ پانی لینے والے کا کام دوسری جگہ سے چل سکتا ہے (مثلاً کوئی دوسرا کنواں وغیرہ ایک شرعی میل یعنی دو ہزار گز سے کم فاصلہ پر موجود ہے اور وہ کسی کی مملوک زمین میں بھی نہیں ہے) یا اس کا کام بند ہو جائے گا اور تکلیف ہوگی۔ اگر اس کا کام دوسری جگہ سے ہو سکے تو خیر ورنہ اس کنویں والے سے کہا جائے گا کہ یا تو اس شخص کو اپنے کنویں یا نہر وغیرہ پر آنے کی اس شرط سے اجازت دو کہ نہر وغیرہ کو نہیں توڑے گا ورنہ اس کو جس قدر پانی کی ضرورت ہے تم خود نکال کر یا نکلوا کر اس کے حوالہ کر دو۔

البتہ پانی لینے والے کو یہ جائز نہیں کہ وہ نہر یا کنویں والے کی اجازت کے بغیر اپنے کھیت یا باغ کو پانی دے۔

مسئلہ: اگر ایک شخص دوسرے کے کنویں یا نہر سے کھیت کو پانی دینا چاہے اور وہ کنویں یا نہر والا اس سے کچھ قیمت لے تو مشائخ بلخ نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

مسئلہ: دریا، تالاب اور کنویں وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی برتن میں مثل گھڑے مشک وغیرہ کے پانی بھر لے تو اس پانی کا مالک ہو جائے گا۔ اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: لوگوں کے پینے کے لیے جو پانی رکھا ہو جیسے گرمیوں میں راستوں پر پانی رکھ دیتے ہیں اس سے وضو غسل درست نہیں۔ ہاں اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں اور جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہو اس میں سے پینا درست ہے۔

باب: ۴

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور اس کا انکار کرنے والا بدعتی اور اہلسنّت سے خارج ہے۔ البتہ مسح کو جائز سمجھ کر پھر کوئی موزہ اتار کر پاؤں دھوئے تو عزیمت اور افضل ہے۔ لیکن کسی ایسی جگہ میں ہو جہاں کے لوگ موزوں پر مسح کو جائز نہ سمجھتے ہوں تو وہاں مسح کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: اگر وضو کے لیے پانی صرف اتنی مقدار میں ہو کہ موزوں پر مسح کے ساتھ وضو کر سکتا ہے یا اتنا وقت کم ہو کہ موزہ اتار کر پاؤں دھونے میں اتنی دیر لگ جائے گی کہ نماز کا وقت نکل جائے گا اور مسح کی مدت ابھی باقی ہو تو موزہ پر مسح کرنا واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ: موزہ پر مسح کے لیے یہ شرط ہے کہ اس کو طہارت کاملہ پر پہنا ہو یعنی وضو کرنے کے بعد اور پھر وضو ٹوٹنے سے پہلے موزے پہنے ہوں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی کا پہلے سے وضو نہ ہو اور وہ بالکل وضو نہ کرے اور موزے پہن لے تو ان پر مسح جائز نہیں لیکن اگر پورا وضو کر کے موزے پہنے ہیں تو مسح جائز ہے اور اگر صرف پاؤں دھو کر پہن لیے اور باقی وضو نہیں کیا تب بھی مسح جائز نہیں اور اگر پاؤں دھو کر موزے پہنے اور اس کے بعد وضو کر لیا پھر اس کے بعد وضو ٹوٹا تو اب مسح جائز ہے۔ اور اگر پاؤں دھو کر موزے پہن لیے اس کے بعد باقی وضو کرنا شروع کیا مگر ابھی وضو پورا نہ کرنے پایا تھا کہ وضو توڑنے والی کوئی بات ہوئی تو اب مسح جائز نہیں۔

مسئلہ: کسی نے تیمم کی حالت میں موزے پہنے ہوں تو جب وضو کرے تو ان موزوں پر مسح نہیں کر سکتا کیونکہ تیمم طہارت کاملہ نہیں خواہ وہ تیمم صرف غسل کا ہو یا صرف وضو کا ہو یا دونوں کا ہو۔

کن موزوں پر مسح کرنا جائز ہے

چمڑے کے موزے جو اتنے اونچے ہوں کہ ٹخنے ان میں چھپے ہوئے ہوں ان

پر مسح درست ہے لیکن اگر موزے اتنے چھوٹے ہوں کہ ٹخنے موزے کے اندر چھپے ہوئے نہ ہوں تو ان پر مسح درست نہیں۔

مسئلہ:۱ وہ موزے جو اتنے پتلے چمڑے کے ہوں کہ اگر ان کو پہن کر جوتے کے بغیر پیدل چلیں تو وہ پھٹ جائیں تو ان پر بھی مسح جائز نہیں۔ اسی طرح اگر چمڑے کا موزہ استعمال سے اتنا گھس جائے کہ جوتے کے بغیر پہن کر چلنے سے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو تو مسح جائز نہیں رہتا۔

۲ سوتی اور اونی جرابیں جو ثخین ہوں یا رقیق ہوں لیکن مجلد ہونے کی وجہ سے ثخین کے حکم میں ہوں ان پر مسح جائز ہے۔

ثخین کا مطلب یہ ہے کہ ان کا کپڑا اس قدر موٹا اور مضبوط ہو کہ اس میں جوتے کے بغیر تین میل پیدل چلیں تو وہ پھٹے نہیں اور وہ پنڈلی پر بغیر کسی چیز کے باندھے قائم رہ سکے بشرطیکہ یہ قائم رہنا کپڑے کی تنگی اور چستی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ موٹا ہونے کی وجہ سے ہو نیز یہ کہ وہ پانی کو جلدی سے جذب نہ کرے اور پانی اس میں سے نہ چھنے۔ جس جراب میں ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے وہ ثخین نہیں بلکہ رقیق (یعنی پتلی) ہے۔

جرابیں اونی ہوں یا سوتی دونوں میں مسح جائز ہونے کے لیے مذکورہ شرائط ضروری ہیں۔

تنبیہ: جرابوں کی کل چھ قسمیں بنتی ہیں۔

- ثخین سادہ۔
- ثخین مجلد یعنی وہ ثخین بھی ہو اور مجلد بھی ہو۔ مجلد یہ ہوتا ہے کہ اوپر نیچے پورے قدم پر ٹخنوں سمیت چمڑا چڑھا دیا گیا ہو۔
- ثخین منعل یعنی وہ ثخین جراب جس کے تلے اور ایڑی اور پنجے پر چمڑا چڑھا دیا گیا ہو اور باقی قدم پر صرف ثخین جراب ہو۔
- رقیق سادہ۔
- رقیق مجلد
- رقیق منعل

ان چھ قسموں میں سے پہلی تینوں قسموں پر مسح جائز ہے۔
چوتھی قسم یعنی رقیق سادہ پر مسح جائز نہیں۔
پانچویں قسم یعنی رقیق مجلد پر مسح جائز ہے۔
چھٹی قسم یعنی رقیق منعل، اس میں ہر وہ جراب شامل ہے جس میں چمڑا ٹخنوں سمیت تمام قدم کو گھیرے ہوئے نہ ہو خواہ صرف تلے پر چمڑا ہو یا اوپر کے بعض حصے پر ہی ہو۔اس پر بھی مسح جائز نہیں جب کہ وہ سوتی کپڑے کی ہو۔ رہیں وہ اونی جرابیں جو موٹی اور مضبوط تو ہوں مگر ثخین کی حد میں داخل نہ ہوں جب ان کو منعل کیا جائے یعنی تلے اور پنجے اور ایڑی پر چمڑا لگا لیا جائے باقی قدم پر چمڑا نہ ہو اس میں بھی احتیاط اسی میں ہے کہ اس پر مسح نہ کیا جائے۔

۳۔ انگریزی جوتے کی طرح چمڑا ہو کہ ٹخنے کھلے رہیں اور کھلے ہوئے حصہ پر کپڑا لگا کر قدم چھپا لئے اس پر مسح جائز نہیں۔

۴۔ کپڑے کی جرابیں (خواہ وہ موٹے کپڑے کی ہوں یا باریک کپڑے کی ہوں ان کو) پہن کر ان کے اوپر چمڑے کے موزے پہن لیے جائیں تو ان پر مسح جائز ہے۔

۵۔ جو موزہ اتنا پھٹ گیا ہو کہ چلنے میں پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کی لمبائی چوڑائی کے برابر کھل جاتا ہے تو اس پر مسح درست نہیں اور اگر اس سے کم کھلتا ہو تو مسح درست ہے۔

تین چھوٹی انگلیوں کا اعتبار اس وقت ہے جب موزہ انگلیوں پر سے نہ پھٹا ہو بلکہ کسی اور جگہ سے پھٹا ہو اور اگر انگلیوں سے پھٹا ہو تو اس وقت ان انگلیوں کا اعتبار ہو گا جن پر سے پھٹا ہے۔

مسئلہ: اگر موزہ کی سیون کھل گئی لیکن اس میں سے پیر دکھائی نہیں دیتا تو مسح درست ہے اور اگر ایسا ہو کہ چلتے وقت تو تین انگلیوں کے برابر پیر دکھائی دیتا ہے ورنہ نہیں دکھائی دیتا تو مسح درست نہیں۔

مسئلہ: اگر ایک موزہ میں دو انگلیوں کے برابر پیر کھل جاتا ہے اور دوسرے موزہ میں ایک انگلی کے برابر تو کچھ حرج نہیں مسح جائز ہے اور اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہے

اور سب ملا کر تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو مسح جائز نہیں اور اگر سب ملا کر بھی پوری تین انگلیوں کے برابر نہیں ہوتا تو مسح درست ہے۔

مسح کے فرض

مسح کے فرض دو ہیں۔

- موزوں کے اوپر کی جانب مسح کرے۔
- ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کی مقدار مسح کرنا۔

مسح کا مسنون طریقہ

دونوں ہاتھوں کی پوری انگلیاں تر کر کے آگے کی طرف موزے پر رکھ دے۔ دائیں ہاتھ کی انگلیاں دائیں موزے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں موزے پر اور ہتھیلی موزہ سے الگ رکھے پھر ان کو پنڈلی کی طرف ٹخنوں سے اوپر تک کھینچ دے۔

مسئلہ: اگر پوری انگلیوں کو موزے پر نہیں رکھا بلکہ فقط انگلیوں کا سرا موزے پر رکھ دیا اور انگلیاں کھڑی رکھیں تو یہ مسح درست نہیں ہوا البتہ اگر انگلیوں سے پانی برابر ٹپک رہا ہو جس سے بہہ کر تین انگلیوں کے برابر پانی موزہ کو لگ جائے تو درست ہو جائے گا۔

مسئلہ: مسح میں مستحب تو یہی ہے کہ ہتھیلی کی طرف سے مسح کرے اور اگر کوئی ہتھیلی کی پشت کی طرف سے مسح کرے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی الٹا مسح کرے یعنی ٹخنے کی طرف سے کھینچ کر انگلیوں کی طرف لائے تو بھی جائز ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے، ایسے ہی اگر لمبائی میں مسح نہ کرے بلکہ موزے کی چوڑائی میں مسح کرے تو بھی درست ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے موزہ پر مسح نہیں کیا لیکن بارش برستے وقت باہر نکلا یا بھیگی گھاس پر چلا جس سے موزہ بھیگ گیا تو مسح ہو گیا۔

مسئلہ: اگر ایک انگلی سے تین مرتبہ تین مختلف جگہوں پر مسح کیا تب بھی مسح ہو گیا جب کہ ہر مرتبہ انگلی کو پانی سے تر کیا ہو۔

موزہ پر مسح کی مدت

مسئلہ: مسافرت میں تین دن اور تین رات تک موزوں پر مسح کرنا درست ہے اور جو مسافرت میں نہ ہو اس کو ایک دن اور ایک رات تک اور جس وقت وضوٹوٹا ہے اس وقت سے ایک دن رات یا تین دن رات کا حساب کیا جائے گا۔ جس وقت موزہ پہنا ہے اس کا اعتبار نہ کریں گے جیسے کسی نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا پھر سورج ڈوبنے کے وقت وضوٹوٹا تو اگلے دن کے سورج ڈوبنے تک مسح کرنا درست ہے اور مسافرت میں تیسرے دن کے سورج ڈوبنے تک۔ جب سورج ڈوب گیا تو اب مسح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: کسی نے موزہ پر مسح کرنا شروع کیا اور ابھی ایک دن ایک رات گزرنے نہ پایا تھا کہ مسافر ہوگیا تو تین دن تین رات تک مسح کرتا رہے اور اگر سفر سے پہلے ہی ایک دن رات گزر جائے تو مدت ختم ہوچکی پیر دھو کر پھر سے موزہ پہنے۔

مسئلہ: اگر مسافرت میں مسح کرتا تھا پھر گھر پہنچ گیا اگر دن رات پورا ہو چکا ہے تو اب موزہ اتار دے اب اس پر مسح درست نہیں اور اگر ابھی ایک دن رات بھی پورا نہیں ہوا تو ایک دن رات پورا کر لے اس سے زیادہ مسح درست نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایسے برفستان میں ہے کہ اگر وہاں پاؤں سے موزے اتارے جائیں تو سردی کی وجہ سے غالب گمان میں پاؤں کے خراب یا بیکار ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے تو ایسے وقت میں مدت ختم ہو جانے کے باوجود اس پر برابر مسح کرتے رہنا جائز ہے کیونکہ اس صورت میں یہ موزہ جبیرہ اور پٹی کے حکم میں ہو جاتا ہے۔

مسح کو توڑنے والی چیزیں

- جن چیزوں سے وضوٹوٹتا ہے ان سے موزہ کا مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔
- موزوں کے اتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے مثلاً اگر کسی کا وضو نہ ٹوٹا ہو لیکن اس نے موزے اتار ڈالے تو مسح جاتا رہا۔ اب وہ دونوں پیر دھولے۔ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

اگر ایک موزہ اتار ڈالا تو دوسرا موزہ بھی اتار کر دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے۔

مسح کی مدت کا گزر جانا

مسئلہ: اگر مسح کی مدت پوری ہوگئی تو بھی مسح جاتا رہا۔ اگر وضو نہ ٹوٹا ہو تو موزہ اتار کر دونوں پاؤں دھوئے۔ پورے وضو کا دہرانا واجب نہیں۔ اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزے اتار کر پورا وضو کرے۔

موزے میں پاؤں کا پانی سے بھیگ جانا

مسئلہ: موزہ پر مسح کرنے کے بعد کہیں پانی میں پیر پڑ گیا اور موزہ ڈھیلا تھا اس لیے موزے کے اندر پانی چلا گیا اور سارا پاؤں یا آدھے سے زیادہ پاؤں بھیگ گیا تو بھی مسح جاتا رہا دوسرا موزہ بھی اتار دے اور دونوں پیر اچھی طرح دھوئے۔ اگر آدھا یا اس سے کم بھیگا تو مسح باقی رہا۔

متفرقات

مسئلہ: غسل کرنے والے کو مسح جائز نہیں خواہ غسل فرض ہو یا سنت۔ اس کو پاؤں دھونے ہوں گے۔

مسئلہ: معذور کی دو حالتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ جتنے عرصہ میں اس نے وضو کیا ہے اور موزے پہنے ہیں اس تمام عرصہ میں اس کا وہ مرض جس کے سبب وہ معذور ہوا ہے نہ پایا جائے اور دوسرے یہ کہ مرض مذکور تمام وقت مذکور یا اس کے کسی جزو میں پایا جائے۔ پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ نماز کا وقت نکلنے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور چونکہ اس نے موزے طہارت کاملہ پر پہنے ہیں اس لیے اس کا مسح نہ ٹوٹے گا اور مسح کی مدت پوری کرے گا۔ دوسری صورت کا حکم یہ ہے کہ وقت کے نکل جانے سے جس طرح اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اسی طرح اس کا مسح بھی ٹوٹ جائے گا اور اس کو موزہ اتار کر پاؤں دھونا پڑیں گے۔

مسئلہ: برقع اور دستانوں پر مسح درست نہیں۔

باب: ۵

پٹی اور پلستر پر مسح کرنے کا بیان

مسئلہ: اگر ہاتھ یا پاؤں وغیرہ میں کوئی پھوڑا ہے یا کوئی اور ایسی بیماری ہے کہ اس پر پانی ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے تو پانی نہ ڈالے وضو کرتے وقت صرف بھیگا ہاتھ پھیر لے اس کو مسح کہتے ہیں اور اگر یہ بھی نقصان کرے تو ہاتھ بھی نہ پھیرے اتنی جگہ چھوڑ دے۔

مسئلہ: اگر زخم پر پٹی بندھی ہو اور پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنے سے نقصان ہو یا پٹی کھولنے باندھنے میں بڑی دقت اور تکلیف ہو تو پٹی کے اوپر مسح کر لینا درست ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پٹی پر مسح کرنا درست نہیں۔ پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر پوری پٹی کے نیچے زخم نہیں ہے تو اگر پٹی کھول کر زخم کو چھوڑ کر اور سب جگہ دھو سکے تو دھونا چاہیے اور اگر پٹی نہ کھول سکے تو ساری پٹی پر مسح کر لے جہاں زخم ہے وہاں بھی اور جہاں زخم نہیں ہے وہاں بھی۔

مسئلہ: ہڈی کے ٹوٹ جانے کے وقت بانس کی کھپچیاں رکھ کے ٹکٹھی بنا کر باندھتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹکٹھی نہ کھول سکے ٹکٹھی کے اوپر ہاتھ پھیر لیا کرے اور فصد کی پٹی کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر زخم کے اوپر مسح نہ کر سکے تو پٹی کھول کر کپڑے کی گدی پر مسح کرے اور اگر کوئی کھولنے باندھنے والا نہ ملے تو پٹی ہی پر مسح کر لے۔

مسئلہ: ٹکٹھی اور پٹی وغیرہ میں بہتر تو یہ ہے کہ ساری ٹکٹھی پر مسح کرے اور اگر ساری پر نہ کرے بلکہ آدھی سے زائد پر کرے تو بھی جائز ہے اگر فقط آدھی یا آدھی سے کم پر کرے تو جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر ٹکٹھی یا پٹی کھل کر گر پڑے اور زخم ابھی اچھا نہیں ہوا تو پھر وہی یا نئی

باندھ لے اور وہی پہلا مسح باقی ہے پھر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر زخم اچھا ہوگیا کہ اب باندھنے کی ضرورت نہیں ہے تو مسح ٹوٹ گیا اب اتنی جگہ دھو کر نماز پڑھے سارا وضو دہرانا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر بانس کی کھپچیوں کی جگہ پلستر چڑھا دیا ہو تو جب تک پلستر چڑھا ہوا ہے پلستر پر مسح کرتا رہے اس میں بھی بہتر ہے کہ وضو کے عضو کے مقابل پورے پلستر پر مسح کرے۔ اگر نصف سے زائد پر مسح کر لیا تو یہ بھی کافی ہے۔ اور غسل میں تو پورے ہی پلستر پر مسح کرے۔

مسئلہ: مسح ایک دفعہ کافی ہے تکرار کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: جس شخص کو غسل کی حاجت ہو اور اس کے پٹی بندھی ہو جس کا اترنا نقصان دہ ہو یا پلستر چڑھا ہو تو وہ باقی جسم کو دھو کر پٹی اور پلستر پر مسح کرسکتا ہے۔

مسئلہ: اگر پٹی پر مسح کرنے کے بعد کسی طرح اس میں پانی داخل ہو جائے تو مسح باطل نہ ہوگا۔

باب:٦

تیمم کا بیان

پاک مٹی یا کسی ایسی چیز سے جو مٹی کے حکم میں ہو بدن کو نجاست حکمیہ سے پاک کرنے کو تیمم کہتے ہیں۔

تیمم کے صحیح ہونے کی شرطیں یہ ہیں

۱ تیمم یا طہارت کی نیت کا ہونا۔
۲ پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونا۔
۳ پاک مٹی یا جو چیز زمین کی جنس سے ہے اس پر تیمم کرنا۔
۴ مسح کرنے میں بال برابر جگہ نہ چھوڑنا۔
۵ کم از کم تین انگلیوں سے مسح کرنا۔
٦ پانی کے قریب ہونے کے گمان پر پانی طلب کرنا۔
۷ آدمی کا مسلمان ہونا۔

شرائط سے متعلق مسائل

ا۔ نیت کا ہونا:

مسئلہ: تیمم کے لیے تیمم کا ارادہ ہونا ضروری ہے، تیمم کرتے وقت اپنے دل میں بس اتنا ارادہ کر لے کہ میں پاک ہونے کے لیے تیمم کرتا ہوں یا نماز پڑھنے کے لیے تیمم کرتا ہوں تو تیمم ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر دوسرے کو سکھانے کے لیے تیمم کر کے دکھایا لیکن دل میں اپنے تیمم کرنے کی نیت نہیں بلکہ فقط دوسرے کو سکھانا مقصود ہے تو اس کا تیمم نہ ہوگا کیونکہ تیمم درست ہونے میں تیمم کا ارادہ ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر ایک نماز کے لیے تیمم کیا دوسرے وقت کی نماز بھی اس سے پڑھنا درست ہے

اور قرآن مجید کا چھونا بھی اس تیمم سے درست ہے۔

تیمم کے ساتھ نماز کے جائز ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ تیمم ایسی عبادت کی نیت سے کیا ہو جو اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ابتدائً خود مشروع ہو کسی دوسری عبادت کے تابع ہو کر اس کی مشروعیت نہ ہو۔ لہٰذا اگر نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت کی نیت سے تیمم کیا تو اس سے عام نماز جائز ہے اور اگر قرآن مجید کو چھونے کے لیے یا مسجد میں داخل ہونے کی نیت سے تیمم کیا ہو تو اس سے عام نماز نہیں پڑھ سکتے۔

البتہ اگر پانی موجود ہو لیکن نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کی وجہ سے تیمم کیا ہو تو عام نماز پڑھنے کے لیے وضو ضروری ہوگا۔

۲۔ پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونا

اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

- پانی کا بالکل علم نہ ہونا یا دور ہونا

مسئلہ: اگر کوئی جنگل میں ہے اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے نہ وہاں کوئی آدمی ایسا ہے جس سے دریافت کرے تو ایسے وقت میں تیمم کر لے اور اگر کوئی آدمی مل گیا اور اس نے ایک میل شرعی کے اندر اندر پانی کا پتہ بتایا اور گمان غالب ہے کہ یہ سچا ہے یا آدمی تو نہیں ملا لیکن کسی نشانی سے خود اس کا جی کہتا ہے کہ یہاں ایک میل شرعی کے اندر اندر کہیں پانی ضرور ہے تو پانی کا اس قدر تلاش کرنا کہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو انتظار کرنے وغیرہ کسی قسم کی تکلیف اور حرج نہ ہو تو ضروری ہے اور بے ڈھونڈے تیمم کرنا درست نہیں ہے۔

اور اگر خوب یقین ہے کہ پانی ایک میل شرعی کے اندر ہے تو پانی لانا واجب ہے۔ ایک شرعی میل دو ہزار انگریزی گز یا 1.8 کلومیٹر کے برابر ہوتا ہے۔

مسئلہ: اگر پانی کا پتہ چل گیا لیکن پانی ایک میل سے دور ہے تو اتنی دور جا کر پانی لانا واجب نہیں ہے بلکہ تیمم کر لینا درست ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی آبادی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہو اور ایک میل سے قریب کہیں پانی نہ

ملے تو بھی تیمم کر لینا درست ہے چاہے مسافر ہو یا مسافر نہ ہو اور تھوڑی دور جانے کے لیے نکلا ہو۔

مسئلہ: اگر کہیں پانی مل گیا لیکن بہت تھوڑا ہے تو اگر اتنا ہو کہ ایک ایک دفعہ منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پیر دھو سکے تو تیمم کرنا درست نہیں بلکہ ایک ایک دفعہ ان چیزوں کو دھولے اور سر کا مسح کر لے اور وضو کی سنتوں کو چھوڑ دے اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو تیمم کر لے۔

مسئلہ: سامان کے ساتھ پانی بندھا تھا لیکن یاد نہ رہا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر یاد آیا تو اب نماز کا دہرانا واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر پانی ایک میل شرعی سے دور نہیں لیکن وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پانی لینے جائے گا تو نماز کا وقت جاتا رہے گا تب بھی تیمم درست نہیں ہے پانی لا کر وضو کرے اور قضا پڑھے۔

مسئلہ: اگر پانی قریب ہے یعنی ایک میل شرعی سے کم دور ہے تو تیمم کرنا درست نہیں، جا کر پانی لانا اور وضو کرنا واجب ہے خواہ عورت ہی ہو لیکن اگر اس جگہ جانے میں جان و مال یا عزت وعصمت کا خوف ہو تو پھر تیمم کرنا جائز ہے۔

عورت کا محض مردوں سے شرم کی وجہ سے یا پردہ کی وجہ سے پانی لینے کو نہ جانا اور تیمم کر لینا درست نہیں۔ ایسا پردہ جس میں شریعت کا کوئی حکم چھوٹ جائے ناجائز اور حرام ہے برقع اوڑھ کر یا سارے بدن سے چادر لپیٹ کر جانا واجب ہے البتہ لوگوں کے سامنے بیٹھ کر وضو نہ کرے اور ان کے سامنے ہاتھ منہ نہ کھولے۔

مسئلہ: اگر کسی میدان میں تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور پانی وہاں سے قریب ہی تھا لیکن اس کو خبر نہ تھی تو تیمم اور نماز دونوں درست ہیں جب معلوم ہو تو دہرانا ضروری نہیں۔

پیاس کا خوف

مسئلہ: کسی کے پاس پانی تو ہے لیکن راستہ ایسا خراب ہے کہ کہیں پانی نہیں مل سکتا اس لیے راہ میں پیاس کے مارے تکلیف یا ہلاکت کا خوف ہے تو وضو نہ کرے تیمم کر لینا

درست ہے۔

درندے یا دشمن کا خوف

اگر پانی قریب ہے لیکن سانپ وغیرہ کوئی جانور پانی کے پاس ہے جس کی وجہ سے پانی نہیں مل سکتا تو تیمم درست ہے۔

مسئلہ: ڈر ہے کہ اگر ریل پر سے اترے گا تو ریل چل دے گی اور ریل میں پانی موجود نہیں تب بھی تیمم درست ہے۔

بیمار ہو جانے یا مرض بڑھ جانے کا خوف

مسئلہ: اگر بیماری کی وجہ سے پانی نقصان کرتا ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے گا تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر میں اچھا ہوگا تب بھی تیمم درست ہے لیکن اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے وضو غسل کرنا واجب ہے۔

البتہ اگر ایسی جگہ ہے کہ گرم پانی نہیں مل سکتا تو تیمم کرنا درست ہے۔

مسئلہ: اگر کہیں اتنی سردی پڑتی ہو کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہو اور رضائی لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ نہا کر اس میں گرم ہو جائے تو اس وقت تیمم کر لینا درست ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہوں یا چیچک نکلی ہو تو نہانا واجب نہیں بلکہ تیمم کر لے۔ مطلب یہ ہے کہ جنابت میں اکثر بدن کا (پیمائش کی راہ سے) اعتبار کریں گے جب کہ بے وضو ہونے میں اکثر اعضائے وضو کا (شمار کی راہ سے) اعتبار کریں گے۔ جب اکثر حصہ پر زخم ہوں تو وضو اور غسل ساقط ہو جائے گا اور تیمم کریں گے۔

اگر آدھے اعضائے وضو صحیح ہوں اور آدھے زخمی ہوں تو صحیح اعضاء کو دھو لے اور زخمی حصہ پر مسح کر لے لیکن اگر صحیح عضو کو دھونے میں زخمی عضو پر بھی پانی پہنچتا ہے تو تیمم کرے۔

مسئلہ: مریض کو مرض کے بڑھ جانے یا صحت کے دیر سے ہونے کا خوف تو نہیں ہے لیکن

خود وضو کرنے پر قدرت بھی نہیں تو اگر کوئی خدمت کرنے والا ملے یا دستور کے مطابق اجرت دے کر ملتا ہے اور وہ مریض خدمت گار کو اجرت دے سکتا ہے یا اس کے پاس ایسا شخص ہو کہ اگر اس سے مدد لے گا تو وہ مدد کرے گا تو یہ مریض تیمم نہ کرے اس لیے کہ وہ پانی کے استعمال پر قادر ہے۔ اور اگر ایسی کوئی بھی صورت نہ ہو سکے تو تیمم کرے گا۔

مسئلہ: اگر غسل کرنا نقصان کرتا ہو اور وضو نقصان نہ کرے تو غسل کی جگہ تیمم کرے پھر اگر غسل کے تیمم کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کے لیے تیمم نہ کرے بلکہ وضو کرنا چاہیے اور اگر غسل کے تیمم سے پہلے کوئی بات وضو توڑنے والی بھی پائی گئی اور پھر غسل کا تیمم کیا ہو تو یہی تیمم غسل اور وضو دونوں کے لیے کافی ہے۔

پانی نکالنے کا سامان نہ ہونا

مسئلہ: مسافر جب کنویں پر پہنچے اور اس کے پاس ڈول رسی یا دونوں ہی نہ ہوں تو تیمم کرے۔ اسی طرح اگر ڈول تو ہو لیکن ناپاک ہو تب بھی تیمم کرے جب کہ اس کے علاوہ کسی اور طریقے سے بھی پانی نکالنا ممکن نہ ہو۔

مسئلہ: اگر مٹکے وغیرہ میں پانی ہو لیکن کوئی چیز پانی نکالنے کی نہ ہو اور مٹکا جھکا کر بھی پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ نجس ہوں اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو جو پانی نکال دے یا اس کے ہاتھ دھلا دے اور کوئی کپڑا اور رومال بھی نہ ہو جو مٹکے میں ڈال کر باہر نکالے اور کپڑے سے گرتے ہوئے پانی سے ہاتھ دھولے تو ایسی حالت میں تیمم درست ہے۔

مسئلہ: اگر پانی مول بکتا ہے تو اگر اس کے پاس دام نہ ہوں تو تیمم کر لینا درست ہے۔ اور اگر دام پاس ہوں اور سفر کے کرایہ کی ضرورت سے زیادہ بھی ہوں تو خریدنا واجب ہے البتہ اگر اتنا گراں بیچے کہ اتنے دام کوئی لگا ہی نہیں سکتا تو خریدنا واجب نہیں تیمم کر لینا درست ہے۔

مسئلہ: اگر سفر میں کسی اور کے پاس پانی ہو تو اپنے جی کو دیکھے اگر اندر سے دل کہتا ہو کہ اگر میں مانگوں تو پانی مل جائے گا تو بے مانگے ہوئے تیمم کر لینا درست نہیں اور اگر اندر

سے دل یہ کہتا ہو کہ مانگنے سے یہ شخص پانی نہ دے گا تو بے مانگے بھی تیمم کر کے نماز پڑھ لینا درست ہے لیکن اگر نماز کے بعد اس سے پانی مانگا اور اس نے دے دیا تو نماز کو دہرانا پڑے گا۔

ایسی نماز کے فوت ہو جانے کا خوف جس کا متبادل نہ ہو

جیسے عیدین کی نماز، نماز جنازہ اور سورج و چاند گرہن کے وقت کی نماز۔

مسئلہ: عید کی نماز میں اگر نماز شروع کرنے سے پہلے وقت جاتے رہنے کا خوف نہ ہو تو امام کے واسطے تیمم جائز نہیں اور اگر وقت چلے جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے۔

مسئلہ: مقتدی کو اگر یہ خوف نہ ہو کہ وضو کرنے میں عید کی نماز فوت ہو جائے گی تو تیمم جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔

مسئلہ: اسی طرح مقتدی نے وضو سے نماز عید شروع کی پھر وضو ٹوٹنے پر خوف ہو کہ وضو کرنے جائے گا تو جماعت نہ ملے گی تو تیمم کر کے بناء کر لے۔

مسئلہ: آج کل عید کی نماز جگہ جگہ ہوتی ہے اور مختلف وقتوں میں ہوتی ہے تو اگر دوسری جگہ جماعت ملنے کی امید ہو تو وضو کے ساتھ دوسری جگہ جا کر جماعت سے نماز پڑھ لے۔

۳۔ پاک مٹی یا مٹی کی جنس پر مسح کرنا

مسئلہ: زمین کے سوا اور جو چیز مٹی کی قسم سے ہو، اس پر بھی تیمم درست ہے جیسے مٹی، ریت، پتھر، گچ، چونا، ہڑتال، سرمہ، گیرو وغیرہ اور جو چیز مٹی کی قسم سے نہ ہو، اس سے تیمم درست نہیں جیسے سونا، چاندی، گیہوں، رانگا، لکڑی، کپڑا اور اَناج وغیرہ البتہ اگر ان چیزوں پر گرد اور مٹی لگی ہو اس وقت ان پر تیمم درست ہے۔

تنبیہ: جو چیز نہ آگ میں جلے نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے ہے۔ اس پر تیمم درست ہے اور جو چیز جل کر راکھ ہو جائے یا گل جائے اس پر تیمم درست نہیں اسی طرح راکھ پر بھی تیمم درست نہیں۔

اگر چہ راکھ جلتی اور پگھلتی نہیں مگر پھر بھی اس پر تیمم درست نہیں اور چونہ اگر چہ جل

جاتا ہے پھر بھی اس پر تیمم درست ہے اور یہ دونوں چیزیں مذکورہ ضابطے سے مستثنیٰ ہیں۔ چونہ چاہے پتھر کا ہو یا کنکر کا، دونوں ایک ہی حکم ہے۔

مسئلہ: تانبے کے برتن، تکیے، گدے وغیرہ کپڑے پر تیمم کرنا درست نہیں البتہ اگر اس پر اتنی گرد ہے کہ ہاتھ مارنے سے خوب اڑتی ہے اور ہتھیلیوں میں خوب اچھی طرح لگ جاتی ہے تو تیمم درست ہے۔ اور اگر ہاتھ مارنے سے تھوڑی تھوڑی سی گرد اڑتی ہو تو اس پر تیمم درست نہیں۔

مسئلہ: مٹی کے گھڑے وغیرہ پر تیمم درست ہے چاہے اس میں پانی بھرا ہو یا نہ ہو لیکن اگر اس پر روغن پھرا ہوا ہو تو تیمم درست نہیں۔

مسئلہ: اگر پتھر پر بالکل گرد نہ ہو تب بھی تیمم درست ہے اور اگر پانی سے خوب دھلا ہوا ہو تب بھی درست ہے ہاتھ پر گرد کا لگنا کچھ ضروری نہیں اسی طرح پکی اینٹ پر بھی تیمم درست ہے۔

مسئلہ: اگر زمین پر پیشاب وغیرہ کوئی نجاست پڑ گئی اور دھوپ سے سوکھ گئی اور بدبو بھی جاتی رہی تو وہ زمین پاک ہو گئی اس پر نماز درست ہے لیکن اس زمین پر تیمم کرنا درست نہیں جب کہ معلوم ہو کہ یہ زمین ایسی ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو وہم نہ کرے۔

مسئلہ: کیچڑ سے تیمم کرنا گو درست ہے مگر مناسب نہیں۔ اگر کہیں کیچڑ کے سوا اور کوئی چیز نہ ملے تو یہ ترکیب کرے کہ اپنے کپڑے میں کیچڑ بھر لے جب سوکھ جائے تو اس سے تیمم کر لے البتہ اگر نماز کا وقت ہی نکلا جاتا ہو تو اس وقت جس طرح بن پڑے تر سے یا خشک سے تیمم کر لے نماز قضا نہ ہونے دے۔

۴۔ مسح پورا پورا کرنا

مسئلہ: مسح اس طرح کرے کہ کوئی حصہ باقی نہ رہے اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رہ گئی تو تیمم نہیں ہوا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص بھوؤں کے نیچے اور آنکھوں کے اوپر جو جگہ ہے اس کا مسح نہ کرے تو تیمم

صحیح نہیں ہوا اسی طرح دونوں نتھنوں کے درمیان جو پردہ ہے اس پر بھی مسح کرے۔

مسئلہ: تیمم میں تنگ انگوٹھی کنگن اور چوڑیاں وغیرہ نکال دینا ضروری ہے تاکہ مسح پوری طرح ہو جائے ان کو محض حرکت دینا کافی نہیں بلکہ اپنی جگہ سے ہٹا کر ان کے نیچے بھی مسح کرے۔

۵۔ کم از کم تین انگلیوں سے مسح کرنا

مسئلہ: پورے ہاتھ یا اکثر ہاتھ سے مسح کرے اور اکثر کا مطلب یہ ہے کہ تین انگلیوں یا زیادہ سے مسح کرے ایک یا دو انگلیوں سے مسح جائز نہیں۔

۶۔ پانی کے قریب کے گمان پر اس کو طلب کرنا

مسئلہ: جس مسافر کو کسی علامت سے یہ گمان ہو کہ پانی قریب ملے گا مثلاً سبزہ نظر آئے یا پرندے گھومتے ہوں یا کسی متقی آدمی نے خبر دی کہ پانی قریب ہے تو اس کو اتنی دور تک پانی تلاش کرنا اور طلب کرنا ضروری ہے کہ خود اس کو جان و مال کا ضرر نہ ہو اور ساتھیوں کو انتظار کی مشقت نہ ہو اگر ایسا ہو تو طلب کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ: خود طلب کرنا بھی لازمی نہیں بلکہ اگر کسی دوسرے سے تلاش کرایا تب بھی کافی ہے۔

تیمم کی سنتیں

تیمم کی سنتیں آٹھ ہیں

● ہاتھوں کو مٹی پر رکھ کر ● آگے کو لانا، ● پھر پیچھے کو لے جانا، ● پھر ان کو جھاڑنا، ● انگلیاں کھلی رکھنا تاکہ ان کے درمیان میں غبار آجائے، ● شروع میں بسم اللہ پڑھنا، ● ترتیب کا لحاظ رکھنا، ● پے در پے تیمم کرنا۔

تیمم کا مسنون طریقہ

دل میں یہ نیت و ارادہ کرکے کہ میں پاک ہونے یا نماز پڑھنے کے لیے تیمم کرتا ہوں بسم اللہ پڑھے اور انگلیاں کھلی رکھتے ہوئے دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے اور

ان کو زمین پر پہلے آگے کو پھر پیچھے کو ہلائے۔ پھر ان دونوں کو جھاڑے (تا کہ بازوؤں اور منہ پر بھبھوت نہ لگ جائے اور صورت نہ بگڑے) اور سارے منہ کو مل لے مرد اپنی داڑھی کا خلال کرے۔ پھر فوراً ہی دوسری مرتبہ حسب سابق دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارے اور آگے پیچھے کو ہلائے اور جھاڑ کر دونوں ہاتھوں پر کہنی سمیت ملے۔ یہ اس طرح کہ پہلے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور انگشت شہادت کو چھوڑ کر تین انگلیوں اور ہتھیلی کے کچھ حصہ کو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے سوا چاروں انگلیوں کے سرے پر پشت کی جانب رکھ کر کہنی تک کھینچ لائے۔ پھر انگوٹھے اور انگشت شہادت اور باقی ہتھیلی کو سامنے کی طرف رکھ کر کلائی تک کھینچے اور دائیں انگوٹھے کا بھی اس کے ساتھ ہی مسح کرے۔ پھر ایسے ہی بائیں ہاتھ کا مسح کرے۔ انگوٹھی چھلے اتار ڈالے تا کہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جائے۔ عورت بھی چوڑیاں کنگن وغیرہ کے درمیان اچھی طرح ملے اگر اس کے گمان میں بال برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمم نہ ہوگا۔ انگلیوں میں خلال کرے۔

تیمم کو توڑنے والی چیزیں

مسئلہ: جتنی چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اور پانی مل جانے سے بھی ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح اگر تیمم کر کے آگے چلا اور پانی ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر رہ گیا تو بھی تیمم ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: اگر وضو کا تیمم ہے تو وضو کے موافق پانی ملے گا تب تیمم ٹوٹے گا اور اگر غسل کا تیمم ہے تو جب غسل کے موافق پانی ملے گا تب تیمم ٹوٹے گا اگر پانی کم ملا تو تیمم نہیں ٹوٹا۔ اور موافق کا مطلب یہ ہے کہ اتنا پانی مل جائے جس سے غسل اور وضو کے فرائض ادا ہو سکیں خواہ سنتیں ادا ہو سکیں یا نہ ہو سکیں۔

مسئلہ: اگر راستہ میں پانی ملا لیکن اس کو پانی کی کچھ خبر نہ ہوئی کہ یہاں پانی ہے تو بھی تیمم نہیں ٹوٹا، اسی طرح اگر راستہ میں پانی ملا اور معلوم بھی ہو گیا لیکن ریل پر سے نہ اتر سکا تو بھی تیمم نہیں ٹوٹا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور اس نے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا

ہو اور راستہ میں چلتی ہوئی ریل سے اسے پانی کے چشمے تالاب وغیرہ دکھائی دیں تو اس کا تیمم نہ ٹوٹے گا کیونکہ اس صورت میں وہ پانی کے استعمال پر قادر نہیں۔ ریل نہیں ٹھہر سکتی اور چلتی ہوئی ریل سے اتر نہیں سکتا۔

مسئلہ: اگر بیماری کی وجہ سے تیمم کیا ہے تو جب بیماری جاتی رہے کہ وضو اور غسل نقصان نہ کرے تو تیمم ٹوٹ جائے گا اب وضو کرنا اور غسل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر پانی نہیں ملا اس وجہ سے تیمم کرلیا پھر ایسی بیماری ہوگئی جس سے پانی نقصان کرتا ہے پھر بیماری کے بعد پانی مل گیا تو اب وہ تیمم باقی نہیں رہا جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا تھا لہٰذا اب بیماری کے لیے پھر سے تیمم کرے۔

متفرق مسائل

مسئلہ: جب تک پانی سے وضو نہ کر سکے برابر تیمم کرتا رہے چاہے جتنے دن گزر جائیں کچھ خیال و وسوسہ دل میں نہ لائے، جتنی پاکی وضو اور غسل سے ہوتی ہے اتنی ہی پاکی تیمم سے بھی ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: جس طرح وضو کی جگہ تیمم درست ہے اسی طرح غسل کی جگہ بھی مجبوری کے وقت تیمم درست ہے ایسے ہی جو عورت حیض یا نفاس سے پاک ہوئی ہو مجبوری کے وقت اس کو بھی تیمم درست ہے۔ وضو اور غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے۔

مسئلہ: اگر زمزم کا پانی زمزمی میں بھرا ہوا ہے تو تیمم کرنا درست نہیں زمزمی کو کھول کر اس پانی سے نہانا اور وضو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: پانی موجود ہوتے وقت قرآن کو چھونے کے لیے تیمم کرنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ: جس شخص کو اخیر وقت تک پانی ملنے کا یقین یا گمان غالب ہو اس کو نماز کے اخیر مستحب وقت تک انتظار کرنا مستحب ہے مثلاً کنویں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر مستحب وقت تک رسی ڈول مل جائے گا یا کوئی شخص ریل پر

سوار ہے اور یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت تک ریل ایسے اسٹیشن پر پہنچ جائے گی جہاں پانی مل سکتا ہے تو اخیر مستحب وقت تک انتظار مستحب ہے اور اگر پانی کا انتظار نہ کیا اول ہی وقت نماز پڑھ لی تب بھی درست ہے۔

مسئلہ: اگر نہانے کی ضرورت تھی اس لیے غسل کیا لیکن ذرا سا بدن سوکھا رہ گیا اور پانی ختم ہو گیا تو ابھی وہ پاک نہیں ہوا اس لیے اس کو تیمم کر لینا چاہیے جب کہیں نہانے کو پانی ملے تو اتنی سوکھی جگہ دھولے پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: کسی کا کپڑا یا بدن نجس ہے اور وضو کی بھی ضرورت ہے اور پانی تھوڑا ہے تو بدن اور کپڑا دھولے اور وضو کے عوض تیمم کر لے۔

مسئلہ: ایک مقام سے اور ایک ڈھیلے سے چند آدمی یکے بعد دیگرے تیمم کریں تو درست ہے۔

مسئلہ: اگر وہ عذر جس کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا رہے تو جس قدر نمازیں اس تیمم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنا چاہئیں مثلاً کوئی شخص جیل خانہ میں ہو اور جیل کے ملازم اس کو پانی نہ دیں یا کوئی اس سے کہے کہ اگر تو وضو کرے گا تو میں تجھ کو مار ڈالوں گا تو اس تیمم سے جو نماز پڑھی ہے اس کو پھر دہرانا پڑے گا۔

مسئلہ: جو شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو، خواہ پانی اور مٹی نہ ہونے کی وجہ سے یا بیماری سے تو اس کو چاہیے کہ نماز بلا طہارت پڑھ لے پھر اس کو طہارت سے لوٹا لے مثلاً کوئی شخص ایئر کنڈیشنڈ ریل میں ہو اور نماز کا وقت آجائے اور پانی اور وہ چیز جس سے تیمم درست ہے جیسے مٹی اور مٹی کا برتن یا گرد وغبار نہ ہو اور نماز کا وقت جاتا ہو تو ایسی حالت میں بلا طہارت نماز پڑھ لے۔ اسی طرح جو شخص جیل میں ہو اور وہ پاک پانی اور مٹی پر قادر نہ ہو تو وضو اور تیمم کے بغیر نماز پڑھ لے۔ اور دونوں صورتوں میں جو نماز پڑھے گا وہ محض مشابہت ہو گی حقیقت میں نماز نہ ہو گی اور اس میں قراءت نہ کرے گا بعد میں نماز کو لوٹانا پڑے گا۔

باب: ۷

حیض ونفاس کا بیان

حیض کس کو کہتے ہیں

عورت کو ہر مہینے آگے کی راہ سے بغیر بیماری کے جو معمول کا خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔ حیض کی مدت کے اندر سرخ، زرد، سبز، خاکی یعنی مٹیالا سیاہ جس رنگ کا خون آئے سب حیض ہے جب تک گدی بالکل سفید نہ دکھائی دے۔ اور جب بالکل سفید دکھائی دے جیسی کہ رکھی گئی تھی تو اب عورت حیض سے پاک ہوگئی ہے۔

شرائط حیض

حیض کا خون چند باتوں پر موقوف ہے:

۱۔ وقت حیض

نو برس سے پہلے حیض بالکل نہیں آتا اس لیے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آئے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اور پچپن برس کے بعد عام طور پر جو عادت ہے وہ یہی ہے کہ حیض نہیں آتا لیکن آنا ممکن ہے۔ اس لیے اگر پچپن برس کے بعد خون نکلے تو اگر خون خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اور اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ البتہ اگر عورت کو اس عمر سے پہلے بھی زرد یا خاکی رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد یہ رنگ حیض سمجھے جائیں گے۔

۲۔ حیض کی مدت

حیض کی کم سے کم مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس رات ہے۔ کسی کو تین دن تین رات سے کم خون آیا تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے۔ اور اگر دس دن اور دس رات سے زیادہ آیا ہے تو جتنے دن دس دن سے زیادہ آیا

ہے وہ بھی استحاضہ ہے۔

اگر تین دن رات سے ذرا بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں ہے جیسے جمعہ کو سورج نکلتے وقت خون آیا اور پیر کے دن سورج نکلنے سے ذرا پہلے بند ہو گیا تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

۳۔ طہارت کی کامل مدت اس سے پہلے گزر چکی ہو

دو حیض کے درمیان میں پاک رہنے کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ سو اگر کسی وجہ سے کسی عورت کو حیض آنا بند ہو جائے تو جتنے مہینے تک خون نہ آئے گا پاک رہے گی۔

مسئلہ: اگر کسی کو تین دن رات خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر تین دن رات خون آیا تو تین دن پہلے کے اور تین دن یہ جو پندرہ دن کے بعد کے ہیں حیض کے ہیں اور بیچ میں پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے۔

مسئلہ: اور اگر ایک یا دو دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک یا دو دن خون آیا تو بیچ میں پندرہ دن تو پاکی کا زمانہ ہی ہے اور اس سے پہلے اور بعد میں جو ایک یا دو دن خون آیا ہے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

حیض کب سے شروع سمجھا جائے گا

جب خون سوراخ سے باہر کی طرف کھال میں نکل آئے تب سے حیض شروع ہوتا ہے۔ اس کھال سے باہر چاہے نکلے یا نہ نکلے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی سوراخ کے اندر روئی وغیرہ رکھ لے جس سے خون باہر نہ نکلنے پائے تو جب تک خون سوراخ کے اندر ہی اندر رہے اور باہر والی روئی پر خون کا دھبہ نہ آئے تب تک حیض کا حکم نہ لگائیں گے۔ جب خون کا دھبہ باہر والی کھال میں آ جائے یا روئی وغیرہ کھینچ کر باہر نکال لے تب سے حیض کا حساب ہوگا۔

مسئلہ: پاک عورت نے رات کو فرج میں گدی رکھ لی۔ جب صبح ہوئی تو اس پر خون کا دھبہ

دیکھا تو جس وقت سے دھبہ دیکھا ہے اسی وقت سے حیض کا حکم لگائیں گے۔

حیض کی عادت سے متعلق مسائل

مسئلہ: کسی کو ہمیشہ تین یا چار دن خون آتا تھا پھر کسی مہینے میں زیادہ آ گیا لیکن دس دن سے زیادہ نہیں آیا تو وہ سب حیض ہے۔ اور اگر دس دن سے بھی بڑھ گیا تو جتنے دن پہلے سے عادت کے ہیں اتنا تو حیض ہے باقی سب استحاضہ ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ہمیشہ تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں نو دن یا دس دن رات خون آیا تو یہ سب حیض ہے اور اگر دس دن رات سے ایک لمحہ بھی زیادہ خون آئے تو وہی تین دن حیض کے ہیں اور باقی دنوں کا سب استحاضہ ہے۔

مسئلہ: ایک عورت ہے جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے کبھی چار دن خون آتا ہے کبھی سات دن، اسی طرح بدلتا رہتا ہے کبھی دس دن بھی آجاتا ہے تو یہ سب حیض ہے۔ ایسی عورت کو اگر کبھی دس دن رات سے زیادہ خون آئے تو دیکھو اس سے پہلے مہینے کتنے دن حیض آیا تھا بس اتنے ہی دن حیض کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔

مسئلہ: کسی کو ہمیشہ چار دن حیض آتا تھا پھر ایک مہینے میں پانچ دن خون آیا اس کے بعد دوسرے مہینے میں بارہ دن خون آیا تو اس بارہ دن میں پانچ دن حیض کے ہیں اور سات دن استحاضہ کے ہیں اور پہلی عادت کا اعتبار نہ کریں گے اور یہ سمجھیں گے کہ عادت بدل گئی اور پانچ دن کی عادت ہوگئی۔ اس صورت میں دس دن خون بند ہونے کا انتظار کرے۔ اب چونکہ دس دن کے بعد خون بند نہیں ہوا تو پانچ دن کی نماز قضا پڑھے اور ان دس دنوں کے بعد نہائے اور نماز ادا کرے۔

مسئلہ: کسی لڑکی نے پہلے پہل خون دیکھا تو اگر دس دن یا اس سے کچھ کم آئے تو سب حیض ہے اور جو دس دن سے زیادہ آئے تو پورے دس دن حیض ہے اور جتنا زیادہ ہو وہ سب استحاضہ ہے۔

مسئلہ: کسی نے پہلے پہل خون دیکھا اور وہ کسی طرح بند نہیں ہوا کئی مہینے تک برابر آتا رہا تو جس دن خون آیا اس دن سے لے کر دس دن رات حیض ہے اس کے بعد بیس دن

استحاضہ ہے۔ اسی طرح برابر دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ سمجھا جائے گا۔

استحاضہ کا بیان

استحاضہ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں

- جو خون حیض کی کم سے کم مدت (تین دن) سے کم ہو۔
- جو خون حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت (یعنی دس دن) سے زیادہ ہو۔
- جو خون نفاس کی اکثر مدت (یعنی چالیس دن) سے زیادہ ہو۔
- حیض و نفاس کی عادت سے زیادہ ہو اور زیادہ سے زیادہ مدت سے بھی تجاوز کر جائے۔
- جو خون حمل کے دوران آئے چاہے جتنے دن آئے۔
- جو خون نو برس سے کم عمر لڑکی کو آئے۔
- جو پچپن برس کی عمر کے بعد آئے بشرطیکہ وہ خوب سرخ و سیاہ نہ ہو۔
- جو خون ولادت کے وقت آدھا بچہ باہر آنے سے پہلے آئے۔
- جس خون میں پاکی کی کم سے کم مدت سے بھی کم تر وقفہ ہو۔

استحاضہ کا حکم

استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کو نکسیر پھوٹ جائے۔ ایسی عورت نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے قضا نہ کرنا چاہئے اور اس سے صحبت کرنا بھی درست ہے۔

اگر استحاضہ کی تکلیف اتنی مسلسل ہو کہ معذور میں داخل ہو جائے تو معذور کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔

حیض و استحاضہ کی چند صورتیں اور احکام

مسئلہ: اگر ایک یا دو دن خون آ کے بند ہوگیا تو نہانا واجب نہیں ہے وضو کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی صحبت کرنا درست نہیں۔ اگر پندرہ دن گزرنے سے پہلے خون آ جائے گا تو اب معلوم ہوگا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا۔ حساب سے حیض کے جتنے دن ہوں ان کو حیض سمجھے اور اب غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر پورے پندرہ دن بیچ میں گزر گئے اور خون

نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ استحاضہ تھا سو ایک دن یا دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں اب ان کو قضا پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ: تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینے میں ایسا ہوا کہ تین دن پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے نہ نماز پڑھے اگر پورے دس دن رات پر یا اس سے کم میں خون بند ہو جائے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں کچھ قضا نہ پڑھنی پڑے گی اور یوں سمجھیں گے کہ عادت بدل گئی ہے۔ اس لیے یہ سب دن حیض کے ہوں گے اور اگر گیارھویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے فقط تین ہی دن تھے یہ سب استحاضہ ہے۔ لہٰذا گیارھویں دن نہائے اور سات دن کی نمازیں قضا پڑھے۔ اور اب نمازیں نہ چھوڑے۔

مسئلہ: اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے نہا دھو ڈالے یعنی غسل کے فرائض ادا کرے تو نہانے کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی اور قضا پڑھنا پڑے گی اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو نماز معاف ہے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر پورے دس دن رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل اتنا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں تو بھی نماز واجب ہو جاتی ہے۔ اس کی قضا پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر رمضان شریف میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کھانا پینا درست نہیں ہے۔ شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے لیکن یہ دن روزہ میں شمار نہ ہوگا بلکہ اس کی بھی قضا رکھنا پڑے گی۔

مسئلہ: اور اگر رات کو پاک ہوئی اور پورے دس دن رات حیض آیا ہے تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے اور اگر دس دن سے کم حیض آیا ہے تو اگر اتنی رات باقی ہے کہ پھرتی سے غسل کے فرائض پورے کر سکتی ہے تو بھی صبح کا روزہ واجب ہے اور اگر اتنی رات تو

تھی لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزے کی نیت کر لے اور صبح کو نہا لے اور جو اس سے بھی کم رات ہو یعنی غسل بھی نہ کر سکے تو صبح کا روزہ جائز نہیں لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے پھر اس کی قضا رکھے۔

مسئلہ: اگر ایک دن یا کئی دن خون آیا پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ یوں سمجھیں گے کہ گویا اول سے آخر تک برابر خون جاری رہا تب جتنے دن حیض کے آنے کی عادت ہو اتنے دن تو حیض کے ہیں باقی سب استحاضہ ہے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ کسی کو ہر مہینے کی پہلی اور دوسری اور تیسری تاریخ کو حیض آنے کا معمول ہے پھر کسی مہینے میں ایسا ہوا کہ پہلی تاریخ کو خون آیا پھر چودہ دن پاک رہی پھر ایک دن خون آیا تو ایسا سمجھیں گے کہ گویا سولہ دن برابر خون آتا رہا۔ سو اس میں سے تین دن اول کے تو حیض کے ہیں اور تیرہ دن استحاضہ ہے۔ اور اگر چوتھی پانچویں چھٹی تاریخ حیض کی عادت تھی تو یہی تاریخیں حیض کی ہیں اور پہلے تین دن اور بعد کے دس دن استحاضہ کے ہیں اور اگر اس کی کچھ عادت نہ ہو بلکہ پہلے پہل خون آیا ہو تو دس دن حیض ہے اور چھ دن استحاضہ ہے۔

تنبیہ: مگر یہ بات کہ اتنا حیض ہے اور اتنا استحاضہ ہے سولہویں دن سے پہلے معلوم نہ ہو گی۔ تو ایسی حالت میں جب پہلی بار خون دیکھا تو نماز چھوڑ دے اس لیے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ حیض کا خون ہو۔ پھر جب ایک دن کے بعد بند ہوا تو احتمال ہے کہ استحاضہ کا خون تھا اور احتمال ہے کہ حیض ہو۔ اس لیے قاعدہ کی رو سے اس ایک دن کی نماز قضا پڑھے۔ پھر چودہ روز کے بعد جو خون آیا تو معلوم ہوا کہ وہ پہلا خون حیض کا تھا اس لیے اس وقت تک کی نمازیں بیکار گئیں جن میں تین دن کی معاف ہو گئیں اور ان تین دن سے زائد کی قضا کرے۔ پھر دیکھنا چاہیے کہ ان تین دن کے بعد اس نے غسل کیا تھا یا نہیں۔ اگر غسل کر کے نمازیں پڑھی تھیں تب تو ان تیرہ دنوں کی نمازیں سب درست ہو گئیں اور اگر غسل نہیں کیا تھا تو باقی تیرہ دنوں کی نمازیں قضا پڑھے اور اب جو خون دیکھا ہے تو اس میں نماز نہ چھوڑے غسل کر کے نماز پڑھے اگر پہلے غسل نہ کیا تھا اور اب

وہ مستحاضہ شمار ہوگی۔

نفاس کا بیان

بچہ پیدا ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ نفاس کے چالیس دن ہیں اور کم کی کوئی حد نہیں اگر کسی کو ایک آدھ گھڑی خون آکر بند ہو جائے تو وہ بھی نفاس ہے۔

مسئلہ: آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا لیکن ابھی پورا نہیں نکلا اس وقت جو خون آئے وہ بھی نفاس ہے۔

مسئلہ: کسی عورت کا حمل گر گیا تو اگر بچہ کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو گرنے کے بعد جو خون آئے گا وہ بھی نفاس ہے اور اگر بالکل نہیں بنا بس گوشت ہی گوشت ہے تو یہ نفاس نہیں بلکہ اگر وہ خون حیض بن سکے یعنی مدت کے اعتبار سے جب کہ خون تین دن سے کم نہ ہو اور اس سے پہلے کم از کم پندرہ دن پاکی کے گزر چکے ہوں تو حیض ہوگا۔ اور اگر حیض نہ بن سکے مثلاً تین دن سے کم آئے یا پاکی کا زمانہ ابھی پورے پندرہ دن نہیں ہوا تو وہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ: اگر ناف کی طرف سے بچہ پیدا ہوا اس طرح کہ حاملہ کے پیٹ میں زخم تھا وہ پھٹ گیا اور اس طرح سے بچہ نکل آیا یا بڑا آپریشن کر کے بچہ حاصل کیا گیا تو بچہ حاصل ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو بھی خون آجائے وہ نفاس ہوگا۔

مسئلہ: اگر خون چالیس دن سے بڑھ گیا تو اگر پہلے پہل یہی بچہ ہوا تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور جتنا زیادہ آیا ہے وہ استحاضہ ہے۔ پس چالیس دن کے بعد نہا ڈالے اور نماز پڑھنا شروع کر دے۔ خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے اور اگر یہ پہلا بچہ نہیں بلکہ اس سے پہلے جن چکی ہے اور اس کی عادت معلوم ہے کہ اتنے دن نفاس آتا ہے تو جتنے دن نفاس کی عادت ہو اتنے دن نفاس کے ہیں اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے۔ مگر یہ بات چالیس روز کے بعد معلوم ہوگی۔

مسئلہ: اگر چھ مہینے کے اندر اندر آگے پیچھے دو بچے ہوں تو نفاس کی مدت پہلے بچہ سے لی

جائے گی اگر دوسرا بچہ دس بیس دن یا دو ایک مہینے کے بعد ہوا تو دوسرے بچے سے نفاس کا حساب نہ کریں گے۔مثلاً کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوئے اور دونوں کے درمیان چھ مہینے سے کم کا زمانہ ہے تو پہلا ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد سے نفاس سمجھا جائے گا۔ لہٰذا اگر دوسرا بچہ پہلے بچے کی پیدائش کے بعد سے چالیس دن کے اندر پیدا ہوا ہو اور خون آیا ہو تو پہلے بچہ کی پیدائش سے چالیس دن تک نفاس ہے پھر استحاضہ ہے۔ اور اگر دوسرا بچہ چالیس دن کے بعد پیدا ہوا تو اس دوسرے کے بعد جو خون آیا ہے وہ کل استحاضہ ہے۔ نفاس نہیں ہے۔ مگر دوسرے بچے کے پیدا ہونے کے بعد بھی نہانے کا حکم دیا جائے گا۔ یعنی دوسرا بچہ پیدا ہونے کے بعد غسل کرے اور نماز پڑھے۔

اگر دونوں کے درمیان چھ مہینے یا اس سے زیادہ وقفہ ہو تو یہ جڑواں نہ ہوں گے بلکہ دو حمل اور دو نفاس ہوں گے۔ یاد رہے کہ حمل کی کم سے کم مدت چھ مہینے ہوتی ہے۔

مسئلہ: کسی کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے لیکن تیس دن گزر گئے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی نہ نہائے پھر اگر پورے چالیس دن پر خون بند ہو گیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جائیں تو فقط تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔

نفاس کے چند احکام

مسئلہ: اگر چالیس دن سے پہلے خون نفاس بند ہو جائے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز شروع کر دے۔ ہرگز قضا نہ ہونے دے۔

مسئلہ: نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے اور روزہ معاف نہیں بلکہ قضا رکھنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آئے تب بھی جننے کے بعد نہانا واجب ہے۔ ایسا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک احتیاط کے طور پر ہے کیونکہ ولادت کے ساتھ کچھ نہ کچھ خون ہوتا ہی ہے۔

حیض و نفاس کے مشترک احکام

مسئلہ: حیض و نفاس کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں۔ اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا واجب نہیں ہوتی لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا پاک ہونے کے بعد قضا رکھنی پڑے گی۔

مسئلہ: فرض نماز پڑھتے میں حیض و نفاس شروع ہو گیا تو وہ نماز بھی معاف ہو گئی۔ پاک ہونے کے بعد اس کی قضا نہ پڑھے۔ اگر نفل یا سنت نماز میں حیض یا نفاس شروع ہوا تو اس کی قضا پڑھنا ہوگی۔

مسئلہ: اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض یا نفاس شروع ہوا اور ابھی نماز نہیں پڑھی تب بھی معاف ہو گئی۔

مسئلہ: اگر کچھ روزہ گزرنے کے بعد حیض یا نفاس شروع ہوا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا۔ جب پاک ہو اس کی قضا رکھے۔ اگر نفلی روزہ ہو تو اس کی قضا بھی کرنی ہوگی۔

مسئلہ: حیض و نفاس کے زمانہ میں نہ تو جماع ہو اور نہ ہی عورت کے ناف سے لے کر گھٹنے تک کا جسم شوہر کے کسی عضو سے مس ہو اور نہ ہی شوہر اتنے جسم پر نظر ڈالے۔ اس کے سوا اور سب باتیں درست ہیں یعنی ساتھ کھانا پینا لیٹنا باقی جسم کو چھونا اور اس کا بوسہ لینا وغیرہ درست ہے۔

مسئلہ: کسی کی عادت پانچ دن کی یا نو دن کی تھی سو جتنے دن کی عادت تھی اتنے ہی دن خون آیا پھر بند ہو گیا تو جب تک نہا نہ لے تب تک صحبت کرنا درست نہیں۔ اگر غسل نہ کرے تو جب ایک نماز کا وقت گزر جائے یعنی ایک نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہو جائے تب صحبت درست ہے اس سے پہلے درست نہیں۔

یہی حکم نفاس کا ہے۔ جب عادت پر نفاس کا خون ختم ہو جائے تو عورت کے نہانے یا ایک نماز کا وقت گزر جانے کے بعد صحبت درست ہے پہلے درست نہیں۔

مسئلہ: اگر عادت پانچ دن کی تھی اور خون چار ہی دن آ کے بند ہو گیا تو نہا کے نماز پڑھنا واجب ہے لیکن جب تک پانچ دن پورے نہ ہو جائیں تب تک صحبت کرنا درست نہیں کہ شاید پھر خون آ جائے۔

اسی طرح کا حکم اس وقت ہے جب نفاس کا خون سابقہ عادت سے پہلے ختم ہو جائے۔

مسئلہ: اور اگر پورے دس دن رات حیض آیا تو جب سے خون بند ہوا ہے اسی وقت سے صحبت کرنا درست ہے چاہے نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو۔

جب نفاس کا خون بھی پورے چالیس دن پر ختم ہوا ہو تو اس وقت صحبت کرنا درست ہے۔ لیکن حیض و نفاس دونوں صورتوں میں عورت اگر پہلے نہالے تو یہ بہتر ہے۔

مسئلہ: جو عورت حیض سے ہو یا نفاس سے ہو اور جس پر نہانا واجب ہو اس کو مسجد میں جانا اور کعبہ شریف کا طواف کرنا اور کلام مجید کا پڑھنا اور کلام مجید کا چھونا درست نہیں۔ البتہ اگر کلام مجید جزدان یا رومال میں لپٹا ہو یا اس پر کپڑے وغیرہ کی چولی چڑھی ہوئی ہو اور جلد کے ساتھ سلی ہوئی نہ ہو بلکہ الگ ہو کہ اتارنے سے اتر سکے تو اس حال میں قرآن مجید کا چھونا اور اٹھانا درست ہے۔

مسئلہ: جس روپیہ، پیسہ، طشتری، تعویذ یا کسی اور چیز میں قرآن شریف کی کوئی آیت لکھی ہو اس کو بھی چھونا ان کے لیے درست نہیں۔ البتہ اگر تھیلی یا برتن وغیرہ میں رکھے ہوں تو اس تھیلی اور برتن کو چھونا اٹھانا درست ہے۔

مسئلہ: کرتہ کے دامن اور دوپٹہ کے آنچل سے بھی قرآن مجید کو پکڑنا اور اٹھانا درست نہیں۔ البتہ اگر بدن سے الگ کوئی کپڑا ہو جیسے رومال تولیہ وغیرہ اس سے پکڑ کے اٹھانا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر پوری آیت نہ پڑھے بلکہ آیت کا ذرا سا لفظ یا آدھی آیت پڑھے تو درست ہے لیکن آیت اتنی بڑی نہ ہو کہ اس کی آدھی کسی چھوٹی سی آیت کے برابر ہو جائے۔

مسئلہ: اگر الحمد کی پوری سورت یا معوذتین دعا کی نیت سے پڑھے یا اور دعائیں جو قرآن میں آئی ہیں ان کو دعا کی نیت سے پڑھے، تلاوت کے ارادہ سے نہ پڑھے تو درست ہے۔ اس میں کچھ گناہ نہیں ہے جیسے یہ:

((رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ))

اور یہ دعا

((رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا))
آخر تک جو سورہ بقرہ کے آخر میں لکھی ہے یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آتی ہو، دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے۔ اسی طرح دعا یا ثنا کے طور پر آیۃ الکرسی کا پڑھنا بھی صحیح ہے۔ قرآن کے طور پر صحیح نہیں۔

مسئلہ: دعائے قنوت کا پڑھنا بھی درست ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھاتی ہو تو ایسی حالت میں ہجے کروانا درست ہے اور رواں پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے بلکہ ایک ایک دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دے اور کاٹ کاٹ کر آیت رواں کہلائے۔

مسئلہ: لڑکی حفظ کر رہی ہو اور اس دوران اس کو حیض آنا شروع ہو جائے تو حیض کے دنوں میں قرآن پاک نہ پڑھے۔ پڑھا ہوا یاد رکھنے کے لیے دو طریقے ہو سکتے ہیں۔

۱۔ کپڑے وغیرہ سے قرآن پاک کھول کر بیٹھے اور قلم وغیرہ کسی چیز سے ورق پلٹائے اور قرآن پاک میں دیکھ کر دل دل میں پڑھے۔ زبان نہ ہلائے۔

۲۔ کوئی تلاوت کر رہا ہو اس کے پاس بیٹھ جائے اور سنتی رہے۔ سننے سے بھی یاد ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: کلمہ اور درود شریف پڑھنا اور خدائے تعالیٰ کا نام لینا، استغفار یا کوئی اور وظیفہ پڑھنا جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ منع نہیں ہے یہ سب درست ہے۔

مسئلہ: حیض کے زمانہ میں مستحب ہے کہ نماز کے وقت وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اللہ اللہ کیا کرے تا کہ نماز کی عادت چھوٹ نہ جائے اور پاک ہونے کے بعد نماز سے جی نہ گھبرائے۔

باب:۸

نجاستوں کا بیان

کپڑے، بدن یا کسی اور چیز کو لگنے والی نجاست کو نجاست حقیقیہ کہتے ہیں۔
نجاست حقیقیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس کی نجاست زیادہ سخت ہے اس کی معاف مقدار تھوڑی ہے اور اس کو نجاست غلیظہ کہتے ہیں۔ دوسری وہ جس کی نجاست ذرا کم اور ہلکی ہے اس کو نجاست خفیفہ کہتے ہیں اور اس کی معاف مقدار زیادہ ہے۔
خون اور آدمی کا پاخانہ، پیشاب، منی اور شراب، کتے، بلی کا پاخانہ اور پیشاب، سور کا گوشت اور اس کے بال و ہڈی وغیرہ یعنی اس کی ساری چیزیں، گھوڑے، گدھے، خچر کی لید اور گائے، بیل، بھینس وغیرہ کا گوبر اور بکری بھیڑ کی مینگنی، غرض کہ سب حرام اور حلال جانوروں کا پاخانہ، مرغی، بطخ اور مرغابی کی بیٹ، گدھے خچر اور سب حرام جانوروں کا پیشاب، یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں۔ چھوٹے دودھ پیتے بچے کا پیشاب، پاخانہ بھی نجاست غلیظہ ہیں۔
حرام پرندوں کی بیٹ اور حلال جانوروں کا پیشاب جیسے بکری، گائے، بھینس وغیرہ اور گھوڑے کا پیشاب نجاست خفیفہ ہیں۔
مسئلہ: نجاست غلیظہ جس پانی میں پڑ جائے وہ بھی نجس غلیظ ہو جاتا ہے اور نجاست خفیفہ پڑ جائے تو وہ پانی بھی نجس خفیف ہو جاتا ہے چاہے کم پڑے یا زیادہ۔
مرغی، بطخ، مرغابی کے سوا اور حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے جیسے کبوتر، چڑیا، مینا وغیرہ اور چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ بھی پاک ہے۔
مسئلہ: مچھلی کا خون نجس نہیں ہے اگر لگ جائے تو کچھ حرج نہیں۔ اسی طرح مکھی، کھٹمل، مچھر کا خون بھی نجس نہیں ہے۔
مسئلہ: اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جائیں کہ جب تک غور سے نہ دیکھیں

دکھائی نہ دیں تو اس کا کچھ حرج نہیں۔ دھونا واجب نہیں۔ لیکن اگر دھولیں تو بہتر ہے۔

نجاستوں کا حکم

نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن پر لگ جائے اور وہ اگر پھیلاؤ میں ایک درہم یعنی ہتھیلی کے گہراؤ (پونے تین سم قطر) کے پھیلاؤ یعنی 5.94 مربع سم کے رقبے کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے یعنی اس کو دھوئے بغیر اگر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے اور اگر مذکورہ پھیلاؤ سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں۔ اس کو دھوئے بغیر نماز نہ ہو گی۔ اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے پاخانہ اور مرغی وغیرہ کی بیٹ تو اگر وزن میں ایک درہم یعنی ساڑھے چار ماشہ یعنی 4.35 گرام یا اس سے کم ہو تو دھوئے بغیر نماز درست ہے۔ اگرچہ اس کا پھیلاؤ کم ہو یا زیادہ ہو اور اگر اس سے زیادہ وزن کی لگ جائے تو دھوئے بغیر نماز درست نہیں۔

اگر نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو جس حصے یا عضو میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم میں لگی ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں۔ یعنی اگر آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو۔ اگر کلی میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو۔ اگر دوپٹہ میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔ اسی طرح اگر نجاست خفیفہ ہاتھ میں لگی ہو تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔ اس طرح اگر ٹانگ میں لگ جائے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔ غرض کہ جس عضو میں لگے اس کی چوتھائی سے کم ہو اور اگر پورا چوتھائی ہو تو معاف نہیں اور اس کا دھونا واجب ہے۔ یعنی دھوئے بغیر نماز درست نہیں۔

مسئلہ: کپڑے میں نجس تیل لگ گیا اور ہتھیلی کے گہراؤ (پونے تین سم قطر کے پھیلاؤ) سے کم ہے لیکن وہ ایک دن میں پھیل کر زیادہ ہو گیا تو جب تک پونے تین سم قطر کے پھیلاؤ سے زیادہ نہ ہو معاف ہے اور جب بڑھ گیا تو معاف نہیں رہا۔ اب اس کا دھونا واجب ہے۔ دھوئے بغیر نماز نہیں ہو گی۔

نجاست لگی چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ

جو چیزیں خود تو نجس نہیں لیکن نجاست کے لگنے کی وجہ سے ناپاک ہو گئیں ان کے پاک کرنے کے یہ طریقے ہیں۔

۱۔ دھونا

پانی اور پانی کی طرح جو چیز پتلی اور پاک ہو اس سے نجاست کا دھونا درست ہے جیسے عرق گلاب، تربوز کا پانی، سرکہ وغیرہ یعنی جن سے کپڑا بھگو کر نچوڑیں تو نچڑ جائے۔

مستعمل پانی سے بھی نجاست دور کرنا جائز ہے۔

جس چیز میں چکنائی ہو اور جو نچڑ نہ سکے جیسے گھی، تیل، دودھ وغیرہ اس سے دھونا درست نہیں۔ اس کے استعمال کے باوجود وہ چیز ناپاک رہے گی۔

اگر نجاست ایسی ہو کہ نجاست چھوٹ جانے اور سادہ ٹھنڈے پانی کے ساتھ کئی دفعہ کے دھونے کے باوجود اس کا اثر یعنی بو یا رنگ یا تو سرے سے دور نہ ہوتا ہو یا صابن وغیرہ کے استعمال سے ہی دور ہوتا ہو ویسے نہ ہوتا ہو تو صابن کا استعمال ضروری نہیں۔

اور اگر سادہ پانی کے استعمال سے ہی نجاست کا اثر بھی دور ہو جاتا ہے تو اتنا دھوئے کہ نجاست بھی چھوٹ جائے اور دھبہ بھی جاتا رہے۔

تنبیہ: اگر نجاست پہلی ہی دفعہ کے دھونے میں چھوٹ جائے تو دو مرتبہ اور دھو لینا بہتر ہے۔ اگر دو مرتبہ میں چھوٹی تو ایک مرتبہ اور دھوئے۔ غرض کہ تین بار پورے کر لینا بہتر ہے۔

۲۔ پونچھنا

آئینہ کا شیشہ، چھری، چاقو، چاندی، سونے کے زیورات، پیتل، تانبے، لوہے، گلٹ، شیشے وغیرہ کی چیزیں اگر نجس ہو جائیں تو خوب پونچھ لینے اور رگڑ دینے یا مٹی سے مانجھ ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر نقشین یا کھردری چیزیں ہوں تو دھوئے بغیر پاک نہ ہوں گی۔

دھونے اور پونچھنے سے متعلق تفصیل

نجاست دو طرح کی ہوتی ہے۔

☼ ۱ جو سوکھنے کے بعد بھی نظر آتی ہے یعنی گاڑھی نجاست جیسے پاخانہ اور خون۔
☼ ۲ جو سوکھنے کے بعد نظر نہیں آتی یعنی پتلی نجاست جیسے پیشاب وغیرہ۔

پھر جن چیزوں پر نجاست لگے ان کی تین قسمیں ہیں

- وہ چیزیں جو نجاست کو بالکل بھی جذب نہیں کرتیں جیسے لوہے، تانبے وغیرہ کے برتن اور ہر قسم کی دھات کے زیور۔
- وہ چیزیں جو قلیل نجاست کو جذب کرتی ہیں مثلاً جوتی، چمڑے کا موزہ اور بدن وغیرہ۔
- وہ چیزیں جو کثیر نجاست کو جذب کرتی ہیں جیسے کپڑے وغیرہ۔

❐ ۱ جو چیزیں نجاست کو بالکل جذب نہیں کرتیں مثلاً برتن زیور وغیرہ۔

- اگر ان پر گاڑھی نجاست لگی ہو تو نجاست کو زائل کرنے سے وہ چیزیں پاک ہو جاتی ہیں۔ پھر اگر وہ برتن وغیرہ ہموار ہوں تو ان کے پاک کرنے کے دو طریقے ہیں۔

❐ ۱ کپڑے یا مٹی سے ان کو خوب پونچھ لیا جائے یا رگڑ لیا جائے۔
❐ ۲ پانی سے اتنا دھویا جائے کہ وہ نجاست دور ہو جائے۔

اور اگر وہ برتن وغیرہ نقشین یا کھردرے ہوں تو ان کو پاک کرنے کا طریقہ صرف یہ ہے کہ ان کو دھویا جائے یہاں تک کہ نجاست بالکل دور ہو جائے اور نظر نہ آئے۔ ایسے برتنوں اور زیور کو پونچھنا مفید نہ ہوگا کیونکہ نجاست نقوش کے درمیان ریخوں میں جم جائے گی۔

- اگر ان پر پتلی نجاست لگی ہو تو خواہ برتن ہموار ہو یا نقشین و کھردرا ہو دونوں صورتوں میں پاک کرنے کے لیے تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ دھو کر اتنی دیر ٹھہرے کہ برتن وغیرہ سے پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔

❐ ۲ جو چیزیں قلیل نجاست کو جذب کرتی ہیں جیسے جوتی، موزہ وغیرہ۔

اگر ان پر گاڑھی نجاست لگی ہو جیسے گوبر، پاخانہ، خون وغیرہ تو جوتی موزہ کو زمین پر خوب گھس کر نجاست چھڑا ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے اور اگر اتنا پانی بہا لے کہ

نجاست دور ہو جائے تو اس سے بھی پاک ہو جائے گا۔

اور اگر ان پر پتلی نجاست لگی ہو مثلاً پیشاب وغیرہ تو صرف تین مرتبہ دھونا پڑے گا ہر مرتبہ سوکھانے کی ضرورت نہیں۔

البتہ اگر جوتی موزہ نجاست میں اتنی دیر پڑا رہے کہ وہ نجاست کو خوب جذب کر لے تو پھر اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو پانی میں خوب اچھی طرح بھگو کر چھوڑ دے جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو پھر اسی طرح دھوئے اور ٹھہرے، ایسا تین مرتبہ کرے۔

- جو چیزیں کثیر نجاست کو جذب کرتی ہیں جیسے کپڑا وغیرہ۔

- اگر ان پر گاڑھی نجاست لگی ہو تو اس کو اتنا دھویا جائے کہ نجاست دور ہو جائے۔ اگر محض پانی کے ساتھ دھونے سے نجاست کا دھبہ بھی چھوٹ جاتا ہے تو اتنا دھوئے کہ دھبہ بھی چھوٹ جائے اور اگر محض پانی سے نہیں چھوٹتا اور اس کو چھڑانے کے لیے صابن وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے تو صابن سے دھبہ کو چھڑانا ضروری نہیں۔ دھبہ لگا بھی رہے تب بھی کپڑا پاک ہو جائے گا۔

- اگر پتلی نجاست لگی ہو پھر

(ا) اگر وہ چیز نچڑ سکتی ہو جیسے کپڑا تو اس پر پانی بہا کر ہر مرتبہ نچوڑے اور تیسری مرتبہ پوری طاقت لگا کر خوب زور سے نچوڑے تب پاک ہوگا۔ اگر خوب زور سے نہ نچوڑے گا تو کپڑا پاک نہ ہوگا۔

(ب) اگر وہ ایسی چیز ہے جس کو نچوڑ نہیں سکتے جیسے قالین، دری، کمبل، گدا وغیرہ تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین دفعہ دھوئے اور ہر دفعہ دھو کر ٹھہر جائے۔ جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو پھر دھوئے۔ اس کے پاک ہونے کے لیے تین دفعہ ایسا کرنا شرط ہے۔

البتہ اگر معلوم ہو کہ دری، قالین وغیرہ نے نجاست کو جذب نہیں کیا صرف اوپر ہی اوپر لگی ہے تو ازالہ سے یا تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ ہر مرتبہ اتنا ٹھہرنا کہ قطرے ٹپکنا موقوف ہو جائیں اس کی ضرورت نہیں۔

تنبیہ: تین دفعہ دھونے اور نچوڑنے وغیرہ کا مسئلہ اس وقت ہے جب تھوڑے پانی

سے دھویا جائے۔ اگر کھلا پانی ہو مثلاً کھلے نلکے کے نیچے کپڑے کو رکھ دیا یا نہر میں ڈال دیا اور اتنا پانی اس پر سے بہہ گیا کہ اطمینان ہو گیا کہ نجاست دور ہو گئی تو کپڑا پاک ہو جائے گا۔ نچوڑنے کی بھی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: نجس مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی تو تین دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ پیر پاک ہو جائیں گے۔ رنگ کا چھڑانا واجب نہیں۔

مسئلہ: ناپاک رنگ اگر جسم یا کپڑے میں لگ جائے یا بال اس ناپاک رنگ سے رنگین ہو جائیں تو صرف اس قدر دھونا کہ پانی صاف نکلنے لگے کافی ہے اگرچہ رنگ دور نہ ہو۔

مسئلہ: ایسی ناپاک چیز جو چکنی ہو جیسے تیل، گھی، مردار کی چربی اگر کسی چیز میں لگ جائے اور اس قدر دھوئی جائے کہ پانی صاف نکلنے لگے تو پاک ہو جائے گی اگرچہ اس ناپاک چیز کی چکناہٹ باقی ہو۔

مسئلہ: اگر کورا برتن نجس ہو جائے اور وہ برتن نجاست کو چوس لے تو فقط دھونے سے پاک نہ ہوگا بلکہ اس میں پانی بھر دے۔ پھر جب نجاست کا اثر پانی میں آ جائے تو گرا کر پھر بھر دے۔ اسی طرح مسلسل کرتا رہے۔ جب نجاست کا نام ونشان بالکل جاتا رہے اور رنگ باقی رہے نہ بدبو تب پاک ہوگا۔

مسئلہ: شہد، شیرہ، گھی یا تیل ناپاک ہو گیا ہو تو جتنا تیل وغیرہ ہو، اتنا یا اس سے زیادہ پانی ڈال کر پکائے جب پانی جل جائے تو پھر پانی ڈال کر پکائے اسی طرح تین دفعہ کرنے سے پاک ہو جائے گا یا یوں کرو کہ جتنا گھی تیل ہو اتنا ہی پانی ڈال کر ہلاؤ جب وہ پانی کے اوپر آ جائے تو کسی طرح اٹھا لو۔ اسی طرح تین دفعہ پانی ملا کر اٹھاؤ تو پاک ہو جائے گا۔ اور گھی اگر جم گیا ہو تو پانی ڈال کر آگ پر رکھ دو جب پگھل جائے تو اس کو نکال لو۔

۳۔ خشک ہو کر اس کا اثر جاتے رہنا

زمین پر نجاست پڑ گئی پھر ایسی سوکھ گئی کہ نجاست کا نشان بالکل جاتا رہا، نہ تو نجاست کا دھبہ ہے نہ بدبو آتی ہے تو اس طرح سوکھ جانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے، لیکن ایسی زمین پر تیمم کرنا درست نہیں، البتہ نماز پڑھنا درست ہے۔ جو اینٹیں یا پتھر، چونا

یا گارے سے زمین میں خوب جما دیئے گئے ہوں کہ بے کھودے زمین سے جدا نہ ہو سکیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ سوکھ جانے اور نجاست کا نشان نہ رہنے سے پاک ہو جائیں گے۔

مسئلہ: جو اینٹیں زمین پر فقط بچھا دی گئی ہوں چونا یا گارے سے ان کی جڑائی نہیں کی گئی ہے تو وہ سوکھنے سے پاک نہ ہوں گی ان کو دھونا پڑے گا۔

مسئلہ: زمین پر جمی ہوئی گھاس بھی سوکھنے اور نجاست کا نشان جاتے رہنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ اگر کٹی ہوئی گھاس ہو تو بغیر دھوئے پاک نہ ہو گی۔

۴۔ جلانا

مسئلہ: نجس چاقو، چھری یا مٹی اور تانبے وغیرہ کے برتن اگر دہکتی آگ میں ڈال دیئے جائیں تو بھی پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ: نجس مٹی سے جو برتن کمہار نے بنائے تو جب تک وہ کچے ہیں ناپاک ہیں، جب پکائے گئے تو پاک ہو گئے۔

مسئلہ: تنور اگر نجس پانی یا پیشاب لگنے سے ناپاک ہو جائے تو اس میں آگ جلانے سے پاک ہو جائے گا بشرطیکہ گرم ہونے کے بعد نجاست کا اثر نہ رہے۔

۴۔ حقیقت کا بدل جانا

مسئلہ: گوبر کے کنڈے اور لید وغیرہ نجس چیزوں کی راکھ پاک ہے اور ان کا دھواں بھی پاک ہے۔ روٹی میں لگ جائے تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: ناپاک تیل یا چربی کا صابن بنا لیا جائے تو پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: شراب جب سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: کوئی جانور نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا کسی کنویں یا حوض میں گر کر مٹی کے ساتھ مٹی ہو جائے تو پاک ہے۔

٦۔ چمڑے کا دباغت سے پاک ہونا

آدمی اور خنزیر کے سوا ہر مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔

آدمی کی کھال اس کے احترام کی وجہ سے اور خنزیر کی کھال اس کے نجس العین ہونے کی وجہ سے پاک نہیں ہوتی۔

۷۔ ذبح سے پاک ہونا

جس جانور کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے ذبح سے بھی پاک ہو جاتا ہے بشرطیکہ شرعی ذبح ہو۔ البتہ گوشت و چربی میں ترجیح اس کو ہے کہ وہ ذبح سے پاک نہیں ہوتی۔

۸۔ ملنا کھرچنا

منی اگر کپڑے پر لگ جائے تو اگر تر ہے تو دھونا واجب ہے اور اگر کپڑے کو لگ کر خشک ہوگئی تو اس کو مل کر کھرچ دینا بھی کافی ہے اگرچہ بیماری کی وجہ سے پتلی ہوگئی ہو یہ حکم اس وقت ہے جب پیشاب کی نلی کا سرا اس سے پہلے پاک ہو پیشاب نہ لگا ہو۔

مسئلہ: منی اگر بدن کو لگ جائے تو اس کا بھی یہ حکم ہے کہ اگر خشک ہوگئی ہو تو کھرچ دینے سے بدن پاک ہو جاتا ہے اور تر ہو تو دھونا ضروری ہے۔

۹۔ گھسنا اور رگڑنا

چمڑے کے موزہ پر اگر نجاست لگ جائے اور وہ نجاست جسم دار ہے جیسے پاخانہ، لید، گوبر اور منی وغیرہ۔ اگر وہ خشک ہو جائے تو گھسنے یا رگڑنے سے موزہ پاک ہو جائے گا اور اگر تر ہے تو دھونے کے طریقے کے علاوہ اگر اس کو اچھی طرح پونچھ لیا اور گھس لیا کہ نجاست کا کچھ اثر یعنی رنگ و بو باقی نہ رہے تو پاک ہو جائے گا۔ اور اگر نجاست پتلی ہو جیسے پیشاب وغیرہ تو اگر گیلے ہی پر مٹی راکھ یا ریت ڈال کر اس کو رگڑ دیں اور اچھی طرح پونچھ دیں تو پاک ہو جائے گا۔

متفرقات

مسئلہ: اگر ٹوٹے ہوئے دانت کو جو ٹوٹ کر علیحدہ ہو گیا ہو اس کی جگہ پر رکھ کر جما دیا جائے خواہ پاک چیز سے یا ناپاک چیز سے اور اسی طرح اگر کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اور

اس کے بدلے کوئی ناپاک ہڈی رکھ دی جائے یا کسی زخم میں کوئی ناپاک چیز بھر دی جائے اور وہ اچھا ہو جائے تو اس کو نکالنا نہ چاہیے بلکہ وہ خود بخود پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: ناپاک زمین پر مٹی وغیرہ ڈال کر نجاست چھپا دی جائے اس طرح کہ نجاست کی بو نہ آئے تو مٹی کے اوپر کا حصہ پاک ہے۔

مسئلہ: گندے اور نجس پانی کو اگر مشینوں سے صاف وشفاف بنا لیا جائے تب بھی وہ نجس ہی رہے گا پاک نہیں ہوگا۔

مسئلہ: کپڑا ڈرائی کلین کرانے میں اگر کسی دلیل سے گمان غالب یا یقین ہو کہ دوسرا کوئی کپڑا ناپاک تھا تو اپنا کپڑا بھی ناپاک ہو جائے گا اور اگر محض شک ہے کہ شاید کوئی دوسرا کپڑا ناپاک ہو تو اپنا کپڑا اپنی حالت پر رہے گا۔ اگر پہلے سے پاک تھا تو اب بھی پاک ہوگا اور اگر پہلے ناپاک تھا تو ڈرائی کلین کے بعد بھی ناپاک ہوگا۔

اگر واشنگ مشین میں کپڑے دھوئے اور معلوم ہے کہ ان میں کوئی کپڑا ناپاک تھا تو صابن ڈال کر دھونے میں سب کپڑے نجس ہو جائیں گے۔ لیکن پھر بعد میں اگر ہر کپڑے کو علیحدہ علیحدہ تین مرتبہ صاف پانی سے دھویا اور ہر مرتبہ کپڑے کو اچھی طرح نچوڑا تو کپڑے پاک ہو جائیں گے یا کپڑے کسی نل کے نیچے رکھ کر اس پر اتنا پانی بہا دیا کہ اطمینان ہو گیا کہ نجاست زائل ہو گئی ہوگی تو تب بھی کپڑے پاک ہو جائیں گے۔

مسئلہ: مردار کی کھال کو جب دھوپ میں سکھا ڈالیں یا کچھ دوا وغیرہ لگا کر درست کر لیں تو پاک ہو جاتی ہے۔ اس پر نماز پڑھنا درست ہے اور مشکیزہ وغیرہ بنا کر اس میں پانی رکھنا بھی درست ہے۔ لیکن سور کی کھال پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں مگر آدمی کی کھال سے کام لینا اور برتنا بہت گناہ ہے۔

مسئلہ: مردار کے بال، سینگ، ہڈی اور دانت یہ سب چیزیں پاک ہیں۔ اگر پانی میں گر جائیں تو پانی نجس نہ ہوگا۔ البتہ اگر مردار کی ہڈی اور دانت وغیرہ پر اس مردار جانور کی کچھ چکنائی وغیرہ لگی ہو تو وہ نجس ہے اور پانی بھی نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ: آدمی کی ہڈی اور بال بھی پاک ہیں لیکن ان کو کام میں لانا جائز نہیں بلکہ عزت سے کسی جگہ دفن کر دینا چاہیے۔

مسئلہ: فصد کے مقام یا کسی اور عضو کو جو خون پیپ کے نکلنے سے نجس ہو گیا ہو اور دھونا نقصان کرتا ہو تو تین تر دھجیوں سے پونچھ دینا بھی کافی ہے یہی دھونے کے برابر ہے۔ اور آرام ہونے کے بعد بھی دھونا ضروری نہیں۔

مسئلہ: ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی اس کو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جائے گا مگر چاٹنا منع ہے۔ یا عورت کی چھاتی پر بچے کی قے کا دودھ لگ گیا پھر بچے نے تین دفعہ چوس کر پی لیا تو پاک ہو گیا۔

مسئلہ: نجس سرمہ یا کاجل آنکھوں میں لگایا تو اس کا پونچھنا اور دھونا واجب نہیں البتہ اگر پھیل کر آنکھ کے باہر آ گیا ہو تو دھونا واجب ہے۔

مسئلہ: کپڑا اور بدن فقط دھونے سے ہی پاک ہوتا ہے چاہے جسم والی (Solid) نجاست لگے یا بعید جسم والی (Liquid) کسی اور طرح پاک نہیں ہوتا۔ مگر سوکھی منی کپڑے یا بدن میں لگی ہو تو خوب کھرچ کر مل ڈالنے سے پاک ہو جائیگا۔ بشرطیکہ منی نکلنے سے پہلے پیشاب کر کے استنجا کر لیا ہو۔

مسئلہ: نجس تیل سر میں ڈالا یا بدن میں لگایا تو قاعدے کے موافق تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا کھلی ڈال کر یا صابن لگا کر تیل کا چھڑانا واجب نہیں ہے۔

نجاست سے متعلق چند مسائل

مسئلہ: اکہرے کپڑے میں ایک طرف معاف مقدار سے کم نجاست لگے اور دوسری طرف سرایت کر جائے اور ہر طرف مقدار سے کم ہو لیکن دونوں کا مجموعہ اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ کم ہی سمجھی جائے گی اور معاف ہو گی۔ ہاں اگر کپڑا دوہرا ہو اور اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ زیادہ سمجھی جائے گی اور معاف نہ ہو گی۔

مسئلہ: نجس پانی میں جو کپڑا بھیگ گیا تھا اس کے ساتھ پاک کپڑے کو لپیٹ کر رکھ دیا اور

اس کی تری اس پاک کپڑے میں آ گئی لیکن نہ تو اس میں نجاست کا کچھ رنگ آیا نہ بدبو آئی تو اگر یہ پاک کپڑا اتنا بھیگ گیا ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ قطرہ ٹپک پڑے یا نچوڑتے وقت ہاتھ بھیگ جائے تو وہ پاک کپڑا بھی نجس ہو جائے گا۔ اور اگر اتنا نہ بھیگا ہو تو پاک رہے گا۔ اور اگر پیشاب وغیرہ خاص نجاست کے بھیگے ہوئے کپڑے کے ساتھ لپیٹ دیا تو جب پاک کپڑے میں ذرا بھی اس کی نمی اور دھبہ آ گیا تو نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ: بچھونے کا ایک کونہ نجس ہے اور باقی سب پاک ہے تو پاک کونے پر نماز پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ: جس زمین کو گوبر سے لیپا ہو وہ نجس ہے اس پر کوئی پاک چیز بچھائے بغیر نماز درست نہیں۔

مسئلہ: گوبر سے لیپی ہوئی زمین اگر سوکھ گئی ہو تو اس پر گیلا کپڑا بچھا کر بھی نماز پڑھنا درست ہے لیکن وہ اتنا گیلا نہ ہو کہ اس زمین کی مٹی چھوٹ کر کپڑے میں لگ جائے۔

مسئلہ: پیر دھو کر ناپاک زمین پر چلا اور پیر کا نشان زمین پر بن گیا تو اس سے پیر ناپاک نہ ہوگا۔ ہاں اگر پیر کے پانی سے زمین اتنی بھیگ جائے کہ زمین کی کچھ مٹی یا نجس پانی پیر میں لگ جائے تو نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ: نجس بچھونے پر سویا اور پسینہ سے وہ کپڑا نم ہو گیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کا کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا۔

مسئلہ: راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ بدن یا کپڑے میں نجاست کا اثر معلوم نہ ہو۔ باقی احتیاط یہ ہے کہ جس شخص کی بازار اور راستوں میں زیادہ آمد و رفت نہ ہو یا ہوتی ہو لیکن وہ آنے جانے کے لیے عام طور سے کار استعمال کرتا ہو تو یہ شخص ایسی نجاست لگنے سے بدن اور کپڑے پاک کر لیا کرے چاہے ناپاکی کا اثر محسوس نہ بھی ہو۔

مسئلہ: نجاست کے اوپر جو گرد و غبار ہو وہ پاک ہے بشرطیکہ نجاست کی تری نے اس میں اثر کر کے اس کو تر نہ کر دیا ہو۔

مسئلہ: جس پانی سے کوئی نجس چیز دھوئی جائے وہ نجس ہے خواہ وہ پانی پہلی دفعہ کا ہو یا دوسری دفعہ کا یا تیسری دفعہ کا لیکن ان پانیوں میں اتنا فرق ہے کہ اگر پہلی دفعہ کا پانی کسی کپڑے میں لگ جائے تو یہ کپڑا تین دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر دوسری دفعہ کا پانی لگ جائے تو صرف دو دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر تیسری دفعہ کا لگ جائے تو ایک ہی دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ: جب سو کر اٹھے تو جب تک پہنچوں تک ہاتھ نہ دھولے اس وقت تک کسی برتن میں موجود پانی میں ہاتھ نہ ڈالے چاہے ہاتھ پاک ہو چاہے ناپاک ہو۔ اگر پانی چھوٹے برتن میں رکھا ہو جیسے لوٹا، آب خورہ تو اسے بائیں ہاتھ سے اٹھا کر دائیں ہاتھ پر ڈالے اور تین دفعہ دھوئے، پھر برتن داہنے ہاتھ میں لے کر بایاں ہاتھ تین دفعہ دھوئے اور اگر چھوٹے برتن میں پانی نہ ہو، بڑے مٹکے وغیرہ میں ہو تو کسی آبخورے یا گلاس وغیرہ سے نکال لے لیکن انگلیاں پانی میں نہ ڈوبنے پائیں۔

مسئلہ: ناپاک چیز پانی میں گرے اور اس کے گرنے سے چھینٹیں اڑ کر کسی پر جا پڑیں تو وہ پاک ہیں بشرطیکہ اس نجاست کا کچھ اثر ان چھینٹوں میں نہ ہو۔

مسئلہ: رومالی گیلی ہونے کے وقت ہوا نکلے تو اس سے کپڑا نجس نہیں ہوتا۔

پاکی ناپاکی کے بعض مسائل

مسئلہ: غلہ گاہنے کے وقت اگر بیل غلہ میں پیشاب کر دیں تو مجبوری کی وجہ سے وہ معاف ہے یعنی غلہ اس سے ناپاک نہ ہوگا اور اگر اس وقت کے سوا دوسرے وقت میں پیشاب کریں تو ناپاک ہو جائے گا۔ اس لیے کہ یہاں مجبوری نہیں۔

مسئلہ: کافر کھانے کی جو شے بناتے ہیں اس کو اور اسی طرح ان کے برتن اور کپڑے وغیرہ کو ناپاک نہ کہیں گے تاوقتیکہ ان کا ناپاک ہونا کسی دلیل یا قرینہ سے معلوم نہ ہو۔

مسئلہ: کھانے کی چیزیں اگر سڑ جائیں اور بو کرنے لگیں تو ناپاک نہیں ہوتیں جیسے گوشت، حلوہ وغیرہ۔ مگر نقصان کے خیال سے ان کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ: مشک اور اس کا نافہ پاک ہے اور اسی طرح عنبر وغیرہ بھی (ہرن کے اندر جس جگہ سے مشک نکلتا ہے اسے نافہ کہتے ہیں)

مسئلہ: سوتے میں آدمی کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔

مسئلہ: گندا انڈا حلال جانور کا پاک ہے بشرطیکہ ٹوٹا نہ ہو۔

مسئلہ: مردہ انسان کے منہ کا لعاب نجس ہے۔

مسئلہ: دودھ دوہتے وقت دو ایک مینگنی دودھ میں پڑ جائیں یا تھوڑا سا گوبر بقدر دو ایک مینگنی کے گر جائے تو معاف ہے۔ بشرطیکہ گرتے ہی نکال ڈالا جائے۔

مسئلہ: کتے نے آٹے میں منہ ڈال دیا یا بندر نے آٹا جھوٹا کر دیا تو اگر آٹا گندھا ہوا ہو تو جہاں منہ ڈالا ہے اتنا آٹا نکال ڈالے باقی کا کھانا درست ہے۔ اور اگر آٹا سوکھا ہو تو جہاں جہاں اس کے منہ کا لعاب لگا ہو نکال ڈالے باقی سب پاک ہے۔

مسئلہ: کتے کا لعاب نجس ہے اور خود کتا نجس نہیں۔ سو اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا۔ البتہ اگر کتے کے بدن پر نجاست لگی ہو تو اور بات ہے۔

مسئلہ: سانپ کی کینچلی پاک ہے لیکن اس کی کھال جو اس کے جسم کے ساتھ لگی ہوتی ہے وہ نجس ہوتی ہے۔

مسئلہ: نجاست اگر جلائی جائے تو اس کا دھواں پاک ہے وہ اگر جم جائے اور اس سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ بھی پاک ہے۔

مسئلہ: نجاستوں سے جو بخارات اٹھیں وہ پاک ہیں۔

مسئلہ: پھل وغیرہ کے کیڑے پاک ہیں لیکن ان کا کھانا درست نہیں جب کہ ان میں جان پڑ گئی ہو، اور گولر وغیرہ سب کا پھلوں کے کیڑوں اور سرکہ کے کیڑوں کا بھی یہی حکم ہے۔

ناپاک چیز کا بطور دوا استعمال

مسئلہ: جو چیز نجس العین ہے یعنی خود ناپاک ہے جیسے پاخانہ، پیشاب، شراب، مردار (یعنی اس کا گوشت اور چربی وغیرہ) اور خنزیر کا گوشت اور ذبح کئے ہوئے حرام جانور کا گوشت اور چربی وغیرہ تو ایسی چیز کا نہ تو خارجی استعمال درست ہے کہ جسم پر کہیں اس کا لیپ کرے یا ملے اور نہ ہی داخلی استعمال درست ہے کہ اس کو کھائے پیئے۔

اور جو چیز دوسری چیز کے ملانے سے نجس ہوئی ہے اس کا داخلی استعمال درست نہیں البتہ خارجی استعمال درست ہے جیسے ناپاک پانی یا وہ سرمہ جس میں پتہ کا پانی (Bile) ملایا گیا ہو جب کہ سرمہ میں دیگر چیزوں کے مقابلہ میں یہ پانی کم ہو۔ اس استعمال کی صورت میں نماز کے وقت دھونا اور باقاعدہ پاک کرنا ضروری ہے۔

تنبیہ: ایسی ناپاک چیز کے خارجی استعمال سے بھی پرہیز کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ بعض اوقات شدت مرض میں خیال نہیں رہتا اور کپڑوں میں بھی یہ نجس دوا لگ جاتی ہے یا بغیر دھوئے ہاتھ کسی برتن میں پڑ جاتا ہے اور وہ برتن اور پانی ناپاک ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے گھر کے دوسرے افراد کو بھی نجاست لگ جاتی ہے۔

مسئلہ: بعض لوگ جو شیر وغیرہ کی چربی کا خارجی استعمال کرتے ہیں اور اس کو پاک جانتے ہیں یہ درست نہیں۔ ہاں اگر طبیب حاذق دین دار کی یہ رائے ہو کہ اس مرض کا علاج سوائے شیر کی چربی کے اور کچھ نہیں تو ایسی حالت میں بعض علماء کے نزدیک درست ہے لیکن نماز کے وقت اس کو پاک کرنا ضروری ہے۔

استنجا کا بیان

مسئلہ: جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے اور مخرج یعنی نکلنے کی جگہ سے پھیلی نہ ہو تو اس کی وجہ سے استنجا کرنا سنت موکدہ ہے۔

مسئلہ: اگر نجاست بالکل ادھر ادھر نہ لگے اور اس لیے پانی سے استنجا نہ کرے بلکہ پاک پتھر یا ڈھیلے سے استنجا کر لے اور اتنا صاف کر ڈالے کہ نجاست بالکل جاتی رہے تو بھی جائز ہے لیکن یہ بات صفائی مزاج کے خلاف ہے۔ البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری

ہے۔

مسئلہ: ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں بس اتنا خیال رکھے کہ ادھر ادھر نہ پھیلنے پائے اور بدن خوب صاف ہو جائے۔

تنبیہ: حق اور مختار بات یہی ہے کہ استنجے کے لیے کوئی کیفیت مخصوص نہیں اور نہ کوئی عدد مسنون ہے بلکہ مقصود صفائی ہے وہ جس طریقے سے حاصل ہو جائے کافی ہے۔ رہا بعض فقہاء کا کیفیات بتلانا تو ان کا مقصود یہ نہیں ہے کہ یہ کیفیات ہیں بلکہ انہوں نے اپنے ذہن میں جس کیفیت کو صفائی میں مددگار سمجھا اس کو بتلا دیا۔ البتہ استنجا میں تین ڈھیلے استعمال کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ سے پھیل جائے تو ایسے وقت میں پانی سے دھونا واجب ہے۔ دھوئے بغیر نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو صرف ڈھیلے سے پاک کرکے بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ: پانی سے استنجا کرے تو پہلے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھوئے پھر تنہائی کی جگہ جا کر بدن ڈھیلا کرکے بیٹھے اور اتنا دھوئے کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہوگیا۔ البتہ اگر کوئی شکی مزاج ہو تو وہ تین دفعہ یا سات دفعہ دھولے بس اس سے زیادہ نہ دھوئے۔

مسئلہ: ہڈی اور نجاست جیسے گوبر، لید وغیرہ اور کوئلہ، کنکر، شیشہ اور پکی اینٹ، کھانے کی چیز اور کاغذ سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا برا اور منع ہے۔ ایسا نہ کرنا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی کرلے تو بدن پاک ہو جائے گا۔ یعنی استنجا ہو جائے گا۔

مسئلہ: کھڑے کھڑے پیشاب کرنا منع ہے۔

مسئلہ: چھوٹے بچے کو قبلہ کی طرف بٹھا کر پیشاب پاخانہ کرانا بھی مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ: استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا کرنا بھی درست ہے۔ لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ: جب پاخانہ پیشاب کو جائے تو پاخانہ کے دروازہ سے باہر بسم اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے **اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَ الۡخَبَائِثِ** اور ننگے سر نہ جائے اور اگر کسی انگوٹھی وغیرہ پر اللہ، رسول کا نام ہو تو اس کو اتار ڈالے اور پہلے بایاں پیر رکھے اور اندر خدا کا نام نہ لے اور اگر چھینک آئے تو فقط دل ہی دل میں الحمد للہ کہے زبان سے کچھ نہ کہے۔ نہ وہاں کچھ بولے نہ بات کرے۔ پھر جب نکلے تو پہلے داہنا پیر نکالے اور دروازے سے نکل کر یہ دعا پڑھے **غُفۡرَانَکَ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَذۡھَبَ عَنِّی الۡاَذٰی وَ عَافَانِیۡ** اور استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو صابن سے مل کر دھولے اور اگر صابن نہ ہو تو زمین پر رگڑ کے یا مٹی سے مل کر دھوئے۔

پیشاب، پاخانہ کے وقت جن امور سے بچنا چاہیے

بات کرنا، بلا ضرورت کھانسنا، کسی آیت، حدیث یا متبرک چیز کا پڑھنا، ایسی چیز جس پر خدا یا نبی یا کسی فرشتے وغیرہ کا نام یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی ہوئی ہو اپنے ساتھ رکھنا، البتہ اگر ایسی چیز جیب میں ہو یا تعویذ کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو تو کراہت نہیں۔ بلا ضرورت کھڑے ہو کر یا لیٹ کر پاخانہ پیشاب کرنا، تمام کپڑے اتار کر برہنہ ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا، چاند سورج کی طرف پاخانہ، پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے۔ نہر یا تالاب وغیرہ کے کنارے پیشاب، پاخانہ کرنا مکروہ ہے اگرچہ نجاست اس میں نہ گرے اور اسی طرح ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھتے ہوں اور اسی طرح پھل پھول والے درخت کے نیچے اور جاڑوں میں جس جگہ دھوپ لینے کو لوگ بیٹھتے ہیں، جانوروں کے درمیان میں، مسجد اور عید گاہ کے اس قدر قریب جس کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف ہو، قبرستان میں یا ایسی جگہ جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں، راستے میں اور ہوا کے رخ پر، سوراخ میں اور قافلہ یا کسی مجمع کے قریب مکروہ تحریمی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ایسی جگہ جہاں لوگ اٹھتے بیٹھے ہوں اور ان کو تکلیف ہو اور ایسی جگہ جہاں سے نجاست بہہ کر اپنی طرف آئے مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے استنجا کرنا درست نہیں

ہڈی، کھانے کی چیزیں، لید اور دیگر ناپاک چیزیں، وہ ڈھیلا یا پتھر جس سے ایک دفعہ استنجا ہو چکا ہو، پختہ اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، کوئلہ، چونا، لوہا وغیرہ اور ایسی چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کریں جیسے سرکہ وغیرہ اور وہ چیزیں جن کو جانور کھاتے ہوں جیسے بھوسہ اور گھاس وغیرہ اور ایسی چیزیں جو قیمت دار ہوں خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت جیسے کپڑا (یعنی وہ کپڑا جس کو اگر استنجا کے بعد دھویا جائے تو اس کی قیمت میں کمی آجائے) عرق وغیرہ، آدمی کے اجزاء جیسے بال، ہڈی، گوشت وغیرہ، مسجد کی چٹائی یا کوڑا یا جھاڑو وغیرہ، درختوں کے پتوں، کاغذ خواہ لکھا ہو یا سادہ، زمزم کا پانی، روئی اور تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا ان کے جانور نفع اٹھائیں۔ ان تمام چیزوں سے استنجا مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے استنجا کرنا درست ہے

پانی، مٹی کا ڈھیلا، پتھر، بے قیمت کپڑا، ٹشو پیپر اور وہ تمام چیزیں جو پاک ہوں اور نجاست کو دور کریں بشرطیکہ مال اور قدر و قیمت والی نہ ہوں۔

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

باب:۹

نماز کی شرطوں کا بیان

نماز کے شروع کرنے سے پہلے کئی چیزیں ضروری ہیں۔ اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے، نہانے کی ضرورت ہو تو غسل کرے۔ بدن یا کپڑے پر کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو پاک کرے۔ جس جگہ نماز پڑھتا ہے وہ جگہ بھی پاک ہونی چاہیے۔ مرد کم از کم ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ڈھانپے اور عورت فقط منہ اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں پیر کے سوا سر سے پیر تک سارا بدن خوب ڈھانک لے۔ قبلہ کی طرف منہ کرے۔ جس نماز کو پڑھنا چاہتا ہے اس کی نیت یعنی دل سے ارادہ کرے اور وقت آنے کے بعد نماز پڑھے۔ یہ سات چیزیں نماز کے لیے شرط ہیں۔ اگر ان میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی تو نماز نہ ہوگی۔ ان کی ضروری تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ بدن اور کپڑوں کی طہارت

نمازی کے لیے اپنے بدن کو نجاست حکمی سے اور اپنے بدن اور کپڑوں کو نجاست حقیقی سے پاک کرنا ضروری ہے۔

نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہو تو خواہ بدن پر ہو یا کپڑوں پر ہو اگر ایک درہم وزن یعنی ساڑھے چار ماشہ سے زائد ہو تو نماز نہ ہوگی۔ اور اگر ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو نماز تو ہو جائے گی لیکن بلا کسی مجبوری کے اس کو زائل نہ کرے اور اس کے سمیت نماز پڑھے تو برابری کی صورت میں مکروہ تحریمی ہے اور نماز کا لوٹانا واجب ہے۔ جب کہ کمی کی صورت میں مکروہ تنزیہی ہے۔

اگر نجاست غلیظہ پتلی ہو اور ایک درہم کے پھیلاؤ یعنی پونے تین سم قطر دائرے کے پھیلاؤ سے زائد ہو تو نماز نہ ہوگی۔ اگر اس کے برابر یا اس سے کم ہو تو نماز تو ہو جائے گی لیکن بلا کسی مجبوری کے اس کو زائل نہ کرے اور اس کے سمیت نماز پڑھے تو

برابری کی صورت میں مکروہ تحریمی ہے اور نماز کا لوٹانا واجب ہے جب کہ کمی کی صورت میں مکروہ تنزیہی ہے۔

اگر نجاست خفیفہ ہو پھر جسم کے عضو کے چوتھائی اور کپڑے کے حصہ کے چوتھائی سے کم پر لگی ہو تو نماز ہو جائے گی البتہ بلا کسی مجبوری کے اس کو دور کئے بغیر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اور اگر چوتھائی یا زائد پر لگی ہو تو اس کو دور کئے بغیر نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر کپڑے یا بدن پر نجاست اتنی مقدار میں لگی ہو جو معاف ہے تو اگر وقت میں گنجائش ہو تو اس کو دھو کر نماز پڑھے لیکن اگر وقت تنگ ہو کہ نماز فوت ہو جانے کا ڈر ہو یا جماعت رہ جانے اور کہیں نہ ملنے کا ڈر ہو تو اسی طرح نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: جس چیز کو نمازی اٹھائے ہوئے ہو اور وہ خود اپنی قوت سے رکی ہوئی نہ ہو اس چیز کا پاک ہونا بھی ضروری ہے۔ مثلاً نماز پڑھنے والا کسی بچے کو اٹھائے ہوئے ہو اور وہ بچہ خود اپنی طاقت سے رکا ہوا نہ ہو تب تو اس کا پاک ہونا نماز کی صحت کے لیے شرط ہے۔ اور جب اس بچہ کا بدن اور کپڑا اس قدر نجس ہو جو مانع نماز ہے تو اس صورت میں اس شخص کی نماز درست نہ ہوگی۔ اور اگر بچہ خود اپنی طاقت سے رکا ہوا بیٹھا ہو تو کچھ حرج نہیں اس لیے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے۔ پس یہ نجاست اسی بچے کی طرف منسوب ہوگی اور نماز پڑھنے والے سے اس کا کچھ تعلق نہ سمجھا جائے گا۔

مسئلہ: اگر نمازی کے جسم پر کوئی ایسی نجس چیز ہو جو اپنی جائے پیدائش میں ہو اور خارج میں اس کا کچھ اثر موجود نہ ہو تو کچھ حرج نہیں جیسے گندا انڈا جس کی زردی خون ہوگئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو تو کچھ حرج نہیں اس لیے کہ اس کا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے۔ خارج میں اس کا کوئی اثر نہیں۔ یہ حکم اس وقت ہے جب انڈا باہر سے پاک ہو۔

مسئلہ: اور اگر کوئی ایسی نجس چیز ہو جو اپنی جائے پیدائش میں نہ ہو مثلاً کسی بوتل میں خون یا پیشاب ہو اور نمازی اس کو جیب میں رکھے ہوئے ہو یا معاف مقدار سے زائد خون رومال میں لگا ہو اور وہ رومال جیب میں ہو تو نماز درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: نمازی کے اوپر جو چادر ہو اس کا ایک کونہ نجس ہو لیکن وہ چادر اس قدر بڑی ہے کہ نجس کونہ زمین پر پڑا ہے اور نمازی کے اٹھنے بیٹھنے سے حرکت نہیں کرتا تو کچھ حرج نہیں ہے۔

مسئلہ: مسافرت میں کسی کے پاس تھوڑا سا پانی ہے اگر نجاست دھوتا ہے تو وضو کے لیے نہیں بچتا اور اگر وضو کرے تو نجاست پاک کرنے کے لیے پانی نہ بچے گا تو اس پانی سے نجاست دھو ڈالے پھر وضو کی جگہ تیمم کر لے۔

۲۔ نماز کی جگہ کا پاک ہونا

مسئلہ: نماز پڑھنے کی جگہ نجاست حقیقی سے پاک ہونی چاہیے۔ ہاں اگر نجاست بقدر معافی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہیں اور اسی طرح سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہے کیونکہ عضو کا نجاست کے ساتھ اتصال ایسا ہے جیسے عضو کو نجاست لگی ہو۔ لہٰذا اگر ایک پیر کے نیچے ایک درہم کے بقدر گاڑھی یا پتلی نجاست ہو یا دو پیروں کے نیچے تھوڑی تھوڑی ہو اور مجموعہ درہم کے برابر ہو تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر صرف ایک پیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پیر کو اٹھائے رہے تب بھی کافی ہے کیونکہ قیام میں صرف ایک پیر کو زمین پر رکھنا فرض ہے۔

مسئلہ: اگر بیٹھنے کی جگہ پاک ہو تو بیٹھے ورنہ کھڑے رہ کر التحیات پڑھے اور سلام پھیرے۔

مسئلہ: اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے تب بھی اس کا اسی قدر پاک ہونا ضروری ہے۔ پورے کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہیں خواہ وہ کپڑا چھوٹا ہو یا بڑا۔

مسئلہ: اگر کسی نجس مقام پر کوئی پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے کی چیز صاف طور پر اس میں سے نظر آئے۔

مسئلہ: اگر پاک جگہ میں نماز پڑھی اور اس جگہ سجدہ کیا لیکن سجدہ میں اس کا کپڑا (دامن وغیرہ) ایسی جگہ پر پڑتا ہے جو نجس ہے اور خشک ہے تو اس کی نماز جائز ہو گی کیونکہ جس جگہ کا پاک ہونا شرط ہے یہ جگہ اس سے زائد ہے۔

مسئلہ: اگر جا نماز کا کپڑا دوہرا ہو اور اس کی اوپر کی تہہ پاک ہو اور نچلی تہہ ناپاک ہو اور وہ دونوں آپس میں سلی ہوئی نہ ہوں اور اوپر کی تہہ اتنی موٹی ہو کہ نیچے کی نجاست کا رنگ یا بو محسوس نہ ہوتی ہو تو اوپر کی تہہ پر نماز جائز ہے۔

اور اگر وہ دونوں تہیں آپس میں سلی ہوئی ہوں تو اوپر کی تہہ پر نماز جائز نہیں

مسئلہ: اگر ایک ہی کپڑے کی دوہری تہہ کر لے اور اوپر کی تہہ پاک ہو اور نیچے کی تہہ ناپاک ہو تو اس پر نماز جائز ہے۔

مسئلہ: اگر لکڑی کا تختہ ایک طرف سے نجس ہے اور دوسری طرف سے پاک ہے تو اگر اتنا موٹا ہو کہ بیچ سے چر سکتا ہو تو اس کو پلٹ کر دوسری طرف نماز پڑھنا درست ہے اور اگر اتنا موٹا نہ ہو تو درست نہیں۔

مسئلہ: اگر نجاست پر کھڑا ہو اور پاؤں میں جوتیاں یا موزے پہنے ہوئے ہو تو نماز جائز نہ ہو گی کیونکہ وہ نمازی کے بدن کے تابع ہیں اس لیے حائل شمار نہ ہوں گے۔ اور اگر جوتیاں نکال کر ان پر کھڑا ہو جائے اور جوتیوں کی اوپر کی جانب جہاں پاؤں رکھتا ہے پاک ہے تو نماز جائز ہے خواہ جوتے کا تلا پاک ہو یا ناپاک ہو۔

جن جگہوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

- راستہ میں
- بیت الخلا میں اور اس کی چھت پر
- غسل خانہ میں اور اس کی چھت پر
- ٹھنڈے علاقوں میں پائے جانے والے حمام میں اور اس کی چھت پر
- قبرستان میں۔ لیکن اگر قبرستان میں علیحدہ سے نماز کے لیے کوئی جگہ بنائی گئی ہو کہ وہاں کچھ نجاست نہ ہو اور سامنے کی طرف دیوار بھی کھڑی ہو جو قبروں سے

اوٹ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

- کوڑا ڈالنے کی جگہ میں
- چھینی ہوئی زمین میں
- جانوروں کے ذبح ہونے کی جگہ میں
- اونٹوں کے باڑے میں
- خانہ کعبہ کی چھت پر کیونکہ اس کی چھت پر چڑھنا اس کی تعظیم و ادب کے خلاف ہے۔

۳۔ ستر چھپانا

نماز میں مرد کے لیے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک ستر ہے۔ ناف ستر میں داخل نہیں جب کہ گھٹنے ستر میں داخل ہیں۔ اتنا بدن نماز میں ڈھانپنا فرض ہے۔ اس کے سوا اور بدن کھلا ہو تو نماز ہو جائے گی لیکن بلا ضرورت بس اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔ عورت کا چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں کے سوا باقی تمام بدن ستر ہے۔

مسئلہ: نماز میں اپنا ستر دوسرے لوگوں سے چھپانا بالاتفاق فرض ہے اور اپنے آپ سے چھپانا فرض نہیں۔ لہٰذا اگر لمبا کرتہ پہن کر بغیر شلوار کے نماز پڑھے اور کرتہ ایسا ہو کہ اگر اس کے گریبان میں جھانکے تو اپنا ستر نظر آئے تو نماز فاسد نہ ہوگی (لیکن قصداً اس میں سے اپنے ستر کی طرف نظر کرنا مکروہ تحریمی ہے)

مسئلہ: ایسا باریک لباس پہننا جس میں سے کھال کی رنگت نظر آتی ہو حرام ہے اور اس سے نماز بھی نہیں ہوتی۔ اسی طرح عورت اگر باریک چادر یا دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھے جس میں سے بالوں کی سیاہی چمکتی ہو تو اس سے نماز درست نہیں ہوتی۔

مسئلہ: موٹا کپڑا جس سے بدن کا رنگ نظر نہ آتا ہو مگر بدن سے ایسا چپکا ہوا ہو کہ دیکھنے سے اعضائے بدن کی ہیئت معلوم ہوتی ہو ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی۔

مسئلہ: نماز میں تھوڑا سا ستر کھل جانا معاف ہے اس لیے کہ اس سے بچنے میں حرج ہے اور بہت کھل جانے سے بچنے میں حرج نہیں ہوتا اس لیے معاف نہیں اور اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: چوتھائی اور اس سے زیادہ بہت میں داخل ہے اور چوتھائی سے کم تھوڑے میں ہے۔ چوتھائی یا زیادہ ستر کا کھلنا نماز کو اس وقت فاسد کرتا ہے جب کہ ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار کھلا رہا۔

تنبیہ: چوتھائی سے اعضائے ستر میں سے ہر عضو کی اپنی چوتھائی مراد ہے اور یہ اس وقت ہے جب صرف ایک عضو کا حصہ کھلا ہو۔ اگر ایک عضو میں سے کئی جگہ تھوڑا تھوڑا کھلا ہو تو اس کو جمع کریں گے اور چوتھائی کا اعتبار کریں گے۔ اور اگر دو یا زیادہ اعضاء میں سے کھلا ہو تو کھلے حصہ کو جمع کر کے ان میں سب سے چھوٹے عضو کی چوتھائی کا اعتبار کریں گے۔

مسئلہ: جن اعضاء کا ڈھانپنا فرض ہے ان میں سے کوئی عضو نماز کے اندر چوتھائی کھل گیا اور اس نے فوراً یعنی رکن کی مقدار سے پہلے پہلے ڈھانپ لیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر ایک رکن کی مقدار کھلا رہا تو نماز فاسد ہوگئی۔ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ بلا ارادہ کھل گیا ہو۔ اور اگر اپنے ارادہ یا اپنے فعل سے کھولا تو اگرچہ فوراً ڈھانپ لیا تب بھی نماز جاتی رہی کیونکہ قصداً کھولنے میں رکن کی مقدار کی رعایت نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر نماز شروع کرتے وقت ستر کے عضو کی چوتھائی کھلی ہے یعنی اس حالت میں تکبیر تحریمہ کہی تو نماز شروع ہی نہیں ہوئی اگرچہ رکن کی مقدار سے کم وقت گزرے۔ چوتھائی سے کم کھلا ہوا ہو تو خواہ کتنی دیر گزر جائے نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو ننگا نماز پڑھے لیکن ایسی جگہ پڑھے کہ کوئی دیکھ نہ سکے اور کھڑے ہو کر نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر پڑھے اور رکوع اور سجدہ کو اشارہ سے کرے۔

مسئلہ: اگر کپڑے کے استعمال سے معذوری آدمیوں کے فعل کی وجہ سے ہو تو جب

معذوری جاتی رہے نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا مثلاً کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازموں نے اس کے کپڑے اتار لیے ہوں یا کسی دشمن نے اس کے کپڑے اتار لیے ہوں اور اگر آدمیوں کی طرف سے نہ ہو تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں۔ مثلاً کسی کے پاس کپڑے ہی نہ ہوں۔

مسئلہ: اگر کسی کے پاس ایک کپڑا ہو کہ چاہے اس سے اپنے جسم کو چھپا لے چاہے اس کو بچھا کر نماز پڑھے تو اس کو چاہیے کہ اپنے جسم کو چھپا لے اور نماز اسی نجس مقام پر پڑھ لے اگر پاک جگہ میسر نہ ہو۔

مسئلہ: جو لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی اگر اس کی اوڑھنی سرک گئی اور اس کا سر کھل گیا تو اس کی نماز ہو گئی۔

۴۔ نیت کا ہونا

مسئلہ: زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ دل میں جب اتنا سوچ لے کہ میں آج کی ظہر کے فرض پڑھتا ہوں اور اگر سنت پڑھتا ہو تو یہ سوچ لے کہ ظہر کی سنت پڑھتا ہوں۔ بس اتنا خیال کر کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے تو نماز ہو جائے گی۔ جو لمبی چوڑی نیت لوگوں میں مشہور ہے اس کا کہنا کچھ ضروری نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا برا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے تکبیر تحریمہ کہنے میں دیر کرتے ہیں جب کہ امام تلاوت شروع کر دیتا ہے۔

مسئلہ: اگر زبان سے نیت کہنا چاہے تو اتنا کہہ دینا کافی ہے، نیت کرتا ہوں آج کے ظہر کے فرض کی اللہ اکبر یا نیت کرتا ہوں ظہر کی سنتوں کی اللہ اکبر۔

مسئلہ: اگر دل میں تو یہی خیال کرتا ہے کہ میں ظہر کی نماز پڑھتا ہوں لیکن ظہر کی جگہ زبان سے عصر کا وقت نکل گیا تو بھی نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر بھولے سے چار رکعت کی جگہ چھ رکعت یا تین رکعت زبان سے نکل جائے تو تب بھی نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: بعض علماء کے نزدیک فرض اور واجب کے سوا سنت اور نفل اور تراویح کی نماز میں فقط اتنی نیت کر لینا کہ میں نماز پڑھتا ہوں، سنت ہونے اور نفل ہونے کی کچھ نیت نہیں کی تب بھی درست ہے مگر راجح یہ ہے کہ ہر ایک کو خاص کر کے نیت کرے۔

مسئلہ: اگر کئی نمازیں قضا ہو گئیں اور قضا پڑھنے کا ارادہ کیا تو وقت مقرر کر کے نیت کرے یعنی نیت کرے کہ میں فجر کے فرض کی قضا پڑھتا ہوں۔ اگر ظہر کی قضا پڑھنا ہو تو یوں نیت کرے کہ ظہر کے فرض کی قضا پڑھتا ہوں اسی طرح جس وقت کی قضا پڑھنی ہو خاص اسی کی نیت کرنا چاہیے۔ اگر فقط اتنی نیت کر لی کہ میں قضا نماز پڑھتا ہوں اور خاص اس وقت کی نیت نہیں کی تو قضا صحیح نہ ہوگی پھر سے پڑھنا پڑے گی۔

مسئلہ: اگر کئی دن کی نمازیں قضا ہو گئیں تو دن تاریخ بھی مقرر کر کے نیت کرنا چاہیے جیسے کسی کی اتوار، پیر، منگل اور بدھ چار دن کی نمازیں جاتی رہیں تو اب فقط اتنی نیت کرنا کہ میں فجر کی نماز پڑھتا ہوں درست نہیں ہے بلکہ یوں نیت کرے کہ اتوار کی فجر کی قضا پڑھتا ہوں پھر ظہر پڑھتے وقت کہے کہ اتوار کی ظہر کی قضا پڑھتا ہوں۔ اسی طرح کہتا جائے۔ اگر کئی مہینے یا کئی سال کی نمازیں قضا ہوں تو مہینے اور سال کا بھی نام لے اور کہے کہ فلاں سال کے فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کی فجر کی قضا پڑھتا ہوں۔ بغیر اس طرح نیت کیے قضا صحیح نہیں ہوتی۔

اصلی مسئلہ تو یہی ہے لیکن اگر کسی نے دن اور تاریخ کی تعیین کے بغیر قضا نمازیں پڑھ لیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اعادہ آسان ہو تو دوہرا لے اور اگر دشوار ہے تو وہی نمازیں کافی ہوں گی۔

مسئلہ: اگر کسی کو دن، تاریخ، مہینہ، سال کچھ یاد نہ ہوں تو یوں نیت کرے کہ فجر کی نمازیں جتنی میرے ذمہ قضا ہیں ان میں سے جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتا ہوں یا ظہر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ قضا ہیں ان میں سے جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتا ہوں۔ اسی طرح نیت کر کے برابر قضا پڑھتا رہے جب دل گواہی دے دے کہ اب سب نمازیں جتنی جاتی رہی تھیں سب کی قضا پڑھ چکا ہوں تو قضا پڑھنا چھوڑ دے۔

مسئلہ: مقتدی کو اپنے امام کی اقتداء کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔

مسئلہ: امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے۔ امامت کی نیت کرنا شرط نہیں۔ البتہ اگر کوئی عورت اس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے اور مردوں کے برابر کھڑی ہو اور نماز جنازہ اور جمعہ اور عیدین کی نہ ہو تو اس کی اقتداء صحیح ہونے کے لیے اس کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے۔ اور اگر مردوں کے برابر نہ کھڑی ہو یا نماز جنازہ یا جمعہ یا عیدین کی ہو تو پھر شرط نہیں۔

مسئلہ: مقتدی کو امام کی تعیین کرنا شرط نہیں کہ وہ زید ہے یا عمرو بلکہ صرف اسی قدر نیت کافی ہے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔ ہاں اگر نام لے کر تعیین کر لے گا پھر اس کے خلاف ظاہر ہوگا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ مثلاً کسی شخص نے یہ نیت کی کہ میں زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں حالانکہ جس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ خالد ہے تو اس (مقتدی) کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: جنازے کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہیے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میت کی دعا کے لیے پڑھتا ہوں۔ اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ میت مرد ہے یا عورت تو اس کو یہ نیت کر لینا کافی ہے کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے میں بھی اس کی نماز پڑھتا ہوں۔

۵۔ استقبال قبلہ

قبلہ کی طرف منہ کرنے کو استقبال قبلہ کہتے ہیں۔ نماز کی صحت کے لیے شرط ہے کہ نماز پڑھنے والے کا منہ قبلہ کی طرف ہو جب کہ وہ اس پر قادر ہو۔

استقبال قبلہ کی ضروری حد کیا ہے

جو شخص بیت اللہ شریف کے سامنے ہو اس کے لیے عین کعبہ کا استقبال فرض ہے اور جو اس سے غائب ہو اس کے ذمہ جہت کعبہ کا استقبال ہے عین کعبہ کا نہیں۔

جہت قبلہ کے استقبال کا مطلب یہ ہے کہ ایک خط مستقیم ہو جو کعبہ پر گزرتا ہوا جنوب و شمال کی سمت میں ہو اور نمازی کے وسط پیشانی سے ایک خط مستقیم نکل کر اس

پہلے خط سے اس طرح تقاطع کرے (یعنی اس طرح دونوں ایک دوسرے کو کاٹیں) کہ اس سے تقاطع کے موقع پر دو زاویہ قائمہ بن جائیں۔ وہ قبلہ مستقیم ہے۔ اور اگر نمازی اتنا منحرف ہو کہ اس کی وسط پیشانی سے نکلنے والا خط تقاطع کر کے زاویہ قائمہ پیدا نہ کرے بلکہ حادہ (Acute) یا منفرجہ (Obtuse) پیدا کرے لیکن وسط پیشانی کو چھوڑ کر پیشانی کے اطراف میں کسی طرف سے نکلنے والا خط زاویہ قائمہ پیدا کر دے تو وہ انحراف قلیل ہے اس سے نماز صحیح ہو جائے گی۔ اور اگر پیشانی کی کسی طرف سے بھی ایسا خط نہ نکل سکے جو خط مذکورہ پر زاویہ قائمہ پیدا کر دے تو وہ انحراف کثیر ہے اس سے نماز نہ ہوگی۔ اور علمائے ہیئت و ریاضی نے قلیل و کثیر انحراف کی تعیین اس طرح کی ہے کہ پینتالیس درجہ تک انحراف ہو تو قلیل ہے اس سے زائد ہو تو کثیر اور مفسد نماز ہے۔

اس کی آسان تعبیر یہ ہے کہ انسان کے چہرہ کا کوئی ذرا سا ادنیٰ حصہ خواہ وسط چہرہ ہو یا دائیں بائیں جانب کا، بیت اللہ کے کسی ذرا سے حصے کے ساتھ مقابل ہو جائے اور فن ریاضی کی اصطلاحی عبارت میں یہ ہے کہ عین کعبہ سے پینتالیس درجہ تک بھی انحراف ہو جائے تو استقبال فوت نہیں ہوتا اور نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ اس سے زائد انحراف ہو تو استقبال فوت ہو جاتا ہے اور نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

مکہ مکرمہ سے دور شہروں میں سمت قبلہ اور جہت استقبال معلوم کرنے کا شرعی طریقہ

نماز اور نماز میں استقبال قبلہ ان دونوں کا حکم جس طرح شہر والوں اور تعلیم یافتہ طبقہ پر ہے اسی طرح دیہاتیوں اور پہاڑ کے دروں اور جزائر کے رہنے والے ناخواندہ و ناواقف لوگوں پر بھی عائد ہے اور جو حکم اس درجہ عام ہو وہ تدقیقات اور قواعد ریاضیہ یا آلات رصدیہ پر موقوف نہیں ہو سکتا۔

لہٰذا بلاد بعیدہ میں سمت قبلہ معلوم کرنے کا صحیح طریقہ جو سلف سے چلا آتا ہے یہ ہے کہ جن بلاد میں مساجد قدیمہ موجود ہوں ان کا اتباع کیا جائے کیونکہ اکثر بلاد میں تو خود حضرات صحابہ و تابعین نے مساجد کی بنیادیں ڈالی ہیں اور سمت قبلہ متعین فرمائی

ہے اور انہی کو دیکھ کر دوسری بستیوں میں مسلمانوں نے اپنی اپنی مساجد بنائی ہیں۔ اسی لیے یہ سب مساجد سمت قبلہ معلوم کرنے کے لیے کافی ہیں۔

اور جن جنگلات یا نو آبادیات وغیرہ میں مساجد قدیمہ موجود نہ ہوں وہاں شرعی طریقہ جو صحابہ اور تابعین کے عمل سے ثابت ہے یہ ہے کہ سورج چاند اور قطب ستارہ وغیرہ کے مشہور ومعروف ذرائع سے اندازہ قائم کرکے سمت قبلہ متعین کرلیا جائے۔ اگر اس میں معمولی میلان وانحراف بھی رہے تو اس کو نظر انداز کردیا جائے۔ اور ایسی جگہوں میں آلات رصدیہ اور حسابات ریاضیہ سے کام لینا بھی جائز ہے بلکہ جس شخص کو یہ فن آتا ہو اس کے لیے ایسی جگہوں میں جہاں مساجد قدیمہ موجود نہ ہوں ضروری ہے کہ بجائے دوسری علامات ونشانات کے ان آلات وحسابات سے کام لے کیونکہ ان سے ظن غالب حاصل ہوتا ہے اور محض تخمینہ کے مقابلہ میں زیادہ مفید ظن غالب ہوتا ہے۔

تنبیہ: جہاں مساجد قدیمہ نہ ہوں اور وہاں آلات وحسابات سے کام لیا جائے تو صرف سمت کعبہ کو معلوم کیا جائے گا عین کعبہ کی سیدھ معلوم کرکے مسجد کی محراب اس سیدھ میں بنانے کے تکلف سے احتراز کرنا ہوگا۔

مسئلہ: اصل اعتبار خانہ کعبہ کی فضا کا ہے، عمارت کا نہیں اس لیے اگر خانہ کعبہ کی عمارت کسی وجہ سے موجود نہ رہے تب بھی اس جگہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے سے نماز درست ہوجائے گی۔

مسئلہ: اگر کوئی ایسی جگہ ہے کہ قبلہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس طرف ہے اور نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے پوچھ سکے تو اپنے دل میں سوچے جس طرف دل گواہی دے اس طرف پڑھ لے۔ اگر بے سوچے پڑھ لے گا تو نماز نہ ہوگی۔ لیکن بے سوچے پڑھنے کی صورت میں اگر بعد میں معلوم ہوجائے کہ ٹھیک قبلہ کی طرف پڑھی ہے تو بھی نماز ہو جائے گی۔ اور اگر وہاں آدمی موجود ہے لیکن اس سے پوچھا نہیں خود ہی سوچ کر ایک طرف کو پڑھ لی یا عورت نے پردہ اور شرم کی وجہ سے پوچھا نہیں اسی طرح نماز پڑھ لی تب بھی نماز نہیں ہوئی۔ البتہ اگر بعد میں معلوم ہوجائے کہ قبلہ کی طرف ہی پڑھی تھی تو نماز ہوگئی لیکن ایسے وقت میں عورت کو ایسی شرم نہ کرنی چاہیے۔

مسئلہ: اگر کوئی بتلانے والا نہ ملا اور دل کی گواہی پر نماز پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ جس طرف نماز پڑھی ہے اس طرف قبلہ نہیں ہے تو بھی نماز ہوگئی۔

مسئلہ: اگر بے رخ نماز پڑھتا تھا پھر نماز ہی میں معلوم ہوگیا کہ قبلہ اس طرف نہیں ہے بلکہ فلانی طرف ہے تو نماز ہی میں قبلہ کی طرف گھوم جائے۔ اب معلوم ہو جانے کے بعد اگر قبلہ کی طرف نہ پھرے گا تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر کوئی کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کے اندر نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے جس طرف چاہے منہ کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ: کعبہ شریف کے اندر فرض نماز بھی درست ہے اور نفل بھی درست ہے۔

مسئلہ: اگر قبلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام و مقتدی سب کو اپنے غالب گمان پر عمل کرنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی مقتدی کا گمان غالب امام کے خلاف ہوگا تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے نہ ہوگی۔ اس لیے کہ وہ امام اس کے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر اس کی اقتداء جائز نہیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں اس مقتدی کو تنہا نماز پڑھنا چاہیے جس طرف اس کا غالب گمان ہو۔

مسئلہ: قبلہ کی طرف منہ کرنے سے مراد قبلہ کی طرف سینہ کرنا ہے۔ منہ کرنا شرط نہیں ہے البتہ سنت ہے۔ لہٰذا اگر نمازی نے بلا عذر قصداً قبلہ سے سینہ پھیر دیا اگرچہ پھر فوراً ہی قبلہ رخ ہوگیا ہو تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر بلا قصد پھر گیا مثلاً نماز پڑھنے کے دوران میں ریل گاڑی پھر گئی یا جس جانور پر سوار تھا وہ پھر گیا اور ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار وقفہ نہ ہوا تو نماز درست ہوگئی اور اگر اس قدر وقفہ ہوگیا تو نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر منہ خواہ تھوڑا ہو یا سارا، قبلہ سے پھرا اور سینہ نہیں پھرا تو نماز فاسد نہیں ہوئی مگر بلا عذر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی مریض کسی مرض کے سبب سے قبلہ کی طرف منہ نہیں کر سکتا اور اس کے پاس کوئی ایسا شخص بھی نہ ہو جو اس کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دے یا پھیرنے والا تو موجود ہے لیکن منہ پھیرنا بیمار کو نقصان دے گا تو وہ جس طرف کو چاہے رخ کر لے۔

۶۔ نماز کے وقتوں کا بیان

مسئلہ: پچھلی رات کو صبح ہوتے وقت مشرق کی طرف یعنی جدھر سے سورج نکلتا ہے آسمان کی لمبائی پر شرقاً غرباً سفیدی دکھائی دیتی ہے اس کو فجر کاذب کہتے ہیں یہ کچھ ہی دیر میں ختم ہو جاتی ہے۔ پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارے پر یعنی افق پر چوڑائی میں سفیدی معلوم ہوتی ہے اور آناً فاناً بڑھتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اجالا ہو جاتا ہے تو جب سے یہ چوڑی سفیدی دکھائی دے جس کو فجر صادق کہتے ہیں تب سے فجر کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے۔ جب آفتاب کا ذرا سا کنارہ نکل آتا ہے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: دوپہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے۔ پس جب گھٹنا موقوف ہو جائے اس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہے پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا۔ بس اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے اور جتنا سایہ ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے اس کو چھوڑ کر جب تک ہر چیز کا سایہ دوگنا نہ ہو جائے اس وقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے مثلاً ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ ٹھیک دوپہر کو چار انگل تھا تو جب تک دو ہاتھ چار انگل نہ ہو تب تک ظہر کا وقت ہے اور جب دو ہاتھ اور چار انگل ہو گیا تو عصر کا وقت آ گیا اور عصر کا وقت سورج ڈوبنے کے شروع تک باقی رہتا ہے لیکن جب سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ زرد پڑ جائے اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر کسی وجہ سے اتنی دیر ہو گئی تو خیر پڑھ لے قضا نہ کرے لیکن پھر کبھی اتنی دیر نہ کرے اور عصر کے سوا اور کوئی نماز ایسے وقت درست نہیں ہے نہ قضا نہ نفل، کچھ نہ پڑھے۔

مسئلہ: جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت آ گیا۔ پھر جب تک مغرب کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی (یعنی شفق احمر) باقی رہے تب تک مغرب کا وقت رہتا ہے لیکن مغرب کی نماز میں دیر نہ کرے کہ تارے خوب چٹک جائیں۔ اتنی دیر کرنا مکروہ ہے پھر جب وہ سرخی جاتی رہے تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا۔ ایسا امام ابو یوسفؒ اور امام

محمدؒ کے نزدیک ہے جب کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس سرخی کے بعد شمالاً جنوباً جو سفیدی (یعنی شفق ابیض) مغربی افق پر ظاہر ہوتی ہے جب وہ چھپ جائے اس وقت نماز مغرب کا وقت ختم ہوتا ہے اور عشاء کا شروع ہوتا ہے۔ احتیاط اس میں ہے کہ مغرب کی نماز سرخی ختم ہونے سے پہلے پڑھ لیں اور عشاء کی نماز سفیدی چھپنے کے بعد پڑھیں ۔ پھر عشاء کا وقت صبح ہونے تک باقی رہتا ہے۔

نمازوں کے مستحب اوقات

مسئلہ: گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز میں جلدی نہ کرے۔ گرمی کی تیزی کا وقت جاتا رہے تب پڑھنا مستحب ہے اور جاڑوں میں اول وقت نماز پڑھ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ: اور عصر کی نماز ذرا اتنی دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے کہ وقت شروع ہونے کے بعد اگر کچھ نفلیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے، کیونکہ عصر کے بعد تو نفلیں پڑھنا درست نہیں چاہے گرمی کا موسم ہو یا جاڑے کا۔ دونوں کا ایک ہی حکم ہے اگر کسی نے نفل نہ بھی پڑھنے ہوں اس کے لیے بھی اتنی تاخیر کرنا مستحب ہے۔ لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ سورج میں زردی آجائے اور دھوپ کا رنگ بدل جائے۔

مسئلہ: اگر مجبوری ہو تو عصر کی نماز ایک مثل سایہ کے بعد بھی پڑھ سکتا ہے۔ مجبوری کے چند مواقع یہ ہیں:

- مسجد حرام اور مسجد نبوی میں چونکہ ایک مثل کے بعد عصر کی نماز ہوتی ہے۔ وہاں کی باجماعت نماز کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے۔
- کوئی شخص تبلیغ کے لیے ایسے ملک میں گیا ہو جہاں مثل اول کے بعد عصر کی جماعت ہوتی ہو اور اس شخص نے مسجد میں ٹھہرنا ہو۔
- سفر کرنا ہو اور دو مثل کے بعد نماز کا موقع نہ ملنے کا اندیشہ ہو۔

مسئلہ: مغرب کی نماز میں جلدی کرنا اور سورج ڈوبتے ہی پڑھ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ: عشاء کی نماز میں ایک تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور اس کے بعد آدھی رات تک تاخیر مباح ہے اور آدھی رات کے بعد تک تاخیر مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: جو کوئی تہجد کی نماز پچھلی رات کو اٹھ کر پڑھا کرتا ہو تو اگر پکا بھروسہ ہو کہ آنکھ ضرور کھلے گی تو اس کو وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر آنکھ کھلنے کا اعتبار نہ ہو اور سو جانے کا ڈر ہو تو عشاء کے بعد سونے سے پہلے ہی وتر پڑھ لینا چاہیے۔

مسئلہ: مردوں کے لیے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت اچھی طرح کی جائے اور بعد نماز کے اگر کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا چاہیں تو اسی طرح چالیس پچاس آیتیں اس میں پڑھ سکیں۔ اور عورتوں کو ہمیشہ اور مردوں کو حالت حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر گھڑی نہ ہو تو ابر کے دن فجر، ظہر اور مغرب کی نماز ذرا دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے اور عصر اور عشاء کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: جمعہ کی نماز کا وقت وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے لیکن جمعہ کی نماز ہمیشہ اول وقت پڑھنا سنت ہے جمہور کا یہی قول ہے۔ عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے۔ آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے یہ مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہرے اور آفتاب بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے مگر عید الفطر کی نماز اول وقت سے کچھ دیر میں پڑھنی چاہیے۔

وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا منع ہے

مسئلہ: سورج نکلتے وقت اور ٹھیک دوپہر کو اور سورج ڈوبتے وقت کوئی نماز صحیح نہیں ہے۔ اور ان تینوں وقت میں سجدہ تلاوت بھی مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ: ٹھیک دوپہر سے ضحوۂ کبریٰ سے زوال تک کا وقت مراد ہے یعنی زوال سے متصل قبل پون گھنٹہ یہی قول زیادہ معتبر معلوم ہوتا ہے جیسا کہ رد المحتار میں مذکور ہے۔

مسئلہ: فجر کی نماز پڑھ لینے کے بعد جب تک سورج نکل کے اونچا نہ ہو جائے نفل نماز

پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ سورج نکلنے سے پہلے قضا نماز پڑھنا درست ہے اور سجدہ تلاوت بھی درست ہے اور جب سورج نکل آیا تو جب تک ذرا روشنی نہ آ جائے جس میں تقریباً بیس منٹ لگتے ہیں قضا نماز پڑھنا بھی درست نہیں۔ ایسے ہی عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد نفل نماز پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ قضا نماز اور سجدہ تلاوت درست ہے لیکن جب دھوپ پھیکی پڑ جائے تو یہ بھی درست نہیں۔

مسئلہ: فجر کے وقت سورج نکل آنے کے ڈر سے جلدی کے مارے فقط فرض پڑھ لیے تو اب جب تک سورج اونچا اور روشن نہ ہو جائے تب تک سنت نہ پڑھے۔

مسئلہ: جب صبح ہو جائے اور فجر کا وقت آ جائے تو دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا اور کوئی نفل نماز پڑھنا درست نہیں یعنی مکروہ ہے البتہ قضا نمازیں اور سجدہ کی آیت پڑھنے پر سجدہ کرنا درست ہے۔

مسئلہ: اگر فجر کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آیا تو نماز نہیں ہوئی، سورج میں روشنی آ جانے کے بعد قضا پڑھے۔

مسئلہ: عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سونا مکروہ ہے نماز پڑھ کے سونا چاہیے لیکن کوئی مرض سے یا سفر سے بہت تھکا ماندہ ہو اور کسی سے کہہ دے کہ مجھ کو نماز کے وقت جگا دینا اور دوسرا وعدہ کر لے تو سو رہنا درست ہے۔

مسئلہ: جب امام خطبہ کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو اور خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا حج وغیرہ کا تو ان وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: جب فرض نماز کی اقامت کہی جاتی ہو اس وقت بھی کوئی سنت یا نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہو اور کسی طرح یہ یقین یا ظن غالب ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے مل جائے گی۔ یا بقول بعض علماء تشہد ہی مل جانے کی امید ہو تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں یا جو سنت موکدہ اقامت سے پہلے شروع کر لی ہو اس کو پورا کر لے۔

مسئلہ: نماز عیدین سے قبل خواہ گھر میں ہو خواہ عید گاہ میں، نماز نفل مکروہ ہے اور نماز عیدین کے بعد فقط عید گاہ میں مکروہ ہے۔

متفرقات

مسئلہ: جن علاقوں میں رات بہت چھوٹی ہوتی ہے کہ غروب آفتاب کے کچھ ہی دیر بعد فجر طلوع ہو جاتی ہے وہاں اگر شفق ابیض غروب نہ ہوتی ہو لیکن شفق احمر کا غروب پایا جاتا ہو تو اس وقت عشاء کی نماز پڑھی جائے۔ اور جن ایام میں شفق احمر بھی غروب نہ ہو تو اس علاقہ میں جن ایام میں شفق احمر غروب ہوتی تھی ان میں سے سب سے آخری دن میں غروب آفتاب کے جتنی دیر بعد عشاء کا وقت شروع ہوا تھا اب بھی اتنی ہی دیر کے بعد عشاء کے وقت کی ابتداء فرض کی جائے گی۔

مسئلہ: جن مقامات میں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہوتی ہو وہاں نمازوں کے اوقات کا اندازہ ایسے قریب ترین علاقہ کے اوقات سے کیا جائے گا جہاں چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازوں کے حقیقی اوقات پائے جاتے ہوں۔

مسئلہ: جن مقامات میں بڑے طویل دن اور طویل راتیں ہوتی ہیں لیکن ایسے بھی شب و روز ہوتے ہیں جو چوبیس گھنٹوں پر مشتمل ہوں وہاں طوالت سے پیشتر ایام میں سے آخری دن کے مطابق اوقات متعین کئے جائیں گے۔

مسئلہ: دجال کے زمانہ میں ایک دن سال بھر کا ہوگا اور ایک دن ایک مہینے کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا۔ تو چونکہ وہ اس کی محض شعبدہ بازی ہوگی ورنہ سورج کا طلوع و غروب تو اپنے وقت پر ہو رہا ہوگا تو اگر اس زمانے میں گھڑیاں اور جنتریاں ہوں تو جنتریوں کے مطابق نمازیں پڑھی جائیں اور اگر ایسی کوئی سہولت موجود نہ رہے تو طویل دن شروع ہونے سے پہلے جو چوبیس گھنٹوں کا دن ہوگا اس کے مطابق نماز کے اوقات کا اندازہ کر کے نمازیں پڑھی جائیں۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀

باب: ۱۰

اذان اور اقامت کا بیان

اذان کا لغوی معنی ہے خبر دار کرنا اور شریعت میں ان مخصوص اور مرتب الفاظ کو کہ جن کے ذریعے سے نماز کے بارے میں خبر دار کیا جاتا ہے اذان کہتے ہیں۔

اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دونوں حدثوں سے پاک ہو کر اور اگر لاؤڈ سپیکر نہ ہو تو کسی اونچے مقام پر خواہ مسجد سے علیحدہ ہو یا مسجد کی چھت پر قبلہ رو کھڑا ہو اور اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو کلمہ کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے ان کلمات کو کہے **اللّٰہ اکبر** چار بار، پھر **اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ** دو مرتبہ، پھر **اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ** دو مرتبہ پھر **حی علی الصلوۃ** دو مرتبہ پھر **حی علی الفلاح** دو مرتبہ پھر **اللّٰہ اکبر** دو مرتبہ پھر **لا الٰہ الا اللّٰہ** ایک مرتبہ اور **حی علی الصلوۃ** کہتے وقت اپنے منہ کو داہنی طرف اور **حی علی الفلاح** کہتے وقت اپنے منہ کو بائیں طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائیں اور فجر کی اذان میں **حی علی الفلاح** کے بعد **الصلوۃ خیر من النوم** بھی دو مرتبہ کہے۔ پس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوئے اور فجر کی اذان میں سترہ۔

اذان اور اقامت میں فرق

اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ اگر لاؤڈ سپیکر نہ ہو تو اذان مسجد سے باہر کسی اونچے مقام پر یا مسجد کی چھت پر کہی جاتی ہے اور اقامت مسجد کے اندر اور اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے اور اقامت میں **الصلوۃ خیر من النوم** نہیں کہا جاتا بلکہ بجائے اس کے پانچوں وقت میں **قدقامت الصلوۃ** دو مرتبہ کہے اور اقامت کے وقت کانوں کے سوراخوں کا بند کرنا بھی نہیں ہے کیونکہ کان کے سوراخ آواز بلند ہونے کے لیے بند کیے جاتے ہیں۔ اور اقامت میں

حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں بائیں جانب منہ پھیرنا بھی نہیں اگرچہ بعض فقہاء نے اقامت میں بھی پھیرنے کو کہا ہے۔

اذان واقامت کے احکام

مسئلہ: پانچوں وقت کی فرض عین نمازوں اور جمعہ کو جماعت سے ادا کرنے کے لیے اذان دینا مردوں پر سنت موکدہ ہے اور ترک پر گناہ ہے۔

یہ ہر شہر و بستی کے لیے سنت موکدہ علی الکفایہ ہے یعنی ہر شہر اور بستی میں ایک شخص کی اذان کفایت کرتی ہے اور اگر کسی ایک نے بھی اذان نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں گے اور اگر شہر وسیع ہو اور بڑے بڑے محلے ہوں کہ ایک محلہ کی اذان دوسرے محلوں تک نہ پہنچتی ہو تو محلہ والے اگر ترک کریں تو وہ بھی سب گنہگار ہوں گے۔

اگر اہل شہر اذان کے ترک پر اتفاق کر لیں تو امام محمدؒ کے نزدیک ان سے جنگ حلال ہے کیونکہ اذان اسلام کے شعائر (بڑی علامتوں) میں سے ہے اور اس کے ترک میں دین کی قدر و قیمت کو گھٹانا ہے۔

مسئلہ: اقامت میں بھی پانچوں فرض عین نمازوں اور جمعہ کے لیے سنت ہونے میں اذان کی مانند ہے۔ البتہ اذان کا سنت ہونا اقامت کی نسبت زیادہ موکد ہے۔

مسئلہ: ان کے علاوہ جو نمازیں ہیں خواہ وہ فرض کفایہ ہوں یا واجب یا سنت ونوافل جیسے نماز جنازہ، وتر، عیدین، کسوف، خسوف، استسقاء، تراویح اور دیگر نوافل ان سب کے لیے اذان اور اقامت نہیں ہے۔

مسئلہ: مسجد کے اندر اذان اور اقامت کے بغیر فرض نماز کو جماعت سے پڑھنا سخت مکروہ ہے۔

مسئلہ: مقیم کے لیے جب کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھے خواہ تنہا یا جماعت سے نماز پڑھے اذان و اقامت مستحب ہے سنت موکدہ نہیں بشرطیکہ محلہ یا گاؤں کی مسجد میں اذان اور اقامت ہو چکی ہو۔ اگر اس محلہ وغیرہ میں اذان نہ ہوئی ہو تو گھر میں یا تنہا نماز

پڑھنے والے کو اذان اور اقامت چھوڑنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: مسافر کو خواہ وہ اکیلا نماز پڑھتا ہو اذان اور اقامت دونوں کو چھوڑنا مکروہ ہے۔ اور اگر صرف اذان کہے اور اقامت چھوڑ دے تو یہ جائز ہے لیکن مکروہ ہے البتہ اگر اذان چھوڑ دے اور صرف اقامت کہہ لے تو بلا کراہت جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دونوں کہے۔

مسئلہ: اگر مسافر کے تمام ساتھی موجود ہوں تو اذان کا ترک بلا کراہت جائز ہے اور اقامت کا ترک مکروہ ہے اور اذان و اقامت دونوں کا کہنا مستحب ہے سنت موکدہ نہیں۔

مسئلہ: اگر جنگل میں جماعت سے نماز پڑھیں اور صرف اذان چھوڑ دیں تو مکروہ نہیں اور اگر اقامت چھوڑ دیں تو مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر مسجد والوں نے اذان اور اقامت کہہ کر جماعت کر لی تو پھر اس مسجد میں دوبارہ اذان و اقامت اور جماعت مکروہ ہے۔

مسئلہ: جس مسجد کے نمازی اور امام متعین نہیں جیسا کہ بڑی شاہراہوں پر واقع بعض مساجد میں دیکھنے میں آتا ہے اور وہاں مختلف مسافر آ کر اپنی نماز پڑھ کر چلے جاتے ہیں تو اس میں افضل یہ ہے کہ ہر فریق علیحدہ علیحدہ اذان اور اقامت کے ساتھ جماعت کرے اور ہر جماعت کا امام ایک ہی جگہ کھڑا ہو تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔

مسئلہ: قضا نمازوں کے لیے اذان اور اقامت کہے خواہ اکیلا پڑھے یا جماعت سے جب کہ کہیں جنگل میں اور آبادی سے دور ہو۔ اور اگر آبادی میں یا آبادی کی مسجد میں قضا پڑھے تو اگر اکیلا ہو تو اس قدر آواز سے دے کہ خود ہی سن سکے اور اگر جماعت سے پڑھے تو یا تو اذان و اقامت نہ کہے یا اتنی آہستہ آواز سے دے کہ دوسرے لوگوں کو معلوم نہ ہو کیونکہ نماز قضا کرنے کی جو کوتاہی ہوگئی ہے اس کا اعلان نہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ: شہر یا قصبہ میں جو شخص کسی عذر سے جمعہ کے بجائے ظہر کی نماز پڑھے تو اس کے لیے اذان اور اقامت کہنا سنت نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ البتہ گاؤں میں صحیح ہے۔

مسئلہ: عرفات اور مزدلفہ میں جو دو نمازوں کو جمع کرتے ہیں تو پہلی کے لیے اذان اور اقامت کہے اور دوسری کے لیے صرف اقامت کہے۔

مسجد میں اذان کہنا

مسئلہ: اذان میں دو پہلو ہیں۔ ایک ذکر الٰہی اور دوسرے لوگوں کو یہ بتانا کہ نماز کا وقت ہو گیا اور جماعت قائم ہونے والی ہے۔ اس دوسرے پہلو کے اعتبار سے ضروری ہے کہ موذن خود بلند آواز والا ہو اور ایسی جگہ سے اذان دے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو علم ہو۔

مسئلہ: جمعہ کی اذان ثانی کو مسجد کے اندر خطیب کے سامنے کہنے کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے تعامل چلا آتا ہے کیونکہ اس میں صرف حاضرین (جو پہلی اذان سن کر حاضر ہو چکے ہیں ان) تک آواز پہنچانا مقصود ہے۔

مسئلہ: اگر لاؤڈ سپیکر نہ ہو تو مسجد سے باہر یا مسجد کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان کہی جائے۔ مسجد نبوی بننے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد کی چھت پر چڑھ کر اذان کہتے تھے اور مسجد کی چھت بھی مسجد کے حکم میں ہوتی ہے۔

مسئلہ: اگر لاؤڈ سپیکر ہو تو چونکہ اس سے آواز بلا کسی خلل کے ہر طرف پہنچ جاتی ہے اس لیے مسجد کے اندر بھی دی جائے تو کراہت نہیں جائز ہے۔

اذان و اقامت کی صحت و کمال کی شرائط

مندرجہ ذیل تین صورتوں میں اذان نہیں ہوتی

- اگر کسی ادا نماز کے لیے اذان کہی جائے تو اس کے لیے اس نماز کے وقت کا ہونا ضروری ہے۔ اگر وقت آنے سے پہلے اذان دی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔ وقت آنے کے بعد پھر اس کا اعادہ کرنا ہوگا خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا اور کسی وقت کی۔
- اذان اور اقامت کا عربی زبان میں خاص ان ہی الفاظ سے کہنا ضروری ہے جو

نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں۔ اگر کسی اور زبان میں یا عربی زبان ہی میں دوسرے الفاظ سے اذان کہی جائے تو صحیح نہ ہوگی اگرچہ لوگ اس کو سن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصود اس سے حاصل ہو جائے۔

- موذن مسلمان ہو۔ کافر کی اذان صحیح نہیں ہوتی۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں اذان مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔

۱ موذن کا مرد ہونا ضروری ہے۔ عورت کی اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہے۔ اگر عورت اذان کہے تو اس کا اعادہ کرنا چاہیے۔ اگر بغیر اعادہ کئے ہوئے نماز پڑھ لی تو گویا بے اذان کے پڑھی گئی۔ البتہ اقامت کا اعادہ نہیں کیونکہ اذان کی تکرار کے برخلاف اقامت کی تکرار مشروع نہیں۔

۲ موذن کا صاحب عقل ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنون یا مست اذان دے تو معتبر نہ ہوگی اور ان کی اذان و اقامت مکروہ ہے اور ان کی اذانوں کا اعادہ کرنا چاہیے، اقامت کا نہیں۔

۳ جنبی کی اذان و اقامت بھی مکروہ تحریمی ہے۔ اس کی اذان کا اعادہ مستحب ہے اور ایک قول کے مطابق واجب ہے (اور مسنون طریقے پر ادائیگی کے لیے اعادہ لازمی ہے) البتہ اقامت کا اعادہ نہ ہوگا۔

اذان کا جواب دینا

مسئلہ: جو شخص اذان سنے مرد ہو یا عورت، پاک ہو یا جنبی اس پر اذان کا جواب دینا مستحب ہے یعنی جو لفظ موذن کی زبان سے سنے وہی کہے۔ مگر **حی علی الصلوۃ** اور **حی علی الفلاح** کے جواب میں **لا حول و لا قوۃ الا باللہ** کہے اور **الصلوۃ خیر من النوم** کے جواب میں صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ کہے اور اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے۔

{اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَ الصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَ الْفَضِیْلَةَ وَ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ

الْمِیْعَادَ}

بعض لوگ دعا میں وَالدَّرجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ اور وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کے الفاظ بڑھاتے ہیں لیکن وہ مسنون نہیں ہیں اور حدیث میں نہیں ملتے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً نہ دے اور اذان ختم ہونے کے بعد خیال آئے یا دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دے دے ورنہ نہیں۔

مسئلہ: اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے واجب نہیں۔ اس میں بھی اذان ہی کی طرح کا جواب دے، البتہ قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃِ کے جواب میں اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا کہے۔

مسئلہ: اذان اور اقامت سننے کی حالت میں کوئی بات نہ کرے اور سوائے ان کا جواب دینے کے کوئی اور کام نہ کرے۔ یہاں تک کہ نہ سلام کرے اور نہ سلام کا جواب دے کیونکہ سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے میں اذان و اقامت کے جواب کے الفاظ کے نظام میں خلل واقع ہوتا ہے۔

مسئلہ: اذان اور اقامت کے وقت قرآن شریف بھی نہ پڑھے اور اگر پہلے سے پڑھتا ہو تو پڑھنا چھوڑ کر اذان یا اقامت کے سننے اور جواب دینے میں مشغول ہو۔ یہ افضل ہے اور اگر پڑھتا رہے تو ناجائز نہیں۔

مسئلہ: اگر کئی مسجدوں سے اذان سنائی دے تو اگر ہو سکے تو سب کا جواب دے ورنہ پہلی اذان کا زیادہ حق ہے۔ اس کا جواب دے خواہ محلہ کی مسجد کی ہو یا دوسری جگہ کی۔

مسئلہ: جو شخص مسجد کی حدود کے اندر ہو اس کے لیے اذان کے بعد بلا ضرورت شدیدہ مسجد سے نکل کر جانا مکروہ ہے۔ البتہ اگر اس نے کسی دوسری جگہ جا کر نماز پڑھانی ہے یا اس کا واپس آ کر اسی مسجد میں نماز پڑھنے کا ارادہ ہو تو کراہت نہیں۔

جن صورتوں میں اذان کا جواب نہ دے

آٹھ صورتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہیے۔

- نماز کی حالت میں اگرچہ نماز جنازہ ہی ہو۔

- خطبہ سننے کی حالت میں خواہ خطبہ جمعہ کا ہو یا کسی اور چیز کا۔
- علم دین پڑھنے یا پڑھانے کی حالت میں۔اسی طرح اگر قرآن پاک بھی سیکھنے یا سکھانے کے لیے پڑھے تو یہی حکم ہے کہ پڑھتا رہے اور جواب دینے کے لیے بند نہ کرے۔محض تلاوت کا حکم اوپر گزر چکا ہے۔
- حیض و نفاس کی حالت میں کیونکہ اس وقت قول یا فعل سے جواب دینے کی حالت نہیں۔
- اس کے برخلاف جنبی کو جواب دینا چاہیے کیونکہ جنبی کا حدث حیض و نفاس کی بہ نسبت ہلکا ہے اس لیے کہ اس کے ازالہ کا جلدی امکان ہے۔
- جماع کی حالت میں
- پیشاب، پاخانہ کی حالت میں
- کھانا کھانے کی حالت میں

البتہ ان چیزوں سے فارغ ہونے کے وقت اگر اذان ہوئے زیادہ عرصہ نہ گزرا ہوتو جواب دینا چاہیے ورنہ نہیں۔

سنن و مستحبات

موذن سے متعلق

☼ ۱ سمجھ دار نابالغ لڑکا ہوتو اس کی اذان بلا کراہت صحیح ہے لیکن بالغ کی اذان افضل ہے۔

☼ ۲ موذن پرہیز گار اور دین دار ہو۔اگر فاسق اذان دے اور وقت میں دے تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔

☼ ۳ موذن کا مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا یعنی جبکہ گھڑیاں اور جنتریاں نہ ہوں اور سورج کے طلوع و غروب اور زوال اور شفق اور سایوں سے واقف ہو۔مگر جاہل آدمی جو نماز کے اوقات سے نہ خود واقف ہو اور نہ کسی واقف سے پوچھے وہ اذان دے تو اس کو موذن کا ثواب نہ ملے گا۔

☼ ۴ بلند آواز ہو۔

☼ ۵ بارعب ہو اور کوئی ستاتا نہ ہو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہو۔

☼ ۶ حدث اصغر سے پاک ہو۔

اذان سے متعلق

- اذان ایسی جگہ سے کہنا کہ محلہ کے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک آواز جائے۔
- اذان کھڑے ہو کر کہنا، اگر کوئی بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو مکروہ ہے اور اس کا اعادہ کرنا چاہیے۔ ہاں اگر مسافر ہو یا مقیم، اذان صرف اپنی نماز کے لیے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں۔
- اذان کا بلند آواز سے کہنا، اگر صرف اپنی نماز کے لیے کہے تو اختیار ہے مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز میں ہوگا۔
- اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے۔
- اذان کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کا جلد جلد ادا کرنا سنت ہے۔ یعنی اذان کی تکبیروں میں ہر دو تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ میں ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے۔
- اذان میں **حی علی الصلوٰۃ** کہتے وقت دائیں طرف کو منہ پھیرنا اور **حی علی الفلاح** کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیرنا سنت ہے۔ خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا نومولود کے کان میں ہو یا کسی اور چیز کی ہو مگر سینہ اور قدم قبلہ سے پھرنے نہ پائے۔
- اذان اور اقامت کا قبلہ رو ہو کر کہنا۔ بغیر قبلہ رو ہونے کے اذان و اقامت کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔
- اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص موخر لفظ کو پہلے کہہ دے مثلاً **اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ** سے پہلے **اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ** کہہ دے یا **حی علی الصلوٰۃ** سے پہلے **حی علی الفلاح** کہہ دے تو اس صورت میں صرف اسی موخر لفظ کا اعادہ ضروری ہے جس کو اس نے مقدم کہا ہے۔

پہلی صورت میں اشھد ان الا الہ الا اللہ کہہ کر اشھد ان محمدا رسول اللہ دوبارہ کہے اور دوسری صورت میں حی علی الصلوٰۃ کہہ کر حی علی الفلاح پھر کہے۔ پوری اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ: اذان اور اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرے خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی موذن اذان و اقامت کے دوران میں کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا اعادہ کرے، اقامت کا نہیں۔

مسئلہ: اذان کے الفاظ کو گانے کے طور پر ادا نہ کرے اور نہ اس طرح کہ کچھ پست آواز سے اور کچھ بلند آواز سے۔

مسئلہ: اذان میں دوسرے اور چوتھے اور چھٹے اللہ اکبر کی راء پر جزم یعنی سکون پڑھے اور حرکت نہ دے اور پہلے تیسرے اور پانچویں اللہ اکبر اور اقامت میں ہر اللہ اکبر کی راء کو بھی سکون پڑھے۔ اور اگر صرف راء کو اگلے کلمہ کے ساتھ ملا کر پڑھے تو وقف کی نیت کے ساتھ یا راء زبر کے ساتھ ملا کر پڑھنا سنت ہے۔ اس راء کی پیش کے ساتھ ملانا خلاف سنت ہے۔

مسئلہ: اذان میں جہاں قاعدہ سے مد ہے اس میں زیادہ سے زیادہ پانچ الف کے برابر مد ہوسکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں اور جہاں قاعدہ کے مطابق مد نہیں وہاں مد کرنا غلط ہے۔

مسئلہ: اقامت کے کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گزر جائے اور جماعت قائم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہیے۔ ہاں اگر تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ ضرورت نہیں۔ اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور وہ پڑھنے میں مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فصل نہ سمجھا جائے گا اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائے گا۔

مسئلہ: اگر موذن اذان دینے کی حالت میں مر جائے یا بے ہوش ہو جائے یا اس کی آواز بند ہو جائے یا بھول جائے اور کوئی بتلانے والا نہ ہو یا اس کو حدث ہو جائے اور وہ اس کو

دور کرنے کے لیے چلا جائے تو اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سنت موکدہ ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت میں حدث اصغر ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اذان یا اقامت پوری کر کے اس حدث کو دور کرنے جائے۔

مسئلہ: ایک موذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے جس مسجد میں فرض پڑھے وہیں اذان دے۔

مسئلہ: جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے۔ ہاں اگر وہ اذان دے کر کہیں چلا جائے یا کسی دوسرے کو اجازت دے دے تو دوسرا بھی اقامت کہہ سکتا ہے۔

مسئلہ: کئی موذنوں کا ایک ساتھ اذان کہنا جائز ہے۔

مسئلہ: موذن کو چاہیے کہ اقامت جس جگہ کہنا شروع کرے وہیں ختم کرے۔

مسئلہ: اذان اور اقامت کے لیے نیت شرط نہیں، ہاں ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا اور نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کہتا ہوں اور کچھ مقصود نہیں۔

نومولود بچے کے کان میں اذان و اقامت

جب بچہ پیدا ہو تو نہلانے کے بعد بچہ کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر اور قبلہ رخ ہو کر بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔ **حی علی الصلوٰۃ** پر اپنا چہرہ دائیں طرف کو اور **حی علی الفلاح** پر اپنا چہرہ بائیں طرف کو موڑ لے۔

مسئلہ: بعض اوقات کسی وجہ سے نومولود کو جلدی نہیں نہلاتے۔ اس کی وجہ سے اذان میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ بچے کو کپڑے سے صاف کر کے اذان کہی جا سکتی ہے۔

مسئلہ: اگر غفلت یا لاعلمی سے کچھ دن گزر گئے تب بھی جب معلوم ہو اذان کہی جائے۔

نماز کے علاوہ جن موقعوں پر اذان کہنا مستحب ہے

☼ ۱ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا

☼ ۲ رنج وغم میں مبتلا شخص کے کان میں
☼ ۳ مرگی کے مریض کے کان میں
☼ ۴ جو شخص غصہ وغضب کی حالت میں ہو اس کے کان میں
☼ ۵ بدمزاج انسان یا جانور کے کان میں
☼ ۶ اہل باطل کے ساتھ لڑائی کی شدت کے وقت
☼ ۷ آتش زدگی کے وقت
☼ ۸ جہاں آسیب یعنی جن کا اثر ہو اور وہ تکلیف دیتا ہو۔
☼ ۹ جب مسافر جنگل میں رستہ بھول جائے اور کوئی بتلانے والا نہ ہو۔

ان مواقع کے علاوہ اور موقعوں پر اذان کہنا مکروہ ہے۔ مثلاً

- دفن کرتے وقت یا دفن کے بعد قبر کے پاس اذان کہنا۔
- بارش کے تسلسل کے وقت۔

اذان کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا

دعا کی تین صورتیں ہیں۔

❑ ۱ کسی خاص وقت یا کام سے متعلق دعا ہو مثلاً وضو کے بعد، مسجد میں آتے جاتے وقت، بیت الخلاء میں آتے جاتے وقت، سواری پر چڑھتے اترتے وقت، بازار میں داخل ہونے کے وقت اور آئینہ دیکھتے وقت وغیرہ۔ ان موقعوں پر ہاتھ اٹھانا وارد نہیں ہے کیونکہ یہ دعائیں چلتے پھرتے اور اپنا کام کاج کرتے ہوئے آدمی کہتا ہے۔ اسی طرح بیوی سے پہلی خلوت میں وارد ہے کہ اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر منقول دعا کہے۔ ظاہر ہے کہ بال پکڑے ہوئے ہوں تو ہاتھ نہیں اٹھا سکتے۔ صبح و شام کی دعائیں اور سوتے وقت کی دعاؤں کا بھی یہی معاملہ ہے کہ آدمی چلتے پھرتے یا لیٹے ہوئے بھی دعائیں پڑھتا ہے۔ اسی طرح آدمی بہت مرتبہ چل پھر رہا ہوتا ہے یا اپنے کام کاج میں مشغول ہوتا ہے اور اذان سنتا ہے۔ اس لیے اس دعا کے لیے بھی ہاتھ اٹھانا منقول نہیں اور ہاتھ اٹھانے والی حدیثیں بھی اس سے متعلق نہیں۔

۲ ❑ چلتے پھرتے اور اٹھتے بیٹھتے آدمی اپنی حاجتیں اللہ تعالیٰ سے مانگتا رہتا ہے۔ اس کے ساتھ بھی ہاتھ اٹھانا متعلق نہیں۔

۳ ❑ آدمی تسلی سے بیٹھا یا کھڑا ہو اور صرف دعا ہی کا عمل کرنے کا ارادہ ہو جیسے نماز سے یا ذکر و تلاوت سے فراغت پر دعا کرے یا کوئی اور موقع نکال کر خاص دعا میں مشغول ہو تو ہاتھ اٹھانے کی حدیثوں کا تعلق صرف ان موقعوں کے ساتھ ہے۔

جب موذن اقامت شروع کرے مقتدیوں کو اسی وقت کھڑے ہونا چاہیے

حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کو نماز کے آداب میں سے شمار کیا گیا ہے اور آداب ان چیزوں کو کہتے ہیں کہ اگر ان کو کرو تو ثواب ہے اور نہ کرو تو کچھ گناہ نہیں۔ پھر علامہ طحطاویؒ نے تصریح کی ہے کہ کھڑے ہونے کی یہ حد تاخیر سے بچنے کے لیے ہے یعنی کھڑے ہونے میں **حی علی الصلوٰۃ** سے زیادہ تاخیر نہ کرے۔ جہاں تک ثواب اور استحباب کا تعلق ہے تو وہ اقامت شروع ہوتے وقت کھڑے ہونے میں بھی ہے۔

اقامت کے شروع میں کھڑے ہونے کی وجوہ یہ ہیں:

۱ ❑ صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل اسی پر تھا کہ اقامت شروع ہوتے وقت کھڑے ہوتے تھے۔

۲ ❑ پوری امت کا تعامل بھی یہی چلا آرہا ہے۔

۳ ❑ **حی علی الصلوٰۃ** پر کھڑے ہونے کو اہل بدعت نے اپنا شعار اور علامت بنا لیا ہے اور باوجود یہ کہ یہ محض آداب میں سے ہے اور استحباب کی آخری حد ہے اس کے نہ کرنے والے کو برا سمجھا جاتا ہے جو خود بھی بدعت ہے۔ لہٰذا اہل بدعت کی مشابہت سے بچنے کے لیے بھی ضروری ہوا کہ اقامت کے شروع میں مقتدی کھڑے ہوں۔

اذان سے پہلے درود وسلام

پہلے پہل بعض صحابہ کو خواب میں فرشتے نے اذان سکھائی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی اذان سکھائی۔ اس میں اذان کے معروف کلمات سے پہلے درود شریف نہیں پڑھا گیا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ اور خیر القرون میں اذان کہی جاتی تھی لیکن درود و

سلام نہ پڑھا جاتا تھا۔ نہ بالکل پہلے اور نہ ہی کچھ وقفہ پہلے۔ یہی عمل امت کا تواتر سے چلا آیا ہے۔ درود وسلام کی اہمیت اپنی جگہ لیکن اس موقع پر پڑھنا سرے سے منقول نہیں لہٰذا اس کا اضافہ بدعت ہے۔ اور واجب الترک ہے۔

تثویب

اذان اور اقامت کے درمیان موذن ایک مرتبہ بلند آواز سے انتہائی مختصر اور معروف لفظوں میں لوگوں کو جماعت کی یاد دہانی کرائے اس کو تثویب کہتے ہیں۔ فجر کی نماز کے لیے جہاں اس کی ضرورت ہو یہ جائز ہے۔ دوسری نمازوں میں موجودہ حالات میں تثویب جائز نہیں کیونکہ اذان کے بعد جماعت کھڑی ہونے کا وقت متعین ہے جو اتنا مختصر ہوتا ہے کہ آدمی استنجا اور وضو کر کے سنتیں ادا کر سکے۔ پھر گھڑیوں کا عام رواج ہے اور گھڑی کے مطابق جماعت کھڑی ہوتی ہے۔ ان وجوہات سے موجودہ دور میں فجر کے علاوہ دیگر نمازوں میں تثویب کی ضرورت نہیں اور بلا ضرورت کرنا بدعت ہے۔ اسی طرح فجر میں بھی تثویب بار بار کرنا یا زیادہ الفاظ میں کرنا بھی بدعت ہے۔

اذان واقامت میں رسول اللہ ﷺ کے نام گرامی پر انگوٹھے چومنا

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کہتے ہیں۔

((اَلْاَحَادِیْثُ الَّتِیْ رُوِیَتْ فِیْ تَقْبِیْلِ الْاَنَامِلِ وَ جَعْلِهَا عَلَی الْعَیْنَیْنِ عِنْدَ سِمَاعِ اسْمِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ عَنِ الْمُؤَذِّنِ فِیْ کَلِمَةِ الشَّهَادَةِ کُلُّهَا مَوْضُوْعَاتٌ)) (تیسیر المقال بحوالہ راہ سنت ص ۲۴۳)

”وہ حدیثیں جن میں موذن سے کلمہ شہادت میں نبی ﷺ کا نام سننے کے وقت انگلیاں چومنے اور آنکھوں پر رکھنے کا ذکر آیا ہے وہ سب کی سب موضوع اور جعلی ہیں۔“

اسی وجہ سے یہ عمل بدعت ہے۔

باب:۱۱

نماز پڑھنے کا طریقہ

نماز کی نیت کر کے اللہ اکبر کہے اور اللہ اکبر کہتے وقت مرد اپنے دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھائے جب کہ عورت اپنے دونوں ہاتھ کندھے تک اٹھائے لیکن ہاتھوں کو دوپٹہ سے باہر نہ نکالے۔ اگر ہاتھوں کو مذکورہ حد تک اٹھانے کے بعد اللہ اکبر کہے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ پھر مرد تو اپنے ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح باندھے کہ وہ اپنے داہنے ہاتھ سے بایاں پہنچا پکڑے جب کہ عورت اپنے ہاتھ سینے پر باندھ لے اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دے۔ اور یہ دعا پڑھے۔

((سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالیٰ جَدُّکَ وَلاَ اِلٰہَ غَیْرُکَ))

پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد کے بعد آمین کہے پھر بسم اللہ پڑھ کر کوئی سورت پڑھے۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائے اور **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ** تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ کہے اور رکوع میں مرد ہاتھوں سے اپنے گھٹنے پکڑے اور انگلیاں کھلی رکھے۔ بازو پہلو سے الگ رکھے اور پیروں میں تھوڑا سا فاصلہ رکھے جب کہ عورت رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں پر رکھ دے اور دونوں بازو پہلو سے خوب ملا کے رکھے اور دونوں پاؤں کے ٹخنے بھی بالکل ملا دے پھر **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ** کہتا ہوا سر کو اٹھائے جب سیدھا کھڑا ہو جائے تو **رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ** کہے۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے۔ زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھے پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں پیشانی رکھے پھر ناک لگائے۔ بعض کے نزدیک پہلے ناک لگائے پھر پیشانی رکھے۔ اور مرد سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے علیحدہ رکھے۔ کہنیوں کو زمین سے اٹھا کر رکھے اور پیر کھڑے رکھے اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے جب کہ عورت پاؤں کھڑے نہ کرے بلکہ داہنی طرف کو نکال دے

اور خوب سمٹ کر اور دب کر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور بانہیں دونوں پہلو سے ملا دے اور دونوں بانہیں زمین پر رکھ دے اور سجدے میں کم سے کم تین دفعہ سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی کہے۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھے اور خوب اچھی طرح بیٹھ جائے۔ تب دوسرا سجدہ اللہ اکبر کہہ کر کرے اور کم سے کم تین دفعہ سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی کہہ کے اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور زمین پر ہاتھ ٹیک کر نہ اٹھے پھر بسم اللہ کہہ کر الحمد اور سورت پڑھ کے اسی طرح دوسری رکعت پوری کرے اور جب دوسرا سجدہ کر چکے تو بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھے۔ انگلیاں قبلہ کی طرف عام حالت کی طرح رکھے اور انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں جب کہ عورت بائیں کولہے پر بیٹھے اور اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لے اور انگلیاں خوب ملا کر رکھے پھر پڑھے۔

((اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیۡنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیۡنَ اَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ))

اور جب کلمہ پر پہنچے تو بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر لا الہ کہنے کے وقت کلمہ کی انگلی اٹھائے اور الا اللہ کہنے کے وقت جھکا دے مگر عقد وحلقہ کی ہیئت کو آخر نماز تک باقی رکھے۔ اگر چار رکعت پڑھنا ہو تو اس سے زیادہ اور کچھ نہ پڑھے بلکہ فوراً اللہ اکبر کہہ کے اٹھ کھڑا ہو اور دو رکعتیں اور پڑھ لے اور فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ اور کوئی سورت نہ ملائے۔ جب چوتھی رکعت پر بیٹھے تو پھر التحیات پڑھ کے یہ درود پڑھے۔

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ))

((اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ))

پھر یہ دعا پڑھے۔

((رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ))

یا یہ دعا پڑھے۔

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ))

یا کوئی اور دعا پڑھے جو حدیث یا قرآن میں آئی ہو پھر اپنے داہنے طرف سلام پھیرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ پھر یہی کہہ کر بائیں طرف سلام پھیرے اور سلام کرتے وقت فرشتوں پر سلام کی نیت کرے۔ اور اگر نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو جو لوگ دائیں جانب ہیں ان کی دائیں طرف سلام پھیرتے وقت نیت کرے اور جو بائیں طرف ہیں ان کی بائیں طرف سلام پھیرتے وقت نیت کرے اور مقتدی امام کی بھی نیت کرے۔ اگر امام دائیں طرف ہے تو دائیں طرف کے سلام میں نیت کرے اور اگر بائیں طرف ہے تو بائیں طرف کے سلام میں نیت کرے اور اگر بالکل سامنے ہے تو دونوں طرف کے سلام میں اس کی نیت کرے اور امام مقتدیوں اور فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے۔

یہ نماز پڑھنے کا طریقہ ہے لیکن اس میں جو فرائض ہیں ان میں سے اگر ایک بات بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوتی چاہے قصداً چھوڑا ہو یا بھولے سے دونوں کا ایک حکم ہے۔اور بعض چیزیں واجب ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی چیز چھوڑ دے تو نماز نکمّی اور خراب ہو جاتی ہے اور پھر سے نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ اگر کوئی پھر سے نہ پڑھے تب بھی فرض سر سے اتر جاتا ہے لیکن بہت گناہ ہوتا ہے اور اگر بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی۔ اور بعض چیزیں سنت ہیں اور بعض مستحب ہیں۔

نماز میں فرائض

نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں

۱ نیت باندھتے وقت تکبیر تحریمہ کہنا

مسئلہ: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وہ کلمات جن سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہوتی ہو مثلاً اللہ اعظم یا الرحمن اکبر اگر یہ تحریمہ میں کہے جائیں تو تحریمہ کا فرض ادا ہو جائے گا لیکن اللہ اکبر کے کلمات کے ساتھ تحریمہ ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: تحریمہ کے لیے قیام شرط ہے خواہ وہ حقیقی ہو یا حکمی ہو (جیسا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں ہوتا ہے) بعض ناواقف مسجد میں آ کر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تحریمہ کہتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لیے کہ تکبیر تحریمہ نماز کی صحت کی شرط ہے اور تکبیر تحریمہ کے لیے قیام شرط ہے۔ جب قیام نہ کیا تو تحریمہ صحیح نہ ہوئی اور جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

۲ تحریمہ کے بعد قیام یعنی کھڑا ہونا

مسئلہ: کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض نمازوں میں فرض ہے۔ جو نمازیں واجب ہیں مثلاً وتر اور عیدین کی نمازیں ان میں بھی قیام فرض ہے اور اسی طرح فجر کی سنتوں اور نذر کے نفلوں میں بھی قیام فرض ہے۔

مسئلہ: بغیر عذر کے ایک پاؤں پر کھڑا ہونا مکروہ ہے لیکن نماز ہو جاتی ہے اور اگر عذر ہو تو مکروہ نہیں۔

۳ قراءت یعنی قرآن مجید میں سے کوئی سورت یا آیت پڑھنا۔

مسئلہ: فرض نمازوں کی دو رکعتوں میں اور وتر، سنت اور نفل کی تمام رکعتوں میں قراءت فرض ہے۔

مسئلہ: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک آیت کے پڑھنے سے اگرچہ چھوٹی ہو قراءت کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ ایک چھوٹی آیت سے مراد یہ ہے کہ جس میں دو یا دو سے زیادہ لفظ ہوں جیسے ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ اور ثُمَّ نَظَرَ۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تین چھوٹی آیتیں یا ان کے برابر ایک

بڑی آیت پڑھنا فرض ہے۔

مسئلہ: قرآن پاک کی قراءت اس نازل شدہ عربی کے بجائے اس کا کسی اور زبان میں ترجمہ پڑھے تو یہ جائز نہیں۔ فقط ترجمہ پڑھنے سے نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: مقتدی امام کے پیچھے کسی نماز میں قراءت نہ کرے نہ سورہ فاتحہ پڑھے نہ دوسری سورت پڑھے نہ سری نماز میں نہ جہری نماز میں۔

۴ رکوع کرنا

مسئلہ: رکوع کی ادنیٰ حد یہ ہے کہ اتنا جھکا ہوا ہو کہ اگر اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے تو وہ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ اگر بیٹھے ہوئے رکوع کرے تو اس کی ادنیٰ حد یہ ہے کہ سر اور کمر کسی قدر جھک جائے۔

۵ دونوں سجدے کرنا

زمین پر پیشانی رکھنے کو سجدہ کہتے ہیں۔ زمین پر پیشانی لگانا فرض ہے جب کہ اس کے ساتھ زمین پر ناک ٹکانا واجب ہے۔

مسئلہ: ہر رکعت میں دو مرتبہ سجدہ کرنا فرض ہے۔

مسئلہ: بلا عذر صرف ناک زمین پر لگائی اور پیشانی نہیں لگائی تو نماز جائز نہیں۔ عذر کی وجہ سے صرف ناک پر اکتفا کرنا صرف اس وقت جائز ہے جب اس قدر ناک لگا دے کہ سخت حصہ بھی لگے۔ اگر ناک کے صرف نرم حصہ کو لگایا تو جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر دونوں سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح نہیں بیٹھا۔ ذرا سا سر اٹھا کر دوسرا سجدہ کر لیا تو اگر ذرا ہی سر اٹھایا ہو تو ایک ہی سجدہ ہوا دونوں سجدے ادا نہیں ہوئے اور نماز بالکل نہیں ہوئی اور اگر اتنا اٹھا کہ قریب قریب بیٹھنے کے ہو گیا ہے تو خیر نماز سر سے اتر گئی لیکن بڑی نکمّی اور خراب ہو گئی۔ اس لیے پھر سے پڑھنا چاہیے، نہیں تو بڑا گناہ ہو گا۔

مسئلہ: اگر فوم یا روئی کی چیز پر سجدہ کرے تو سر کو خوب دبا کر سجدہ کرے اور اتنا دبائے کہ اور نہ دب سکے اگر اوپر اوپر ذرا اشارہ سے سر رکھ دیا دبایا نہیں تو سجدہ نہیں ہوا۔

مسئلہ: سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سے ایک بالشت تک اونچی ہو تو سجدہ جائز ہے اور اگر اس سے زیادہ اونچی ہو تو بلا عذر جائز نہیں مگر عذر کے ساتھ جائز ہے۔

مسئلہ: اگر دونوں ہاتھ یا دونوں گھٹنے زمین پر نہ رکھے تو سجدہ کا فرض ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر سجدہ کیا اور دونوں پاؤں زمین پر نہ رکھے تو جائز نہیں اور اگر ایک پاؤں رکھے تو عذر کے ساتھ بلا کراہت جائز ہے اور بلا عذر کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ پاؤں کا رکھنا انگلیوں کے رکھنے سے ہوتا ہے اگرچہ ایک ہی انگلی ہو۔ اگر دونوں پاؤں کی انگلیوں کی پشت رکھی اور انگلیاں نہ رکھیں تب بھی سجدہ جائز ہے۔ (جاننا چاہیے کہ پیشانی کا زمین پر جمنا سجدہ کی حقیقت ہے اور پاؤں کی کم از کم ایک انگلی کا ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر لگنا شرط ہے)

مسئلہ: حج وغیرہ کے موقع پر جب اس کثرت سے لوگ جمع ہوں کہ جگہ کی بہت تنگی ہو جائے تو اس وقت دوسرے نمازی کی پشت پر سجدہ جائز ہو جائے گا لیکن اس کے لیے پانچ شرطیں ہیں۔

- بہت ہجوم ہونا کہ سجدہ کی جگہ نہ ہو۔
- سجدہ دوسرے نمازی کی پشت پر ہو۔
- سجدہ کرنے والا اور جس کی پشت پر سجدہ ہو دونوں ایک نماز میں شریک ہوں۔
- سجدہ کرنے والے کے گھٹنے زمین پر ہوں۔
- جس کی پشت پر سجدہ ہو اس کا اپنا سجدہ زمین پر ہو۔

۶ قعدہ اخیرہ

نماز کے اخیر میں بقدر تشہد یعنی جتنی دیر التحیات پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا۔

نماز کے واجبات

- تکبیر تحریمہ کا خاص اللہ اکبر کے لفظ سے ہونا۔
- فرض نمازوں میں فرض قراءت کے لیے پہلی دو رکعتوں کو معین کرنا۔

- فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا۔
- اسی طرح سورہ فاتحہ کے بعد کوئی بہت چھوٹی سورت جیسے سورہ کوثر یا اس کے قائم مقام تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت پڑھنا۔
- سورہ فاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص مغرب یا عشاء کی پہلی دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول جائے تو تیسری یا چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنی چاہیے اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے جب کہ ایسا بھول سے ہوگیا ہو۔ اگر قصداً ایسا کیا ہو تو نماز کو لوٹانا واجب ہے۔

- قومہ کرنا یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا۔
- جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ جانا۔
- تعدیل ارکان یعنی رکوع سجدہ قومہ اور جلسہ کو اطمینان سے اچھی طرح ادا کرنا۔ تعدیل ارکان اعضاء کے ایسے سکون کو کہتے ہیں کہ ان کے سب جوڑ کم از کم ایک بار سبحان اللہ کی مقدار ٹھہر جائیں۔ اس لیے اگر رکوع کے بعد اچھی طرح کھڑا نہیں ہوا ذرا سا سر اٹھا کر سجدہ میں چلا گیا تو پھر سے نماز پڑھے۔
- دو رکعتوں پر بیٹھنا یعنی قعدہ اولیٰ کرنا۔
- دونوں قعدوں میں التحیات پڑھنا۔
- لفظ سلام کے ساتھ نماز سے نکلنا اور دو بار السلام کا لفظ واجب ہے اور علیکم کا لفظ واجب نہیں۔

تنبیہ: پہلے سلام کے لفظ السلام کہنے پر امامت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے نماز سے فارغ ہو کر امام نے جیسے ہی پہلا لفظ السلام کہا تو اس کی امامت ختم ہوگئی۔ چنانچہ السلام کی میم کہہ لینے کے بعد اگر کسی شخص نے اس کی اقتداء کی تو اقتداء درست نہ ہوگی اس سے پہلے اقتداء درست ہے۔

مسئلہ: اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے وقت سلام نہیں پھیرا بلکہ سلام کا وقت آیا تو کسی سے بول پڑا، باتیں کرنے لگا یا اٹھ کے کہیں چلا گیا اور کوئی ایسا کام کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ فرض تو اتر جائے گا لیکن نماز کا دوہرانا واجب ہے۔ پھر سے نہ پڑھے گا تو بہت بڑا گناہ ہوگا۔

- نماز وتر میں دعائے قنوت کے لیے تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا۔
- نماز وتر میں قنوت میں کوئی دعا پڑھنا۔
- عیدین کی نماز میں چھ زائد تکبیریں کہنا۔
- فرض یا واجب میں تاخیر نہ ہونا اور تاخیر یہ ہے کہ دو فرض یا دو واجب یا فرض و واجب کے درمیان تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار وقفہ ہو جائے۔
- نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ تلاوت کرنا۔
- نماز میں سہو ہوا تو سجدہ سہو کرنا۔
- قراءت کے سوا تمام فرائض اور واجبات میں امام کی اتباع کرنا۔
- امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور جمعہ اور عیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قرائت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: منفرد کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قراءت کرے یا آہستہ آواز سے۔ آواز بلند ہونے کی فقہاء نے یہ حد لکھی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی ہے کہ خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے۔ آہستہ آواز میں اگر زبان سے حروف ادا کیے لیکن اتنے آہستہ کہ خود نہیں سن سکا تو قراءت صحیح نہ ہوئی۔

مسئلہ: امام اور منفرد کو ظہر اور عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب وعشاء کی اخیر رکعتوں میں آہستہ آواز سے قراءت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: جو نفل نمازیں دن کو پڑھی جائیں ان میں آہستہ آواز سے قراءت کرنا چاہیے اور

جو نفلیں رات کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے۔

مسئلہ: منفرد اگر فجر، مغرب، عشاء کی قضاء دن میں پڑھے تو ان میں بھی اس کو آہستہ آواز سے قراءت کرنا واجب ہے اور اگر رات کو قضا پڑھے تو اس کو اختیار ہے۔ اگر ان نمازوں کی قضا دن میں جماعت کے ساتھ پڑھی جائے تو امام ان میں آواز سے قراءت کرے۔

مسئلہ: مسبوق کو اپنی گئی ہوئی سے ایک یا دو رکعت میں قراءت کرنا فرض ہے۔ اور اگر دو سے زیادہ رکعتیں گئی ہوں تو بہر حال دو رکعتوں میں قراءت کرنا فرض ہے۔

نماز کی سنتیں

● تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا۔ مردوں کا کانوں کی لو تک اور عورتوں کا کندھوں تک۔ اسی طرح قنوت، عیدین کی زائد تکبیروں اور نماز جنازہ کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔

تنبیہ: اس کے ثبوت کی دلیل یہ حدیثیں ہیں:

♥ ((عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاۃَ... ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِاِبْھَامَیْہِ اُذُنَیْہِ)) (اعلاء السنن ص ۱۵۸ ج ۲)

"رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ اپنے انگوٹھوں کو اپنے کانوں کے مقابل کر لیتے۔"

♥ ((عَنْ مَالِکِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِھِمَا فُرُوْعَ اُذُنَیْہِ)) (آثار السنن ص ۸۲)

"رسول اللہ ﷺ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے کانوں کے اطراف کے مقابل کر لیتے۔"

♥ ((کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی

یُحَاذِیَ بِھِمَامَنْکِبَیْہِ))(آثار السنن ۸۲)

''نبی ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ آپ ان کو اپنے کندھوں کے مقابل کر لیتے۔''

ان تینوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کانوں کی لو تک اپنے انگوٹھے اٹھاتے تھے۔ اس صورت میں ہاتھوں کی انگلیاں کانوں کے اطراف کے مقابل ہوتی ہیں اور ہتھیلیاں کندھوں کے مقابل ہوتی ہیں۔

عورتوں کے ہاتھ اٹھانے کی حد کے بارے میں یہ حدیثیں ہیں۔

۱ ○ ((عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَلْمَانَ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ رَأَیْتُ اُمَّ الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا تَرْفَعُ یَدَیْھَا فِی الصَّلٰوۃِ حَذْوَ مَنْکِبَیْھَا))

(اعلاء السنن ص ۱۵۷ ج ۲)

''عبد ربہ کہتے ہیں میں نے حضرت ام درداء ؓ کو دیکھا وہ نماز میں اپنے ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھاتی تھیں۔''

۲ ○ ((عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا ابْنَ حُجْرٍ اِذَا صَلَّیْتَ فَاجْعَلْ یَدَیْکَ حِذَاءَ اُذُنَیْکَ وَالْمَرْأَۃُ تَجْعَلُ یَدَیْھَا حِذَاءَ ثَدْیَیْھَا))

(اعلاء السنن ص ۱۵۶ ج ۲)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن حجر نماز میں عورت اپنے ہاتھ اپنے سینے تک اٹھائے۔''

مطلب یہ کہ ہتھیلیاں سینے تک اٹھائے۔ اس صورت میں انگلیاں کندھوں کے مقابل ہوں گی۔

- ہاتھ اٹھاتے وقت دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر کھلی رکھنا کہ نہ بہت ملی ہوئی ہوں اور نہ بہت کھلی ہوئی ہوں۔
- انگلیوں اور ہتھیلیوں کا قبلہ رخ رکھنا۔
- تکبیر تحریمہ کے بعد مردوں کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا اس طرح کہ دائیں

ہتھیلی بائیں کلائی کے جوڑ پر رہے۔ دائیں انگوٹھے اور چھنگلیا سے حلقہ بنا کر کلائی کو پکڑے۔ باقی داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر رہیں۔ اور عورتیں اپنے ہاتھ سینے پر رکھیں اس طرح کہ داہنی ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھیں اور حلقہ نہ بنائیں۔

تنبیہ: ● اس کے ثبوت کی دلیل یہ حدیثیں ہیں۔

۱ ❑ ((عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ)) (آثار السنن ص ۸۳)

''رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی کی پشت اور پہنچے اور بازو پر رکھا۔''

۲ ❑ ((عَنْ هَلَبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهٗ بِيَمِيْنِهٖ))

''رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے اور اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑتے تھے۔''

ان دو حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ آدمی اپنی دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں پہنچے اور بازو پر رکھے۔ پھر پکڑنا چونکہ انگلیوں سے ہوتا ہے۔ لہٰذا دائیں انگوٹھے اور چھنگلیا سے بائیں ہاتھ کو پکڑے۔

● ہمارے نزدیک ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا افضل ہے اور راجح ہے جس کی دلیل یہ ہے۔

((عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ))

(اعلاء السنن ص ۱۷۰ ج ۲)

''وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ نے نماز میں ناف کے نیچے اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا۔''

● عورت اپنے ہاتھ سینے پر باندھے کیونکہ اس میں عورت کے لیے زیادہ

پردہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کا عورت کی نماز کے بارے میں ارشاد ہے۔

((اِذَا سَجَدَتْ اَلْصَقَتْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا كَاَسْتَرَ مَا يَكُوْنُ لَهَا))

(کنز العمال ص ۱۱۷ ج ۴)

''عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں سے چپکا لے ایسے طور پر کہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہو۔''

نیز فرمایا:

((فَاِنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَتْ فِيْ ذَالِكَ كَالرَّجُلِ)) (مراسیل ابی دائود ص ۸)

''عورت کا حکم اس بارے میں مرد جیسا نہیں ہے (بلکہ عورت کو اپنے افعال میں پردہ کا لحاظ رکھنا ہوگا)''

- پہلی رکعت میں ثناء یعنی **سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ** پڑھنا۔
- صرف پہلی رکعت میں قراءت کے لیے اعوذ پڑھنا اور ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔
- فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا۔
- ہر رکعت میں الحمد کے بعد امام اور منفرد کو آمین کہنا۔ قراءت بلند آواز سے ہو تو سب مقتدیوں کو بھی آہستہ آواز سے آمین کہنا۔
- ثنا، تعوذ، بسم اللہ اور آمین آہستہ کہنا۔
- سنت کے موافق قراءت کرنا۔

مسئلہ: اگر سفر کی حالت ہو یا کوئی ضرورت درپیش ہو تو اختیار ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد جو سورت چاہے پڑھے۔ اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو فجر اور ظہر کی نماز میں سورہ حجرات اور سورہ بروج اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورت کو چاہے پڑھے۔ فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونی چاہیے۔ باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئیں۔ ایک دو آیات کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ عصر اور عشاء کی نماز میں **وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ** اور **لَمْ يَكُنْ** اور ان

کے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہیے۔ مغرب کی نماز میں اِذَا زُلْزِلَتِ سے آخر تک۔

- صرف فجر کی نماز میں پہلی رکعت کی قراءت کو دوسری سے لمبی کرنا۔
- رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہنا۔
- رکوع میں مردوں کو چاہیے کہ وہ اپنی پیٹھ کو بچھا دیں اور سر کو پشت کی سیدھ میں رکھیں۔ دونوں ہاتھوں کی کھلی انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑیں، پنڈلیوں کو سیدھا رکھیں، گھٹنوں کو خم نہ دیں اور بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھیں۔

تنبیہ: عورتوں کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ صرف اس قدر جھکیں کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، کمر سیدھی نہ بچھائیں، ہاتھ کی انگلیاں ملی ہوئی ہوں، گھٹنوں پر صرف ہاتھ رکھ دیں زور نہ دیں، گھٹنوں میں خم رکھیں مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کریں، اور بازو پہلو سے ملے رہیں۔

- رکوع سے اٹھتے وقت امام کو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سیدھے کھڑے ہو کر مقتدی کو رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ کہنا اور منفرد کو یہ دونوں کہنا۔
- ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا۔
- سجدے میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ پھر پیشانی، پھر ناک رکھنا جب کہ بعض کے نزدیک پہلے ناک رکھے پھر پیشانی رکھے اور سجدے سے اٹھتے وقت اس کے برعکس کرنا۔
- سجدہ میں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر رکھنا اور قبلہ رخ رکھنا اور دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کرنا اور اپنے بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھنا اور کہنیوں کو زمین سے اونچا رکھنا اور پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنا مردوں کے لیے سنت ہے۔

تنبیہ: عورت کے لیے سجدہ میں سنت یہ ہے کہ وہ بازو پہلوؤں سے اور پیٹ ران سے اور ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں اور کہنیاں زمین سے ملائے اور پاؤں کھڑے نہ کرے۔ کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

((اِذَا سَجَدَتْ اَلْصَقَتْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا كَاَسْتَرَ مَا يَكُوْنُ لَهَا))

(عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ رانوں سے چپکا لے ایسے طور پر کہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہو)

- ہر سجدہ میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا۔
- دوسرے سجدے کے بعد جب دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو تو پنجوں کے بل اٹھے اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھے۔
- ہر جلسہ اور قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور دائیں پاؤں کو اس طرح کھڑا رکھنا کہ اس کی انگلیوں کے سرے قبلہ رخ رہیں۔
- دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا اور ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا اور انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب رکھنا۔

تنبیہ: عورت بائیں سرین پر بیٹھ کر اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف کو نکال دے۔

- تشہد میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا۔
- قعدہ اخیر میں درود پڑھنا اور درود کے بعد کسی ایسی چیز کی دعا مانگنا جس کا بندوں سے مانگنا محال ہو۔
- پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف کو سلام پھیرنا اور ساتھ میں منہ کو بھی پھرانا۔
- امام کو دونوں سلام بلند آواز سے کہنا مگر دوسرے سلام کو پہلے کی بہ نسبت پست آواز سے کہنا۔
- سلام ان لفظوں سے ہونا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔

نماز کے مستحبات

۱ دونوں قدموں کے درمیان چار انگلی کی مقدار یا اس کے قریب قریب فاصلہ چھوڑنا۔

۲ ہر رکعت میں الحمد کے بعد جب سورت ملائے تو اس سے پہلے بسم اللہ پڑھنا۔

۳ تکبیر تحریمہ کے وقت جب کہ کوئی عذر نہ ہو دونوں ہاتھ چادر وغیرہ سے باہر نکال کر اٹھانا۔

○ ۴ منفرد کو رکوع و سجود میں تین تین مرتبہ سے زیادہ لیکن طاق عدد میں تسبیح پڑھنا۔

○ ۵ جمائی آئے تو منہ خوب بند کرلے اور اگر کسی طرح نہ رکے تو ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت کی طرف سے روکے۔

○ ۶ دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں یہ دعا پڑھنا:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ))

یا صرف

((رَبِّ اغْفِرْلِیْ))

ایک مرتبہ یا تین مرتبہ۔

○ ۷ قنوت میں خاص اس دعا کا پڑھنا:

((اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ...))

○ ۸ جب کھڑا ہو تو اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ رکھے اور جب رکوع میں جائے تو پاؤں پر اور جب سجدہ کرے تو ناک پر نگاہ رکھے۔ جلسہ اور قعدہ میں نگاہ گود پر رکھے اور سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے۔

مسئلہ: نماز ختم کر چکنے کے بعد دونوں ہاتھ سینے تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے دعا مانگے اور امام ہو تو تمام مقتدیوں کے لیے بھی اور دعا مانگ چکنے کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیرلے۔ مقتدی خواہ اپنی اپنی دعا مانگیں یا امام کی دعا سنائی دے تو سب آمین کہتے رہیں۔

مسئلہ: جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب، عشاء ان کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر ان سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر، عصر، ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف دائیں یا بائیں منہ پھیر کر بیٹھ جائے۔ اس کے بعد دعا مانگے۔ بشرطیکہ کوئی مسبوق اس کے بالکل پیچھے نماز نہ پڑھ رہا ہو۔ اگر ایک یا دو صفیں پیچھے ہوں تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: فرض نمازوں کے بعد بشرطیکہ ان کے بعد سنتیں نہ ہوں ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے کہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تین مرتبہ اور آیۃ الکرسی، قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھ کر تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور اسی قدر الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللّٰہ اکبر پڑھے۔

نماز میں قراءت کے چند مسائل

مسئلہ: حضر میں یعنی جب کہ سفر میں نہ ہو اور اطمینان کی حالت میں ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر کی نماز کی دو رکعتوں میں الحمد کے سوا چالیس یا پچاس آیتیں پڑھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ساٹھ سے سو تک پڑھے۔ ظہر کی دونوں رکعتوں میں بھی فجر کی مثل یا اس سے کم پڑھے۔ عصر اور عشاء کی دونوں رکعتوں میں الحمد کے سوا پندرہ یا بیس آیتیں پڑھے اور مغرب کی ہر رکعت میں پانچ آیتیں یا کوئی چھوٹی سورت پڑھے اور مستحسن یہ ہے کہ فجر اور ظہر میں طوال مفصل پڑھے یعنی سورہ حجرات سے سورہ بروج تک کی سورتیں اور عصر اور عشاء میں اوساط مفصل پڑھے یعنی سورہ والطارق سے سورہ لَمْ یَکُنْ تک کی سورتیں اور مغرب میں قصار مفصل میں سے پڑھے یعنی سورہ اِذَا زُلْزِلَتِ سے آخر تک کی سورتیں۔

مسئلہ: فرض نمازوں میں مسنون قراءت کی مقدار کا حکم منفرد کے لیے بھی وہی ہے جو امام کے لیے ہے۔

مسئلہ: وتر کی نماز میں الحمد کے سوا کوئی سورت مقرر نہیں جو چاہے پڑھ لے لیکن رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ، دوسری میں کافرون اور تیسری میں قل ہو اللہ احد پڑھی ہیں۔ اس لیے مستحب یہ ہے کہ کبھی تبرکاً یہ سورتیں پڑھے۔

مسئلہ: صرف فجر کی نماز میں امام کے لیے پہلی رکعت بہ نسبت دوسری رکعت کے لمبی قراءت کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: اصل یہ ہے کہ فرض کی ہر رکعت میں الحمد کے سوا ایک ہی سورت پڑھے۔

مسئلہ: اگر فرضوں کی ایک رکعت میں ایسی دو سورتیں پڑھے کہ ان دونوں کے درمیان ایک یا کئی سورتوں کا فصل ہے تو مکروہ ہے اور اگر ان کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو تو مضائقہ نہیں لیکن فرضوں میں اس طرح دو سورتیں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے۔

مسئلہ: اگر دونوں رکعتوں میں دو سورتیں پڑھے اور ان کے درمیان ایک بڑی سورت یا دو چھوٹی سورتیں ہوں تو مکروہ نہیں اور اگر صرف ایک چھوٹی سورت کا فصل ہے تو مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر پہلی رکعت میں ایک سورت سے ایک جگہ سے پڑھے اور دوسری رکعت میں اسی سورت میں سے دوسری جگہ سے پڑھے تو اگر دونوں جگہوں میں دو آیتوں کا یا زیادہ کا فاصلہ ہو تو مکروہ نہیں۔ پھر بھی بہتر ہے کہ ایسا نہ کرے اور اس سے کم فاصلہ ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ: ایک سورت کا ایک رکعت میں بار بار پڑھنا فرضوں میں مکروہ ہے۔ نفلوں میں کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: فرضوں میں جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی ہے وہی سورت دوسری رکعت میں پڑھ لی تو نماز ہوگئی لیکن ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ البتہ اگر مجبوری ہو جائے مثلاً اتفاق سے پہلی رکعت میں سورہ والناس پڑھ لی تو دوسری رکعت میں بھی اسی کو پڑھ لے۔

مسئلہ: قرآن پاک میں سورتیں جس ترتیب سے لکھی ہیں نماز میں الٹ ترتیب سے پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر بھولے سے ایسا ہو جائے تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: جب کوئی سورت شروع کر دے تو بلا ضرورت اس کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: جس کو نماز بالکل نہ آتی ہو یا نیا نیا مسلمان ہوا ہو وہ سب جگہ سبحان اللہ سبحان اللہ وغیرہ پڑھتا رہے تو فرض ادا ہو جائے گا۔ لیکن نماز برابر سیکھتا رہے۔ اگر نماز سیکھنے میں کوتاہی کرے گا تو بہت گنہگار ہوگا۔

مسئلہ: فرض نمازوں میں اگر امام ترغیب یا ترہیب (ڈراوے) کی کوئی آیت پڑھے تو امام اور مقتدی اس پر کچھ دعا نہ کریں۔ اسی طرح سورہ والتین یا سورہ غاشیہ کے ختم ہونے پر بھی امام اور مقتدی کچھ نہ کہیں البتہ نفل نمازوں میں دعا کر سکتے ہیں۔

نمازی کے آگے سے گزرنا

مسئلہ: بڑی مسجد اور کھلے میدان میں نمازی سے اتنے فاصلہ پر گزرنا جائز ہے کہ نمازی کی نظر جب سجدہ کی جگہ پر ہو تو گزرنے والے پر نظر نہ پڑے۔ اس کا عام اندازہ یہ ہے کہ نمازی کے کھڑے ہونے کی جگہ سے دو صف چھوڑ کر آگے سے گزر سکتا ہے۔ اور بڑی مسجد وہ کہلاتی ہے جس کا طول اور عرض ہر ایک بیس گز سے کم نہ ہو۔

اور جو مسجد اس سے چھوٹی ہو اس میں سترہ کے بغیر نمازی کے آگے سے نکلنا جائز نہیں ہے اگرچہ دو یا زائد صفوں کا فاصلہ چھوڑ کر ہی گزرے۔

مسئلہ: چبوترہ یا تخت وغیرہ اونچی جگہ پر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنا جب کہ گزرنے والے کا کوئی عضو نمازی کے کسی عضو کے سامنے ہوتا ہو تو بھی گزرنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر وہ جگہ اتنی بلند ہو کہ نمازی کے قدم گزرنے والے کے سر سے اونچے ہوں یعنی وہ جگہ گزرنے والے کے قد سے اونچی ہو تو مکروہ نہیں۔

اسی طرح اگر نماز پڑھنے والا نیچے ہو اور سامنے سے گزرنے والا کسی اونچی جگہ پر ہو لیکن گزرنے والے کے پاؤں بھی اگر نمازی کے سر کے سامنے ہوتے ہوں تو گزرنا جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر اگلی صف میں خالی جگہ چھوڑ کر کوئی شخص پیچھے صف میں کھڑا ہو گیا تو بعد میں آنے والے شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ اگر کوئی اور جگہ نہ پائے تو نمازی کے سامنے سے گزر کر اگلی صف میں جگہ کو پر کرے۔

مسئلہ: جو شخص نمازی کے بالکل سامنے بیٹھا ہے وہ دائیں یا بائیں کو ہو کر نکل سکتا ہے۔ جو منع ہے وہ نمازی کے سامنے سے آر پار ہونا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی اکیلا شخص نمازی کے آگے سے گزرنا چاہتا ہے اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو سترہ کے قابل ہو مثلاً کرسی وغیرہ تو اسے نمازی کے سامنے رکھ کر اس کے پرے سے گزر جائے پھر اس چیز کو اٹھا لے۔

مسئلہ: اگر دو شخص نمازی کے آگے سے گزرنا چاہیں تو ان میں سے ایک شخص نمازی کے آگے پیٹھ کر کے کھڑا ہو جائے اور دوسرا شخص اس کے پرے سے گزر جائے۔ پھر دوسرا شخص نمازی کے سامنے آ کر کھڑا ہو جائے اور پہلا شخص اپنی طرف کو واپس جا کر اس شخص کے پرے سے گزر جائے۔ پھر یہ دوسرا شخص بھی اپنی طرف کو واپس نکل جائے۔

مسئلہ: نمازی کے سامنے کوئی شخص پشت کیے بیٹھا ہو تو بیٹھے ہوئے شخص کے سامنے سے اور لوگ گزر سکتے ہیں اور بیٹھا ہوا شخص بمنزلہ سترہ کے ہوگا۔

سترہ کے مسائل

مسئلہ: امام کو اور ایسا ہی منفرد کو جب کہ گھر یا میدان میں نماز پڑھتا ہو مستحب ہے کہ اپنی ابرو کے سامنے خواہ دائیں جانب یا بائیں جانب کوئی ایسی چیز کھڑی کر لے جو ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اونچی اور ایک انگلی کے برابر موٹی ہو۔ ہاں اگر مسجد میں نماز پڑھتا ہو یا ایسے مقام میں جہاں لوگوں کا نمازی کے سامنے سے گزر نہ ہوتا ہو تو اس کی کچھ ضرورت نہیں اور امام کا سترہ تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے۔ سترہ قائم ہو جانے کے بعد سترہ کے آگے سے نکل جانے میں کچھ گناہ نہیں لیکن اگر سترہ کے اندر سے کوئی شخص نکلے گا تو وہ گناہگار ہوگا۔

اگر لکڑی لاٹھی وغیرہ کا گاڑنا ممکن نہ ہو تو اس کو زمین پر رکھ دے اور سامنے لمبائی میں رکھے چوڑائی میں نہ رکھے۔

باب: ۱۲

جماعت کا بیان

جماعت کم سے کم دو آدمیوں کے مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں۔ اس طرح کہ ان میں ایک شخص تابع ہو اور دوسرا متبوع۔ متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں۔

مسئلہ: جماعت سے نماز پڑھنا مردوں کے لیے اکثر کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت موکدہ ہے لیکن ایسی سنت موکدہ جس کی تاکید واجب کے قریب ہے۔

مسئلہ: امام کے سوا ایک آدمی کے نماز میں شریک ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا آزاد، بالغ ہو یا سمجھدار نابالغ بچہ۔

البتہ جمعہ و عیدین کی نماز میں امام کے علاوہ کم سے کم تین آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔

مسئلہ: جماعت کے ہونے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل بھی دو آدمی اسی طرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تو جماعت ہو جائے گی خواہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں یا مقتدی نفل پڑھتا ہو۔ البتہ نفل کی جماعت کا عادی ہونا یا تین مقتدیوں سے زیادہ ہونا مکروہ ہے۔

جماعت کن لوگوں پر واجب ہے

ان عاقل بالغ آزاد مردوں پر جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے جن کو کوئی عذر نہ ہو اور وہ کسی حرج اور مشقت کے بغیر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے پر قادر ہوں۔

ترک جماعت کے عذر

- ❑ ۱ مسجد کے راستہ میں سخت کیچڑ ہو کہ چلنا سخت دشوار ہو۔
- ❑ ۲ بارش بہت زور سے برستی ہو۔

تنبیہ: جب تک بارش اور کیچڑ کے باوجود مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھ سکتا ہو

تو جماعت سے نماز پڑھنے کی ہمت کرنی چاہیے۔

- ❑ ۳ سخت سردی ہو کہ باہر نکلنے یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہوجانے کا یا بڑھ جانے کا خوف ہو۔
- ❑ ۴ مسجد جانے میں مال واسباب کے چوری ہوجانے کا خوف ہو۔
- ❑ ۵ مسجد جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔
- ❑ ۶ مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے مل جانے کا خوف ہو اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کے قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔
- ❑ ۷ اندھیری رات ہو کہ راستہ دکھائی نہ دیتا ہو۔ لیکن اگر روشنی کا سامان خدا نے دیا ہو تو جماعت نہ چھوڑنی چاہیے۔
- ❑ ۸ رات کا وقت ہو اور بہت سخت آندھی چلتی ہو۔
- ❑ ۹ کسی مریض کی تیمار داری کرتا ہو کہ اس کے جماعت میں چلے جانے سے اس مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو۔
- ❑ ۱۰ کھانا تیار ہو یا تیاری کے قریب ہو اور بھوک ایسی لگی ہو کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔
- ❑ ۱۱ پیشاب یا پاخانہ زور کا معلوم ہوتا ہو۔
- ❑ ۱۲ کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو یا لنجا ہو یا کوئی پیر کٹا ہوا ہو لیکن جو نابینا بے تکلف مسجد تک پہنچ سکے اس کو ترک جماعت نہ چاہیے۔
- ❑ ۱۳ سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی۔ قافلہ نکل جائے گا یا ریل چل دے گی اور دوسری ریل پکڑنا یا تو ممکن نہیں یا اس میں سخت حرج ہے۔

تنبیہ: خود سفر ترک جماعت کے لیے عذر نہیں بلکہ جو سفر میں ہوں وہ خود جماعت کا اہتمام کریں۔

امامت کے صحیح ہونے کی شرطیں

- مسلمان ہو۔ کافر کی امامت صحیح نہیں۔
- بالغ ہو۔ نابالغ کی امامت جب کہ اس کے پیچھے بالغ مقتدی ہوں صحیح نہیں۔ البتہ جولڑکا ابھی بالغ نہ ہوا ہو اور اس کی عمر پندرہ سال ہو چکی ہو وہ تراویح کی جماعت کرا سکتا ہے۔
- عاقل ہو۔ مست یا بے ہوش یا دیوانے کی امامت صحیح نہیں۔
- مرد ہو۔ اور اگر عورت امام اور اس کے پیچھے مرد مقتدی ہوں تو ان کی نماز صحیح نہ ہو گی۔ اور اگر عورت کے پیچھے مقتدی صرف عورتیں ہوں تو یہ جماعت مکروہ تحریمی ہے۔

اقتداء کے صحیح ہونے کی شرطیں

◆ مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کی اقتداء کی نیت کرنا۔ یعنی یہ ارادہ دل میں کرے کہ میں اس امام کے پیچھے فلاں نماز پڑھتا ہوں۔

◆ امام اور مقتدی دونوں کا مکان ایک ہو خواہ حقیقت میں ایک ہو جیسے دونوں ایک ہی مسجد یا ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں جب کہ وہ مسجد یا گھر بہت بڑے نہ ہوں یا حکم میں ایک ہو جیسے کسی دریا کے پل پر اور آر پار جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے اس پار ہو مگر درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگرچہ امام کے اور ان مقتدیوں کے درمیان میں جو پل کے دوسری طرف ہیں دریا حائل ہے اور اس وجہ سے دونوں کا مکان حقیقت میں ایک نہیں مگر چونکہ درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوئی ہیں اس لیے دونوں کا مکان حکماً متحد اور ایک سمجھا جائے گا اور اقتداء صحیح ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر مقتدی مسجد کی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر ہو تو درست ہے اس لیے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے اور یہ دونوں مکان حکماً ایک سمجھے جائیں گے۔ اسی طرح اگر کسی کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے مل کر ایک سمجھی جائے گی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتداء کرنا جو مسجد میں نماز پڑھا رہا ہے درست ہے۔

مسئلہ: اگر مسجد بہت ہی بڑی ہو اور اسی طرح اگر گھر بہت بڑا ہو یا جنگل ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنی جگہ خالی ہو کہ جس میں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام یعنی جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتداء درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی نہر ہو جس میں چھوٹی کشتی وغیرہ چل سکے یا کوئی اتنا بڑا حوض ہو جس کی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو یا کوئی عام گلی ہو جس میں بیل گاڑی یا اونٹ وغیرہ نکل سکے اور درمیان میں صفیں نہ ہوں تو وہ دونوں متحد نہ سمجھے جائیں گے اور اقتداء درست نہ ہوگی۔ البتہ جو راستہ اتنا تنگ ہو کہ اس کی چوڑائی میں اونٹ نہ آ سکے تو وہ اقتداء سے مانع نہیں۔

مسئلہ: اگر دو صفوں کے درمیان میں کوئی ایسی نہر یا ایسی رہ گزر واقع ہو جائے تو پچھلی صف کی اقتداء درست نہ ہوگی۔ البتہ جو راستہ اتنا تنگ ہو کہ اس کی چوڑائی میں اونٹ نہ آ سکے تو وہ اقتداء سے مانع نہیں۔

مسئلہ: پیادے کی اقتداء سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں۔ اس لیے کہ دونوں کا مکان متحد نہیں۔ ہاں اگر ایک ہی سواری پر دونوں سوار ہوں تو درست ہے۔

◆ مقتدی اور امام دونوں کی نماز ایک دوسری کی غیر نہ ہو اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز کی غیر ہوگی تو اقتداء درست نہ ہوگی۔ مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے یا امام کل کی ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی آج کی ظہر کی۔ ہاں اگر دونوں کل کی ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کی ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے۔ البتہ اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل پڑھتا ہو تو اقتداء صحیح ہے اس لیے کہ امام کی نماز قوی ہے۔

مسئلہ: مقتدی اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتداء صحیح نہ ہوگی کیونکہ امام کی نماز ضعیف ہے۔

◆ امام کی نماز صحیح ہو۔ اگر امام کی نماز فاسد ہوگی تو سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو

جائے گی خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا ختم ہونے کے بعد معلوم ہو مثلاً امام کے کپڑوں میں نجاست غلیظہ معاف مقدار سے زیادہ تھی اور نماز ختم ہونے کے بعد یا نماز کے دوران میں معلوم ہوئی یا امام کا وضو نہ تھا اور نماز کے بعد یا اثنائے نماز میں اس کو خیال آیا۔

مسئلہ: امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہوگئی ہو اور مقتدیوں کو معلوم نہ ہو تو امام پر ضروری ہے کہ وہ اپنے مقتدیوں کو حتی الامکان اس کی اطلاع کرے تا کہ وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کرلیں خواہ اطلاع آدمی کے ذریعہ سے کی جائے یا خط کے ذریعہ سے۔

◆ مقتدی امام سے آگے کھڑا نہ ہو پھر خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے۔ اگر مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتداء درست نہ ہوگی۔ امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائے گا جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے۔ اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائے گا اور اقتداء درست ہوگی۔

◆ مقتدی کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع، قومے، سجدے، قعدے وغیرہ کا علم ہو خواہ امام کو دیکھ کر یا کسی مکبر (تکبیر کہنے والے) کی آواز سن کر یا کسی مقتدی کو دیکھ کر۔ اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو خواہ کسی چیز کے حائل ہو جانے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتداء صحیح نہ ہوگی اور اگر کوئی حائل مثل پردے یا دیوار وغیرہ کے ہو مگر امام کے انتقالات معلوم ہوتے ہوں اگرچہ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ ہوں تو اقتداء درست ہے۔

مسئلہ: اگر امام کا مسافر یا مقیم ہونا معلوم نہ ہو لیکن قرائن سے اس کے مقیم ہونے کا خیال ہو بشرطیکہ وہ شہر یا گاؤں کے اندر ہو اور مسافر کی سی نماز پڑھائے یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دے اور مقتدی کو اس سلام سے امام کے متعلق سہو کا شبہ ہو تو اس مقتدی کو اپنی چار رکعت پوری کر لینے کے بعد امام کی حالت کی تحقیق کرنا واجب ہے کہ امام کو سہو ہوا یا وہ مسافر تھا۔ اگر تحقیق سے مسافر ہونا معلوم ہوا تو نماز صحیح ہوگی اور اگر سہو کا ہونا ثابت ہوا تو نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ: اگر امام کے متعلق مقیم ہونے کا خیال ہے مگر وہ نماز شہر یا گاؤں میں نہیں پڑھا رہا بلکہ شہر یا گاؤں سے باہر پڑھا رہا ہے اور اس نے چار رکعت والی نماز میں مسافر کی سی نماز پڑھائی اور مقتدی امام کے سہو کا شبہ ہوا تو اس صورت میں بھی مقتدی چار رکعت پوری کرے اور بعد نماز کے امام کا حال معلوم کرے تو اچھا ہے۔ اگر معلوم نہ کرے تو نماز فاسد نہیں ہوگی کیونکہ بستی سے باہر امام کا مسافر ہونا ہی ظاہر ہے۔ اسی طرح اگر امام چار رکعت والی نماز بستی میں یا جنگل میں پڑھائے اور کسی مقتدی کو اس کے متعلق مسافر ہونے کا شبہ ہو لیکن امام نے پوری چار رکعت پڑھائیں تب بھی نماز کے بعد مقتدی کو امام کے بارے میں تحقیق حال کرنا واجب نہیں کیونکہ اصل یہی ہے کہ آدمی مسافر نہ ہو۔

◆ مقتدی تمام ارکان میں سوائے قراءت کے امام کا شریک رہے خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشرطیکہ اسی رکن کے اخیر تک امام اس کا شریک ہو جائے۔ پہلی صورت کی مثال یہ ہے کہ امام کے ساتھ ہی رکوع وسجدہ وغیرہ کرے۔ دوسری صورت کی مثال یہ ہے کہ امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔ تیسری صورت کی مثال یہ ہے کہ امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اس سے مل جائے۔

مسئلہ: اگر کسی رکن میں امام کے ساتھ شرکت نہ کی جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتداء اس امام سے پہلے کی جائے اور اخیر تک امام اس میں شریک نہ ہو مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل اس کے کہ امام رکوع میں جائے مقتدی کھڑا ہو جائے تو ان دونوں صورت میں اقتداء درست نہ ہوگی۔

◆ امام واجب الانفراد نہ ہو۔ یعنی ایسے شخص کے پیچھے اقتداء درست نہیں جس کا اس وقت منفرد رہنا ضروری ہے جیسے مسبوق کہ اس کو امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کا تنہا پڑھنا ضروری ہے۔ پس اگر کوئی شخص کسی مسبوق کی اقتداء کرے تو درست نہ ہوگی۔

◆ امام کسی کا مقتدی نہ ہو یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے جو خود کسی کا مقتدی ہو خواہ

حقیقتاً جیسے مدرک یا حکماً جیسے لاحق اپنی ان رکعتوں میں جو امام کے ساتھ اس کو نہیں ملیں مقتدی کا حکم رکھتا ہے۔

◆ مقتدی کی حالت کا امام کی حالت سے کم یا برابر ہونا۔

مسئلہ: قیام کرنے والے کی اقتداء قیام سے عاجز کے پیچھے درست ہے۔ شرع میں معذور کا بیٹھنا بمنزلہ قیام کے ہے۔

مسئلہ: تیمم کرنے والے کے پیچھے خواہ وضو کا ہو یا غسل کا، وضو اور غسل کرنے والے کی اقتدا درست ہے اس لیے کہ تیمم، وضو اور غسل کا حکم طہارت میں یکساں ہے۔ کوئی کسی سے کم زیادہ نہیں۔

مسئلہ: مسح کرنے والے کے پیچھے خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر، دھونے والے کی اقتداء درست ہے اس لیے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک ہی درجہ کی طہارت ہیں۔

مسئلہ: معذور کی اقتداء معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں۔ مثلاً دونوں کو سلسل البول ہو یا دونوں کو خروج ریح کا مرض ہو۔

مسئلہ: اُمی کی اقتداء امی کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری نہ ہو اور امی وہ شخص ہوتا ہے جو فرض قراءت کی مقدار یعنی قرآن مجید کی ایک آیت زبانی نہ پڑھ سکتا ہو اور قاری سے مراد وہ شخص ہے جو فرض قراءت کی مقدار زبانی پڑھ سکے۔

مسئلہ: عورت یا نابالغ کی اقتداء بالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔

مسئلہ: عورت کی اقتداء عورت کے پیچھے درست ہے۔

مسئلہ: نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتداء نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔

مسئلہ: نفل پڑھنے والے کی اقتداء فرض پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ مثلاً کوئی ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے۔

مسئلہ: نفل پڑھنے والے کی اقتداء نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔

مسئلہ: قسم کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے

اس لیے کہ قسم کی نماز بھی فی نفسہٖ نفل ہے۔ یعنی ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں گا اور پھر کسی نفل پڑھنے والے کے پیچھے اس نے دو رکعت نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی اور قسم پوری ہو جائے گی۔ نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو مثلاً ایک شخص کی نذر کے بعد دوسرا شخص کہے کہ میں نے بھی اس چیز کی نذر کی جس کی فلاں شخص نے نذر کی ہے۔ اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ ایک نے دو رکعت کی مثلاً الگ نذر کی اور دوسرے نے الگ تو چونکہ ہر ایک کی نذر جدا جدا ہے اس لیے ہر ایک کی نماز بھی جدا جدا ہوئی۔ اس وجہ سے ان میں سے کسی ایک کو دوسرے کی اقتداء درست نہیں۔

تنبیہ: وہ صورتیں جن میں مقتدی کی حالت امام سے زیادہ قوی ہو خواہ یقینا خواہ احتمالاً اقتداء درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: بالغ کی اقتدا خواہ مرد ہو یا عورت نابالغ کے پیچھے درست نہیں۔

مسئلہ: مرد کی اقتدا خواہ بالغ ہو یا نابالغ عورت کے پیچھے درست نہیں۔

مسئلہ: خنثیٰ کی اقتداء عورت کے پیچھے درست نہیں اس خیال سے کہ شاید وہ خنثیٰ مرد ہو۔

مسئلہ: ہوش و حواس والے کی اقتداء مجنون، مست، بے ہوش اور بے عقل کے پیچھے درست نہیں۔

مسئلہ: طاہر کی اقتداء معذور کے پیچھے مثلاً سلسل البول والے کے پیچھے درست نہیں۔

مسئلہ: ایک عذر والے کی اقتداء دو عذر والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً کسی کو خروج ریح کا مرض ہو اور وہ ایسے شخص کی اقتداء کرے جس کو خروج ریح اور سلسل البول دو بیماریاں ہوں۔

مسئلہ: ایک طرح کے عذر والے کی اقتداء دوسری طرح کے عذر والے کے پیچھے درست نہیں۔ مثلاً سلسل البول والا ایسے شخص کی اقتداء کرے جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو۔

مسئلہ: قاری کی اقتداء اُمی کے پیچھے درست نہیں اور قاری وہ کہلاتا ہے جس کو اتنا قرآن صحیح یاد ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے اور امی وہ ہے جس کو اتنا بھی یاد نہ ہو۔

مسئلہ: امی کی اقتداء امی کے پیچھے جب کہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو درست نہیں کیونکہ اس صورت میں اس امی امام کی نماز فاسد ہو جائے گی اور جب امام کی نماز فاسد ہوگئی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی جن میں وہ امی مقتدی بھی ہے۔

مسئلہ: امی کی اقتداء کسی گونگے کے پیچھے درست نہیں اس لیے کہ امی اگرچہ بالفعل قراءت نہیں کر سکتا مگر قادر تو ہے اس وجہ سے کہ وہ قراءت سیکھ سکتا ہے۔ گونگے میں تو یہ قدرت بھی نہیں۔

مسئلہ: جس شخص کا جسم جس قدر ڈھانپنا فرض ہے چھپا ہوا ہو اس کی اقتداء برہنہ کے پیچھے درست نہیں۔

مسئلہ: رکوع و سجود کرنے والے کی اقتداء ان دونوں سے عاجز کے پیچھے درست نہیں اور اگر کوئی شخص صرف سجدے سے عاجز ہو، اس کے پیچھے بھی اقتداء درست نہیں۔

مسئلہ: نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں اس لیے کہ نذر کی نماز واجب ہے۔

مسئلہ: نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں آج چار رکعت پڑھوں گا اور کسی نے چار رکعت نماز کی نذر کی اور نذر کی نماز واجب ہے اور قسم کی نماز نفل ہے کیونکہ قسم کو پورا کرنا واجب ہی نہیں ہوتا بلکہ اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز نہ پڑھے اس کی جگہ قسم کا کفارہ دے دے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جس کام کی قسم کھائی ہے اگر وہ کام اصل سے فرض یا واجب ہے تب تو قسم کو پورا کرنا متعین ہے۔ اور اگر وہ گناہ ہے تو قسم توڑنا اور کفارہ دینا متعین ہے۔ اور اگر نہ فرض و واجب ہے اور نہ ہی گناہ ہے تو دیکھا جائے گا کہ اس کا کرنا بہتر ہے تو قسم کو پورا کرنا افضل ہوگا اور اگر نہ کرنا بہتر ہے تو قسم توڑنا بہتر ہوگا اور اگر دونوں برابر ہیں تو قسم پورا کرنا اَولیٰ ہے۔ غرض جس کام پر قسم کھائی جائے اس کو پورا کرنا بہر صورت واجب نہیں ہو جاتا۔ اس لیے اگر نفلی نماز کے لیے قسم کھالی تو وہ واجب نہیں ہوئی۔

مسئلہ: جس شخص سے حروف صاف ادا نہ ہو سکتے ہوں یا کسی حرف میں تغیر و تبدل ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں۔ ہاں اگر پوری قراءت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتداء صحیح ہو جائے گی۔

جماعت کے احکام

مسئلہ: جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں جماعت شرط ہے۔ یعنی یہ نمازیں تنہا صحیح نہیں ہوتیں۔ پنج وقتی نمازوں میں جماعت واجب ہے بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اور تراویح میں سنت موکدہ ہے اگرچہ ایک قرآن جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو۔ اور ہر محلہ والوں کے لیے سنت علی الکفایہ بھی ہے۔ اگر ایک محلہ کے سب لوگوں نے جماعت تراویح کو ترک کیا تو سب اس سنت کے تارک ہوں گے۔ اور اسی طرح نماز کسوف کے لیے اور رمضان کے وتر میں جماعت مستحب ہے اور سوائے رمضان کے اور کسی زمانہ میں وتر میں مکروہ تنزیہی ہے یعنی جب کہ مداومت کی جائے اور اگر مداومت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں اور نماز خسوف میں اور تمام نوافل میں مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اس اہتمام سے ادا کی جائے جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا کسی اور طریقہ سے لوگوں کو جمع کر کے۔ ہاں اگر بے اذان و اقامت کے بغیر اور بلائے بغیر دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور پھر بھی دوام نہ کریں اور مقتدی تین سے زیادہ نہ ہوں۔

جماعت ثانیہ

ہر فرض کی دوسری جماعت ان چار شرطوں سے مکروہ تحریمی ہے۔

۱ مسجد محلے کی ہو اور عام رہ گزر پر نہ ہو اور مسجد محلہ کی تعریف یہ لکھی ہے کہ وہاں کا امام اور وہاں کے نمازی معین ہوں۔

۲ پہلی جماعت بلند آواز سے اذان واقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو۔

۳ پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلہ میں رہتے ہوں اور جن کو اس

مسجد کے انتظام کا اختیار حاصل ہے۔

۴ دوسری جماعت اسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہیئت و اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے اور یہ چوتھی شرط صرف امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہیئت بدل دینے پر بھی کراہیت رہتی ہے۔

پس اگر دوسری جماعت مسجد میں ادا نہ کی جائے بلکہ گھر میں ادا کی جائے تو مکروہ نہیں۔

اسی طرح اگر کوئی شرط ان چاروں شرطوں میں سے نہ پائی جائے مثلاً مسجد عام راہ گزر پر ہو، محلے کی نہ ہو تو اس میں دوسری بلکہ تیسری اور چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں۔ یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان و اقامت کر کے نہ پڑھی گئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں۔ یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی جو اس محلے میں نہیں رہتے نہ ان کو مسجد کے انتظام کا اختیار حاصل ہے۔ یا بقول امام ابو یوسفؒ کے دوسری جماعت اس ہیئت سے ادا نہ کی جائے جس ہیئت سے پہلی ادا کی گئی ہے۔ یعنی جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیئت بدل جائے گی اور جماعت مکروہ نہ ہوگی۔

تنبیہ: اگرچہ بعض لوگوں کا عمل امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ کا قول دلیل سے بھی قوی ہے اور حالات کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ لوگوں میں دین کے معاملہ میں سستی غالب ہے۔ لہٰذا وہ سستی کریں گے اور خیال کریں گے کہ ہم دوسری جماعت کر لیں گے اور اس سے پہلی اصل جماعت کم ہو جائے گی اور اس کا سبب چونکہ دوسری جماعت بنے گی لہٰذا وہ مکروہ تحریمی ہے۔

امامت کے لائق شخص

مسئلہ: مقتدیوں کو چاہیے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق جس میں اچھے اوصاف زیادہ ہوں اس کو امام بنائیں اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جو امامت کی لیاقت میں برابر ہوں تو غلبہ رائے پر عمل کریں یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اس کو امام بنائیں۔ اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے زیادہ لائق ہے کسی ایسے شخص کو

امام بنا دیں جو اس سے کم لیاقت رکھتا ہے تو ترک سنت کی خرابی میں مبتلا ہوں گے۔

مسئلہ: سب سے زیادہ استحقاق امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہراً اس میں فسق وغیرہ کی بات نہ ہو اور جس قدر قراءت مسنون ہے اسے یاد ہو اور قرآن صحیح پڑھتا ہو۔ اگر کسی موقع پر حاضرین میں سے دو آدمی اس وصف میں برابر ہوں تو پھر ان دو میں سے وہ شخص جو قرآن شریف اچھا پڑھتا ہے یعنی قراءت کے قواعد کے مطابق پڑھتا ہے وہ امامت کے زیادہ لائق ہے اور اگر اس وصف میں بھی دونوں برابر ہوں تو پھر ان میں سے وہ شخص ہے جو زیادہ پرہیز گار ہو۔ پھر وہ شخص ہے جس کی عمر زیادہ ہو پھر وہ شخص جو زیادہ خلیق ہو پھر وہ شخص جو تہجد گزار ہو کہ جس کی وجہ سے چہرہ پر رونق آجاتی ہے پھر وہ شخص جو زیادہ شریف ہو۔ پھر وہ شخص جس کی آواز زیادہ عمدہ ہو پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو پھر وہ شخص جو دوسرے کی نسبت مقیم ہو۔

مسئلہ: جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنا دے تو پھر مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کے لیے زیادہ مستحق ہے۔ اس کے بعد وہ شخص جس کو وہ امام بنا دے۔ ہاں اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر ان ہی کو استحقاق ہوگا۔

مسئلہ: جس حاکم یا بادشاہ کے اندر شرعی شرائط موجود ہوں اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔

مسئلہ: لوگوں کی رضا مندی کے بغیر امامت کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اس کے برابر کسی میں نہ پائے جائیں تو پھر اس کے اوپر کچھ کراہت نہیں بلکہ جو اس کی امامت سے ناراض ہو وہی غلطی پر ہے۔

مسئلہ: فاسق اور بدعتی کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر خدانخواستہ ایسے لوگوں کے سوا کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر بدعتی و فاسق زور دار ہو کہ اس کے معزول کرنے پر قدرت نہ ہو یا فتنہ عظمیٰ برپا ہوتا ہو تو پھر مقتدیوں پر

کراہت نہیں۔

فاسق میں وہ شخص بھی شامل ہیں جو اپنی داڑھی سرے سے مونڈتا ہو یا اس حد تک کترا تا ہو کہ ٹھوڑی کے نیچے ایک مشت سے کم رہ جائے۔

مسئلہ: غلام کو، یعنی جو دین کے قاعدے سے غلام ہو وہ نہیں جو قحط وغیرہ میں خرید لیا جائے، امام بنانا اگرچہ وہ آزاد شدہ ہو اور گنوار گاؤں کے رہنے والے کو اور نابینا کو جو پاکی کی احتیاط نہ رکھتا ہو یا ایسے شخص کو جسے رات کو کم نظر آتا ہو اور ولد الزنا یعنی حرامی کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم وفضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا ناگوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح سے کسی ایسے حسین نوجوان کو امام بنانا جس کی داڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔

امام اور مقتدیوں کے کھڑے ہونے کی ترتیب

مسئلہ: اگر ایک ہی مقتدی ہو اور وہ مرد ہو یا نابالغ لڑکا ہو تو اس کو امام کے داہنی جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیے۔ اگر امام کی بائیں جانب یا امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کے پیچھے ان کو صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہیے۔ اگر امام کے دائیں بائیں جانب کھڑے ہوں اور دو ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے اس لیے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہوا اس کے بعد اور مقتدی آ گئے تو پہلے مقتدی کو چاہیے کہ پیچھے ہٹ جائے تا کہ سب مقتدی مل کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں۔ اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہیے کہ اس کو کھینچ لیں اور اگر لاعلمی سے وہ مقتدی امام کے دونوں جانب کھڑے ہو جائیں اور پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہیے کہ وہ آگے بڑھ جائے تا کہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں۔ اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام ہی

کو چاہیے کہ وہ آگے بڑھ جائے لیکن مقتدی مسائل سے ناواقف ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں غالب ہے تو اس کو ہٹانا مناسب نہیں کبھی کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے کہ جس سے نماز ہی غارت ہو۔

مسئلہ: اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اس کو چاہیے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔

مسئلہ: اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں، کچھ مرد کچھ عورتیں کچھ نابالغ تو امام کو چاہیے کہ اس ترتیب سے ان کی صفیں قائم کرے پہلے مردوں کی صفیں پھر نابالغ لڑکوں کی، پھر بالغ عورتوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی۔

مسئلہ: امام کو چاہیے کہ صفیں سیدھی کرے یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے ہونے سے منع کرے سب کو برابر کھڑا ہونے کا حکم دے۔ صف میں ایک کو دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہیے درمیان میں خالی جگہ نہ رہنی چاہیے۔

مسئلہ: تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت میں چاہیے کہ اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ہمراہ کر لے لیکن کھینچنے میں اگر احتمال ہو کہ وہ اپنی نماز خراب کر لے گا یا برا مانے گا تو نہ کھینچے۔

مسئلہ: پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے ہاں جب صف پوری ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔

لاحق اور مسبوق کے مسائل

لاحق وہ مقتدی ہے جس کی کچھ رکعتیں یا سب رکعتیں جماعت میں شریک ہونے کے بعد جاتی رہیں خواہ عذر کی وجہ سے مثلاً نماز میں سو جائے اور اس درمیان میں کوئی رکعت وغیرہ جاتی رہی یا لوگوں کی کثرت سے رکوع سجدہ نہ کر سکے یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لیے جائے اور اس درمیان میں اس کی رکعتیں وغیرہ جاتی رہیں یا بے عذر جاتی رہیں مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع وسجدہ کرنے اور اس

وجہ سے اس کی یہ رکعت کالعدم سمجھی جائے تو اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائے گا۔ جو مقیم مسافر کی اقتداء کرے اور مسافر قصر کرے تو یہ مقیم امام کے نماز ختم کرنے کے بعد لاحق ہے۔

مسئلہ: لاحق پر واجب ہے کہ پہلے ان رکعتوں کو ادا کرے جو اس کی جاتی رہی ہیں۔ ان کو ادا کرنے کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: لاحق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائے گا یعنی جیسے مقتدی قراءت نہیں کرتا ویسے ہی لاحق بھی قراءت نہ کرے بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے۔ اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی ویسے ہی لاحق کو بھی ضرورت نہیں۔

مسبوق یعنی جس کی ایک دو رکعت یا زیادہ رہ گئی ہوں

مسئلہ: مسبوق کو چاہیے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے۔ پھر امام کی نماز ختم ہونے کے بعد کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے۔

مسئلہ: مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قراءت کے ساتھ ادا کرنا چاہئیں اور اگر ان رکعتوں میں کوئی سہو جائے تو اس کو سجدہ سہو بھی کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہئیں کہ پہلے قرائت والی پھر بے قراءت کی اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے ان کے حساب سے قعدہ کرے یعنی ان رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اس میں پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں اخیر قعدہ کرے وعلیٰ ھذاالقیاس۔

مثال: ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہو اس کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیر دینے کے بعد کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت ملا کر رکوع سجدہ کر کے پہلا

قعدہ کرے اس لیے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے۔ پھر دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے۔ اس لیے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت نہ ملائے کیونکہ یہ رکعت قراءت کی نہ تھی اور اس میں قعدہ کرے کیونکہ یہ قعدہ اخیرہ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہو اور شرکت کے بعد پھر کچھ رکعتیں اس کی چلی جائیں تو اس کو چاہیے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو شرکت کے بعد گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے مگر ان کے ادا کرنے میں اپنے کو ایسا سمجھے جیسا وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے یعنی قراءت نہ کرے اور امام کی ترتیب کا لحاظ رکھے۔ اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے۔ پھر اس کے بعد اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔

مثال: عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا اس درمیان میں نماز ختم ہو گئی تو اس کو چاہیے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو شریک ہونے کے بعد گئی ہیں پھر اس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قراءت نہ کرے اور ان تین کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے اس لیے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا۔ پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے اس لیے کہ یہ امام کی تیسری رکعت ہے۔ پھر تیسری رکعت میں قعدہ کرے اس لیے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں امام نے قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں قعدہ بھی کرے اس لیے کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں اس کو قراءت بھی کرنا ہوگی اس لیے کہ وہ اس رکعت میں مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔

جماعت میں شامل ہونے نہ ہونے کے مسائل

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے محلہ یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو چکی تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں جماعت کی تلاش میں چلا جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آ کر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرائے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اور اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض نماز جماعت سے ہو رہی ہے تو اس کو چاہیے کہ نفل کی نیت سے جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر اور عشاء کا وقت ہو اور فجر، عصر اور مغرب کے وقت جماعت میں شریک نہ ہو۔ اس لیے کہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے اور مغرب کے بعد اس لیے کہ یہ دوسری نماز نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں فرض جماعت سے ہونے لگے تو اگر وہ فرض نماز دو رکعت والی ہے جیسی فجر کی نماز تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اس نماز کو قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو اور دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو بھی قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو دونوں رکعت پوری کر لے اور اگر وہ فرض نماز تین رکعت والی ہو جیسے مغرب تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو اپنی نماز کو پوری کر لے اور بعد میں جماعت کے ساتھ شریک نہ ہو کیونکہ نفل تین رکعت کے ساتھ جائز نہیں اور اگر وہ فرض نماز چار رکعت والی ہو جیسے ظہر، عصر، عشاء تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا تو دو رکعت پر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں مل جائے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی اور اس کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو نماز پوری کر لے اور جن صورتوں میں نماز پوری کر لی جائے ان میں سے مغرب، فجر اور عصر میں تو دوبارہ شریک جماعت نہ ہو اور ظہر اور عشاء میں شریک ہو جائے

اور جن صورتوں میں قطع کرنا ہوتو کھڑے کھڑے ایک سلام پھیر دے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو نفل نماز نہ توڑے بلکہ اس کو چاہیے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اگرچہ چار رکعت کی نیت ہو۔

مسئلہ: ظہر اور جمعہ کی سنت موکدہ اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جائے اور بہت سے فقہاء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ چار رکعت پوری کر لے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی تو اب چار کا پورا کرنا بالاتفاق ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ شروع نہ کی جائے۔ بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو۔ ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جائے گی تو پڑھ لے۔ مثلاً ظہر کے وقت جب فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت جاتی رہے گی تو پھر مؤکدہ سنتیں جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے۔ پھر ظہر اور جمعہ میں فرض کے بعد بہتر یہ ہے کہ بعد والی سنت مؤکدہ اول پڑھ کر ان سنتوں کو پڑھ لے۔ مگر فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ مؤکد ہیں لہٰذا ان کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکے ہوں تب بھی ادا کر لی جائیں بشرطیکہ ایک رکعت مل جانے کی امید ہو اور اگر ایک رکعت کی بھی امید نہ ہو تو پھر نہ پڑھے یہی ظاہر مذہب اور راجح ہے۔ پھر اگر چاہے تو سورج نکلنے کے بعد پڑھے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ ملنے تک سنتیں پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت اگر نماز کی سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائے گی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہیے کہ صرف فرائض و واجبات پر اختصار کرے سنن وغیرہ چھوڑ دے۔

مسئلہ: فرض شروع ہونے کی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں جو مسجد سے علیحدہ ہو اس لیے کہ جہاں فرض نماز

ہوتی ہو کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ایسی جگہ نہ ملے تو صف سے علیحدہ مسجد کے کسی گوشہ میں نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت مل گئی ہاں اگر رکوع نہ ملے تو پھر اسی رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا۔

امام کو نماز میں زیادہ بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں بہت زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے۔ جو سب میں زیادہ صاحب ضرورت ہو اس کی رعایت کر کے قراءت وغیرہ کرے بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قراءت کرنا بہتر ہے تاکہ لوگوں کا حرج نہ ہو جو جماعت کی قلت کا سبب ہو جائے۔

مسئلہ: مرد کو صرف عورتوں کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد ہو نہ کوئی محرم عورت مثل اس کی زوجہ یا ماں بہن وغیرہ کے اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص تنہا فجر یا مغرب یا عشاء کے فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو اسی اثناء میں کوئی شخص اس کی اقتداء کرے تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ یہ شخص دل میں قصد کر لے کہ اب میں امام بنتا ہوں تاکہ نماز جماعت سے ہو جائے دوسری صورت یہ کہ قصد نہ کرے بلکہ بدستور اپنے کو یہی سمجھے کہ گو یہ میرے پیچھے آ کھڑا ہوا لیکن میں امام نہیں بنتا بلکہ بدستور تنہا پڑھتا ہوں۔ پس پہلی صورت میں تو اس پر اسی جگہ سے بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے پس اگر سورہ فاتحہ یا کسی قدر دوسری سورت آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس جگہ سے بقیہ فاتحہ یا بقیہ سورت کو بلند آواز سے پڑھے اس لیے کہ امام کو فجر، مغرب اور عشاء کے وقت بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے اور دوسری صورت میں بلند آواز سے پڑھنا واجب نہیں اور اس مقتدی کی نماز بھی درست رہے گی کیونکہ مقتدی کی نماز کے صحیح ہونے کے لیے امام کا امامت کی

نیت کرنا ضروری نہیں۔

امام کی اتباع اور پیروی

مسئلہ: مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے۔ تحریمہ بھی امام کی تحریمہ کے ساتھ کریں۔ رکوع بھی امام کے رکوع کے ساتھ۔ قومہ بھی اس کے قومہ کے ساتھ۔ سجدہ بھی اس کے سجدہ کے ساتھ۔ غرض کہ ہر فعل اس کے ہر فعل کے ساتھ ہو۔ البتہ قعدہ اولیٰ میں مقتدی کے التحیات پوری کرنے سے پہلے اگر امام کھڑا ہو جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ التحیات پوری کر کے کھڑے ہوں۔ اسی طرح قعدہ اخیرہ میں اگر مقتدی کے التحیات پوری کرنے سے پہلے امام سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ التحیات پوری کر کے سلام پھیریں۔ ہاں رکوع سجود وغیرہ میں اگرچہ مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو تو بھی امام کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے۔

مسئلہ: نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے۔ ہاں سنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں۔ لہٰذا اگر امام شافعی مذہب کا ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے تو حنفی مقتدیوں کو ہاتھوں کا اٹھانا ضروری نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے اس لیے کہ ہاتھوں کا اٹھانا امام شافعیؒ کے نزدیک بھی سنت ہے۔ اسی طرح فجر کی نماز میں شافعی امام قنوت پڑھے تو حنفی مقتدیوں کے لیے اتباع ضروری نہیں۔ ہاں وتر میں البتہ چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہے لہٰذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق رکوع کے بعد پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی رکوع کے بعد قنوت پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ: مندرجہ ذیل صورتوں میں مقتدی امام کی اتباع نہ کرے۔

- امام نماز جنازہ کی تکبیرات چار سے زیادہ یعنی پانچ کہے تو پانچویں میں اقتداء نہ کرے۔
- عیدین کی نماز میں امام ایک رکعت میں زائد تکبیریں تین سے زائد کہے تو زائد میں اتباع نہ کرے۔

- امام کسی رکن کو زائد کرے مثلاً رکوع دوبار کردے یا سجدہ تین بار کرلے تو زائد میں اتباع نہ کرے۔
- امام قعدہ اخیرہ بقدر تشہد کر چکا پھر بھولے سے پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور تسبیح کہنے پر بھی نہ بیٹھے تو مقتدی امام کے ساتھ کھڑا نہ ہو بلکہ امام کا انتظار کرے۔ اگر امام پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے لوٹ آئے تو امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور سلام پھیر لے اور اگر امام پانچویں رکعت کا سجدہ کر لے تو مقتدی تنہا سلام پھیر لے۔

مسئلہ: مسجد حرام اور مسجد نبوی میں رمضان میں تراویح با جماعت پڑھنے کے بعد وتر بھی با جماعت پڑھ لے۔ لیکن چونکہ وہاں امام تین وتر دو سلام سے پڑھتے ہیں اس لیے امام کے ساتھ پڑھنے کے بعد وتر کی نماز کو تنہا دوبارہ پڑھ لے۔

امام اگر بدعتی اور اہل ہوا ہو

یہ جماعت ترک کرنے کا عذر ہے۔ اس صورت میں اگر اہل حق کی کوئی دوسری مسجد قریب میں ہو یا زیادہ دور نہ ہو اور معمولی مشقت اٹھا کر وہاں جا کر نماز پڑھ سکتا ہے تو وہاں جا کر نماز پڑھے۔ اور اگر دوسری مسجد زیادہ دور ہو اور ہر نماز کے لیے اس مسجد میں جانے میں زیادہ مشقت اور حرج ہو تو اپنے گھر پر جماعت سے نماز پڑھ لے۔

اس صورت میں جب یہ نیت ہو کہ اگر عذر نہ ہوتا تو مسجد میں جا کر نماز پڑھتا تو مسجد کا ثواب بھی ملے گا۔

امامت کے لیے عمامہ باندھنا

عمامہ باندھنا نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں سنت ہے۔ امام کے لیے بھی اور مقتدی کے لیے بھی اور امام یا مقتدی جو بھی عمامہ باندھے گا اس کو اس کا ثواب ملے گا۔ (اور ایک کے باندھنے کا ثواب دوسرے کو نہیں ملے گا) لیکن عمامہ کے بغیر نماز پڑھنا جائز ہے اس سے نماز میں کچھ کراہت نہیں ہوتی بلکہ جہاں لوگ عمامہ کو نماز کے لیے

ضروری سمجھتے ہوں وہاں امام کو عوام کے عقیدہ کی اصلاح کے لیے گا ہے گا ہے عمامہ کو ترک کر دینا افضل ہوگا۔

گھر میں بلا عذر جماعت کرنا

فرض نماز کی جماعت مسجد محلہ میں واجب ہے۔ گھر میں جماعت کرنے سے جماعت کا ثواب مل جائے گا لیکن ترک واجب کا گناہ ہوگا۔ اس بات کی دلیل کہ مسجد میں جماعت سے پڑھنا واجب ہے یہ ہے کہ فقہائے حنفیہ سب اس پر متفق ہیں کہ اجابت اذان واجب ہے۔ ہاں اس میں اختلاف ہے کہ زبان سے اجابت واجب ہے یا مسجد کی طرف چلنے کے ساتھ۔ بعض نے دونوں کو واجب کہا ہے اور دوسروں نے صرف مسجد کی طرف چلنے کے ساتھ اجابت یعنی اجابت بالقدم کو واجب کہا ہے اور زبان سے جواب دینے کو مستحب کہا ہے اور ظاہر ہے کہ مسجد کی طرف چلنے سے مراد یہ ہے کہ مسجد میں جا کر جماعت سے پڑھے۔ تو جب تک محلہ کی مسجد میں جماعت ملنے کی امید ہو گھر میں جماعت کرنا مکروہ اور بدعت ہے اور اگر وہاں جماعت ہو چکی ہو تو پھر گھر میں جماعت کرنے سے جماعت کا ثواب مل جائے گا لیکن اگر کسی نے قصداً سستی وغیرہ کی وجہ سے دیر کی ہو تو مسجد میں جماعت ترک کرنے کا گناہ بھی ہوگا۔ اور اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے دیر ہو گئی ہو تو گناہ نہ ہوگا۔

ستونوں کے درمیان صف بندی

بغیر کسی عذر کے ستونوں کے درمیان صف بندی کرنا مکروہ ہے مگر اقتداء سے مانع نہیں ہے۔ اور یہ کراہت اس صورت میں بھی ہے جب ستونوں کے درمیان صف اس طرح باندھی جائے کہ کھلی جگہ باقی نہ رہے کیونکہ اس صورت میں بھی ستون تو صف کو توڑ رہا ہے۔ البتہ اگر جمعہ اور عید کے موقع پر جگہ کی تنگی ہو تو ایسی حالت میں ستونوں کے درمیان صف بنانا بلا کراہت جائز ہے۔

بچوں کو بالغوں کی صف میں کھڑا کرنا

اگر صرف ایک ہی نابالغ لڑکا ہو تو اس کو بالغوں کے ساتھ کھڑا کیا جائے۔ اگر

نابالغ لڑکے زیادہ ہوں تو ان کو پیچھے کھڑا کرنا مستحب ہے واجب نہیں اور جب اندیشہ ہو کہ وہ مل کر اپنی نمازیں بھی خراب کریں گے اور بڑوں کی نمازوں میں بھی خلل کا سبب بنیں گے تو ان کو مردوں کی صف میں کھڑا کرنا چاہیے یہ حکم ان بچوں کے متعلق ہے جو نماز اور وضو کی تمیز رکھتے ہوں۔ زیادہ چھوٹے بچوں کو مردوں کی صف میں کھڑا کرنا مکروہ ہے بلکہ مسجد میں لانا ہی جائز نہیں۔

عورتوں کی جماعت

حضرت عائشہ r نقل کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کی جماعت میں خیر نہیں ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورت امامت نہ کرے۔

(اعلاء السنن ص ۲۱۴ ج ۴)

ان دلائل کی بنا پر تنہا عورتوں کا جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

اگر تنہا عورتوں نے جماعت کی اور امام پہلی صف کے بیچ میں کھڑی ہوئی تو نماز ہو جائے گی لیکن کراہت تحریمی کے ساتھ۔

اس لیے سب عورتیں اپنی اپنی نماز الگ الگ پڑھیں جماعت سے نہ پڑھیں۔ تراویح کی نماز کا بھی یہی حکم ہے۔

امام کے پیچھے مقتدی کا قراءت کرنا

جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے مقتدی امام کے پیچھے نہ تو سورہ فاتحہ پڑھے اور نہ ہی کوئی اور سورت پڑھے خواہ امام آہستہ قراءت کرتا ہو یا آواز سے قراءت کرتا ہو۔ امام کے پیچھے قراءت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

● ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَئَ فَاَنْصِتُوْا)) (آثار السنن ص ۱۱۰)

”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا امام تو اس لیے ہے کہ اس کی اتباع کی جائے تو جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔“

چونکہ سورہ فاتحہ بھی قرآن کا حصہ ہے اور اس کا پڑھنا بھی قراءت شمار ہوتا ہے تو امام کے پیچھے نہ تو سورہ فاتحہ پڑھنی ہے اور نہ ہی کوئی اور سورت پڑھنی ہے۔

● ((عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَائَةٌ))

(آثار السنن ص ۱۱۳)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو امام کے پیچھے ہو تو امام کی قراءت اس کی بھی قراءت شمار ہوتی ہے۔''

آمین آواز سے کہنا

امام جب آواز سے سورہ فاتحہ پڑھے تو امام اور مقتدی سب آمین آہستہ سے کہیں۔ اسی طرح جو شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہو اور آواز سے سورہ فاتحہ پڑھے تو وہ بھی آمین آہستہ کہے۔

☼ ۱ قرآن پاک میں ہے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَه۔ اپنے رب سے عاجزی اور آہستگی سے دعا کرو۔

چونکہ آمین بھی دعا ہے لہٰذا وہ بھی اسی قاعدے کے تحت آتی ہے۔

۲ ☼ ((عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا يَقُوْلُ لَا تُبَادِرُوا الْاِمَامَ اِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّيْنَ فَقُوْلُوْا آمِيْنَ وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا)) (آثار السنن ص ۱۲۲)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمیں تعلیم دیتے تھے، فرماتے امام سے آگے مت بڑھو جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔''

اگر امام نے آمین آواز سے کہنی ہے تو پھر حدیث میں یوں ہوتا جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو تاکہ امام سے سبقت نہ ہو۔ جب حدیث میں ایسا نہیں تو معلوم ہوا کہ امام نے آمین آہستہ کہنی ہے اور مقتدیوں کو بھی آہستہ کہنی ہوگی۔

باب: ۱۳

نماز میں مکروہات

لباس سے متعلق

مسئلہ: حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا یعنی جو طریقہ اس کے پہننے کا ہو اور جس طریقہ سے اس کو اہل تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اس کا استعمال مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ شانہ پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: کندھے پر رومال ڈال کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یعنی جب کہ اس کو لپیٹے نہیں۔

مسئلہ: بہت برے اور میلے کچیلے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دوسرے کپڑے نہ ہوں تو جائز ہے۔

مسئلہ: مردوں کے لیے برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر تذلل اور خشوع کی نیت سے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ نماز سر ڈھانپ کر پڑھے اور دل کے ساتھ خشوع و خضوع کرے۔

مسئلہ: اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھتے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اسے اٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عمل کثیر کی ضرورت پڑے تو نہ پہنے۔

مسئلہ: عمامہ یا رومال اس طرح باندھنا کہ درمیان میں سے سر کھلا رہے مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: نماز میں ناک اور منہ ڈھانپ لینا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: کسی کے پاس کرتہ موجود ہو اور وہ صرف شلوار یا تہبند پہن کر نماز پڑھے تو مکروہ

تحریمی ہے۔

مسئلہ: سجدہ میں جاتے وقت کپڑے سمیٹنا یا شلوار کے پائنچے اوپر اٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: ایسا چست لباس مثلاً پتلون یا پاجامہ جس سے مخفی اعضا کی شکل نظر آئے اور اوپر سے کوئی چادر بھی نہ اوڑھی ہو جس میں وہ عضو چھپ گئے ہوں تو ایسے لباس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: نماز میں کرتہ کپڑا درست کرنے کی عام طور پر ضرورت یا تو اس وجہ سے ہوتی ہے کہ کرتہ کمر بند کے اوپر اٹک جاتا ہے یا اس وجہ سے کہ بعض لوگوں کے سرین کے اندر کرتہ اٹک جاتا ہے یا اس وجہ سے کہ گرمی اور پسینہ سے کرتہ یا کوئی اور کپڑا جسم کے ساتھ چپک جاتا ہے۔ کسی ایسی ضرورت کی وجہ سے کرتے اور کپڑے کو کھینچ کر درست کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔ البتہ اس کے لیے ایک ہاتھ کافی ہے دوسرا ہاتھ استعمال کرنا مکروہ ہے۔ اور بلا ضرورت ایک ہاتھ کا استعمال کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: نماز پڑھنے کے لیے آستین کو چڑھانا مکروہ تحریمی ہے خواہ کہنیوں تک ہو یا اس سے نیچے ہو۔ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے کسی کام کے لیے یا وضو کرنے کے لیے آستین چڑھائی تھی اور اسی طرح نماز پڑھنے لگا تو یہ بعض کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے اور بعض کے نزدیک نہیں ہے۔

اگر آستین چڑھائی ہوئی تھی اور نماز میں شامل ہونے کی جلدی میں آستین نہ اتاری تب بھی یہی حکم ہے اور افضل یہ ہے کہ نماز کے اندر عمل قلیل سے آستین اتار لے۔

اگر ایسی قمیص یا کرتہ وغیرہ پہن کر نماز پڑھی جس کی آستینیں کہنیوں سے اوپر تک ہی ہوں تو اس صورت میں بھی کراہت تحریمی ہے۔

جاندار کی تصویر سے متعلق

مسئلہ: جس چادر پر جاندار کی تصویریں بنی ہوں اس پر نماز ہو جاتی ہے لیکن تصویر پر

سجدہ نہ کرے اور تصویر دار جانماز رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر تصویر سر کے اوپر ہو یعنی چھت میں تصویر بنی ہوئی ہو یا آگے کی طرف کو ہو یا دائیں بائیں طرف ہو یا پیچھے کی طرف ہو تو نماز مکروہ ہے اور اگر پیر کے نیچے ہو تو نماز مکروہ نہیں لیکن اگر بہت چھوٹی تصویر ہو کہ اگر زمین پر رکھ دو تو کھڑے ہو کر نہ دکھائی دے یا پوری تصویر نہ ہو بلکہ سر کٹا ہوا ہو اور مٹا ہوا ہو تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے۔ ایسی تصویر سے کسی صورت میں نماز مکروہ نہیں ہونی چاہیے جس طرف ہو۔

مسئلہ: جاندار کی تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: درخت یا مکان وغیرہ کسی بے جان چیز کا نقشہ بنا ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

قلبی تشویش سے متعلق

مسئلہ: جس وقت پیشاب پاخانہ زور سے لگا ہو ایسے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہو تو ایسے ہی پڑھ لے۔

مسئلہ: جب بھوک بہت لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھا لے تب نماز پڑھے بے کھانا کھائے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر وقت تنگ ہونے لگے تو پہلے نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا بہتر نہیں لیکن اگر آنکھیں بند کرنے سے نماز میں دل خوب لگے تو بند کر کے پڑھنے میں بھی کوئی برائی نہیں۔

مسئلہ: جس جگہ یہ ڈر ہو کہ کوئی نماز میں ہنسائے گا یا خیال بٹ جائے گا اور نماز میں بھول چوک ہو جائے گی ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

قراءت سے متعلق

مسئلہ: دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے تین آیتوں سے زیادہ لمبا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ البتہ جن سورتوں کا پڑھنا سنت سے ثابت ہے ان میں مکروہ نہیں۔

مسئلہ: کسی نماز میں کوئی سورت مقرر کر لینا کہ ہمیشہ وہی پڑھا کرے اس کے علاوہ کوئی سورت کبھی نہ پڑھے یہ بات مکروہ ہے۔

مسئلہ: ابھی سورت پوری ختم نہیں ہوئی دو ایک کلمے رہ گئے تھے کہ جلدی کے مارے رکوع میں چلا گیا اور سورت کو رکوع میں جا کر ختم کیا تو نماز مکروہ ہوئی۔

مسئلہ: پیسہ سکہ منہ میں لے کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر ایسی چیز ہو کہ نماز میں قرآن شریف نہیں پڑھ سکتا تو نماز نہیں ہوئی ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: آیتوں یا سورتوں یا سبحان اللہ وغیرہ کو انگلیوں پر یا تسبیح ہاتھ میں لے کر گننا نماز کے اندر مکروہ تنزیہی ہے خواہ فرض نماز ہو یا نفل ہو اگر گننے کی ضرورت ہو جیسے صلوٰۃ التسبیح میں ضرورت ہو تو انگلیوں کے سرے یعنی پوروں کو دبا کر شمار کرے یعنی ہر دفعہ ایک پورے کو دبا تا جائے اور سب انگلیاں اپنی جگہ سنت طریقے سے رہیں۔ اس میں کراہت نہیں ہے۔

جگہ سے متعلق

مسئلہ: صرف امام کا بلا ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک ہاتھ (ڈیڑھ فٹ) یا اس سے زیادہ ہو مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر امام کے ساتھ چند مقتدی بھی ہوں تو مکروہ نہیں لیکن اگر صرف ایک مقتدی ہو تو مکروہ ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اگر بلندی ایک ہاتھ (ڈیڑھ فٹ) سے کم ہو اور سرسری نظر سے اس کی اونچائی ممتاز معلوم ہوتی ہو تب بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: کل مقتدیوں کا امام سے بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر کوئی ضرورت ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کافی نہ رہے تو مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر بعض مقتدی امام کے برابر ہوں اور بعض اونچی جگہ پر ہوں تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ: امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب میں ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: اگر سجدہ کی جگہ پیر سے اونچی ہو جیسے کوئی دہلیز پر سجدہ کر لے تو دیکھو کتنی اونچی ہے اگر ایک بالشت سے زیادہ اونچی ہو تو نماز درست نہیں ہے اور اگر ایک بالشت یا اس سے

کم ہے تو نماز درست ہے لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی آگے بیٹھا باتیں کر رہا ہو یا کسی اور کام میں لگا ہوا ہو تو اس کے پیچھے اس کی پیٹھ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے لیکن اگر بیٹھنے والے کو اس سے تکلیف ہو اور وہ اس رک جانے سے گھبرائے تو ایسی حالت میں کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے یا وہ اتنے زور زور سے باتیں کر رہا ہو کہ نماز میں بھول جانے کا ڈر ہو تو وہاں نماز نہ پڑھنا چاہیے مکروہ ہے اور کسی کے منہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

بلاضرورت عمل قلیل کرنے سے متعلق

مسئلہ: بے ضرورت نماز میں تھوکنا اور ناک صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر ضرورت پڑے تو درست ہے۔ جیسے کسی کو کھانسی آئی اور منہ میں بلغم آ گیا تو اپنے بائیں طرف تھوک دے (جب میدان میں نماز پڑھ رہا ہو) یا کپڑے میں لے کر مل ڈالے اور داہنی طرف یا قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔

مسئلہ: نماز میں کھٹمل نے کاٹ کھایا تو اس کو پکڑ کر چھوڑ دے۔ نماز پڑھنے میں مارنا اچھا نہیں ہے اور اگر کھٹمل نے ابھی کاٹا نہیں ہے تو اس کو نہ پکڑے۔ بے کاٹے پکڑنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: فرض نماز میں بے ضرورت دیوار وغیرہ کسی چیز کے سہارے پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ: اپنے کپڑے یا بدن یا زیور سے کھیلنا یا کنکریوں کو ہٹانا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر کنکریوں کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو ایک مرتبہ ہاتھ سے برابر کر دینا اور ہٹانا درست ہے۔

مسئلہ: نماز میں انگلیاں چٹخانا اور کولہے پر ہاتھ رکھنا اور دائیں بائیں منہ موڑ کے دیکھنا یا اوپر کی طرف آنکھیں اٹھا کر دیکھنا یہ سب مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر کن اکھیوں سے کچھ دیکھے اور گردن نہ پھیرے تو اس طرح کرنا مکروہ تو نہیں لیکن بلاضرورت شدیدہ ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔

مسئلہ: نماز میں انگڑائی لینا مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ: نماز میں چار زانو بیٹھنا مکروہ تنزیہی ہے جب کہ پیر کھڑے رکھ کر بیٹھنا یا کتے کی طرح بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں دکھ بیماری کی وجہ سے جس طرح بیٹھ سکے بیٹھے اس وقت کچھ مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ: سلام کے جواب میں ہاتھ اٹھانا اور ہاتھ سے سلام کا جواب دینا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر زبان سے جواب دیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: نماز میں ادھر ادھر سے اپنے کپڑے کو سمیٹنا اور سنبھالنا کہ مٹی نہ لگنے پائے مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: اگر نمازی کے سامنے قرآن شریف ہو یا تلوار لٹکی ہو تو اس کا کوئی حرج نہیں ہے۔

کفار کے ساتھ تشبہ سے تعلق

مسئلہ: نماز میں ایسے تنور کی طرف کو منہ کرنا جس میں آگ جل رہی ہو یا بھٹی کی طرف کو منہ کرنا جس میں آگ ہے یا کوئی اور ایسی چیز آگے ہو جس کو کافر پوجتے ہیں مکروہ ہے اور اگر چراغ یا قندیل یا موم بتی کی طرف منہ کیا تو مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر بجلی یا گیس کا ہیٹر نمازی کے سامنے ہو تو مکروہ نہیں ہے جائز ہے۔

جماعت کے تقاضے کے خلاف کرنا

مسئلہ: مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: مقتدی کو جب کہ امام قیام میں قراءت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ یا قرآن مجید کی قراءت کرنا خواہ سورہ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورت ہو مکروہ تحریمی ہے۔

نماز میں حدث ہو جانے کا بیان

نماز میں اگر حدث ہو جائے تو اگر حدث اکبر ہو جس سے غسل واجب ہو جائے تو

نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر حدث اصغر ہو جس سے صرف وضو ٹوٹتا ہے تو دو حال سے خالی نہیں۔ اختیاری ہوگا یا غیر اختیاری یعنی اس کے وجود میں یا اس کے سبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہوگا یا نہیں۔ اگر اختیاری ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہے کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن میں کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر میں لگے اور خون نکل آئے ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لیے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوتے ہیں۔ اور اگر بے اختیاری ہوگا تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ یا نادر الوقوع ہوگا جیسے جنون، بے ہوشی یا امام کا مر جانا وغیرہ، یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح، پیشاب، پاخانہ، مذی وغیرہ۔ پس اگر نادر الوقوع ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر نادر الوقوع نہ ہوگا تو نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اس شخص کو شرعاً اختیار و اجازت ہے کہ اس حدث کے رفع کرنے کے بعد اسی نماز کو پورا کر لے اور اس کو بناء کرنا کہتے ہیں لیکن اگر نماز کا اعادہ کرے یعنی شروع سے پڑھے تو بہتر ہے۔ بناء کرنے کی صورت میں نماز فاسد نہ ہونے کی چند شرطیں ہیں:

- کسی رکن کو حالت حدث میں ادا نہ کرے۔
- کسی رکن کو چلنے کی حالت میں ادا نہ کرے مثلاً جب وضو کے لیے جائے یا وضو کر کے لوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے اس لیے کہ قرآن مجید کا پڑھنا نماز کا رکن ہے۔
- کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے بچنا ممکن ہو۔
- حدث کے بعد بغیر کسی عذر کے ایک رکن ادا کرنے کے بقدر توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کے لیے جائے۔ ہاں اگر عذر سے دیر ہو جائے تو مضائقہ نہیں مثلاً صفیں زیادہ ہوں اور خود پہلی صف میں ہو اور صفوں کو پھاند کر آنا مشکل ہو تو اس صورت میں اگر آنے میں ایک رکن کے بقدر دیر لگ جائے کہ مشکل سے

صفوں سے نکل کر آئے تو مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: منفرد کو اگر حدث ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ فوراً وضو کر لے اور جس قدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے۔ مگر وضو تمام سنن و مستحبات کے ساتھ پورا کرے اور اس درمیان میں کوئی کلام وغیرہ نہ کرے۔ پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے۔ حاصل یہ ہے کہ جس قدر حرکت سخت ضروری ہو اس سے زیادہ نہ کرے۔ وضو کے بعد چاہے وہیں اپنی بقیہ نماز پوری کر لے اور یہی افضل ہے اور چاہے جہاں پہلے تھا وہیں جا کر پڑھے۔ اور بہتر یہ ہے کہ قصداً پہلی نماز کو سلام پھیر کر توڑ دے اور وضو کے بعد از سر نو نماز پڑھے۔

مسئلہ: امام کو اگر حدث ہو جائے اگرچہ قعدہ اخیرہ میں ہو تو اس کو چاہیے کہ فوراً وضو کرنے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں سے جس کو امامت کے لائق سمجھتا ہو اس کو اپنی جگہ نائب کھڑا کر دے۔ مدرک کو نائب بنانا بہتر ہے۔ اگر مسبوق کو کر دے تب بھی جائز ہے اور اس مسبوق کو اشارے سے بتا دے کہ میرے اوپر اتنی رکعتیں وغیرہ باقی ہیں۔ رکعتوں کے لیے انگلی سے اشارہ کرے مثلاً ایک رکعت باقی ہو تو ایک انگلی اٹھا دے۔ دو رکعت باقی ہو تو دو انگلی۔ رکوع باقی ہو تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دے۔ سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر۔ قراءت باقی ہو تو منہ پر۔ سجدہ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر، سجدہ سہو کرنا ہو تو سینے پر جب کہ وہ بھی سمجھتا ہو ورنہ اس کو نائب نہ بنائے۔ پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آ کر اپنے نائب کا مقتدی بن جائے اور اگر وضو کر کے وضو کی جگہ کے پاس ہی کھڑا ہو گیا تو اگر درمیان میں کوئی ایسی چیز یا اتنا فاصلہ حائل ہو جس سے اقتداء صحیح نہیں ہوتی تو درست نہیں ورنہ وہاں کھڑے ہونا اور جماعت میں شریک ہونا درست ہے۔ اور اگر جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز پوری کر لے خواہ جہاں وضو کیا ہے وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں جا کر۔

مسئلہ: اگر پانی مسجد کے صحن کے اندر موجود ہو تو پھر نائب بنانا ضروری نہیں چاہے بنائے اور چاہے نہ بنائے بلکہ جب خود وضو کر کے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر مقتدی

اس کے انتظار میں رہیں۔

مسئلہ: نائب بنا دینے کے بعد امام امام نہیں رہتا بلکہ اپنے نائب کا مقتدی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کی طرح پوری کرے۔

مسئلہ: اگر امام کسی کو نائب نہ بنائے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے میں سے نائب بنا دیں یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھ کر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام ہونے کی نیت کر لے تب بھی درست ہے بشرطیکہ اس وقت تک امام مسجد سے باہر نہ نکل چکا ہو اور اگر نماز مسجد میں نہ ہوتی ہو تو صفوں سے یا سترے سے آگے نہ بڑھا ہو۔ اور اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اب کوئی دوسرا امام نہیں بن سکتا اور جماعت نئے سرے سے ہوگی۔

مسئلہ: اگر مقتدی کو حدث ہو جائے اس کو بھی فوراً وضو کرنا چاہیے۔ وضو کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز پوری کر لے۔ اور اگر جماعت باقی ہو تو مقتدی کو واپس اپنی جگہ پر جا کر نماز پڑھنی چاہیے لیکن اگر امام کی اور اس کے وضو کی جگہ میں کوئی چیز اقتداء سے مانع نہ ہو تو یہاں بھی کھڑا ہونا جائز ہے۔ اور اگر جماعت ہو چکی ہو تو مقتدی کو اختیار ہے چاہے پہلی جگہ میں جا کر نماز پوری کرے یا وضو کی جگہ میں پوری کر لے اور یہی بہتر ہے۔

مسئلہ: اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے تو اس کو چاہیے کہ جس قدر رکعتیں وغیرہ امام پر باقی تھیں ان کو ادا کر کے کسی مدرک کو اپنی جگہ کر دے تاکہ وہ مدرک سلام پھیر دے اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں مصروف ہو۔

مسئلہ: اگر کسی کو قعدہ اخیرہ میں اس کے بعد کہ وہ التحیات کے بقدر نہ بیٹھا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر ہو جائے یا قصداً حدث اصغر ہو جائے یا بے ہوش ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اس نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔

تنبیہ: چونکہ یہ مسائل باریک ہیں اور ان میں پختگی نہ ہونے کی وجہ سے غلطی کا احتمال ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ بناء نہ کریں بلکہ سلام کے ساتھ وہ نماز قطع کر کے پھر از سر نو

نماز پڑھیں۔

جن وجہوں سے نماز کا توڑ دینا درست ہے ان کا بیان

مسئلہ: نماز پڑھنے میں ریل چل دے اور اس پر اپنا اسباب رکھا ہوا ہے یا بال بچے سوار ہیں یا خاص اس ریل کا ٹکٹ لے رکھا ہے تو نماز توڑ کر بیٹھ جانا درست ہے خواہ یہ امید ہو کہ وقت کے اندر نماز مل جائے گی یا اس کی امید نہ ہو اور وقت نہ رہنے کی صورت میں قضا پڑھے۔

مسئلہ: سامنے سانپ آ گیا تو اس کے ڈر سے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ: رات کو مرغی کھلی رہ گئی اور بلی اس کے پاس آ گئی تو اس کے خوف سے نماز توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ: نماز میں کسی نے جوتا اٹھا لیا اور ڈر ہے کہ اگر نماز نہ توڑے گا تو لے کر بھاگ جائے گا تو اس کے لیے نماز توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ: کوئی عورت نماز میں ہے اور ہانڈی ابلنے لگی جس کی لاگت تین ماشہ چاندی کے لگ بھگ ہے تو نماز توڑ کر اس کو درست کر دینا جائز ہے۔غرض کہ جب ایسی چیز کے ضائع ہو جانے یا خراب ہو جانے کا ڈر ہو جس کی قیمت تین ماشہ چاندی کے لگ بھگ ہو تو اس کی حفاظت کے لیے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ: اگر نماز میں پیشاب پاخانہ زور کرے تو نماز توڑ دے اور فراغت کر کے پھر نماز پڑھے۔

مسئلہ: کوئی اندھی عورت یا مرد جا رہا ہے اور آگے کنواں ہے اور اس میں گر پڑنے کا ڈر ہے تو اس کے بچانے کے لیے نماز کا توڑ دینا فرض ہے۔اگر نماز نہیں توڑی اور وہ گر کے مر گیا تو گناہ گار ہوگا۔

مسئلہ: کسی بچہ وغیرہ کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ جلنے لگا تو اس کے لیے بھی نماز توڑ دینا فرض ہے۔

مسئلہ: ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کسی مصیبت کی وجہ سے پکاریں تو فرض نماز کو توڑ دینا واجب ہے جیسے کسی کا باپ یا ماں وغیرہ بیمار ہے اور پاخانہ وغیرہ کی ضرورت سے گیا اور آتے جاتے میں پیر پھسل گیا اور گر پڑا تو نماز توڑ کے اسے اٹھالے۔ لیکن اگر کوئی اور اٹھانے والا ہو تو بے ضرورت نماز نہ توڑے۔

مسئلہ: اور اگر ابھی گرا نہیں ہے لیکن گرنے کا ڈر ہے اور اس نے اس کو پکارا تب بھی نماز توڑ دے۔

مسئلہ: اگر کسی ایسی ضرورت کے لیے نہیں پکارا یوں ہی پکارا تو فرض نماز کا توڑ دینا درست نہیں۔

مسئلہ: اور اگر نفل یا سنت پڑھتا ہو اس وقت ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی پکاریں لیکن یہ ان کو معلوم نہیں ہے کہ فلاں نماز پڑھتا ہے تو ایسے وقت میں نماز توڑ کر ان کی بات کا جواب دینا واجب ہے چاہے کسی مصیبت سے پکاریں اور چاہے بے ضرورت پکاریں دونوں کا ایک حکم ہے اور اگر نماز توڑ کے نہ بولے گا تو گناہ ہوگا اور اگر وہ جانتے ہوں کہ نماز پڑھتا ہے پھر بھی پکاریں تو نماز نہ توڑے لیکن اگر کسی ضرورت سے پکاریں اور ان کو تکلیف ہونے کا ڈر ہو تو نماز توڑ دے۔

۞۞۞۞۞

باب: ۱۴

مفسدات یعنی نماز کو توڑنے والی چیزوں کا بیان

۱ نماز میں بولنا یا بلا ضرورت آواز نکالنا

مسئلہ: نماز میں قصداً یا بھولے سے یا خطا سے بول اٹھا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ بولنے سے مراد یہ ہے کہ کہا ہوا لفظ کم از کم دو حروف پر مشتمل ہو۔ اور ایک حرف پر مشتمل ہو تو وہ ایسا ہو جو با معنی ہو جیسے عربی زبان میں مثلاً عِ اور قِ کہ عِ کا مطلب ہے تو حفاظت کر اور قِ کا مطلب ہے تو بچا۔ اردو میں دو حرف سے کم کا کوئی لفظ نہیں ہوتا۔

مسئلہ: کسی شخص کو سلام کرنے کے قصد سے سلام یا تسلیم یا السلام علیکم یا اس جیسا کوئی لفظ کہنا اور اسی طرح کسی کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

مسئلہ: اگر درد یا مصیبت سے نماز میں آہ یا اوہ یا اف یا ہائے کہے یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے۔ البتہ اگر مریض مرض سے بے قابو ہو جائے اور اس سے بے اختیار آہ یا ہائے نکل جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ اسی طرح اگر جنت یا دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے آواز یا آہ یا اف وغیرہ نکل جائے تو نماز نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ: بے ضرورت کھنکھارنے اور گلا صاف کرنے سے جس سے دو حرف بھی پیدا ہو جائیں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ البتہ لاچاری اور مجبوری کے وقت کھنکھارنا درست ہے اور نماز نہیں جاتی۔

مسئلہ: نماز میں چھینک آئی اور اس پر الحمد للہ کہا تو نماز نہیں جاتی لیکن کہنا نہ چاہیے اور اگر کسی اور کو چھینک آئی اور اس نے جواب میں اس کو یَرۡحَمُکَ اللّٰہُ کہا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ: نماز میں کچھ خوشخبری سنی اس پر **الحمد للہ** کہہ دیا یا کسی کی موت کی خبر سنی اس پر

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ: کوئی لڑکا وغیرہ گر پڑا اس کے گرتے وقت بسم اللہ کہہ دیا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ: اگر نمازی نے وسوسہ کے دور کرنے کے لیے **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ** پڑھی تو اگر وہ وسوسہ دنیوی امور سے متعلق ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر امور آخرت سے متعلق ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

۲ ایسا عمل کرنا جو کثیر ہو اور نماز کی جنس سے نہ ہو

عمل کثیر کی چند صورتیں ہیں۔

- دور سے دیکھنے والا کہ جس کے سامنے نماز شروع نہیں کی وہ عمل ہوتے دیکھ کر یہ سمجھے کہ وہ شخص نماز میں نہیں ہے۔
- وہ کام جو عام طور سے دو ہاتھوں سے کیا جاتا ہے جیسے عمامہ باندھنا، تہہ بند باندھنا وغیرہ (اگرچہ نمازی اس وقت اس کو ایک ہاتھ ہی سے کرے)

وہ کام جو عام طور سے ایک ہاتھ سے کیا جاتا ہے جیسے ٹوپی پہننا یا ٹوپی اتارنا یہ عمل قلیل ہے اگرچہ نمازی اس کو دو ہاتھوں سے کرے۔

- وہ کام جس کے لیے کرنے والا عام طور سے علیحدہ مجلس (Sitting) کرتا ہے جیسے بچے کو دودھ پلانا۔
- عمل اگرچہ قلیل ہو لیکن اس کو ایک رکن (یعنی تین دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار) کی مقدار میں تین بار تک کرنے سے وہ عمل کثیر بن جاتا ہے۔

نوٹ: آخری تین صورتیں بھی پہلی صورت ہی میں شامل ہو سکتی ہیں کیونکہ ان میں بھی کام ہوتے دیکھ کر دور سے دیکھنے والا یہی سمجھتا ہے کہ یہ کام کرنے والا نماز میں نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی مدت میں تین بار کھجلا یا یعنی ایک دفعہ کھجلا کر ہاتھ ہٹا لیا ہو پھر فوراً دوسری مرتبہ ہاتھ لے جا کر پھر کھجایا۔ ایسا تین مرتبہ کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

اور اگر ہاتھ صرف ایک مرتبہ اٹھا کر ایک جگہ رکھ کر چند مرتبہ کھجانے کی حرکت کی تو یہ ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔ اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

مسئلہ: کسی نے نماز کے اندر جوڑا باندھا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: نماز میں بچے نے آ کر اپنی ماں کا دودھ پی لیا تو نماز جاتی رہی البتہ اگر دودھ نہیں نکلا تو نماز نہیں گئی۔

مسئلہ: قرآن شریف میں دیکھ دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ بلکہ اگر حالت نماز میں قرآن مجید دیکھ کر صرف ایک آیت قراءت کی جائے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر وہ آیت جو دیکھ کر پڑھی ہے اس کو پہلے سے یاد تھی تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ اگر ایک آیت سے کم دیکھ کر پڑھا تو نماز فاسد نہ ہو گی۔

مسئلہ: کسی خط یا کسی کتاب پر نظر پڑی اور اس کو اپنی زبان سے نہیں پڑھا لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ گیا تو نماز نہیں ٹوٹی۔ البتہ اگر زبان سے پڑھ لے تو نماز جاتی رہی۔

۳ نماز کے اندر کھانا پینا

مسئلہ: نماز میں کوئی چیز کھا لی یا کچھ پی لیا تو نماز جاتی رہی۔ یہاں تک کہ ایک تل یا چھالیہ کا ٹکڑا اٹھا کر کھا لے تو بھی نماز ٹوٹ جائے گی۔ البتہ اگر چھالیہ کا ٹکڑا وغیرہ کوئی چیز دانتوں میں اٹکی ہوئی تھی اس کو نگل گیا تو اگر چنے سے کم ہو تب تو نماز ہو گئی اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ ہو تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ: منہ میں پان دبا ہوا ہے اور اس کی پیک حلق میں جاتی ہے تو نماز نہیں ہوئی۔

مسئلہ: کوئی میٹھی چیز کھائی پھر کلی کر کے نماز پڑھنے لگا لیکن منہ میں اس کا کچھ مزہ باقی ہے اور تھوک کے ساتھ حلق میں جاتا ہے تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ: اگر گوند وغیرہ کو پے در پے تین دفعہ یا زیادہ چبایا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

۴ نماز کے اندر زیادہ چلنا خواہ اختیار سے ہو یا بلا اختیار ہو

اگر نماز کے اندر بلا عذر چلا تو اگر متواتر اور کثیر چلا تو نماز فاسد ہو جائے گی خواہ

قبلہ کی طرف سے سینہ نہ پھرے۔ اور اگر کثیر غیر متواتر چلنا ہوا یعنی مختلف رکعتوں میں متفرق چلنا ہو اور ہر رکعت میں قلیل چلنا ہو اور قبلہ سے سینہ نہ پھرا ہو تو نماز نہیں ٹوٹتی۔

کثیر کی حد مقتدی کے لیے ایک دم متواتر چلنے کی دو صف کی مقدار ہے۔ اس سے کم قلیل ہے۔ لہٰذا ایک دفعہ میں دوصفوں کے بقدر چلا تو نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر ایک صف کے بقدر چلا تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔

اور کثیر غیر متواتر کی مثال یہ ہے کہ ایک صف کے بقدر چلا پھر ایک رکن کی مقدار یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے بقدر ٹھہرا۔ پھر ایک صف کے بقدر چلا پھر ایک رکن کی مقدار ٹھہرا تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی اگرچہ بہت چلا ہو جب تک جگہ مختلف نہ ہو جائے یعنی اگر مسجد ہے تو مسجد سے، کمرہ ہے تو کمرے سے عید گاہ ہے تو عید گاہ سے باہر نہ ہو جائے اور اگر میدان ہے تو صفوں سے باہر نہ ہو جائے۔

اگر کھلے میدان میں نماز پڑھتا ہو اور خیال ہو کہ ناک سے خون نکلا ہے اور وضو ٹوٹ گیا ہے اور اپنی جگہ سے چل پڑا۔ پھر جو توجہ کی تو معلوم ہوا کہ خون نہیں نکلا تھا صرف پانی نکلا تھا تو اگر جماعت سے نماز پڑھ رہا تھا تو جہاں تک صفیں ہیں وہ جگہ مسجد کے حکم میں ہو گی اس لیے اگر آخری صف تک پہنچ چکا تھا لیکن صف سے باہر نہیں ہوا تھا تو نماز جاری رکھ سکتا ہے اور اگر صف سے باہر ہو گیا تھا تو نماز ٹوٹ گئی۔

اگر آگے کو چلا تھا تو حد سترہ ہے اگر اس سے چار ہو گیا تو نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر آگے سترہ نہ ہو تو جتنی صفیں پیچھے کی جانب ہیں اتنی ہی مقدار سے کچھ زیادہ چلے تو نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر اس سے کچھ کم چلا ہو تو نہیں ٹوٹے گی۔

اگر نماز پڑھنے والا منفرد ہو اور چاروں میں سے کسی بھی جانب کو سجدہ کی جگہ کے بقدر چلے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

اگر نماز کے اندر چلنا عذر سے ہو مثلاً نماز میں حدث ہونے کے بعد طہارت کے لیے چلا ہو یا خوف کی نماز میں چلا ہو تو اس سے نماز نہ ٹوٹتی ہے اور نہ مکروہ ہوتی ہے خواہ وہ چلنا قلیل ہو یا کثیر اور خواہ قبلہ کی طرف سے پھر جائے یا نہ پھرے اور خواہ مسجد سے باہر ہو جائے۔

۵ صحت نماز کی شرطوں میں سے کسی شرط کا مفقود ہونا

- ہر حدث جو عمداً کیا جائے اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے مثلاً کسی شخص نے عمداً قے کی اور وہ قے منہ بھر کر ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ اگر حدث عمداً نہ ہو مثلاً منہ بھر کر قے بلا اختیار ہو تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی صرف وضو ٹوٹتا ہے اور وہ شخص یہ کر سکتا ہے کہ وضو کر کے آئے اور بقیہ نماز پوری کرے۔
- اگر نمازی کا ستر عورت بقدر چوتھائی عضو کے کھل گیا تو ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے بقدر کھلا رہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اور اگر نمازی نے خود عمداً اتنا کھولا ہو تو نماز فوراً ٹوٹ جاتی ہے۔
- قبلہ کی طرف سے سینہ کا پھرنا بھی نماز کو توڑ دیتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱ اگر کسی شخص نے بلا عذر اپنا سینہ قبلہ کی طرف سے پھیر دیا تو اگر اپنے اختیار سے ایسا کیا تو خواہ تھوڑی دیر تک پھیرا ہو یا زیادہ دیر تک ہر حال میں نماز ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر اپنے اختیار سے نہیں پھیرا تو اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار پھیرے رہا تو نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر اس سے کم مقدار پھیرے رہا تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔

۲ اور اگر عذر کے ساتھ سینہ قبلہ سے پھیرا تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور وہ عذر دو ہیں:

اول: نماز میں بلا عمد حدث ہونے کے بعد وضو کے لیے جانا۔

دوم: نماز خوف میں دشمن کے مقابل جاتے آتے ہوئے قبلہ کی طرف سے پھرنا۔

- نماز پڑھنے میں الفاظ کی کوئی ایسی غلطی خواہ قرآن پڑھنے میں ہو یا اور کچھ پڑھنے میں ہو جس سے معنی بگڑ جاتے ہوں تو اگر اسی وقت اس کو درست نہیں کیا تو نماز فاسد یعنی ٹوٹ جاتی ہے۔

معنی بگڑنے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو کفر کا معنی بن جائے یا کفر تو نہ بنے لیکن معنی دین کے خلاف ہو جائے یا اس کا سرے سے کچھ معنی ہی نہ بنتا ہو۔

مسئلہ: اللہ اکبر کہتے وقت اللہ کے الف کو بڑھا دیا اور آللہ اکبر کہا یا اللہ آکبر کہا تو نماز جاتی رہی۔ اسی طرح اکبر کی بے کو بڑھا کر اللہ اکبار کہا تو بھی نماز جاتی رہی۔

۶ لقمہ دینے کی بعض صورتیں

حالت نماز میں اپنے امام کے سوا کسی کو لقمہ دینا یعنی قرآن مجید کے غلط پڑھنے پر آگاہ کرنا مفسد نماز ہے خواہ غلط پڑھنے والا نماز میں ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ: صحیح یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ خواہ امام بقدر ضرورت قراءت کر چکا ہو یا نہیں۔ بقدر ضرورت سے قراءت کی وہ مقدار مراد ہے جو مسنون ہے۔

مسئلہ: امام اگر بقدر ضرورت قراءت کر چکا ہو تو اس کو چاہیے کہ رکوع کر دے مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے (ایسا کرنا مکروہ ہے) اور مقتدیوں کو چاہیے کہ جب تک شدید ضرورت پیش نہ آئے امام کو لقمہ نہ دیں (یہ بھی مکروہ ہے) ضرورت شدیدہ سے مراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھ کر آگے پڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو جائے اور اگر بلا ضرورت شدیدہ بھی بتلا دیا تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اس کا مقتدی نہ ہو خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں تو نماز پڑھنے والا اگر لقمہ لے گا تو اس لقمہ لینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی یعنی ٹوٹ جائے گی۔ ہاں اگر اس کو خود بخود یاد آ جائے خواہ لقمہ دینے والے کے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے یا بعد میں لیکن لقمہ دینے کا اس یاد آنے میں کچھ دخل نہ ہو اور اپنی یاد پر اعتماد کر کے پڑھے تو اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔

مسئلہ: امام قرأت میں اٹک جائے یا غلط پڑھ جائے تو اس کا مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اس (مقتدی) کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اگر لے لے گا تو اس کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی اور اگر مقتدی کو قرآن میں دیکھ کر یا دوسرے سے سن کر خود بھی یاد آ گیا اور پھر اپنی یاد پر لقمہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

۷ اپنی نماز میں شریک عورت کا محاذی ہونا

عورت کا مرد کے ساتھ اس طرح کھڑا ہو جانا کہ ایک کا کوئی عضو دوسرے کے کسی عضو کے مقابل ہو جائے یہاں تک کہ اگر سجدے میں جانے کے وقت عورت کا سر

مرد کے پاؤں کے محاذی ہو جائے تب بھی مرد کی نماز جاتی رہے گی بشرطیکہ

- عورت بالغ ہو چکی ہو (خواہ جوان ہو یا بوڑھی) یا نابالغ ہو مگر قابل جماع ہو۔ تو اگر کوئی کم سن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔
- دونوں نماز میں ہوں۔ پس اگر ایک نماز میں ہو دوسرا نہ ہو تو اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی۔
- درمیان میں کچھ حائل نہ ہو۔ پس اگر کوئی پردہ درمیان میں حائل ہو یا بیچ میں اتنی جگہ چھوٹی ہو جس میں ایک آدمی بے تکلف کھڑا ہو سکے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔
- عورت میں نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں۔ پس اگر عورت مجنون ہو یا حالت حیض و نفاس میں ہو تو اس کی محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لیے کہ ان صورتوں میں وہ خود نماز میں نہ سمجھی جائے گی۔
- نماز جنازے کی نہ ہو۔ پس جنازے کی نماز میں محاذات مفسد نہیں۔
- محاذات ایک رکن کے بقدر باقی رہے اگر اس سے کم ہو تو مفسد نہیں مثلاً اتنی دیر تک محاذات رہے کہ جس میں رکوع وغیرہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذات سے نماز میں فساد نہ آئے گا۔
- تحریمہ دونوں کی ایک ہو یعنی یہ عورت اس مرد کی مقتدی ہو یا دونوں کسی تیسرے کے مقتدی ہوں۔
- امام نے اس عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت کی ہو۔ اگر امام نے اس کی امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اس عورت کی نماز صحیح نہ ہوگی۔
- نماز شروع کرنے کے بعد شامل ہونے والی عورت کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ نہ کرنا مرد کی نماز کو توڑ دیتا ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی عورت یا مطلق عورتوں کی امامت کی نیت کی اور اس کی نماز شروع کرنے کے بعد عورت اس کے محاذی ہو کر اس کی نماز میں شامل ہوگئی۔ اگر اس شخص نے عورت کے شامل ہوتے ہی اس کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا اور عورت نہ ہٹی تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ عورت

کی نماز فاسد ہوگی کیونکہ مرد نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

اسی طرح اگر کوئی عورت کسی مقتدی کے ساتھ آ کر کھڑی ہو گئی جب کہ نماز شروع ہوچکی تھی اور امام عورتوں کی امامت کی نیت کر چکا تھا تو اگر مقتدی نے فوراً ہی عورت کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا لیکن عورت نہیں ہٹی تو عورت کی نماز فاسد ہوگی مرد مقتدی کی نہیں۔

تنبیہ: موجودہ دور میں محاذاۃ کا مسئلہ حج کے موقع پر مسجد حرام میں بنتا ہے جہاں عورتیں مردوں سے آگے یا ان کے ساتھ مل کر بھی کھڑی ہو جاتی ہیں اگر چہ وہ مرد ان کے اپنے ہی ہوں۔ پھر امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اگر چہ مردوں اور عورتوں کے کھڑے ہونے میں ترتیب واجب ہے لیکن ان کے نزدیک محاذات سے نہ عورتوں کی نماز ٹوٹتی ہے اور نہ مردوں کی۔ اس لیے شافعی مسلک والے اس مسئلے میں گنجائش سمجھتے ہیں۔ چونکہ مسجد حرام کی جماعت کو ترک نہیں کیا جا سکتا اس لیے اگر محاذات ہو بھی رہا ہو حنفی مسلک والے بھی مسجد حرام میں امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک پر عمل کر سکتے ہیں۔

۸ متفرقات

مسئلہ: اگر امام حدث کے بعد کسی کو اپنا نائب بنائے بغیر مسجد سے باہر نکل گیا تو مقتدیوں کی نماز ٹوٹ جائے گی۔

مسئلہ: اگر مرد نماز میں ہو اور عورت اس مرد کا اسی حالت میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ ہاں اگر اس کے بوسہ لیتے وقت مرد کو شہوت ہوگئی تو البتہ نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر عورت نماز میں ہو اور کوئی مرد اس کا بوسہ لے لے تو عورت کی نماز جاتی رہے گی خواہ مرد نے شہوت سے بوسہ لیا ہو یا بلا شہوت اور خواہ عورت کو شہوت ہوئی ہو یا نہیں۔ اسی طرح اگر مرد اس کو شہوت سے چھولے تب بھی عورت کی نماز جاتی رہتی ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز میں اس سے مزاحمت کرنا اور اس کو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے بشرطیکہ اس روکنے میں عمل کثیر نہ ہو اگر عمل کثیر ہو گیا تو نماز فاسد ہوگئی۔

مسئلہ: اگر نمازی نے کسی دوسرے شخص کو تھپڑ مارا یا سوٹی یا کوئی اور چیز ماری تو مارنے والے کی نماز ٹوٹ گئی۔

باب: ۱۵

قضا نمازوں کے پڑھنے کا بیان

مسئلہ: کوئی نماز چھوٹ گئی ہو تو جب یاد آئے فوراً اس کی قضا پڑھے۔ بلا عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔ لہٰذا جس کی کوئی نماز قضا ہو گئی اور اس نے فوراً اس کی قضا نہ پڑھی دوسرے وقت پر یا دوسرے دن پر ٹال دی کہ فلاں دن پڑھ لوں گا اور اس دن سے پہلے ہی اچانک مر گیا تو دوہرا گناہ ہوا۔ ایک تو نماز کے قضا ہونے کا اور دوسرے فوراً قضا نہ پڑھنے کا۔

مسئلہ: اگر کسی کی کئی نمازیں قضا ہو گئیں تو جہاں تک ہو سکے جلدی سب کی سب قضا پڑھ لے۔ ہو سکے تو ہمت کر کے ایک ہی وقت سب کی قضا پڑھ لے اور اگر بہت سی نمازیں کئی مہینے یا کئی برس کی قضا ہوں تو ان کی قضا میں بھی جہاں تک ہو سکے جلدی کرے۔ ایک ایک وقت میں دو دو چار چار نمازیں پڑھ لیا کرے۔ اگر کوئی مجبوری اور ناچاری ہو تو خیر، ایک وقت ایک ہی نماز کی قضا سہی۔ یہ بہت کم درجہ کی بات ہے۔

مسئلہ: قضا پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے جس وقت فرصت ہو وضو کر کے پڑھے لے۔ البتہ خیال رکھے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔

مسئلہ: جس کی ایک ہی نماز قضا ہوئی۔ اس سے پہلے کوئی نماز اس کی قضا نہیں ہوئی یا اس سے پہلے نمازیں قضا تو ہوئیں لیکن سب کی قضا پڑھ چکا ہے فقط اسی ایک نماز کی قضا پڑھنا باقی ہے تو پہلے اس کی قضا پڑھ لے پھر کوئی اور نماز پڑھے۔ اگر بغیر قضا نماز پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھی تو ادا درست نہیں ہوئی۔ قضا پڑھ کر پھر ادا پڑھے۔ ہاں اگر قضا کرنا یاد نہیں رہا، بالکل بھول گیا تو ادا درست ہو گئی۔ اب جب یاد آئے تو فقط قضا پڑھ لے ادا کو نہ دوہرائے۔

مسئلہ: اگر وقت بہت تنگ ہے کہ اگر قضا پڑھے گا تو ادا نماز کا وقت باقی نہ رہے گا تو پہلے ادا پڑھ لے پھر قضا پڑھے۔

مسئلہ: اگر دو یا تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہوگئیں اور سوائے ان نمازوں کے اس کے ذمہ کسی اور نماز کی قضا باقی نہیں ہے یعنی عمر بھر جب سے جوان ہوا ہے کبھی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی یا قضا تو ہوگئی لیکن سب کی قضا پڑھ چکا ہے تو جب تک ان پانچوں کی قضا نہ پڑھ لے تب تک ادا نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور جب ان پانچوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ جو نماز سب سے اول چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے پھر اس کے بعد والی پھر اس کے بعد والی اسی طرح ترتیب سے پانچوں کی قضا پڑھے جیسے کسی نے پورے ایک دن کی نمازیں نہیں پڑھیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء یہ پانچوں نمازیں چھوٹ گئیں تو پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشاء اسی ترتیب سے قضا پڑھے۔ اگر پہلے فجر کی قضا نہیں پڑھی بلکہ ظہر کی پڑھی یا عصر کی یا اور کوئی تو درست نہیں ہوئی پھر سے پڑھنا پڑے گی۔

مسئلہ: اگر کسی کی چھ نمازیں قضا ہوگئیں تو اب ان کی قضا پڑھے بغیر بھی ادا نماز پڑھنا جائز ہے اور جب ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے تو جو نماز سب سے اول قضا ہوئی ہے پہلے اسی کی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ جو چاہے پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے۔ سب جائز ہے اور ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: دو چار مہینے یا دو چار سال ہوئے کہ کسی کی چھ نمازیں یا زیادہ قضا ہوگئی تھیں اور اب تک ان کی قضا نہیں پڑھی لیکن اس کے بعد سے ہمیشہ نماز پڑھتا رہا کبھی قضا نہیں ہونے پائی۔ مدت کے بعد اب پھر ایک نماز جاتی رہی تو اس صورت میں اس کی قضا پڑھے بغیر بھی ادا نماز پڑھنی درست ہے اور ترتیب واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی کے ذمہ چھ نمازیں یا بہت سی نمازیں قضا تھیں۔ اس وجہ سے ترتیب سے پڑھنی اس پر واجب نہیں تھیں لیکن اس نے ایک ایک دو دو کر کے سب کی قضا پڑھ لی۔ اب کسی نماز کی قضا پڑھنا باقی نہیں رہا تو اب پھر جب ایک نماز یا پانچ نمازیں قضا ہو

جائیں تو ترتیب سے قضا پڑھنا پڑیں گی اور ان پانچوں کی قضا پڑھے بغیر ادا نماز پڑھنا درست نہیں۔ البتہ اب پھر اگر چھ نمازیں چھوٹ جائیں تو پھر ترتیب معاف ہو جائے گی اور ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے بغیر بھی ادا نماز پڑھنا درست ہو گی۔

مسئلہ: اگر وتر کی نماز قضا ہوگئی اور سوائے وتر کے کوئی اور نماز اس کے ذمہ قضا نہیں تو پھر وتر کی قضا پڑھے بغیر فجر کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے اگر وتر کا قضا ہونا یاد ہو پھر بھی پہلے قضا نہ پڑھے بلکہ فجر کی نماز پڑھ لے تو اب قضا پڑھ کے فجر کی نماز پھر پڑھنا پڑے گی۔

مسئلہ: فقط عشاء کی نماز پڑھ کے سو رہا پھر تہجد کے وقت اٹھا اور وضو کر کے تہجد اور وتر کی نماز پڑھی پھر صبح کو یاد آیا کہ عشاء کی نماز بھولے سے بے وضو پڑھ لی تھی تو اب فقط عشاء کی قضا پڑھے وتر کی قضا نہ پڑھے۔

مسئلہ: قضا فقط فرض نمازوں کی اور وتر کی پڑھی جاتی ہے۔ سنتوں کی قضا نہیں ہے البتہ اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے تو اگر دوپہر سے پہلے پہلے قضا پڑھے تو سنت اور فرض دونوں کی قضا پڑھے اور اگر دوپہر کے بعد قضا پڑھے تو فقط دو رکعت فرض کی قضا پڑھے۔

مسئلہ: اگر فجر کا وقت تنگ ہو گیا اس لیے فقط دو رکعت فرض پڑھ لیے سنت چھوڑ دی تو بہتر یہ ہے کہ سورج اونچا ہونے کے بعد سنت کی قضا پڑھ لے لیکن دوپہر سے پہلے ہی پہلے پڑھ لے۔

مسئلہ: کسی بے نماز نے توبہ کی تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضا ہوئی ہیں سب کی قضا پڑھنا واجب ہے توبہ سے نمازیں معاف نہیں ہوئیں البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا وہ توبہ سے معاف ہو گیا اب ان کی قضا نہ پڑھے گا تو پھر گناہ گار ہو گا۔

مسئلہ: اگر کسی کی کچھ نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور ان کے قضا پڑھنے کی ابھی نوبت نہیں آئی تو مرتے وقت نمازوں کی طرف سے فدیہ دینے کی وصیت کر جانا واجب ہے۔ نہیں تو گناہ ہو گا اور نماز کے فدیہ کا بیان روزہ کے فدیہ کے ساتھ آئے گا (انشاء اللہ)

مسئلہ: اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت قضاء ہو گئی ہو تو ان کو چاہیے کہ اس نماز کو جماعت

سے ادا کریں۔ اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قرأت کرے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔

مسئلہ: اگر کوئی نابالغ عشاء کی نماز پڑھ کر سوئے اور طلوع فجر کے بعد بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو راجح قول کے مطابق اس کو چاہیے کہ عشاء کی نماز کا پھر اعادہ کرے اور اگر طلوع فجر سے قبل بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے تو بالاتفاق عشاء کی نماز قضا پڑھے۔

باب: ۱۶

سجدہ سہو کا بیان

جب کبھی بھولے سے نماز میں کوئی ایسی کمی یا زیادتی ہو جائے جس سے نماز تو نہیں ٹوٹتی لیکن نماز میں نقصان آ جاتا ہے اس کی تلافی کے لیے شریعت نے نماز کے آخر میں سلام سے پہلے دو سجدے تجویز کیے ہیں ان دو سجدوں کو سجدہ سہو کہتے ہیں۔

سجدہ سہو کا طریقہ

سجدہ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کر ایک طرف یعنی داہنی طرف سلام پھیر کے دو سجدے کرے۔ پھر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔

سجدہ سہو کے چند مسائل

مسئلہ: کسی نے بھول کر سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدہ سہو کر لیا تب بھی ادا ہو گیا اور نماز صحیح ہو گئی۔

مسئلہ: جن چیزوں کو بھول کر کرنے سے سجدہ سہو واجب ہے اگر ان کو قصداً کرے تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا بلکہ نماز پھر سے پڑھے۔ اگر سجدہ سہو کر بھی لیا تب بھی تلافی نہیں ہوئی۔

مسئلہ: اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہو گئیں جن سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدہ سب کی طرف سے ہو جائے گا۔ ایک نماز میں دو دفعہ سجدہ سہو نہیں کیا جاتا۔

مسئلہ: سجدہ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدہ کافی ہے اب پھر سجدہ نہ کرے۔

مسئلہ: نماز میں کچھ بھول ہو گئی تھی جس سے سجدہ سہو واجب تھا لیکن سجدہ سہو کرنا بھول گیا اور دونوں طرف سلام پھیر دیا لیکن ابھی اسی جگہ بیٹھا ہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھیرا، نہ کسی سے کچھ بولا نہ کوئی اور ایسی بات ہوئی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اب

سجدہ سہو کر لے، بلکہ اسی طرح بیٹھے بیٹھے کلمہ اور درود شریف وغیرہ کوئی وظیفہ بھی پڑھنے لگا ہو تب بھی کچھ حرج نہیں۔ اب سجدہ سہو کر لے تو نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: سجدہ سہو واجب تھا اور اس نے قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یہ نیت کی کہ میں سجدہ سہو نہ کروں گا تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے، سجدہ سہو کر لینے کا اختیار ہے۔

سجدہ سہو واجب ہونے نہ ہونے کا ضابطہ

- نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں ان میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے۔ اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔
- اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہوتی پھر سے پڑھے۔
- جو چیزیں نماز میں نہ فرض ہیں نہ واجب ان کے بھول کر چھوٹ جانے سے نماز ہو جاتی ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

سجدہ سہو کے تفصیلی مواقع

نیت باندھنا اور ثناء پڑھنا

مسئلہ: نیت باندھتے وقت کانوں تک ہاتھ نہیں اٹھائے تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: نیت باندھنے کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھنا بھول گیا یا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کی جگہ دعائے قنوت پڑھنے لگا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

قراءت کرنا

مسئلہ: نماز میں فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد پڑھنا بھول گیا، فقط سورت پڑھی یا پہلے سورت پڑھی پھر الحمد پڑھی تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ بلکہ اگر سورت الحمد کی ایک آیت بھی بھول گیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گیا تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورت ملائے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سورت ملائے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پچھلی رکعتوں میں بھی سورت ملانا یاد نہ رہا یعنی نہ پہلی دو رکعتوں میں سورت ملائی نہ پچھلی دو رکعتوں میں، بالکل اخیر رکعت میں التحیات پڑھتے وقت یاد آیا کہ دو رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تب بھی سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں سورت کا ملانا واجب ہے اس لیے اگر کسی رکعت میں سورت ملانا بھول جائے تو سجدہ سہو کر لے۔

مسئلہ: الحمد پڑھ کر سوچنے لگا کہ کون سی سورت پڑھوں اور اس سوچ بچار میں اتنی دیر لگ گئی کہ جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے تو بھی سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: الحمد پڑھ کے دو سورتیں یا تین سورتیں پڑھ گیا تو کچھ ڈر نہیں اور سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت ملا لی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں میں یا ایک رکعت میں الحمد پڑھنا بھول گیا اور تین بار سبحان اللہ کہنے کے بقدر چپکا کھڑا رہ کے رکوع میں چلا گیا تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اگر الحمد کی جگہ التحیات یا کچھ اور پڑھنے لگا تو بھی سہو کا سجدہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص خواہ امام ہو یا منفرد بلند آواز سے قرأت کر جائے یا بلند آواز کی نماز میں امام آہستہ آواز سے قرأت کرے اور اس کی مقدار اتنی ہو جس سے نماز جائز ہوتی ہے یعنی تیس حروف کے بقدر تو اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قرأت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لیے کافی نہ ہو۔ مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں یا جہری نماز میں امام اسی قدر آہستہ پڑھ دے تو سجدہ سہو لازم نہیں۔

مسئلہ: اگر فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانے سے پہلے الحمد دوبارہ پوری پڑھے یا آدھی سے زیادہ پڑھے تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

رکوع کرنا

مسئلہ: رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ نہیں پڑھا یا رکوع سے اٹھ کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا یاد نہ رہا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: جب الحمد اور سورت پڑھ چکا۔ بھولے سے کچھ سوچنے لگا اور رکوع کرنے میں تین بار سبحان اللہ کہنے کے بقدر تاخیر ہوئی تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر بھولے سے دو رکوع کر لیے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے بھول کر قرأت سے پہلے رکوع کر دیا تو اس کو چاہیے کہ رکوع سے لوٹے اور قرأت کرے اور پھر رکوع کرے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے پہلے رکوع کا اعتبار نہیں۔ یہی حکم اس وقت ہے جب رکوع سے اٹھنے کے بعد لیکن سجدہ کرنے سے پہلے یاد آ جائے کہ قرأت نہیں کی۔

سجدہ کرنا

مسئلہ: اگر بھولے سے تین سجدے کر لیے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ نہیں کہا تو سجدہ سہو کرنا واجب نہیں۔

تعدیل ارکان

تعدیل ارکان یعنی رکوع اور سجدہ اور قومہ اور جلسہ میں اطمینان یعنی کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا واجب ہے۔ اگر بھول کر اس کو چھوڑ دے گا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

قعدہ کرنا

مسئلہ: تین رکعت یا چار رکعت والی نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گیا اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑا ہو اور ایسی حالت میں سجدہ سہو کرنا واجب نہیں۔ اگر نیچے

کا آدھا بھی سیدھا ہو گیا تو نہ بیٹھے بلکہ کھڑے ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لے فقط اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے اگر سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد پھر لوٹ آئے گا اور بیٹھ کر التحیات پڑھے گا تو گناہ گار ہو گا لیکن نماز ہو جائے گی اور سجدہ سہو کرنا بھی واجب ہو گا۔

مسئلہ: اگر ظہر، عصر یا عشاء کی چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور نیچے کا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور التحیات اور درود وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے اور سجدہ سہو نہ کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تب بھی بیٹھ جائے بلکہ اگر الحمد اور سورت بھی پڑھ چکا ہو یا رکوع بھی کر چکا ہو تب بھی بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کے سجدہ سہو کر لے۔ البتہ رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض نماز پھر سے پڑھے یہ نماز نفل ہو گئی۔ ایک رکعت اور ملا کر پوری کر لے اور سجدہ سہو نہ کرے اور اگر ایک رکعت اور نہیں ملائی اور پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار رکعتیں نفل ہو گئیں اور ایک رکعت اکارت گئی۔ فجر میں ایسی صورت پیش آ گئی تو کل چار رکعت پوری کر لے اور مغرب میں چار رکعتوں کے بعد پانچویں کو نہ ملائے۔

مسئلہ: اگر چوتھی رکعت پر بیٹھا اور التحیات پڑھ کے کھڑا ہو گیا تو سجدہ کرنے سے پہلے جب یاد آئے بیٹھ جائے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر فوراً سلام پھیر کے سجدہ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کر چھ رکعت کر لے۔ چار فرض ہو گئے اور دو نفل اور چھٹی رکعت پر سجدہ سہو بھی کر لے۔ اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا اور سجدہ سہو کر لیا تو برا کیا۔ چار فرض ہوئے اور ایک رکعت اکارت گئی۔ عصر کی نماز کا بھی یہی حکم ہے۔ مغرب میں تین کے بعد دو رکعتیں پوری کی جائیں۔

مسئلہ: اگر چار رکعت نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گیا تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب تک یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہیے۔ اگر سجدہ کر لیا تو خیر تب بھی نماز ہو گئی اور سجدہ سہو ان دونوں صورتوں میں واجب ہے۔

التحیات پڑھنا

مسئلہ: تین رکعت یا چار رکعت والی فرض نماز میں یا واجب میں یا سنت مؤکدہ میں جب دو رکعت پر التحیات کے لیے بیٹھا اور دو دفعہ التحیات پڑھ گیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔ اگر التحیات کے بعد اتنا درود شریف بھی پڑھ گیا۔ **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ** یا اس سے زیادہ پڑھ گیا تب یاد آیا اور اٹھ کھڑا ہوا تو بھی سجدہ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھا ہو تو سہو کا سجدہ واجب نہیں۔

مسئلہ: سنت غیر مؤکدہ یا نفل نماز یا منت کی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنا جائز ہے۔ اس لیے کہ نفل میں درود شریف کے پڑھنے سے سہو کا سجدہ نہیں ہوتا البتہ اگر دو دفعہ التحیات پڑھ جائے تو نفل میں بھی سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: التحیات پڑھنے بیٹھا مگر بھولے سے التحیات کی جگہ کچھ اور پڑھ گیا یا الحمد پڑھنے لگا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ: آخری قعدہ میں درود شریف یا دعا نہیں پڑھی صرف تشہد پڑھ کے یوں ہی سلام پھیر دیا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

سلام پھیرنا

مسئلہ: چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اٹھ کر اس نماز کو پورا کر لے اور سجدہ سہو کرے۔ البتہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے۔

مسئلہ: پوری نماز پڑھ کر قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بقدر بیٹھا پھر غلطی سے یہ سمجھا کہ ایک رکعت باقی ہے اور کھڑا ہو گیا۔ اگر سجدہ سے قبل یاد آ جائے تو لوٹ آئے۔ اور اگر سجدہ کے بعد یاد آئے تو ایک اور رکعت ملا کر دو نفل کر لے اور دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔

وتر میں قنوت پڑھنا

مسئلہ: وتر میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا۔ سورت پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: وتر میں دعائے قنوت کی جگہ **سُبۡحَانَکَ اللّٰھُم** پڑھ گیا۔ پھر جب یاد آیا تو دعائے قنوت پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ: بھولے سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ گیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ تیسری رکعت میں پھر سے پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ: وتر کی نماز میں شبہ ہوا کہ نہ معلوم یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت اور کسی بات کی طرف زیادہ گمان نہیں ہے بلکہ دونوں طرف برابر درجہ کا گمان ہے تو اسی رکعت میں دعائے قنوت پڑھے اور بیٹھ کر التحیات کے بعد کھڑا ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی دعائے قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔

نماز میں سوچنے لگا

مسئلہ: اس طرح اگر پڑھتے پڑھتے درمیان میں رک گیا اور کچھ سوچنے لگا اور سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے یا جب دوسری یا چوتھی رکعت پر التحیات کے لیے بیٹھا تو فوراً التحیات شروع نہیں کی، کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب رکوع سے اٹھا تو دیر تک کچھ کھڑا سوچتا رہا یا دونوں سجدوں کے بیچ میں جب بیٹھا تو کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگا دی تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ غرض کہ جب بھولے سے کسی عمل کے کرنے میں دیر کر دے یا کسی بات کے سوچنے کی وجہ سے دیر لگ جائے تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

نماز میں شک ہونا

مسئلہ: اگر نماز میں شک ہو گیا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اگر یہ شک اتفاق سے ہو گیا ایسا شبہ پڑنے کی اس کی عادت نہیں ہے تو پھر سے نماز پڑھے اور اگر شک کرنے کی عادت ہے اور اکثر ایسا شبہ پڑ جاتا ہے تو دل میں سوچ کر دیکھے کہ دل زیادہ کدھر جاتا ہے۔ اگر زیادہ گمان تین رکعت پڑھنے کا ہو تو ایک اور پڑھ لے اور سجدہ سہو کرنا واجب نہیں ہے اور اگر زیادہ گمان یہی ہے کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اور رکعت نہ پڑھے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے اور اگر سوچنے کے بعد بھی دونوں طرف

برابر خیال رہے نہ تین رکعت کی طرف زیادہ گمان جاتا ہے اور نہ چار رکعت کی طرف، تو تین ہی رکعت سمجھے اور ایک رکعت اور پڑھ لے۔ لیکن اس صورت میں تیسری رکعت پر بھی التحیات پڑھے تب کھڑا ہو کر چوتھی رکعت پڑھے اور سجدہ سہو بھی کرے۔

مسئلہ: اگر یہ شک ہوا کہ پہلی رکعت ہے یا دوسری رکعت تو اس کا بھی یہی حکم ہے لیکن اس میں سب رکعتوں پر بیٹھ کر التحیات پڑھے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔

مسئلہ: اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا کہ نہ معلوم تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو اس شک کا کچھ اعتبار نہیں۔ نماز ہوگئی البتہ اگر ٹھیک یاد آ جائے کہ تین ہی ہوئیں تو پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت اور پڑھ لے اور سجدہ سہو کر لے اور اگر پڑھ کے بول پڑا ہو یا کوئی ایسی بات کی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو پھر سے پڑھے۔ اسی طرح اگر التحیات پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹھیک یاد نہ آئے اس کا کچھ اعتبار نہ کرے لیکن اگر کوئی احتیاط کی راہ سے نماز پھر سے پڑھ لے تو اچھا ہے کہ دل کی کھٹک نکل جائے اور شبہ باقی نہ رہے مگر یہ نماز پوری کر کے دوبارہ پڑھے اس نماز کو نہ توڑے۔

مسئلہ: اگر بالکل اخیر رکعت میں التحیات اور درود شریف پڑھنے کے بعد شبہ ہوا کہ میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا تین، اسی سوچ میں خاموش بیٹھا رہا اور سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے پھر یاد آ گیا کہ میں نے چار رکعتیں پڑھ لیں تو اس صورت میں سجدہ سہو کرنا واجب ہو گیا۔

امام کے پیچھے سجدہ سہو کے مسائل

مسئلہ: امام کے سہو سے امام اور مقتدی سب پر سجدہ سہو واجب ہے خواہ مقتدی امام کے سہو سے پہلے جماعت میں شریک ہوا ہو یا امام کے سہو کے بعد شریک ہوا ہو کیونکہ مقتدی پر امام کی اتباع واجب ہے۔

مسئلہ: امام کے پیچھے مقتدی کو خود جو سہو ہو جائے اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا نہ سلام سے پہلے نہ سلام کے بعد۔

مسئلہ: مسبوق سجدہ سہو میں امام کی متابعت کرے جس کا طریقہ یہ ہے کہ جب امام سجدہ سہو کے لیے سلام پھیرے تو مسبوق سلام نہ پھیرے بلکہ بدستور قعدہ کی حالت میں بیٹھا رہے اور جب امام سہو کے سجدے کرے تو یہ بھی اس کے ساتھ سجدے کرے اور امام کے ساتھ تشہد پڑھے جب امام سلام پھیرے تو اس کے بعد یہ مسبوق اپنی باقی نماز کو پورا کرنے کے لیے کھڑا ہو۔

مسئلہ: جیسے ذکر ہوا جب امام سجدہ سہو کے لیے سلام پھیرے تو مسبوق کے لیے سلام پھیرنا جائز نہیں۔ اگر جان بوجھ کر سلام پھیرے گا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر جان بوجھ کر نہیں پھیرا بھولے سے پھیر دیا تو نماز نہیں ٹوٹے گی اور مسبوق پر سجدہ سہو بھی نہ ہوگا خواہ اس نے سلام کا لفظ امام کے کہنے کے ساتھ کہا ہو یا بعد میں کہا ہو۔

مسئلہ: مسبوق نے امام کے ساتھ سجدہ سہو کیا پھر جب اپنی باقی نماز پڑھنے لگا تو اس میں اس کو بھی سہو ہو گیا تو اس کے لیے بھی دوبارہ نماز کے اخیر میں سجدہ سہو کرنا ہوگا۔

مسئلہ: مسافر امام کے پیچھے مقیم مقتدی ہے۔ جب امام نے سلام پھیرا تو مقیم مقتدی اپنی نماز پوری کرنے لگا۔ اسی دوران میں اس کو سہو ہوا تو وہ نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرے گا۔

مسئلہ: لاحق امام کے پیچھے سجدہ سہو نہ کرے بلکہ جب اپنی نماز پوری کر لے اس وقت اخیر میں سجدہ سہو کرے اور اگر لاحق نے امام کے ساتھ سجدہ سہو کر لیا تو اپنی نماز کے اخیر میں سجدہ سہو کا اعادہ کرے۔

مسئلہ: اگر کوئی امام کے ساتھ ایسی حالت میں شریک ہوا کہ امام سہو کا پہلا سجدہ کر چکا تھا تو اس پر پہلا سجدہ نہیں اور اگر امام دونوں سجدے کر چکا تھا تو شریک ہونے والے سے دونوں سجدے ساقط ہیں۔

مسئلہ: جمعہ وعیدین اور کسی اور نماز میں بھی اگر مجمع بہت ہو اور اندیشہ ہو کہ لوگ نہ سمجھنے کی وجہ سے اپنی نماز خراب کر لیں گے تو امام سجدہ سہو ترک کر دے۔

باب: ۱۷

سجدہ تلاوت کا بیان

مسئلہ: قرآن شریف میں تلاوت کے سجدے چودہ ہیں۔ جہاں جہاں کلام مجید کے کنارے پر ''سجدہ'' لکھا ہوتا ہے۔ اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اسی کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔

مسئلہ: آیت سجدہ میں جو لفظ سجدہ پر دلالت کرتا ہے اس کے ساتھ کم از کم ایک لفظ پہلے کا یا بعد کا ملا کر پڑھنے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ پوری آیت کی تلاوت سے واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر سجدہ کی پوری آیت پڑھی لیکن خود سجدہ والا لفظ نہیں پڑھا تو سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر صرف سجدہ والا لفظ پڑھا اس سے پہلے یا بعد میں کچھ نہ پڑھا تب بھی سجدہ واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ: آیت سجدہ لکھنے یا اس کی طرف نظر کرنے یا زبان سے پڑھے بغیر دل سے پڑھنے یا ہجے کرنے یعنی ایک ایک لفظ کے علیحدہ علیحدہ ہجے کرنے سے سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا جب کہ ملا کر نہ پڑھا ہو۔

مسئلہ: اگر آیت سجدہ کا ترجمہ کسی بھی زبان میں پڑھا تو پڑھنے والے پر سجدہ واجب ہوگا خواہ وہ سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو۔ اور سننے والا اگر سمجھتا ہو یا اس کو خبر دی جائے کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا ورنہ نہیں۔

مسئلہ: سجدہ کی آیت کو جو شخص پڑھے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے اور جو سنے اس پر بھی واجب ہو جاتا ہے چاہے قرآن شریف سننے کے قصد سے بیٹھا ہو یا کسی اور کام میں لگا ہو اور بغیر قصد کے سجدہ کی آیات سن لی ہوں اس لیے بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو

آہستہ سے پڑھے تا کہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔

مسئلہ: اگر کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں کسی سے سجدہ کی آیت سن لی تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہوا، اور اگر ایسی حالت میں سنا جب کہ اس پر نہانا واجب تھا تو نہانے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: جنبی سجدہ کی آیت پڑھے (اگر چہ اس کو پڑھنا نہیں چاہیے) یا سنے تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہے۔

مسئلہ: نابالغ بچے پر آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا لیکن اگر یہ پڑھے اور بالغ سنے تو اگر بچہ ناسمجھ ہے تو سننے والے پر سجدہ واجب نہیں اور اگر سمجھدار ہے تو سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ: سجدہ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کے سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی** کہے پھر اللہ اکبر کہہ کے سر اٹھالے، پس سجدہ تلاوت ادا ہو گیا۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ کے سجدہ میں جائے پھر اللہ اکبر کہہ کے کھڑا ہو جائے اور اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے پھر اللہ اکبر کہہ کر اٹھ بیٹھے، کھڑا نہ ہو، تب بھی درست ہے۔

مسئلہ: جس طرح نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے اسی طرح سجدہ تلاوت بھی کرنا چاہیے۔ بعض آدمی قرآن شریف ہی پر سجدہ کر لیتے ہیں اس سے سجدہ نہیں ہوتا اور ذمہ میں باقی رہتا ہے۔

مسئلہ: جو چیزیں نماز کے لیے شرط ہیں وہ سجدہ تلاوت کے لیے بھی شرط ہیں یعنی وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا، بدن اور کپڑے کا پاک ہونا، قبلہ کی طرف سجدہ کرنا وغیرہ۔

مسئلہ: اگر کسی کا وضو اس وقت نہ ہو تو پھر کسی وقت وضو کر کے سجدہ کر لے فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں اور مستحب ہے کہ اس وقت یہ کلمات پڑھ لے **سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا**

غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ لیکن بہتر یہ ہے کہ اسی وقت وضو کر کے سجدہ کر لے تاخیر کرنا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ شاید بعد میں یاد نہ رہے۔

مسئلہ: اگر بیماری کی حالت میں سنے اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو جس طرح نماز کا سجدہ اشارے سے کرتا ہے اسی طرح اس کا سجدہ بھی اشارے سے کرے۔

مسئلہ: اگر کسی کے ذمہ بہت سے سجدے تلاوت کے باقی ہوں جو اب تک ادا نہ کیے ہوں تو اب ادا کر لے۔ عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ادا کر لینے چاہئیں۔ کبھی ادا نہ کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

مسئلہ: ساری سورت پڑھنا اور سجدے کی آیت کو چھوڑ دینا مکروہ تحریمی اور منع ہے۔ فقط سجدہ سے بچنے کے لیے وہ آیت نہ چھوڑے کہ اس میں سجدہ سے گویا انکار ہے۔

نماز میں آیت سجدہ پڑھنے کے مسائل

مسئلہ: اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھے تو پڑھنے کے بعد فوراً نماز ہی میں سجدہ کر لے پھر باقی سورت پڑھ کے رکوع میں جائے۔ اگر اس آیت کو پڑھ کر فوراً سجدہ نہ کیا۔ اس کے بعد دو یا تین آیتیں اور پڑھ لیں تب سجدہ کیا تو یہ بھی درست ہے اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گیا تب سجدہ کیا تو سجدہ تو ادا ہو گیا لیکن گناہگار ہوا۔

مسئلہ: اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور نماز ہی میں سجدہ نہ کیا تو اس نماز کے بعد سجدہ کرنے سے ادا نہ ہوگا۔ ہمیشہ کے لیے گناہگار رہے گا۔ اب سوائے توبہ استغفار کے معافی کی اور کوئی صورت نہیں۔

مسئلہ: سجدہ کی آیت پڑھ کے اگر فوراً رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں یہ نیت کرے کہ میں سجدہ تلاوت کی طرف سے بھی یہی رکوع کرتا ہوں تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جائے گا اور رکوع میں یہ نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد جب سجدہ کرے گا تو اسی سجدہ سے سجدہ تلاوت بھی ادا ہو جائے گا چاہے کچھ نیت کرے چاہے نہ کرے۔

مسئلہ: اگر امام سجدہ کی آیت پڑھے اور سجدہ تلاوت کرے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ

سجدہ کریں خواہ جہری نماز ہو یا سری نماز ہو۔

مسئلہ: امام کو چاہیے کہ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت نہ کرے کیونکہ اگر وہ رکوع میں نیت کرے گا اور مقتدیوں کو علم نہ ہو کہ اس نے سجدہ کی آیت تلاوت کی ہے تو مقتدیوں کے نیت نہ کرنے کی وجہ سے ان کا سجدہ تلاوت رہ جائے گا۔ اس لیے امام کو چاہیے کہ وہ جب آیت سجدہ پڑھ کر رکوع کرے تو یا تو سجدہ تلاوت کی سرے سے نیت نہ کرے یا نماز کے سجدہ میں اس کی نیت کرلے تاکہ مقتدیوں کا سجدہ تلاوت بھی اس کے ضمن میں ادا ہو جائے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سنے اور اس کے بعد اس کی اقتداء کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اگر اس کو مل جائے تو اس کو سجدہ کی ضرورت نہیں۔ اس رکعت کے مل جانے سے سمجھا جائے گا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا۔ دوسرے یہ کہ وہ رکعت نہ ملے تو اس کو نماز پوری کرنے کے بعد خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: مقتدی اگر امام کے پیچھے آواز سے آیت سجدہ پڑھ دے تو سجدہ واجب نہ ہوگا۔ نہ اس پر نہ اس کے امام پر، نہ ان لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں۔ ہاں جو اس نماز میں شریک نہیں، خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: اگر سورہ فاتحہ کے بعد کوئی آیت نہ پڑھے صرف سجدہ کی آیت پڑھے تو اس میں کچھ حرج نہیں لیکن وہ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو اور بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو دو ایک آیت کے ساتھ ملا کر پڑھے۔ یہی حکم نماز کے باہر بھی ہے۔

مسئلہ: نماز پڑھنے میں کسی اور سے سجدے کی آیت سنے تو نماز میں سجدہ نہ کرے بلکہ نماز کے بعد کرے۔ اگر نماز ہی میں کرے گا تو وہ سجدہ ادا نہ ہوگا پھر کرنا پڑے گا اور گناہ بھی ہوگا۔

مسئلہ: اگر نماز میں سجدہ کی ایک ہی آیت کوکئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا ایک دفعہ پڑھ کے سجدہ کرلیا پھر اسی رکعت میں یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھے۔

مسئلہ: جمعہ اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازوں میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہیے اس لیے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ میں پڑنے کا خوف ہے۔

مسئلہ: اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھے لیکن سجدہ کرنا بھول گیا پھر سلام کے بعد یاد آیا تو سجدہ تلاوت کر کے التحیات دوبارہ پڑھے پھر سجدہ سہو کر کے حسب قاعدہ نماز پوری کرے۔ اگر قعدہ اخیرہ میں سلام سے پہلے یاد آجائے تب بھی سجدہ تلاوت کر کے قعدہ بھی دوبارہ کرے اور سجدہ سہو بھی کرے۔

نماز سے باہر آیت سجدہ پڑھنے سننے کے مسائل

مسئلہ: ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی آیت کوکئی بار دوہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کے سجدہ کر لے پھر اسی کو بار بار دوہراتا رہے۔ اور جگہ بدل گئی تب اس آیت کو دوہرایا پھر تیسری جگہ جا کے وہی آیت پڑھی۔ اسی طرح برابر جگہ بدلتا رہا تو جتنی دفعہ دوہرائے اتنی ہی دفعہ سجدہ کرے۔

مسئلہ: اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کئی آیتیں پڑھیں تو بھی جتنی آیتیں پڑھے اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ: بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر اٹھ کھڑا ہوا لیکن چلا پھرا نہیں جہاں بیٹھا تھا وہیں کھڑے کھڑے وہی پھر دوہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ: ایک جگہ سجدہ کی آیت پڑھی اور اٹھ کر کسی کام کو چلا گیا پھر اسی جگہ آ کر وہی آیت پڑھی تب دو سجدے کرے۔

مسئلہ: ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی۔ پھر جب قرآن مجید کی تلاوت کر چکا

تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں لگ گیا جیسے کتابت کرنے لگا یا کپڑا سینے لگا یا کھانا کھانے لگا یا عورت بچے کو دودھ پلانے لگی۔ اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہوئے یعنی جب کوئی اور کام کرنے لگے تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی ہے۔

مسئلہ: ایک کوٹھڑی یا کمرے یا دالان کے ایک کونے میں سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت پڑھی تب بھی ایک سجدہ کافی ہے چاہے جتنی دفعہ پڑھے۔ البتہ دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے تو دوسرا سجدہ کرنا پڑے گا پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر پڑھے گا تو تیسرا سجدہ واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ: مسجد خواہ بڑی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھڑی کا حکم ہے اگر سجدہ کی آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دہرایا کرے یا مسجد میں ادھر ادھر ٹہل کر پڑھے۔

مسئلہ: اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے میں جا کر دہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور تیسرے کونے میں تیسرا سجدہ۔

مسئلہ: پڑھنے والے کی جگہ نہیں بدلی ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک ہی آیت کو بار بار پڑھتا رہا لیکن سننے والے کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سنا تھا دوسری دفعہ اور جگہ اور تیسری دفعہ تیسری جگہ تو پڑھنے والے پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے والے پر کئی سجدے واجب ہیں جتنی مرتبہ سنے اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ: اگر سننے والے کی جگہ نہیں بدلی بلکہ پڑھنے والے کی جگہ بدل گئی تو پڑھنے والے پر کئی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والے پر ایک ہی سجدہ ہے۔

مسئلہ: استاد مختلف طالب علموں سے اگر ایک ہی مجلس میں ایک ہی آیت سنے تو استاد پر صرف ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا، پھر اسی جگہ نیت باندھ لی اور وہی آیت پھر نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدہ تلاوت کیا تو یہی سجدہ کافی ہے دونوں سجدے اسی سے ادا ہو جائیں گے۔ البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ بھی واجب ہے۔

مسئلہ: اگر سجدہ کی آیت پڑھ کے سجدہ کرلیا پھر اسی جگہ نماز کی نیت باندھ لی اور وہی آیت نماز میں دہرائی تو اب نماز میں پھر سجدہ کرے۔

متفرقات

مسئلہ: ہوائی جہاز ہو یا بحری جہاز ہو یا کوئی اور خشکی کی سواری ہو جو خود نہ چلا رہا ہو تو اس میں تکرار آیت سے صرف ایک سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ: سجدہ تلاوت میں قہقہے سے وضو نہیں جاتا لیکن سجدہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: عورت کی محاذات سجدہ تلاوت کے لیے مفسد نہیں ہوتی۔

مسئلہ: لاؤڈ سپیکر پر آیت سجدہ پڑھی گئی ہو تو سننے والوں پر سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ: جو آیت سجدہ ٹیپ سے سنی گئی ہو اس سے سننے والے پر سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ یہی حکم صدائے بازگشت کے سننے پر ہے۔

مسئلہ: گھوڑے اونٹ وغیرہ پر ہو یا گھوڑے گاڑی، اونٹ گاڑی یا بیل گاڑی پر ہو یا موٹر سائیکل، کار پر ہو جب کہ خود ان کو چلا رہا ہو اور نماز کے بغیر آیت سجدہ کی تکرار کی تو سجدہ کی تکرار واجب ہے۔

کشتی میں نماز پڑھتا ہو یا بغیر نماز کے ہو اور آیت سجدہ کی تکرار کرے تو دونوں صورتوں میں صرف ایک سجدہ واجب ہے۔

باب:۱۸

نماز وتر کا بیان

مسئلہ: وتر کی نماز واجب ہے اور واجب کا مرتبہ قریب قریب فرض نماز کے ہے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔ اگر کبھی چھوٹ جائے تو جب موقع ملے فوراً اس کی قضا پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ: وتر کی نماز کا وقت عشاء کی نماز کے بعد صبح صادق سے پہلے تک بلا کراہت ہے۔

مسئلہ: وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ دو رکعتیں پڑھ کے بیٹھے اور التحیات پڑھے اور درود شریف بالکل نہ پڑھے بلکہ التحیات پڑھ چکنے کے بعد فوراً اٹھ کھڑا ہو اور الحمد اور سورت پڑھ کر اللہ اکبر کہے اور مرد کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھائے جب کہ عورت کندھے تک ہاتھ اٹھائے اور پھر ہاتھ باندھ لے۔ پھر دعائے قنوت پڑھ کے رکوع کرے اور تیسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیرے۔

مسئلہ: دعائے قنوت یہ ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ))

مسئلہ: جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ یہ پڑھ لیا کرے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یا تین دفعہ یہ کہہ لے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ یا تین دفعہ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ کہہ لے تو نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: وتر کی تینوں رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا چاہیے۔

مسئلہ: وتر کے لیے کوئی خاص سورت پڑھنا مقرر نہیں ہے بلکہ جہاں سے چاہے پڑھے لیکن نبی ﷺ سے پہلی رکعت میں **سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی** اور دوسری میں **قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ** اور تیسری میں **قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ** پڑھنا حدیثوں میں آیا ہے اس لیے ان کا پڑھنا مستحب ہے۔ البتہ کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھا کرے۔

مسئلہ: رمضان المبارک میں وتر کی نماز جماعت سے پڑھنا جائز ہے بلکہ افضل ہے۔ رمضان المبارک کے علاوہ اور دنوں میں جماعت سے نہ پڑھے۔

مسئلہ: جو شخص کھڑے ہونے پر قادر ہو اس کو بیٹھ کر وتر پڑھنا اور بلا عذر اونٹ گھوڑے پر یا کار میں سواری کی حالت میں نماز وتر پڑھنا جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص صاحب ترتیب ہے اور اس کو یہ یاد ہے کہ اس نے وتر کی نماز نہیں پڑھی اور وقت میں گنجائش بھی ہے تو وہ فجر کی نماز سے پہلے وتر کی نماز پڑھے۔ اگر اس نے پہلے فجر کی نماز شروع کی تو اس کی فجر کی نماز فاسد ہوگی۔

مسئلہ: عشاء کے فرض اور سنت کے بعد وتر کی نماز پڑھی پھر معلوم ہوا کہ کسی وجہ سے عشاء کے فرض صحیح نہیں ہوئے۔ مثلاً ایک شخص نے یہ خیال کر کے کہ اس کا وضو باقی ہے عشاء کے فرض اور سنتیں پڑھ لیں۔ پھر دوبارہ وضو کر کے وتر کی نماز پڑھی۔ بعد میں یاد آیا کہ عشاء کی نماز سے پہلے وہ پیشاب کر چکا تھا اور اس کا وضو باقی نہ تھا۔ تو یہ شخص صرف عشاء کے فرض اور سنتیں لوٹائے وتر لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وتر اپنے وقت میں عشاء کی نماز کے تابع نہیں۔ عشاء کی نماز کو وتر پر مقدم کرنا ترتیب کی وجہ سے واجب ہے اور ترتیب بھولنے کے عذر سے ساقط ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: جس شخص کو آخر شب میں جاگنے پر پورا بھروسہ ہو اس کو مستحب اور افضل یہ ہے کہ وتر آخر رات میں پڑھے اور اگر اٹھنے میں شک ہو اور قضا ہونے کا اندیشہ ہو تو عشاء کی نماز کے بعد ہی پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تب یاد آیا

تو اب دعائے قنوت نہ پڑھے بلکہ نماز کے ختم پر سجدہ سہو کرے اور اگر رکوع چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہو اور دعائے قنوت پڑھ لے تو اب رکوع کا اعادہ نہ کرے اور سجدہ سہو کر لے لیکن اگر رکوع کا اعادہ کر لیا تب بھی خیر نماز ہو گئی لیکن ایسا نہ کرنا چاہیے تھا کیونکہ پہلا رکوع ثابت ہے اور دوسرا رکوع لغو ہوا اور سجدہ سہو کرنا اس صورت میں بھی واجب ہے۔

مسئلہ: اگر بھولے سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تیسری رکعت میں پھر پڑھنا چاہیے اور سجدہ سہو بھی کرنا پڑے گا۔

مسئلہ: وتر کے قنوت میں مقتدی امام کی متابعت کرے۔ لہٰذا اگر مقتدی کے فارغ ہونے سے پہلے امام نے رکوع کر دیا تو مقتدی باقی قنوت کو چھوڑ دے اور امام کی متابعت کرے کیونکہ دعائے قنوت کا بعض حصہ جو وہ پڑھ چکا ہے وہ بھی کافی ہے۔ اور اگر امام نے قنوت پڑھ کر رکوع کر دیا جب کہ مقتدی نے ابھی دعائے قنوت کچھ بھی نہ پڑھی ہو تو اگر رکوع جاتے رہنے کا خوف ہو تو مقتدی رکوع کر لے اور اگر یہ خوف نہ ہو تو کوئی مختصر سی دعا مثلاً تین بار اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کہہ کر رکوع کر لے۔

مسئلہ: مسبوق کو چاہیے کہ امام کے ساتھ قنوت پڑھے پھر بعد میں نہ پڑھے اور اگر مسبوق تیسری رکعت کے رکوع میں شامل ہوا اور امام قنوت پڑھ چکا تھا تو مسبوق اپنی بقیہ نماز میں قنوت نہ پڑھے کیونکہ اس کو تیسری رکعت مل گئی اور امام کا قنوت اس کی قرأت کی طرح مقتدی کے لیے کافی ہو گیا۔

مسئلہ: اگر وتر کسی ایسے شخص کے پیچھے پڑھے جو رکوع کے بعد قومہ میں قنوت پڑھتا ہے تو امام کی متابعت کرے اور قومہ میں اس کے ساتھ قنوت پڑھے۔

مسئلہ: اگر فجر کی نماز میں کسی شافعی فقہ کے امام نے قنوت پڑھی تو حنفی مقتدی کو چاہیے کہ وہ قنوت نہ پڑھے بلکہ ہاتھ چھوڑے ہوئے اتنی دیر خاموش کھڑا رہے۔

قنوت نازلہ

اگر اہل اسلام پر حادثہ عظیمہ واقع ہو مثلاً کافروں نے حملہ کیا ہو تو بالاتفاق فجر کی

جماعت میں مسلمانوں کی فتح اور کافروں کی شکست کے لیے قنوت نازلہ پڑھے۔

مسئلہ: پریشانی اگر اور زیادہ بڑھ جائے تو مغرب اور عشاء کی نماز میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔

مسئلہ: قنوت نازلہ رکوع کے بعد پڑھی جائے۔ لٰہذا فجر کی دوسری رکعت، مغرب کی تیسری رکعت اور عشاء کی چوتھی رکعت میں رکوع کے بعد سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہہ کر امام دعائے قنوت پڑھے اور مقتدی آمین کہتے رہیں۔ دعا سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں۔

مسئلہ: اگر دعائے قنوت مقتدیوں کو یاد ہو تو امام بھی آہستہ پڑھے اور سب مقتدی بھی آہستہ پڑھیں۔ اور اگر مقتدی کو یاد نہ ہو جیسا کہ عام طور سے ہوتا ہے تو امام آواز سے دعا کے کلمات کہے اور سب مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتے رہیں۔

مسئلہ: دعائے قنوت نازلہ یہ ہے۔

((اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنَا فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنَا فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لَنَا فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ اِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ وَاِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَانْصُرْنَا عَلٰی عَدُوِّکَ وَعَدُوِّھِمْ اَللّٰھُمَّ الْعَنِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ وَیُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ وَیُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَائَکَ اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ وَاَنْزِلْ بِھِمْ بَأْسَکَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّہٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ۔

✿✿✿✿✿

باب:۱۹

مسافرت میں نماز پڑھنے کا بیان

آدمی شرعی مسافر کب بنتا ہے

اپنی بستی یا شہر کی جس جگہ سے آبادی کو چھوڑتا ہے اس جگہ اور منزل مقصود کے درمیان اگر مسافت تین منزل (یعنی 48 میل یا76.8 کلومیٹر) یا زائد ہوتو آدمی شریعت کے قاعدے سے مسافر بنتا ہے اس سے کم میں نہیں۔

مسئلہ: جو کوئی تین منزل یعنی (یعنی 48 میل یا76.8 کلومیٹر) کا قصد کر کے نکلے وہ شریعت کے قاعدے سے مسافر ہے۔ جب اپنے شہر کی آبادی سے باہر ہو گیا تو شریعت سے مسافر بن گیا اور جب تک آبادی کے اندر اندر چلتا رہا تب تک مسافر نہیں ہے اور اسٹیشن اگر آبادی کے اندر ہے تو آبادی کے حکم میں ہے اور اگر آبادی کے باہر ہو تو وہاں پہنچ کر مسافر ہو جائے گا۔

مسئلہ: شہر و آبادی کے متصل جو باغ اور کھیت ہوں اگرچہ ان میں کام کرنے والوں کے وہاں مکان اور جھونپڑیاں ہوں ان باغوں اور کھیتوں سے باہر نکل جانا ضروری نہیں بلکہ ان سے باہر نکلنے سے پہلے قصر کرے۔ اسی طرح اگر آبادی سے باہر کارخانے ہوں جہاں کام کرنے والے رہتے بھی ہوں تو ان سے آگے نکلنا ضروری نہیں۔

مسئلہ: فنائے شہر یعنی شہر سے باہر جو جگہ شہر کے کاموں کے لیے ہو مثلاً قبرستان، گھوڑوں کا میدان مٹی کوڑا ڈالنے کی جگہ اگر یہ جگہ شہر و آبادی سے متصل ہو تو اس سے باہر ہو جانا ضروری ہے اور اگر آبادی اور فنا کے درمیان دو سو گز یا زیادہ فاصلہ ہو یا درمیان میں کھیت ہو تو فنا سے باہر ہو جانا ضروری نہیں اور اگر اس سے کم فاصلہ ہو تو وہ آبادی سے متصل کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: جس طرف سے بستی سے نکلتا ہے اسی طرف کی آبادی کا اعتبار ہے چاہے

دوسرے رستے میں اس کے مقابل ابھی آبادی ہو۔

مسئلہ: جب سفر سے اپنے شہر کی طرف لوٹے تو جب تک آبادی کے اندر داخل نہ ہو جائے تب تک وہ مسافر ہے۔ شہر سے ملحق فنا کا بھی یہی حکم ہے کہ اس میں داخل ہوتے ہی مقیم ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر سفر شرعی یعنی 48 میل (76.8 کلومیٹر) کی نیت کے بغیر آبادی سے نکلا تب بھی مسافر نہیں ہوا۔ مثلاً کوئی تیس میل پر کسی بستی کی نیت سے نکلا پھر وہاں سے اگلے تیس میل پر واقع گاؤں جانے کا ارادہ ہو گیا تو اگرچہ اپنے شہر سے فاصلہ 60 میل ہو گیا لیکن یہ شخص قصر نہیں کرے گا کیونکہ 48 میل کے سفر کی نیت نہیں ہوئی۔ ہاں اگر واپسی میں 60 میل کی مسافت طے کرنے کی نیت کر لے تو قصر کرے گا۔

مسئلہ: ایک شخص 80 میل سفر کا ارادہ کر کے اپنے شہر سے نکلا اور نماز قصر کرتا رہا۔ ابھی 40 میل دور گیا تھا کہ کسی وجہ سے اس کا ارادہ بدل گیا اور گھر کو واپس ہونے لگا تو مسافر نہیں رہا کیونکہ جس طرح 48 میل کے سفر کے ارادہ سے بستی سے نکلنا سفر شروع ہونے کی شرط ہے اسی طرح سفر کے باقی رہنے کی شرط یہ ہے کہ سفر کے 48 میل پورے ہو جائیں۔

مسئلہ: اڑتالیس میل جانے کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا لیکن گھر ہی سے یہ بھی نیت ہے کہ بیس پچیس میل کے بعد فلاں گاؤں میں پندرہ دن ٹھہروں گا تو مسافر نہیں رہا۔ پورے رستہ میں پوری نماز پڑھے۔ پھر اگر گاؤں پہنچ کر پورے پندرہ دن ٹھہرنا نہیں ہوا تب بھی مسافر نہ بنے گا۔

مسئلہ: تین منزل جانے کا ارادہ ہے لیکن پہلی منزل یا دوسری منزل پر اپنا شہر وغیرہ پڑے گا تب بھی وہ مسافر نہیں ہوا۔

مسئلہ: دو چار دن کے لیے راستہ میں کہیں ٹھہرنا پڑ گیا لیکن کچھ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں کہ جانا نہیں ہوتا۔ روز یہ نیت ہوتی ہے کہ کل پرسوں چلا جاؤں گا لیکن نہیں جانا ہوتا۔ اسی طرح پندرہ یا بیس دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا ہو گیا لیکن پورے پندرہ دن کی نیت کبھی نہیں ہوئی تب بھی وہ مسافر رہے گا چاہے دن اسی طرح گزر جائیں۔

تین منزل سے کیا مراد ہے

تین منزل یہ ہے کہ اکثر پیدل چلنے والے درمیانی چال سے عادت کے مطابق آرام کرتے ہوئے وہاں تین روز میں پہنچا کرتے ہیں۔ ہمارے علاقوں میں کہ دریا اور پہاڑ میں چلنا نہیں پڑتا میدانی علاقے ہیں اس کا تخمینہ 48 انگریزی میل ہیں۔

اگر پہاڑی رستہ ہو تو وہاں کی چال کے تین دن کا اعتبار ہوگا۔ اسی طرح اگر دریائی راستہ ہو تو تین دن کشتی کی چال سے ایسی حالت میں معتبر ہے کہ ہوا اعتدال کے ساتھ ہو نہ بہت تیز ہو اور نہ ساکن ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی جگہ اتنی دور ہے کہ اونٹ اور آدمی کی چال کے اعتبار سے تو تین منزل ہے لیکن تیز تانگہ اور تیز بیل گاڑی پر سوار ہے۔ اس لیے دو ہی دن میں پہنچ جائے گا یا کار ریل یا ہوائی جہاز میں سوار ہو کہ ذراسی دیر میں پہنچ جائے گا تب بھی شریعت کی رو سے وہ مسافر ہے۔

سفر میں نماز کا حکم

مسئلہ: جو کوئی شریعت کی رو سے مسافر ہو وہ ظہر، عصر اور عشاء کی فرض نماز دو رکعتیں پڑھے اور سنت مؤکدہ کا یہ حکم ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے سوا اور سنتیں چھوڑ دینا درست ہے اس چھوڑ دینے سے کچھ گناہ نہ ہوگا اور اگر کچھ جلدی نہ ہو نہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ جانے کا ڈر ہو تو افضل یہ ہے کہ ان کو نہ چھوڑے اور سنتیں سفر میں پوری پوری پڑھے ان میں کمی نہیں ہے۔

مسئلہ: فجر، مغرب اور وتر کی نماز میں بھی کوئی کمی نہیں ہے جیسے ہمیشہ پڑھتا رہا ویسے ہی پڑھے۔

مسئلہ: ظہر، عصر اور عشاء کے فرض دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھے۔ جان بوجھ کر پوری چار رکعتیں پڑھنا گناہ ہے اور قاعدہ کی رو سے نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔

مسئلہ: اگر بھولے سے چار رکعتیں پڑھی گئیں تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہے تب تو دو رکعتیں فرض ہو گئیں اور دو رکعتیں نفل کی ہو جائیں گی اور سجدہ سہو

کرنا پڑے گا اور اگر دو رکعت پر نہ بیٹھا ہو تو چاروں رکعتیں نفل ہو گئیں فرض نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ: مسافر نے سفر میں قصر کی بجائے سہو سے ظہر، عصر، عشاء میں پوری چار رکعتوں کی نیت کر لی اور نماز شروع کر کے خیال آیا تو نماز میں دل سے تصحیح نیت کر لے اور دو رکعت پر سلام پھیر دے۔ نماز توڑنے کی ضرورت نہیں۔

اقامت کے مسائل

مسافر کے لیے مقیم ہونے اور پوری نماز پڑھنے کی پانچ شرطیں ہیں۔

- اقامت کی نیت کرنا۔
- ایک ہی مقام پر برابر پندرہ دن یا زائد ٹھہرنے کی نیت ہو۔
- اپنا ارادہ مستقل رکھتا ہو کسی کا تابع نہ ہو۔
- چلنا موقوف کر دے۔
- جہاں ٹھہرنے کی نیت ہو وہ جگہ ٹھہرنے کے لائق ہو یعنی شہر یا بستی ہو۔ اگر جنگل یا دریا یا غیر آباد جزیرے میں ٹھہرنے کی نیت ہو تو صحیح نہیں۔

مسئلہ: اگر راستہ میں کہیں ٹھہر گیا تو اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو وہ برابر مسافر رہے گا۔ چار رکعت والی فرض نماز دو رکعت پڑھتا رہے اور اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی ہے تو اب وہ مسافر نہیں رہا۔ پھر اگر نیت بدل گئی اور پندرہ دن سے پہلے چلے جانے کا ارادہ ہو گیا تب بھی مسافر نہ بنے گا۔ نمازیں پوری پوری پڑھے۔ پھر جب یہاں سے چلے تو اگر یہاں سے وہ جگہ تین منزل یعنی اڑتالیس میل ہو جہاں جانا ہے تو پھر مسافر ہو جائے گا اور جو اس سے کم ہو تو مسافر نہیں ہوا۔

مسئلہ: راستہ میں کئی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے۔ دس دن یہاں پانچ دن وہاں لیکن پورے پندرہ دن ٹھہرنے کا کہیں ارادہ نہیں تب بھی مسافر رہے گا۔

مسئلہ: کوئی شخص پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دو مقام میں اور ان دو مقاموں میں اس قدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کی اذان کی آواز (لاؤڈ سپیکر کے بغیر) دوسرے مقام پر نہ جا سکتی ہو تو اس صورت میں وہ مسافر ہی شمار ہو گا۔ اور اگر اس سے زیادہ فاصلہ ہو مثلاً دس روز لاہور میں رہنے کا ارادہ ہو اور پانچ روز رائے ونڈ میں جو لاہور سے پچیس میل کے

فاصلہ پر ہے تو اس صورت میں وہ بطریق اولیٰ مسافر ہی شمار ہوگا۔
اگر اوپر والے مسئلہ میں ایک مقام سے اس قدر قریب ہو کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جا سکتی ہے تو وہ دونوں مقام ایک سمجھے جائیں گے اور ان دونوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کے ارادہ سے مقیم سمجھا جائے گا۔

مسئلہ: اگر اوپر والے مسئلہ میں رات کو ایک ہی مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں تو بشرطیکہ وہ اڑتالیس میل سے کم فاصلہ پر ہو تو جس مقام میں رات کو ٹھہرنے کی نیت کی ہے وہ اس کا وطن اقامت ہو جائے گا وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہوگی مثلاً کوئی مسافر لاہور میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے لیکن اس طرح سے کہ رات تو لاہور میں گزارتا ہے اور دن میں رائے ونڈ چلا جاتا ہے تو وطن اقامت ہونے کی وجہ سے لاہور میں پوری نماز پڑھے گا اور رائے ونڈ میں بھی پوری نماز پڑھے گا کیونکہ وہ لاہور سے صرف پچیس میل کے فاصلہ پر ہے جو اڑتالیس میل سے کم ہے۔

مسئلہ: تین منزل چل کر کہیں پہنچا تو اگر وہ اپنا شہر ہے تو مسافر نہیں رہا چاہے کم رہے یا زیادہ اور اگر اپنا شہر نہیں ہے تو اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تب بھی مسافر نہیں رہا۔ اب نمازیں پوری پوری پڑھے اور اگر نہ اپنا شہر ہے نہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہے تو وہاں پہنچ کر بھی مسافر ہی رہے گا۔

مسئلہ: مسلمانوں کا لشکر اگر جنگل میں پڑاؤ کرے اور خیمے لگانے اور پندرہ دن یا زائد ٹھہرنے کی نیت کرے تو مقیم نہ ہوں گے۔

مسئلہ: جن لوگوں کی بود و باش ہمیشہ جنگلوں اور ویرانوں میں ہو وہ جہاں رہتے ہیں وہیں مقیم ہیں اگرچہ وہ اپنی جائے قیام کو کچھ کچھ فاصلہ پر بدلتے رہتے ہوں۔ لیکن جب وہ اپنی جائے قیام سے ایک ساتھ مسافت سفر پر جانے کی نیت کریں تو وہ مسافر ہو جائیں گے اور کسی ایسی جگہ پندرہ دن یا زائد ٹھہرنے کی نیت سے مقیم ہو جائیں گے جہاں کم از کم پندرہ دن کے لیے پانی اور گھاس دستیاب ہو۔

مسئلہ: کشتی اور جہاز میں اقامت کی نیت معتبر نہیں جب تک اس کے کھڑے ہونے کی

جگہ آبادی سے متصل نہ ہو۔

مسئلہ: جب حج کو جانے والے لوگ ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوں اور وہاں پندرہ روز یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کریں تو اقامت صحیح نہیں کیونکہ وہ حج کے لیے منیٰ وعرفات تو ضرور جائیں گے جو بے آباد جگہیں ہیں اور فنا بھی نہیں ہیں۔ لہٰذا اقامت کی نیت صحیح نہیں ہوئی۔

مسئلہ: اگر اسلامی لشکر نے دارالحرب میں کسی شہر یا قلعہ کا محاصرہ کیا یا دارالاسلام میں باغیوں کا محاصرہ ایسی جگہ کیا جو شہر و بستی نہ ہو تو اقامت کی نیت صحیح نہیں کیونکہ اس کا کچھ پتہ نہیں کہ وہاں ٹھہرنا ہوگا یا وہاں سے فرار کرنا پڑے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی تاجر کسی شہر میں اپنی حاجت کے واسطے داخل ہو اور حاجت پوری کرنے کے لیے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے لیکن ساتھ یہ ارادہ ہے کہ اگر اس مدت کے دوران ہی میں ضرورت پوری ہو گئی تو واپس چلا جائے گا تو اس کی اقامت کا اعتبار نہیں اور وہ نماز قصر پڑھے گا۔

مسافر اور مقیم کی امامت واقتداء کے مسائل

مسئلہ: مقیم کی اقتداء مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے خواہ ادا نماز ہو یا قضاء اور مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہیے کہ اپنی نماز کو اٹھ کر پورا کرے اور اس میں قرأت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے اس لیے کہ وہ لاحق ہے اور قعدہ اولیٰ اس مقتدی پر بھی امام کی متابعت کی وجہ سے فرض ہوگا۔ مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو دونوں طرف سلام پھیرنے کے فوراً بعد اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کر دے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ نماز شروع کرنے سے قبل بھی اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کر دے۔

مسئلہ: مسافر بھی مقیم کی اقتداء کر سکتا ہے مگر وقت کے اندر۔ اور وقت جاتا رہے تو فجر اور مغرب میں کر سکتا ہے اور ظہر، عصر اور عشاء میں نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وقت گزرنے کے بعد جب مسافر مقیم کی اقتداء کرے گا تو امام کی اتباع میں یہ بھی پوری چار رکعت

پڑھے گا اور امام کا قعدہ اولیٰ فرض نہیں ہوگا جب کہ مسافر کا فرض ہوگا۔ لہٰذا فرض پڑھنے والے کی اقتداء غیر فرض والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست نہیں جب کہ وقت کے اندر یہ بات نہیں ہے کیونکہ وقت کے اندر اقتداء کی وجہ سے مسافر کے ذمے بھی چار رکعت فرض ہو جاتے ہیں وقت گزرنے کے بعد یہ حکم نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر مسافر مقیم امام کے پیچھے ظہر، عصر یا عشاء کی نماز میں آخری قعدہ میں آ کر ملا ہو تب بھی وہ چار رکعتیں پڑھے گا۔

نماز کے اندر نیت بدلنے کے مسائل

مسئلہ: اگر کوئی مسافر حالت نماز میں اقامت کی نیت کرے خواہ اول میں یا درمیان میں یا اخیر میں، مگر سلام سے پہلے یا سجدہ سہو واجب ہو تو اس سے پہلے اس کو وہ نماز پوری پڑھنا چاہیے۔ اس میں قصر جائز نہیں۔ اور اگر سجدہ سہو یا سلام کے بعد نیت کی ہو تو یہ نماز قصر ہی ہوگی۔ ہاں اگر نماز کا وقت گزر جانے کے بعد نیت کرے تو اس کی نیت کا اثر اس نماز میں نہیں ہوتا۔

متفرقات

مسئلہ: نماز کا وقت ہو جائے تو ہوائی جہاز میں بھی کوشش کر کے نماز کھڑے ہو کر پڑھے اور قبلہ رخ ہونے کا اہتمام کرے۔ ہوائی جہاز میں بھی اتنی جگہ ہوتی ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے اور قبلہ کا رخ عملہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: دریا میں کشتی چل رہی ہے اور نماز کا وقت آ گیا تو اسی کشتی پر نماز پڑھ لے۔ اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں سر گھومنے لگے تو بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ: ریل میں نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے کہ چلتی ریل میں نماز پڑھنا درست ہے اور کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں سر گھومے یا گرنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ: نماز پڑھتے میں ریل پھر گئی اور قبلہ دوسری طرف ہو گیا تو نماز ہی میں گھوم جائے

اور قبلہ کی طرف منہ کر لے۔ اگر قبلہ معلوم ہونے کے باوجود نہیں گھوما یا گھومنے کی جگہ نہیں تھی تو نماز دوبارہ پڑھے۔ البتہ اگر نماز پوری ہونے کے بعد ریل گھومنے کا علم ہوا تو نماز صحیح ہو چکی۔

مسئلہ: اگر کسی کی نمازیں سفر میں قضا ہو گئیں تو گھر پہنچ کر بھی ظہر، عصر، عشاء کی دو ہی رکعتیں قضا پڑھے اور اگر سفر سے پہلے ظہر کی نماز قضا ہو گئی تو سفر کی حالت میں چار رکعتیں اس کی قضا پڑھے۔

وطن اصلی اور وطن اقامت

وطن دو قسم کا ہوتا ہے۔

☼ ۱ وطن اصلی

یہ تین طرح سے ہوتا ہے:

- جائے ولادت جب کہ آدمی وہاں رہتا بھی ہو۔
- وہ جگہ جہاں آدمی نے سکونت اختیار کر لی ہو اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہیں جائے گا۔
- جہاں اس کے اہل وعیال مستقل رہائش رکھتے ہوں۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا اور کسی دوسرے شہر میں اپنا گھر بنا لیا اور بیوی بچوں سمیت وہاں رہنے لگا اور پہلے شہر اور پہلے گھر سے کچھ مطلب نہیں رہا تو اب دوسرا شہر اس کا وطن اصلی بن گیا اور پہلا شہر اور دوسرے شہر برابر ہو گئے اس لیے اگر پہلے شہر میں جائے گا تو مسافر ہو گا۔

مسئلہ: اگر وطن اصلی سے اپنے اہل وعیال اور سامان سمیت کسی دوسرے شہر کو چلا گیا اور اس کو وطن بنا لیا لیکن پہلے شہر میں اس کا گھر اور زمینیں باقی ہیں تو وہ وطن باقی نہیں رہے گا اس لیے کہ اعتبار اہل کا ہے نہ کہ جائیداد کا۔

مسئلہ: ایک شخص لاہور کا رہنے والا ہے۔ لاہور میں اس کے اہل وعیال ہیں۔ اس نے ملتان میں بھی ایک عورت سے نکاح کر لیا اور اس کو ملتان ہی میں رکھا تو یہ شخص جب بھی

ملتان جائے گا تو خواہ وہاں ایک دو دن ہی رہے پوری نماز پڑھے گا کیونکہ اس وقت ملتان اس کا وطن تاہل ہے یعنی اس کے اہل کا وطن ہے۔

مسئلہ: نکاح کے بعد اگر عورت اپنے اصلی وطن اور شہر کو چھوڑ کر مستقل طور پر سسرال میں رہنے لگی مثلاً ملتان کی عورت کا نکاح لاہور کے رہنے والے سے ہوا اور نکاح کے بعد وہ شوہر کے ساتھ مستقل لاہور میں رہنے لگی تو اب اس کا اصلی وطن لاہور بن گیا۔ ملتان نہیں رہا۔

مسئلہ: کوئی شخص جب بھی اپنے وطن اصلی میں آئے مقیم شمار ہوگا اگرچہ ایک ہی نماز کے وقت تک ٹھہرے۔ مثلاً لاہور کا باشندہ ملتان گیا۔ ملتان سے اس کا ارادہ براستہ لاہور راولپنڈی جانے کا ہوا۔ لاہور میں اس نے بس کے اڈے پر یا اسٹیشن پر یا ہوائی اڈے پر ظہر کی نماز پڑھی تو وہ پوری پڑھے گا۔

☼ ۲ وطن اقامت

یہ وہ شہر یا بستی ہے جہاں مسافر پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے۔

مسئلہ: ایک وطن اقامت کو چھوڑ کر کسی اور جگہ کو وطن اقامت بنا لیا یعنی وہاں پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی تو پہلا وطن اقامت ختم ہو گیا خواہ ان دو جگہوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔ اب جب دوبارہ پہلی جگہ شرعی مسافر ہو کر آئے گا تو قصر نماز پڑھے گا۔

مسئلہ: وطن اقامت کو مستقل چھوڑ کر اپنے شہر وطن اصلی میں آ جائے تو وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر وطن اقامت میں مرد کا قیام مع اہل وعیال کے ہے پھر صرف مرد کو سفر کی ضرورت پیش آ گئی تو اس کے 48 میل یا زائد سفر سے اس کا وطن اقامت باطل نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص وطن اقامت میں اپنی رہائش کے لیے کمرہ یا مکان لے لے جس

میں وہ اپنا سامان رکھے پھر کبھی سامان وغیرہ کو تالا لگا کر سفر شرعی پر نکل جائے خواہ اپنے وطن اصلی چلا جائے یا کسی اور شہر میں چلا جائے لیکن اس کی نیت اپنے اس وطن اقامت میں واپس آنے کی ہے مثلاً کوئی ملتان کا رہنے والا لاہور آ کر ملازمت کرے اور لاہور میں ایک مرتبہ واقعی پندرہ دن یا زائد رہنے کی نیت کرے تو لاہور اس کا وطن اقامت بن گیا۔ اس نے لاہور میں ایک کمرہ رہائش کے لیے کرایہ پر لیا یا اس کو وہ ادارے کی طرف سے مل گیا۔ وہاں اس نے اپنا سامان رکھا اور رہنے لگا۔ اب وہ ہفتہ دس دن بعد یا زیادہ مدت بعد کمرے کو تالا لگا کر اپنے شہر ملتان جائے یا کسی کام سے کسی دوسرے شہر مثلاً راولپنڈی جائے تو اس سفر سے یا وطن اصلی جانے سے اس کا وطن اقامت باطل نہیں ہوگا۔ واپس آ کر پوری نماز پڑھے گا خواہ لاہور واپس پہنچنے کے بعد اس کا پندرہ دن سے پہلے دوسرے سفر کا پروگرام ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی جگہ مرد کے لیے وطن اقامت نہ ہو بلکہ صرف بیوی کا وطن اقامت ہو کہ وہ اپنی ضرورت سے مثلاً بیس دن کو گئی وہاں مرد مسافر ہو کر جائے گا تو بیوی کے قیام سے مقیم نہ ہوگا۔

تابع ومتبوع کی نیت کے مسائل

جو شخص کسی کا تابع ہو اور اس کی فرمانبرداری اس پر لازم ہو مثلاً عورت اپنے شوہر کے ساتھ، نوکر اپنے آقا کے ساتھ، سپاہی اپنے امیر کے ساتھ اور قیدی اپنے قید کرنے والے کے ساتھ تو تابع اپنے متبوع کی نیت اقامت سے مقیم ہوگا اور اسی کے سفر کی نیت پر نکلنے سے مسافر ہوگا۔ لہٰذا تابع کو اپنے متبوع کی نیت کا جاننا ضروری ہے۔ اول تو اس سے پوچھ لینا چاہیے اور جو وہ بتائے اس کے مطابق عمل کرے اور اگر متبوع کچھ نہ بتائے تو قرائن سے اندازہ کر کے اپنے غالب گمان پر عمل کرے۔

مسئلہ: بالغ بیٹا اگر باپ کی خدمت کرتا ہو تو وہ باپ کے تابع ہے اور اس کی اپنی نیت کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ: قیدی کی اپنی نیت کا اعتبار نہیں بلکہ وہ قید کرنے والے کے تابع ہے۔

مسئلہ: جس شاگرد کا کھانا پینا استاد کے ذمہ ہو وہ استاد کے تابع ہے۔

مسئلہ: جو نوکر ماہانہ یا سالانہ اجرت پاتا ہو وہ اپنے آقا کے تابع ہے اور جو یومیہ اجرت لیتا ہو تو چونکہ شام کے وقت وہ اجارہ فسخ کرسکتا ہے اس لیے وہ آقا کے تابع نہ ہوگا۔

مسئلہ: جس عورت کو مہر معجّل یعنی نقد مہر کی ادائیگی نہ کی گئی ہو وہ شوہر کے تابع نہیں۔ ہاں ادائیگی کے بعد تابع ہوگی۔ مہر موجل والی عورت ہر حال میں اپنے خاوند کے تابع ہے۔

مسافرت میں عورتوں کے مخصوص مسائل

مسئلہ: کوئی عورت اپنے خاوند کے ساتھ ہے راستہ میں جتنا وہ ٹھہرے گا اتنا ہی یہ ٹھہرے گی اس کے بغیر زیادہ نہیں ٹھہر سکتی تو ایسی حالت میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے۔ اگر شوہر کا ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا ہے تو عورت بھی مسافر نہیں رہی چاہے ٹھہرنے کی نیت کرے یا نہ کرے اور اگر شوہر کا ارادہ کم ٹھہرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر ہے۔

مسئلہ: نکاح کے بعد اگر عورت مستقل طور پر سسرال میں رہنے لگی تو اس کا اصلی گھر سسرال ہے۔ اگر 48 میل چل کر میکے گئی اور پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت نہیں ہے تو مسافر رہے گی، مسافرت کے قاعدے سے نماز روزہ ادا کرے اور اگر سسرال میں مستقل رہنے کا ارادہ نہیں تو جو وطن پہلے سے اصلی تھا وہی اب بھی اصلی رہے گا۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کو 48 میل جانا ہو تو جب تک مردوں میں سے کوئی اپنا محرم یا شوہر ساتھ نہ ہو تو اس وقت تک سفر کرنا درست نہیں ہے۔ نامحرم کے ساتھ سفر کرنا بڑا گناہ ہے اور اگر ایک منزل یا دو منزل (یعنی 16 یا 32 میل) جانا ہو تب بھی نامحرم کے ساتھ جانا بہتر نہیں۔

مسئلہ: جس محرم کو خدا اور رسول کا ڈر نہ ہو اور شریعت کی پابندی نہ کرتا ہو ایسے محرم کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہیں ہے۔

باب: ۲۰

بیمار کی نماز کا بیان

قیام سے متعلق مسائل

مسئلہ: جو شخص بیماری یا عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے عاجز ہو وہ بیٹھ کر فرض نماز پڑھے اور رکوع و سجود کرے۔

مسئلہ: عذر کا معنی یہ ہے کہ اس کو کھڑے ہونے سے ضرر ہوتا ہو خواہ عذر فرض یا واجب یا سنتِ فجر شروع کرنے سے پہلے موجود ہو یا نماز کے اندر لاحق ہوا ہو۔ اور خواہ وہ عذر حقیقی ہو جیسے اگر کھڑا ہو تو گر پڑے یا حکمی ہو مثلاً کھڑے ہونے سے مرض کے بڑھنے کا یا دیر میں اچھا ہونے کا یا چکر آنے کا خوف ہو یا کھڑے ہونے سے بدن میں کسی جگہ شدید اور نا قابل برداشت درد ہوتا ہو۔ ان سب صورتوں میں قیام ترک کرے اور بیٹھ کر رکوع و سجود سے نماز پڑھے۔ اور اگر تھوڑا (یعنی قابل برداشت) درد یا تکلیف ہو تو قیام کا چھوڑنا جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر تھوڑی دیر قیام پر قادر ہے اور ساری نماز میں قادر نہیں تو جس قدر کھڑا ہو سکتا ہے اتنی دیر کھڑا ہونا فرض ہے۔ لہٰذا اگر اس بات پر قادر ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہے اور قرأت کے واسطے قیام نہیں کر سکتا تو اسی قدر کھڑا ہونا فرض ہے پھر قرأت کے لیے بیٹھ جائے یا اگر تکبیر تحریمہ کہہ کر تھوڑی سی قرأت کے واسطے بھی قیام کر سکتا ہے پوری قرأت کے واسطے قیام نہیں کر سکتا تو اس کے لیے حکم ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر کہے اور جس قدر کھڑے ہو کر پڑھ سکتا ہے اگرچہ ایک آیت ہی ہو اتنی دیر کھڑا ہو کر قرأت کرے پھر عاجز ہو تو بیٹھ جائے۔

اگر دیوار وغیرہ کا سہارا لگا کر کھڑے ہونے پر قادر ہے تو سہارا لگا کر کھڑے ہو کر نماز پڑھے اس کے سوا اور کچھ جائز نہیں اسی طرح اگر عصا (لاٹھی) یا اپنے خادم یعنی کسی

فرمانبردار پر سہارا لگا کر کھڑا ہوسکتا ہے تو سہارے سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے ورنہ نماز درست نہ ہوگی اور اس کا لوٹانا فرض ہوگا اس لیے کہ جس طرح پورے قیام پر قادر ہونے سے پورا قیام فرض ہے اسی طرح بعض قیام پر قادر ہونے سے بعض قیام اس پر فرض ہے۔

مسئلہ: اگر مریض اتنا کمزور ہو کہ گھر میں نماز پڑھے تو قیام کرسکتا ہے اور مسجد میں جماعت کے لیے جانے کے بعد قیام پر قادر نہ ہوگا تو مختار قول یہ ہے کہ مسجد میں جانا اس سے ساقط ہوگا اور وہ اپنے گھر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ لے۔ اگر گھر میں جماعت میسر ہو تو جماعت سے پڑھے ورنہ اکیلے پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے رمضان المبارک کے روزے سے عاجز ہو جائے گا تب بیٹھ کر نماز پڑھے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے۔

بیٹھ کر نماز پڑھنا

مسئلہ: قیام پر قادر نہ ہو تو مریض و معذور کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں کسی خاص طور پر بیٹھنا ضروری نہیں ہے بلکہ جس طرح اس کے لیے آسان ہو اسی طرح بیٹھے۔ لیکن اگر دو زانو (یعنی جس طرح تشہد میں بیٹھتے ہیں) آسان ہو یا کسی دوسری طرح بیٹھنے کے برابر ہو تو دو زانو بہتر ہے ورنہ گھٹنوں یا چار زانو یا اور جس طرح آسانی سے بیٹھ سکے بیٹھے اور تشہد کے وقت اگر ہو سکے تو دو زانو ہو جائے ورنہ اس میں بھی جس طرح آسانی ہو بیٹھے۔ رکوع کرنے میں اپنے سر کو گھٹنوں تک جھکا دے سرین نہ اٹھائے۔

مسئلہ: اگر مریض سیدھا بیٹھنے پر قادر نہیں اور کسی دیوار سے یا کسی فرمانبردار شخص یا تکیہ یا کسی اور چیز کا سہارا لے کر بیٹھنے پر قادر ہے تو اس پر فرض ہے کہ اس سہارے سے بیٹھ کر نماز پڑھے اس کو لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر قیام اور رکوع و سجود سے عاجز ہے اور بیٹھنے پر قادر ہے تو بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور اشارہ کی حقیقت سر کا جھکا دینا ہے اور سجدہ کا اشارہ رکوع سے لازمی طور پر زیادہ نیچے کرے اور اگر رکوع و سجود برابر کرے گا تو نماز صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر رکوع و سجود سے عاجز ہے یا صرف سجدہ نہیں کر سکتا اور قیام پر قادر ہے تو مستحب اور افضل یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے کیونکہ قرب زمین کی وجہ سے اس میں سجدہ کے ساتھ زیادہ مشابہت ہے اور اگر کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھی تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ: اشارہ سے نماز پڑھنے والا سجدہ سہو اور سجدہ تلاوت بھی اشارہ سے کرے۔

مسئلہ: اگر پیشانی پر زخم ہو جس کی وجہ سے پیشانی پر سجدہ نہ کر سکے تو اس کو اشارہ سے نماز پڑھنا درست نہیں اور اس کو ناک پر سجدہ کرنا فرض ہے۔ اگر ناک پر سجدہ نہ کیا اور اشارہ سے نماز پڑھی تو جائز نہ ہوگی۔ اگر پیشانی اور ناک دونوں میں عذر مثلاً زخم ہے تو سجدہ کے لیے سر سے اشارہ کر لینا کافی ہے سجدہ نہ کرے۔

مسئلہ: اگر کسی کبڑے یا بوڑھے کی پیٹھ رکوع کی حد تک جھکی ہو تو وہ رکوع کے لیے اپنے سر سے اشارہ کرے یعنی سر کو ذرا جھکا دینے سے اس کا رکوع ادا ہو جائے گا۔

لیٹ کر نماز پڑھنا

مسئلہ: اگر بیٹھنے پر قادر نہیں اگرچہ وہ عذر حکمی ہو مثلاً کسی نے آنکھ بنوائی اور طبیب حاذق مسلمان نے چت لیٹے رہنے کا حکم کیا اور ہلنے جلنے سے منع کر دیا تو لیٹے لیٹے اشارہ سے نماز پڑھتا رہے کیونکہ جیسے جان بچانا فرض ہے ویسے ہی اعضاء کا بچانا بھی فرض ہے۔

مسئلہ: لیٹ کر نماز پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ چت یعنی کمر پر لیٹے اور اپنے دونوں پاؤں قبلہ کی طرف کو پھیلائے (ہمارے ملک میں چونکہ قبلہ مغرب کی طرف ہے لہٰذا مریض کا سر مشرق کی طرف ہوگا اور اس کے پاؤں مغرب کی طرف ہوں گے) اور اشارہ سے رکوع و سجود کرے۔

لیکن اگر کچھ طاقت ہو تو دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر لے اور پاؤں قبلہ کی طرف نہ پھیلائے کیونکہ بلا ضرورت یہ فعل مکروہ تنزیہی ہے۔

چاہیے کہ سر کے نیچے ایک تکیہ رکھ دیں تا کہ لیٹا ہوا مریض بیٹھنے والے کے مشابہ ہو جائے اور سر قبلہ کی طرف ہو جائے آسمان کی طرف نہ رہے اور رکوع و سجود کے لیے

اشارہ بھی اچھی طرح کر سکے۔

مسئلہ: اگر چت نہ لیٹے بلکہ دائیں یا بائیں کروٹ پر لیٹے اور منہ قبلہ کی طرف کو کرکے اشارہ سے نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن چت لیٹنا اولیٰ و افضل ہے اور دائیں کروٹ کو بائیں کروٹ پر فضیلت ہے اور جائز دونوں طرح ہے۔

مسئلہ: اگر تندرست آدمی نے کھڑے ہو کر نماز شروع کی پھر اس کو کوئی مرض ایسا پیدا ہو گیا کہ قیام نہیں کر سکتا مثلاً کوئی رگ چڑھ گئی تو بیٹھ کر باقی نماز پڑھے نئے سرے سے پڑھنے کی ضرورت نہیں اور رکوع و سجود کرے اور اگر رکوع و سجود پر بھی قادر نہیں تو بیٹھ کر اشارہ سے باقی نماز پڑھے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر اشارہ سے باقی نماز پڑھے۔

مسئلہ: جو شخص عذر کی وجہ سے بیٹھ کر رکوع و سجود سے نماز پڑھتا تھا پھر نماز کے اندر تندرست ہو گیا یعنی قیام پر قادر ہو گیا تو اپنی باقی نماز کھڑے ہو کر پڑھے۔

مسئلہ: اگر کچھ نماز کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اشارہ سے پڑھی پھر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر رکوع و سجود کرنے پر قادر ہو گیا تو نئے سرے سے نماز پڑھے۔

یہ حکم اس وقت ہے جب رکوع و سجود کی قدرت ایک دفعہ اشارہ سے رکوع و سجود کر لینے کے بعد حاصل ہوئی ہو۔ لیکن اگر نماز شروع کرنے کے بعد اور رکوع و سجود کرنے سے پہلے یہ قدرت حاصل ہوئی تو اسی نماز کو رکوع و سجود کے ساتھ پورا کر لے۔ نئے سرے سے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

اگر چت یا کروٹ پر لیٹ کر اشارہ سے نماز شروع کی تو خواہ رکوع و سجود کے اشارہ سے پہلے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر رکوع و سجود کرنے پر قادر ہو گیا یا بعد میں قادر ہوا ہر حال میں نئے سرے سے نماز پڑھے۔

مسئلہ: عذر کے ساتھ اشارہ سے جو نمازیں پڑھیں صحت کے بعد ان کا اعادہ نہیں ہے۔

مسئلہ: اسی طرح کسی کی زبان ایک دن رات تک بند رہی اور گونگے کی طرح نماز پڑھی پھر زبان کھل گئی تو ان نمازوں کا اعادہ نہیں ہے۔

مسئلہ: جب مریض سر سے اشارہ کرنے سے بھی عاجز ہوتو نماز کا فرض اس سے ساقط ہو جاتا ہے۔ آنکھ یا ابرو یا دل کے اشارہ سے نماز نہ پڑھے کیونکہ ان کے اشارہ کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ ایسے مریض کو جب صحت ہو جائے تو اس پر ایسی نمازوں کی قضا کے لازم ہونے یا نہ ہونے میں چار صورتیں ہیں۔

- مرض ایک دن رات یعنی پانچ نمازوں سے زیادہ رہا اور اس کی عقل قائم نہ رہی اس صورت میں حالت مرض کی نمازوں کی قضا نہیں ہے۔
- مرض بے ہوشی کے ساتھ ایک دن ایک رات یا اس سے کم رہا مگر عقل قائم رہی اس صورت میں صحت ہونے پر قضا پڑھے۔
- دن رات سے زیادہ مرض رہا اور عقل قائم رہی۔
- مرض دن رات سے کم رہا اور عقل قائم نہ رہی۔

۳ اور ۴ دونوں صورتوں میں قضا لازم ہے۔

مریض کا قبلہ رخ ہونے پر قادر نہ ہونا

مسئلہ: مریض اگر قبلہ کو پہچانتا ہو لیکن قبلہ کی طرف منہ کرنے پر قادر نہیں اور ایسا کوئی شخص نہیں ملتا جو اس کا منہ قبلہ کی طرف کو پھیر دے تو اسی طرح نماز پڑھے اور پھر اس نماز کا اعادہ نہ کرے۔

مسئلہ: اور اگر کوئی ایسا شخص مل گیا جو اس کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دے تو اس کو کہے کہ میرا منہ قبلہ کی طرف کو پھیر دے۔ اگر اس کو حکم نہ کیا اور قبلہ کے سوا کسی اور طرف کو نماز پڑھی تو جائز نہیں ہوگی۔

مریض کے بستر کا نجس ہونا

مسئلہ: مریض نجس بستر پر ہو تو اگر پاک بستر نہیں ملتا یا ملتا ہے لیکن کوئی ایسا شخص نہیں جو اس کا بستر بدل دے اور مریض خود اٹھنے کے قابل نہ ہو تو نجس بستر پر نماز پڑھ لے اور اس کا اعادہ نہ کرے اور اگر ایسا شخص مل جائے جو اس کا بستر بدل دے تو چاہیے کہ اس کو کہے اور اگر نہ کہا اور نجس بستر پر نماز پڑھ لی تو نماز جائز نہیں ہوگی۔

مسئلہ: کسی مریض کے کپڑے اور بستر کی چادر نجس ہوں تو اگر مریض کا یہ حال ہو کہ جو چادر بدل کر اس کے نیچے بچھائی جائے گی وہ اس کے وضو اور نماز سے فارغ ہونے سے قبل اس قدر نجس ہو جائے گی جو نماز سے مانع ہے تو چادر بدلے بغیر ہی نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر بیمار کا بستر نجس ہے اور اس کے بدلنے میں بہت تکلیف ہو گی تو اسی پر نماز پڑھ لینا درست ہے۔

جنون، بے ہوشی اور نشہ کی حالت میں نماز کے مسائل

مسئلہ: اگر کوئی شخص پانچ نمازوں کے وقت تک بے ہوش رہا تو ان نمازوں کو قضا کرے۔

مسئلہ: اور اگر بے ہوشی پانچ نمازوں سے بڑھ جائے یعنی چھ نمازیں ہو جائیں تو اب ان نمازوں کو قضا نہ کرے کیونکہ یہ حرج کے سبب سے اس سے ساقط ہو گئیں۔ لیکن ترک قضا کا یہ حکم اس وقت ہے جب کہ بے ہوشی برابر رہے اور اس مدت کے دوران میں کبھی افاقہ نہ ہو۔

لیکن اگر افاقہ ہوتا ہو اور افاقہ کا ایک وقت مقرر ہے مثلاً روزانہ صبح کے وقت میں مرض میں تخفیف ہو جاتی ہے اور کچھ ہوش آ جاتا ہے اور تھوڑی دیر افاقہ ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد وہ مرض لوٹ آتا ہے اور مریض دوبارہ بے ہوش ہو جاتا ہے تو اس افاقہ کا اعتبار کیا جائے گا اور اس افاقہ سے پہلے اگر بے ہوشی ایک دن رات سے کم تھی تو بے ہوشی کا حکم باطل ہو جائے گا اور ان نمازوں کی قضا واجب ہو گی۔ اور اگر افاقہ کا وقت مقرر نہ ہو بلکہ کبھی یکایک افاقہ ہو جاتا ہے اور تندرستوں کی سی باتیں کرتا ہے پھر بے ہوش ہو جاتا ہے تو اس افاقہ کا اعتبار نہیں یعنی یہ بے ہوشی متصل اور لگاتار سمجھی جائے گی۔

مسئلہ: جنون کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: اگر کسی درندے، جانور یا آدمی کے خوف یا سخت بیماری سے ایک دن رات سے زیادہ بے ہوش رہا تو اس سے قضا ساقط ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر شراب پی اور اس کے نشے کی وجہ سے ایک دن رات سے زیادہ عقل جاتی

رہی تو اسے نماز ساقط نہیں ہوگی خواہ بے عقلی کتنے ہی زیادہ زمانے تک رہے اور خواہ شراب دوائی سمجھ کر پی ہو یا کسی نے مجبور کر کے پلا دی ہو تب بھی قضا واجب ہے کیونکہ بندوں کے فعل سے اللہ تعالیٰ کا حق ساقط نہیں ہوتا۔

مسئلہ: یہی حکم آپریشن کے لیے بے ہوش کرنے میں بھی ہے۔

مسئلہ: اسی طرح اگر اجوائن خراسانی یا کوئی اور دوائی پی جس سے ایک دن رات سے زیادہ عقل درست نہ رہی تو اس سے نماز ساقط نہیں ہوگی اس لیے سب وقتوں کی قضا نماز پڑھے۔

مسئلہ: اگر ایک دن رات سے زیادہ سوتا رہا تو یہ سب نمازیں قضا کرے کیونکہ عادتاً ایک دن رات سے زیادہ کوئی نہیں سوتا۔

مسئلہ: اگر کوئی مریض ایسی حالت کو پہنچ گیا کہ غنودگی وغیرہ کی وجہ سے اس کو رکعتوں کا شمار اور رکوع و سجود وغیرہ یاد نہیں رہتا تو اس پر اس وقت کی نمازوں کا ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ صحت کے بعد ان کی قضا پڑھ لے لیکن اگر کوئی شخص اس کو بتلاتا جائے اور وہ پڑھ لے تو جائز ہے۔

تنبیہ: یہ بتلانا تعلیم نہیں بلکہ یاد دہانی اور خبردار کرنا ہے اس لیے یہ نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

مسئلہ: یہی حکم اس شخص کا ہے جس کی عقل میں زیادہ بڑھاپے کے سبب سے فتور آ گیا ہو اور رکعتوں کی تعداد اور رکوع و سجود وغیرہ یاد نہ رکھ سکتا ہو تو دوسرے شخص کے بتلانے سے اس کی نماز درست ہو جائے گی۔ اور اگر کوئی بتلانے والا نہ ملے تو اپنی غالب رائے پر عمل کرے۔

متفرق مسائل

مریض اپنی نماز میں قرأت، تسبیح اور تشہد و درود و دعا اسی طرح پڑھے جیسے تندرست پڑھتا ہے۔

اگر ان سب یا کچھ سے عاجز ہو تو چھوڑ دے۔ تندرست اور مریض میں صرف ان چیزوں میں فرق ہے جن میں مریض عاجز ہے اور جن پر مریض قادر ہے ان کا حکم

اس پر تندرست کی مانند ہے۔

مسئلہ: فالج گرا اور ایسا بیمار ہو گیا کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتا تو کپڑے یا ڈھیلے سے صاف کر لے اور اسی طرح نماز پڑھے۔ اگر خود تیمم نہ کر سکے تو دوسرا تیمم کرا دے۔ اگر ڈھیلے یا کپڑے سے بھی صاف کرنے کی طاقت نہیں ہے تو بھی نماز قضا نہ کرے۔ اسی طرح نماز پڑھے۔ کسی اور کو اس کے بدن کا دیکھنا اور صاف کرنا درست نہیں۔ نہ ماں باپ کو نہ بیٹے بیٹی کو البتہ بیوی کو اپنے شوہر کا اور شوہر کو اپنی بیوی کا بدن دیکھنا درست ہے اس کے سوا کسی اور کو درست نہیں۔ مریض کے ستر کے حصے سے نجاست دھونے کی ضرورت پڑے تو موٹا کپڑا مریض کے جسم پر رکھ کر اس کے اندر سے اپنے ہاتھوں پر موٹا کپڑا لپیٹ کر دھو دیں۔ اسی طرح سے مریض کے زیر ناف بال بھی دور کئے جا سکتے ہیں۔

مسئلہ: اگر کسی کی بیوی ایسی بیمار ہو کہ خود وضو نہ کر سکے تو خاوند پر اس کو وضو کرانا واجب نہیں ہے۔ اسی طرح اگر خاوند ایسا بیمار ہو تو بیوی پر اس کو وضو کرانا واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر بیوی خاوند سے یا خاوند بیوی سے امداد طلب کرے اور وہ مدد کرے تو وضو کرنا فرض ہے اور تیمم جائز نہیں اگرچہ امداد کرنا ان پر واجب نہیں تھا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایسا بیمار ہے کہ نماز کے کسی خاص رکن پر بغیر حدث ہوئے قادر نہ ہو تو وہ رکن اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا یعنی وہ حدث نہ کرے بلکہ اس رکن کو چھوڑ دے۔ پس اگر کسی شخص کے زخم ہو اور اس کی وجہ سے جب وہ سجدہ کرتا ہے تو زخم بہنے لگتا ہے اور اس کے علاوہ رکوع و قیام اور قرأت پر قادر ہے تو اس کو چاہیے کہ بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھے۔ یہی مستحب و افضل ہے۔ لیکن اگر قیام و قرأت اور رکوع کھڑے ہو کر کرے اور سجدہ بیٹھ کر اشارہ سے ادا کرے تب بھی جائز ہے لیکن افضل نہیں۔

اسی طرح اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا تو اس کو پیشاب جاری ہو جائے گا یا قطرہ آ جائے گا یا زخم بہنے لگے گا یا قرأت بالکل یعنی بقدر فرض بھی نہ کر سکے گا اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھے گا تو کوئی حرج نہ ہوگا تو اس پر فرض ہے کہ بیٹھ کر نماز

پڑھے جب کہ اس عذر کو کسی اور طرح سے نہ روک سکے۔

اگر کسی کو بیٹھ کر نماز پڑھنے سے پیشاب یا زخم سے خون جاری ہوتا ہو اور لیٹنے سے کچھ جاری نہ ہوتا ہو تو اس کو چاہیے کہ بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز ادا کرے۔

مسئلہ: اگر کسی کے دانتوں میں درد ہوتا ہو اور منہ میں ٹھنڈا پانی یا کوئی دوا ڈالے بغیر سکون نہ ہوتا ہو تو اس کو چاہیے کہ اگر کوئی شخص امامت کے لائق مل جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لے ورنہ اسی حالت میں یعنی منہ میں دوائی رکھے ہوئے خود ہی نماز پڑھ لے اور قرأت وغیرہ نہ کرے۔

مسئلہ: مریض کے واسطے مستحب ہے کہ جمعہ کے روز ظہر کی نماز میں اتنی تاخیر کرے کہ جمعہ کی نماز سے امام فارغ ہو جائے اور اگر اتنی تاخیر نہ کرے تو مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ: تندرستی کے زمانے میں کچھ نمازیں قضا ہو گئی تھیں پھر بیمار ہو گیا تو بیماری کے زمانے میں جس طرح نماز پڑھنے کی قوت ہو ان کی قضا پڑھے یہ انتظار نہ کرے کہ جب کھڑے ہونے کی قوت آئے تب پڑھوں یا جب بیٹھنے لگوں اور رکوع کرنے کی قوت آئے تب پڑھوں بلکہ فوراً پڑھے دیر نہ کرے۔

مسئلہ: مریض کی جو نمازیں حالت مرض میں قضا ہو گئیں ان کو جب صحت ہونے پر قضا کرے تو اس طرح نماز پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہیں اور اگر اس حالت کی طرح پڑھی جس حالت کی نماز فوت ہو گئی تھی مثلاً بیٹھ کر یا اشارہ سے تو نماز جائز نہ ہوگی۔ اور اگر صحت کی حالت میں کچھ نمازیں قضا ہو گئی تھیں اور ان کو بیماری کی حالت میں قضا کرتا ہے تو اس طرح پڑھے جس پر اب قادر ہے یعنی بیٹھ کر یا اشارہ سے نماز ہو جائے گی۔ اس وقت صحت کی طرح پڑھنا واجب نہیں ہے (لہٰذا یہ انتظار نہ کرے کہ جب کھڑے ہونے کی طاقت آ جائے گی جب پڑھوں گا یا جب بیٹھنے اور رکوع و سجود کرنے لگوں گا تب پڑھوں گا)

مریض کے لیے امامت و اقتداء کے چند مسائل

مسئلہ: معذور اپنے جیسے یا اپنے سے زیادہ عذر والے کی امامت کر سکتا ہے۔ کم عذر

والے کی امامت نہیں کر سکتا کیونکہ امام کا حال مقتدی سے قوی یا اس کے مساوی ہونا شرط ہے اور معذور امام اور مقتدی دونوں کے عذر کا ایک سا ہونا ضروری ہے مثلاً دونوں کو سلسل البول یا دونوں کو ریح کا مرض ہو وغیرہ۔ پس اگر دونوں کو الگ الگ قسم کے عذر ہوں مثلاً ایک کو ریح کا مرض ہے اور دوسرے کو سلسل البول کا مرض ہے یا خون جاری ہے تو وہ ایک دوسرے کی امامت نہیں کر سکتے بلکہ الگ الگ پڑھیں۔

مسئلہ: ایک عذر والا شخص دو عذر والے شخص کا امام اس وقت ہو سکتا ہے جب اس کا عذر مقتدی کے دونوں عذروں میں سے ایک ہو ورنہ نہیں اور ایک عذر والے کو دو عذر والے کی اقتداء کسی طرح درست نہیں ہے۔

مسئلہ: معذور نے اپنے مثل معذور اور صحیح کی امامت کی تو صحیح (تندرست) کی نماز درست نہیں ہوگی۔ معذور کی درست ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر معذور نے عذر کے رکے ہوئے ہونے کی حالت میں وضو کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھائی تو صحیح کی نماز درست ہو جائے گی۔

مسئلہ: اشارہ سے نماز پڑھنے والے میں امام سے آگے ہونے نہ ہونے میں سر کا اعتبار ہے۔ پس اگر اس کا سر امام کے سر کے برابر یا اس سے پیچھے ہے اگرچہ اس کے قدم امام کے قدم سے آگے ہوں تو اقتداء صحیح ہو جائے گی اور اس کے برعکس اگر اس کا سر امام کے سر سے آگے اور پاؤں امام کے پاؤں سے پیچھے ہیں تو اس کی اقتداء درست نہیں ہوگی۔ یہ حکم اشارہ سے اس نماز پڑھنے والے کا ہے جو کسی صحیح کا یا اپنے مثل اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا مقتدی ہو اور وہ امام و مقتدی دونوں میں سے ہر ایک یعنی جو معذور ہیں بیٹھے ہوئے ہوں یا چت لیٹے ہوئے ہوں اور اس کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں۔ لیکن اگر کروٹ پر لیٹا ہوا ہو تو مقتدی کو اپنے امام کی پیٹھ کے پیچھے کروٹ سے لیٹا ہوا ہونا شرط ہے اور اس کے لیے سر کا اعتبار بالکل نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھتا ہو اور مقتدی بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھتا ہو تو مقتدی کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام نے زخم پر پٹی باندھی ہوئی ہو اور اس پر مسح کیا ہو تو اس کے پیچھے ایسے شخص کی نماز صحیح ہوگی جس نے تمام اعضائے وضو کو دھویا ہو۔

مسئلہ: مریض امام بیٹھ کر نماز پڑھائے اور تندرست مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوں تو نماز درست ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفات میں بیٹھ کر نماز پڑھائی جب کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کھڑے ہو کر اقتداء کرتے رہے۔

مسئلہ: جنون مطبق (دائمی) ہو یا منقطع ہو (غیر دائمی) ہو لیکن افاقہ کی حالت نہ ہو ایسی حالت میں اس دیوانے یا پاگل کی اور نشے میں مدہوش اور معتوہ کی امامت صحیح نہیں ہوتی۔

مسئلہ: بعض لوگ کرسی پر بیٹھ کر سجدہ کے بجائے اشارہ سے نماز پڑھتے ہیں۔ اگر زمین پر یا تخت بیٹھ کر سجدہ کی قدرت ہو تو کرسی پر اشارہ سے نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ: جس کے منہ سے بدبو آتی ہو یا جس کے زخم ہوں اور اس کے زخموں سے بدبو آتی ہو اس شخص کو چاہیے کہ وہ نماز باجماعت کے لیے مسجد میں نہ جائے بلکہ گھر میں نماز پڑھے۔

مسئلہ: مجنون و پاگل کو مسجد سے دور رکھنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر بیٹھ کر کمر کو اتنا جھکا سکتا ہے کہ اگر کوئی ایک بالشت (یعنی نو انچ) تک اونچا پتھر یا تپائی سامنے رکھی ہو اور اس پر پیشانی ٹکا سکتا ہو تو ضروری ہے کہ سجدہ کے لیے کمر کو جھکا کر پیشانی کو اس پتھر یا تپائی پر لگائے۔

باب:۲۱

نماز تراویح کا بیان

مسئلہ: رمضان کے مہینے میں تراویح کی نماز بھی مردوں اورعورتوں دونوں کے لیے سنت ہے۔اس کی بھی تاکید آئی ہے۔اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے۔عشاء کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعت تراویح پڑھے۔ چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے چاہے چار چار رکعت کی۔مگر دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے جب بیس رکعت پڑھ چکے تو وتر پڑھے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور پڑھ چکنے کے بعد معلوم ہو کہ عشاء کی نماز میں کوئی ایسی بات ہو گئی تھی جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اس کو عشاء کی نماز کے اعادہ کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہیے کیونکہ تراویح عشاء کے تابع ہے۔

مسئلہ: تراویح کا رمضان کے پورے مہینے میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید مہینہ پورا ہونے سے پہلے ہی مکمل ہو جائے۔ مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن مجید پڑھ دیا جائے تو باقی دنوں میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ: محلہ کی مسجد میں تراویح کی جماعت سنت کفایہ ہے۔لہٰذا اگر کسی محلہ کے سب لوگ اپنی مسجد میں تراویح کی جماعت ترک کر دیں تو وہ سب ترک سنت کے گنہگار رہوں گے اور اگر بعض لوگوں نے مسجد میں جماعت کر لی تو باقی لوگوں کے ذمہ سے جماعت ساقط ہو جائے گی۔ پھر باقی لوگوں نے اگر گھر میں اکیلے نماز پڑھی تو ترک سنت کے گناہ گار تو نہ ہوں گے البتہ جماعت کی فضیلت سے محروم رہیں گے۔

مسئلہ: اگر کچھ لوگوں نے گھر میں جماعت سے نماز تراویح پڑھ لی تو ان لوگوں نے جماعت کی فضیلت تو پالی لیکن مسجد کی جماعت کی فضیلت نہیں پائی کیونکہ تراویح کا

جماعت سے مسجد میں ادا کرنا افضل ہے۔

مسئلہ: ایک مسجد کی مختلف منزلوں یا مختلف حصوں میں اگر مختلف حفاظ تراویح کی علیحدہ علیحدہ جماعت کرائیں تو یہ مکروہ ہے۔ جب تک تراویح کی باقاعدہ جماعت رائج نہیں ہوئی تھی تو صحابہ رضی اللہ عنہم مختلف ٹکڑیوں میں جماعتیں کر لیتے تھے لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں تراویح کی باقاعدہ جماعت شروع کرائی تو سب کو ایک امام پر جمع کر دیا اور متعدد جماعتوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

مسئلہ: اگر کہیں عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لیے کہ تراویح عشاء کے تابع ہے۔

مسئلہ: جہاں جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس شخص کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھنا درست ہے جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے۔

مسئلہ: وہ شخص جس نے تراویح پڑھانی ہیں اس نے اگر عشاء کے فرض تنہا پڑھے ہوں تو اس کے لیے تراویح کی امامت مکروہ ہے لیکن اس کے مقتدیوں کی نماز بلا کراہت صحیح ہو گی۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشاء کی نماز ہو چکی ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھ لے پھر تراویح میں شریک ہو۔ اگر اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو وتر پڑھنے کے بعد پڑھے اور یہ شخص وتر جماعت سے پڑھے۔

مسئلہ: اگر کسی نے تراویح کی دوسری رکعت میں قعدہ نہیں کیا اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اگر اس کو قیام میں یاد آ گیا یعنی تیسری رکعت کے سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آ گیا تو چاہیے کہ لوٹے اور قعدہ کرے اور سجدہ سہو بھی کرے۔ اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر لینے کے بعد یاد آیا تو ایک رکعت اور پڑھ کر سجدہ سہو کر کے نماز سے فارغ ہو اس صورت میں اس کی دو رکعتیں تراویح شمار ہوں گی اور دو رکعتیں نفل ہوں

گی۔ جہاں تک قرأت کا تعلق ہے تو بہتر یہ ہے کہ پہلی دو رکعتوں میں کی گئی قرأت کا اعادہ کر لے لیکن اگر وہ بہت زیادہ مقدار ہو کہ مقتدیوں پر گراں گزرے گی تو اس قول پر عمل کیا جا سکتا ہے کہ پڑھی ہوئی پوری مقدار معتبر ہو گی۔

مسئلہ: مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور لوگوں کا کاہلی اور سستی سے اس کو ترک نہ کرنا چاہیے۔ ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر پورا قرآن مجید پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا ان کو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گزرے، اسی قدر پڑھا جائے۔ اگر وہ بہت ہی مختصر کریں تو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے اخیر تک دس سورتیں پڑھ دی جائیں۔ ہر رکعت میں ایک سورت، پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو ان ہی سورتوں کو دوبارہ پڑھ لے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔

مسئلہ: ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے تاوقتیکہ لوگوں کا شوق معلوم نہ ہو جائے۔

مسئلہ: اگر تراویح کی قرأت میں غلطی ہوئی اور کوئی سورت یا آیت چھوڑ کر اس کے بعد کی سورت یا آیت پڑھی تو مستحب یہ ہے کہ اس چھٹی ہوئی سورت یا آیت کو پڑھ کر پھر اسی پڑھی ہوئی کو دوبارہ پڑھے تاکہ ختم ترتیب کے موافق ہو۔ لیکن اگر صرف چھوڑی ہوئی کو پڑھ لیا اور پڑھی ہوئی کا اعادہ نہیں کیا تو یہ بھی کافی ہے۔

مسئلہ: تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھ لینا چاہیے اس لیے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔ اگرچہ کسی سورت کا جزو نہیں پس اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائے تو قرآن مجید کے پورا ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی اور اگر آہستہ آواز سے پڑھی جائے گی تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔

مسئلہ: صحیح یہ ہے کہ قل ہو اللہ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آج کل بعض جگہ دستور ہے، مکروہ ہے۔

مسئلہ: نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں

پڑھی گئی ہیں مستحب ہے۔ ہاں اگر دیر تک بیٹھنے سے لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھنے میں اختیار ہے اس دوران میں چاہے تنہا نوافل پڑھے یا تسبیح وغیرہ پڑھے چاہے چپ بیٹھا رہے۔ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں یہ تسبیح تین بار پڑھے۔

((سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوْحِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ))

مسئلہ: پانچویں ترویحہ اور وتر کے درمیان بھی اس قدر بیٹھنا مستحب ہے۔ اس ترویحہ میں دعا کر لینا بھی کافی ہے۔

مسئلہ: وتر کو تراویح کے بعد جماعت سے پڑھنا بہتر ہے۔ اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ: جس شخص نے فرض اور تراویح تنہا ادا کیے ہوں وہ وتر جماعت کے ساتھ نہ پڑھے۔

مسئلہ: بلا عذر تراویح کی نماز بیٹھ کر پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ سلف صالحین کے دور سے چلے آنے والے عمل کے خلاف ہے۔

مسئلہ: مقتدی پہلے تو بیٹھ کر پڑھے اور جب امام رکوع میں جانے لگے تو کھڑا ہو جائے یہ مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اس میں منافقین کے ساتھ مشابہت ہے۔ اسی طرح یہ بھی مکروہ تحریمی ہے کہ باوجود موجود ہونے کے رکعت کے شروع میں شریک نہ ہو اور جب امام رکوع میں جانے لگے اس وقت نماز میں شریک ہو جائے۔

مسئلہ: پندرہ سال سے کم عمر کا لڑکا تراویح کا امام نہیں بن سکتا جب کہ وہ ابھی بالغ نہ ہوا ہو۔

مسئلہ: سامع نابالغ ہو تب بھی اس کو پہلی صف کے درمیان میں کھڑا کر سکتے ہیں۔ اس میں کراہت نہیں۔

مسئلہ: داڑھی ٹھوڑی کے نیچے ایک مشت سے کم کرنا بالاتفاق حرام ہے اس لیے ایسے کو تراویح کا امام بنانا جائز نہیں۔ اسی طرح جو شخص رمضان آنے پر داڑھی رکھ لیتا ہے اور رمضان کے بعد داڑھی مونڈ دیتا ہے یا شرعی حد سے چھوٹی کر لیتا ہے اس شخص کو بھی تراویح کا امام بنانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: کسی شخص کو تراویح کی جماعت گھر یا مسجد میں پڑھانے کے لیے اجرت دے کر مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر دینے کا رواج ہو اور اس وجہ سے کوئی پڑھائے کہ عوض ملے گا تو یہ بھی صحیح نہیں۔ البتہ اگر لینے دینے کا معمول نہ ہو اور پھر کوئی حافظ امام کو ہدیہ میں کچھ دے دے تو لینے میں حرج نہیں ہے۔

مسئلہ: تراویح کے بعد اجتماعی دعا کرنے کی اجازت ہے لیکن نفلوں کے بعد اجتماعی دعا کرنا جائز نہیں کیونکہ وتر کی جماعت کے بعد اجتماعیت ختم ہو جاتی ہے اور نفل انفرادی حیثیت میں ادا کیے جاتے ہیں چاہے مسجد میں ادا کریں چاہے گھر جا کر پڑھیں۔ پنجگانہ نمازوں میں بھی سنن ونوافل کے بعد اجتماعی دعا رسول اللہ ﷺ سے منقول نہیں بلکہ آپ ﷺ کا عام معمول سنن ونوافل اپنے گھر میں ادا کرنے کا تھا۔

شبینہ

مسئلہ: اگر امام اور مقتدی دونوں نفل کی نیت سے پڑھ رہے ہوں تو یہ جائز نہیں کیونکہ نفل کی جماعت میں تین سے زیادہ مقتدی ہوں تو نماز مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: اگر امام نے اپنی تراویح کی چند رکعتیں بچالی ہوں اور شبینہ میں وہ تراویح کی نیت کرتا ہو اور مقتدی نفل کی نیت سے کھڑے ہوں تو اس صورت میں بھی تین مقتدیوں سے زیادہ ہوں صحیح نہیں۔

مسئلہ: اگر ایک مسجد میں باقاعدہ تراویح کی جماعت ہو رہی ہو اور کوئی ایک شخص یا چند لوگ جو کسی دوسری مسجد میں تراویح پڑھ چکے ہوں اس مسجد میں آ کر نفل کی نیت سے شریک ہو جائیں تو جائز ہے۔

باب: ۲۲

سنت نمازوں کا بیان

مسئلہ: فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت نماز سنت ہے۔ حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے کبھی اس کو نہ چھوڑے اگر کسی دن دیر ہوگئی اور نماز کا وقت بالکل اخیر ہوگیا تو مجبوری کے وقت فقط دو رکعت فرض پڑھ لے لیکن جب سورج نکل آئے اور اونچا ہو جائے تو سنت کی دو رکعت قضا پڑھ لے۔

مسئلہ: ظہر کے وقت پہلے چار سنت پڑھے۔ پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت۔ ظہر کے وقت یہ چھ رکعتیں بھی ضروری ہیں۔ ان کے پڑھنے کی بہت تاکید ہے۔ بلا وجہ چھوڑ دینے سے گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ: عصر کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے پھر چار رکعت فرض پڑھے لیکن عصر کے وقت سنتوں کی تاکید نہیں ہے اور یہ غیر مؤکدہ ہیں جو کوئی نہ پڑھے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہوتا اور جو کوئی پڑھے اس کو بہت ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ: مغرب کے وقت پہلے تین رکعت فرض پڑھے پھر دو رکعت سنت پڑھے یہ سنتیں بھی ضروری اور موکدہ ہیں۔

مسئلہ: عشاء کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ پڑھے پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت پڑھے۔ یہ دو رکعتیں مؤکدہ ہیں۔ اس حساب سے عشاء کی چھ سنت ہوئیں اور اگر اتنی رکعتیں نہ پڑھے تو پہلے چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت پڑھے پھر وتر پڑھے۔

مسئلہ: رمضان کے مہینے میں تراویح کی نماز بھی سنت مؤکدہ ہے۔ اس کی بھی تاکید آئی ہے اور اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے۔

مسئلہ: جمعہ کے وقت فرض سے پہلے ایک سلام سے چار رکعتیں اور فرض کے بعد بھی ایک

سلام سے چار رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بعد کی دو سنتیں بھی مؤکدہ ہیں۔

مسئلہ: چار رکعت سنت مؤکدہ خواہ ظہر کی ہو یا جمعہ کی اس کی نیت اگر ٹوٹ جائے تو پوری چار رکعتیں پھر سے پڑھے چاہے دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔

مسئلہ: فجر کی سنتوں کی چونکہ بہت زیادہ تاکید آئی ہے اس لیے (واجب کے زیادہ قریب ہونے کی بناء پر) یہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے ادا نہیں ہوتیں جب کہ اور سنت مؤکدہ ادا ہو جاتی ہیں لیکن کراہت تنزیہی کے ساتھ۔

مسئلہ: فجر کی سنتوں کے لیے انہی کی نیت سے تکبیر تحریمہ ضروری ہے۔ تو اگر اس خیال سے کہ فجر ابھی طلوع نہیں ہوئی کسی نے دو رکعتیں نفل کی نیت سے پڑھیں پھر معلوم ہوا کہ فجر کا وقت ہو چکا تھا تو وہ دو رکعتیں فجر کی سنت شمار نہیں ہوں گی۔

مسئلہ: ظہر اور جمعہ کی سنتوں میں پہلے قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف نہ پڑھے۔ اگر بھول سے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تک بھی پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ: پہلے کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان بات کی تو سنت کا اعادہ نہیں ہے البتہ ثواب کم ہو جاتا ہے۔ بلا عذر فرضوں کے بعد کی سنتوں میں تاخیر کی تو سنتیں ادا ہو جائیں گی لیکن کراہت سے۔

مسئلہ: فجر کی سنتیں فرض کے ساتھ فوت ہو جائیں تو اگر فجر کی نماز سورج نکلنے کے بعد زوال سے قبل ادا کرے تو فرضوں کے ساتھ سنتوں کی بھی قضا کرے اور اگر زوال کے بعد قضا کرے تو صرف فرض کی قضا کرے سنت کی نہیں۔

اگر فجر کے فرض تو وقت میں پڑھ لیے صرف سنتیں قضا ہوگئیں تو امام محمدؒ کے نزدیک سورج نکلنے کے بعد زوال سے پہلے ان کی قضا کر لے۔

دیگر نمازوں کی سنن مؤکدہ کی وقت گزرنے کے بعد قضا نہیں ہوتی۔

مسئلہ: اگر ظہر کی پہلے کی چار سنت مؤکدہ رہ گئی ہوں تو فرضوں کے بعد ان کو ادا کرے اور فرضوں کے بعد بہتر یہ ہے کہ پہلے دو سنت ادا کرے پھر چار سنت پڑھے لیکن اگر کسی نے فرضوں کے بعد پہلے چار سنت پڑھیں پھر دو سنت پڑھیں تو اس کی سنتیں بھی ادا ہو گئیں۔

باب: ۲۳

خاص حالات کی کچھ نمازیں

استسقاء کی نماز

جب بارش کی ضرورت ہو لیکن بارش نہ ہو رہی ہو، اس وقت اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرنا مسنون ہے۔ استسقاء کے لیے اس طریقہ سے دعا کرنا مستحب ہے کہ تمام مسلمان مل کر مع اپنے لڑکوں اور بوڑھوں اور جانوروں کے پا پیادہ خشوع و عاجزی کے ساتھ معمولی لباس میں جنگل کی طرف جائیں توبہ کی تجدید کریں اور اہل حقوق کے حقوق ادا کریں اور اپنے ہمراہ کسی کافر کو نہ لے جائیں، پھر دو رکعت بلا اذان و اقامت کے جماعت سے پڑھیں اور امام قرأت جہر سے پڑھے، پھر دو خطبے پڑھے جس طرح عید کے روز کیا جاتا ہے کہ عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے پھر امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ سے پانی برسانے کی دعا کرے اور سب حاضرین بھی دعا کریں۔ تین روز متواتر ایسا ہی کریں، تین روز کے بعد نہیں کیونکہ اس سے زیادہ ثابت نہیں اور اگر نکلنے سے پہلے یا ایک دن نماز پڑھ کر بارش ہو جائے تو جب بھی تین دن پورے کر دیں اور نکلنے سے پہلے تین دن روزہ بھی رکھیں تو مستحب ہے اور جانے سے پہلے صدقہ وخیرات کرنا بھی مستحب ہے۔

نماز کسوف وخسوف

مسئلہ: کسوف (سورج گرہن) کے وقت جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز مسنون ہے۔

مسئلہ: نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر امام مسجد اپنی مسجد میں نماز کسوف پڑھا سکتا ہے۔

مسئلہ: اگر امام نہ ہو تو لوگ اپنی نماز تنہا فرداً فرداً پڑھیں دو رکعت یا چار رکعت اور چار رکعت افضل ہے۔

مسئلہ: عورتیں یہ نماز تنہا پڑھیں۔

مسئلہ: نماز کسوف کے لیے اذان یا اقامت نہیں ہے اگر لوگوں کو جمع کرنا مقصود ہو تو الصلوٰۃ جامعہ پکار دیا جائے۔

مسئلہ: نماز کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورہ بقرہ وغیرہ کے پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کو بہت لمبا کرنا مسنون ہے اور قرأت آہستہ کرے۔

مسئلہ: نماز کے بعد امام کو چاہیے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں۔ جب تک گرہن موقوف نہ ہو جائے دعا میں مشغول رہنا چاہیے۔ ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آجائے تو دعا کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہیے۔

مسئلہ: خسوف (چاند گرہن) کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے مگر اس میں جماعت مسنون نہیں۔ سب لوگ تنہا علیحدہ علیحدہ اپنے گھروں میں نماز پڑھیں۔

مسئلہ: اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے ٹوٹیں یا برف گرے یا بارش بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضہ وغیرہ پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو۔ مگر ان کے لیے جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے ہر شخص اپنے گھر میں تنہا پڑھے۔ نبی کریم ﷺ کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔

خوف کی نماز

جب کسی کا دشمن سے سامنا ہونے والا ہو خواہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ جانور یا کوئی اژدہا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اترنے کی بھی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہیے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں۔ استقبال قبلہ بھی اس

وقت شرط نہیں، ہاں اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کر لیں۔ اور اس کی بھی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں۔ اس وقت نماز نہ پڑھیں، اطمینان کے بعد اس کی قضا پڑھ لیں۔

اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ جماعت سے نماز پڑھ سکیں، اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں ان کو جماعت نہ چھوڑنا چاہیے۔ اور اس طریقے سے نماز پڑھیں کہ تمام مسلمانوں کے دو حصے کر دیئے جائیں۔ ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں رہے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ نماز شروع کر دے۔ اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو یعنی ظہر، عصر، مغرب، عشاء ہو جب کہ یہ لوگ مسافر نہ ہوں اور قصر نہ کریں تو امام جب دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے لگے تب یہ حصہ چلا جائے اور اگر یہ لوگ مسافر ہوں اور قصر کرتے ہوں یا دو رکعت والی نماز ہو جیسے فجر، جمعہ اور عیدین کی نماز تو ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جائے اور دوسرا حصہ وہاں سے آ کر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے۔ امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے۔

پھر جب بقیہ نماز امام پوری کر چکے تو سلام پھیر دے اور یہ لوگ سلام پھیرے بغیر دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آ کر اپنی بقیہ نماز قرأت کے بغیر پوری کر لیں اور سلام پھیر دیں اس لیے کہ وہ لوگ لاحق ہیں۔ پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور دوسرا حصہ یہاں آ کر اپنی نماز قرأت کے ساتھ پوری کر لے اور سلام پھیر دے اس لیے کہ یہ لوگ مسبوق ہیں۔

مسئلہ: حالت نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز پوری کرنے کے لیے آتے وقت پیدل چلنا چاہیے۔ اگر سوار ہو کر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لیے کہ یہ عمل کثیر ہے۔

مسئلہ: دوسرے حصہ کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر چلا جانا اور پہلے حصہ کا پھر یہاں آ کر اپنی نماز پوری کرنا اس کے بعد دوسرے حصہ کا یہیں آ کر نماز پوری کرنا مستحب اور افضل ہے ورنہ یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر اپنی نماز وہیں پوری کر لے تب دشمن کے مقابلہ میں جائے۔ جب

یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے یہاں نہ آئے۔

مسئلہ: نماز پڑھنے کا یہ طریقہ اس وقت کے لیے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو (جیسے صحابہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ تھی) اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔ یہ نماز مسجد کے احترام اور تعظیم کے لیے ہے۔

مسئلہ: اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلدی یہاں پہنچ جائے گا اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے طریقے سے نماز پڑھ لی۔ اس کے بعد یہ خیال غلط نکلا تو امام کی نماز تو صحیح ہو گئی مگر مقتدیوں کو اس نماز کا اعادہ کر لینا چاہیے اس لیے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کے لیے خلاف قیاس عمل کثیر کے ساتھ مشروع کی گئی ہے۔ شدید ضرورت کے بغیر اس قدر عمل کثیر نماز کے لیے مفسد ہوتا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی نا جائز لڑائی ہو تو اس وقت اس طریقے سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں مثلاً باغی لوگ بادشاہ اسلام پر چڑھائی کر دیں یا کسی دنیوی ناجائز غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں کے لیے اس وقت عمل کثیر معاف نہ ہوگا۔

مسئلہ: جہت قبلہ کے خلاف نماز شروع کر چکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ جائے تو ان کو چاہیے کہ فوراً قبلہ کی طرف پھر جائیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر اطمینان سے قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آجائے تو ان کو فوراً دشمن کی طرف پھر جانا جائز ہے اور اس وقت استقبال قبلہ شرط نہ رہے گا۔

✿✿✿✿✿

باب: ۲۴

نفل نماز کے احکام

دن کو نفلیں پڑھے تو چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے اور چاہے چار چار رکعت کی نیت باندھے اور دن کو چار رکعت سے زیادہ کی نیت باندھنا مکروہ تحریمی ہے اور رات کو ایک دم سے چھ چھ یا آٹھ آٹھ رکعت کی نیت باندھ لے تو بھی درست ہے اور اس سے زیادہ کی نیت باندھنا رات کو بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر چار رکعتوں کی نیت باندھے اور چاروں پڑھنی بھی چاہے تو جب دو رکعت پڑھ کے بیٹھے اس وقت اختیار ہے التحیات کے بعد درود شریف اور دعا بھی پڑھے پھر بے سلام پھیرے اٹھ کھڑا ہو پھر تیسری رکعت پر **سبحانک اللھم** پڑھ کے **اعوذ باللہ وبسم اللہ** کہہ کے **الحمد** شروع کرے اور چاہے صرف التحیات پڑھ کے اٹھ کھڑا ہو اور تیسری رکعت پر **بسم اللہ** اور **الحمد** سے شروع کرے پھر چوتھی رکعت پر بیٹھ کر التحیات وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیرے اور اگر آٹھ رکعت کی نیت باندھی اور آٹھوں رکعتیں ایک سلام سے پوری کرنا چاہے تو اسی طرح دونوں باتیں اب چار رکعتوں کے بعد بھی درست ہیں چاہے التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کے کھڑا ہو جائے اور پھر سبحانک اللھم پڑھے اور چاہے التحیات پڑھ کے کھڑا ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کر دے اور اسی طرح چھٹی رکعت پر بیٹھ کر بھی چاہے التحیات، درود و دعا سب کچھ پڑھ کر کھڑا ہو، پھر **سبحانک اللھم** پڑھے اور چاہے فقط التحیات پڑھ کے کھڑا ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کر دے اور آٹھویں رکعت پر بیٹھ کر سب کچھ پڑھ کے سلام پھیرے اور اسی طرح ہر دو دو رکعت پر ان دونوں باتوں کا اختیار ہے۔

مسئلہ: سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے اور اگر قصداً سورت نہ ملائے گا تو گناہ گار ہوگا اور اگر بھول گیا تو سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔

مسئلہ: نفل نماز کی جب کسی نے نیت باندھ لی تو اب اس کا پورا کرنا واجب ہو گیا توڑے گا تو گناہ گار ہوگا اور جو نماز توڑی ہے اس کی قضا پڑھنا ہوگی۔ لیکن نفل کی ہر دو دو رکعت الگ ہیں۔ اگر چار یا چھ رکعت کی نیت باندھے تو فقط دو ہی رکعت کا پورا کرنا واجب ہوگا۔ چاروں رکعتیں واجب نہیں۔ پس اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت کی۔ پھر دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا تو کچھ گناہ نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور ابھی دو رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے۔

مسئلہ: اگر چار رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعت پڑھ چکا تیسری یا چوتھی میں نیت توڑ دی تو اگر دوسری رکعت میں بیٹھ کر اس نے التحیات وغیرہ پڑھی ہے تو دو رکعت کی قضا پڑھے اور ترک سلام کی وجہ سے پہلے دوگانہ کا بھی اعادہ کرے۔ اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھا التحیات پڑھے بغیر بھولے سے کھڑا ہو گیا یا قصداً کھڑا ہو گیا تو پوری چاروں رکعتوں کی قضا پڑھے گا۔

مسئلہ: نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اس لیے کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے۔ اس میں وتر کے بعد نفلیں بھی آ گئیں۔ البتہ بیماری کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو پورا ثواب ملے گا۔

مسئلہ: اگر نفل نماز کو بیٹھ کر شروع کیا۔ پھر کچھ دیر بیٹھے بیٹھے پڑھ کر کھڑا ہو گیا یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ: نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی پھر پہلی یا دوسری رکعت میں بیٹھ گیا تو یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ: نفل نماز کھڑے کھڑے پڑھی، لیکن ضعف کی وجہ سے تھک گیا تو کسی لاٹھی یا دیوار کی ٹیک لگا لینا اور اس کے سہارے کھڑا ہونا بھی درست ہے مکروہ نہیں ہے۔

بعض خاص نفل نمازیں

بعض نفلوں کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ اس لیے اور نفلوں سے ان کا پڑھنا بہتر

ہے کہ تھوڑی سی محنت سے بہت ثواب ملتا ہے۔ وہ یہ ہیں ● تحیۃ الوضو ● تحیۃ المسجد ● اشراق ● چاشت ● تہجد ● اوابین ● صلوٰۃ التسبیح ● سفر کے نفل

۱ تحیۃ الوضو

اس کو کہتے ہیں کہ جب وضو کرے تو وضو کے بعد (وضو سوکھنے سے قبل ہو تو زیادہ بہتر ہے) دو رکعت نفل پڑھ لیا کرے۔ حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ لیکن جس وقت نفل نماز مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے۔

۲ تحیۃ المسجد

یہ نماز اس شخص کے لیے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو۔ مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔ یہ نماز مسجد کے احترام اور تعظیم کے لیے ہے۔

مسئلہ: اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا اخیر میں۔

مسئلہ: اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔

مسئلہ: دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں۔ اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو اسی فرض یا سنت سے مسجد کے احترام کا حق ادا ہو جاتا ہے۔

۳ اشراق کی نماز

نماز کا طریقہ یہ ہے کہ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو جائے نماز پر سے نہ اٹھے۔ اسی جگہ بیٹھے بیٹھے درود شریف یا کلمہ یا کوئی وظیفہ پڑھتا رہے اور اللہ کی یاد میں لگا

رہے۔ دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے نہ دنیا کا کوئی کام کرے۔ جب سورج نکل آئے اور اونچا ہو جائے تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھ لے تو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ اونچائی کی حد ایک نیزہ ہے اور یہ اس وقت ہوتی ہے جب سورج کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چندھیانے لگیں۔ اور اگر فجر کے بعد کسی دنیا کے دھندے میں لگ گیا پھر سورج اونچا ہونے کے بعد اشراق کی نماز پڑھی تو یہ بھی درست ہے لیکن ثواب کم ہو جائے گا۔

❑ ۴ چاشت کی نماز

پھر جب سورج خوب زیادہ اونچا ہو جائے اور دھوپ تیز ہو جائے تب کم سے کم دو رکعت پڑھے یا اس سے زیادہ پڑھے یعنی چار رکعت یا آٹھ رکعت یا بارہ رکعت پڑھ لے اس کو چاشت کہتے ہیں اس کا بھی بہت ثواب ہے۔

❑ ۵ اوابین کی نماز

مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد کم سے کم چھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں پڑھے۔ بعض نے سنت ملا کر چھ رکعتیں شمار کی ہیں۔

❑ ۶ تہجد کی نماز

آدھی رات کے بعد اٹھ کر نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اسی کو تہجد کہتے ہیں۔ یہ نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول ہے اور سب سے زیادہ اس کا ثواب ملتا ہے۔ تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ دس رکعتیں ہیں۔ اگر وقت نہ ہو تو دو ہی رکعتیں سہی۔ اگر پچھلی رات کو ہمت نہ ہو تو عشاء کے بعد پڑھ لے مگر ویسا ثواب نہ ہوگا۔

❑ ۷ صلوٰۃ التسبیح

اس کا حدیث شریف میں بڑا ثواب آیا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو یہ نماز سکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ اس کے پڑھنے سے تمہارے سب گناہ اگلے پچھلے، نئے پرانے، چھوٹے بڑے معاف ہو جائیں گے۔ اور فرمایا تھا کہ اگر ہو سکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کرو اور ہر روز نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک دفعہ پڑھ لیا کرو

اگر ہر ہفتہ نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں پڑھ لیا کرو اور اگر ہر مہینے میں بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک دفعہ پڑھ لو، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ پڑھ لو اس نماز کے پڑھنے کی ترتیب یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھے اور سبحانک اللّٰھم اور الحمد اور سورت جب سب پڑھ چکے تو رکوع سے پہلے ہی پندرہ دفعہ یہ پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ پھر رکوع میں جائے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہنے کے بعد دس دفعہ پھر یہی پڑھے پھر رکوع سے اٹھے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کے بعد دس مرتبہ پڑھے پھر سجدہ میں جائے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے، پھر سجدہ سے اٹھ کے دس دفعہ پڑھے، اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے۔ اس میں بھی دس دفعہ پڑھے، پھر سجدہ سے اٹھ کے بیٹھے اور دس دفعہ پڑھ کے دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو۔ اسی طرح دوسری رکعت پڑھے اور جب دوسری رکعت میں التحیات کے لیے بیٹھے تو پہلے وہی دعا دس دفعہ پڑھے تب التحیات پڑھے۔ اس طرح چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں پچھتّر بار، کل تین سو بار یہ کلمات پڑھے۔

مسئلہ: اگر کوئی اس تسبیح میں وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کا اضافہ بھی کر لے تو یہ اور بہتر ہے۔

مسئلہ: ان چاروں رکعتوں میں جو سورت چاہے پڑھے کوئی سورت مقرر نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی رکن میں تسبیحات بھول کر کم پڑھی گئیں یا بالکل ہی چھوٹ گئیں تو اگلے رکن میں ان بھولی ہوئی تسبیحات کو بھی پڑھ لے۔ مثلاً رکوع میں دس مرتبہ تسبیح پڑھنا بھول گیا اور سجدہ میں یاد آیا تو سجدہ میں یہ بھولی ہوئی دس بھی پڑھے اور سجدہ کی دس بھی پڑھے۔ بس یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ایک رکعت میں پچھتّر مرتبہ تسبیح پڑھی جاتی ہے اور چاروں رکعتوں میں تین سو مرتبہ۔ اس لیے اگر چاروں رکعتوں میں تین سو کا عدد پورا ہو گیا تو انشاء اللہ صلوٰۃ التسبیح کا ثواب ملے گا۔ اور اگر چاروں رکعتوں میں بھی تین سو کا عدد پورا نہ ہو سکا تو پھر یہ نماز عام نفل ہو جائے گی صلوٰۃ التسبیح نہ رہے گی۔

مسئلہ: اگر صلوٰۃ التسبیح میں کسی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہو گیا تو سہو کے دونوں سجدوں میں اور ان کے بعد کے قعدہ میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں گی۔

مسئلہ: تسبیحات کے بھول کر چھوٹ جانے یا کم ہو جانے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

۸ سفر کے نفل

جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ دو رکعت گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لے۔ اس کے بعد اپنے گھر جائے۔ احادیث میں اس کی فضیلت آئی ہے۔

استخارہ کی نماز

مسئلہ: جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ سے صلاح لے لے اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔ حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے۔ کہیں منگنی کرے یا نکاح کرے یا سفر کرے یا کوئی اور کام کرے تو استخارہ کیے بغیر نہ کرے۔ ان شاء اللہ کبھی اپنے کیے پر پشیمان نہ ہوگا۔

مسئلہ: استخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے اس کے بعد خوب دل لگا کر دعا پڑھے اور اول و آخر میں حمد و ثناء اور درود شریف پڑھے۔

دعا:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ))

اور جب ھٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے جس لفظ پر لکیر بنی ہے تو اس وقت اسی کام کا تصور کرے جس کے لیے استخارہ کرنا چاہتا ہے اس کے بعد پاک صاف بستر پر قبلہ کی طرف منہ کرکے باوضو سو جائے، جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا خلجان اور تردد نہ جائے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے۔ اسی طرح سات دن تک کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی برائی معلوم ہو جائے گی۔

مسئلہ: استخارہ کے لیے خواب دکھائی دینا ضروری نہیں ہے لیکن کبھی خواب دیکھنے سے بھی اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کام موافق ہو تو خواب میں وہ کام تکمیل کو پہنچا ہوا دکھائی دے یا خواب میں کوئی شخص یہ بتائے کہ استخارہ ٹھیک آیا ہے یا خواب میں کوئی سفید یا سبز چیز نظر آئے یا رواں پانی یا کوئی نورانی چیز دکھائی دے۔

موافق نہ ہونے کی یہ صورتیں ہیں کہ خواب میں اسے وہ کام کرنے سے روک دیا جائے یا خواب میں وہ کام نہ ہوتا ہوا دکھائی دے یا خواب میں سرخ یا سیاہ چیز دکھائی دے یا آگ یا دھواں یا لڑائی دیکھے۔

مسئلہ: اگر کوئی نیک کام کرنا ہو مثلاً حج کے لیے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلاں دن جاؤں یا نہ جاؤں۔

استخارہ کی حقیقت

استخارہ ایک دعا ہے کہ اے اللہ اگر یہ معاملہ میرے لیے خیر ہو تو میرے دل کو متوجہ کر دے اور اس میں میرے لیے خیر کر دے۔ ورنہ میرے دل کو اس سے ہٹا دے اور جو میرے لیے خیر ہو وہ عطا کر دے۔ پھر اس کے بعد اگر اس طرف دل متوجہ ہو تو گمان غالب رکھنا چاہیے کہ اس میں خیر ہے۔ خواہ مطلوب حاصل ہو یا نہ ہو۔ مطلوب حاصل نہ ہونے کا خیر ہونا اس کے آثار خیر کے اعتبار سے ہے کہ دنیا میں اس کا نعم البدل ملے گا یا آخرت میں صبر کا اجر ملے گا وغیرہ۔ اور استخارہ نہ کرنے میں مجموعی طور پر

اس خیر کا وعدہ نہیں خواہ مطلوب کل کا کل یا اس کا کچھ حصہ عطا ہو ہی جائے۔

پس استخارہ کا فائدہ تسلی ہے کہ ہم کو ضرور خیر عطا ہوگی۔

استخارہ کرنے اور نہ کرنے کے آثار میں جو فرق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ استخارہ اگر مؤثر ہوا تو اس کے بعد دل میں ایسی چیز نہ آئے گی جس میں بے احتیاطی ہو جب کہ استخارہ نہ کرنے کی صورت میں ایسی چیز کے آنے کا احتمال ہے کہ کچھ غور کرنے سے اس کا نقصان دہ ہونا معلوم ہو سکتا تھا مگر اس نے غور نہیں کیا اور بے احتیاطی سے اس کو اختیار کر لیا۔ اور جب اپنے ہاتھوں نقصان کو اختیار کیا جائے تو اس میں خیر کا وعدہ نہیں ہے۔ اسی وجہ سے استخارہ کرنے والے کو ہر حال میں اپنے کیے پر اطمینان رہتا ہے ندامت نہیں ہوتی۔

غرض استخارہ میں کامیابی کا وعدہ نہیں بلکہ حصول خیر کا وعدہ ہے خواہ خیر ظاہری ہو یا خیر باطنی ہو۔

نماز توبہ

مسئلہ: اگر کوئی بات خلاف شرع ہو جائے تو دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب گڑ گڑا کر اس سے توبہ کرے اور اپنے کیے پر پچھتائے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور آئندہ کے لیے پکا ارادہ کرے کہ اب کبھی نہ کروں گا اس سے بفضل خدا وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

نماز قتل

مسئلہ: جب کوئی مسلمان قتل کیا جانا ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تا کہ یہی نماز و استغفار دنیا میں اس کا آخری عمل رہے۔

مسئلہ: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے لیے کہیں بھیجا تھا۔ اثنائے راہ میں کفار مکہ نے انہیں گرفتار کر لیا اور حضرت

خبیب رضی اللہ عنہ کے سوا اور سب کو وہیں قتل کر دیا۔ حضرت خبیب کو مکہ لے جا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا، جب یہ شہید ہونے لگے تو ان لوگوں سے اجازت لے کر دو رکعت نماز پڑھی، اس وقت سے یہ نماز مستحب ہوگئی۔

نماز حاجت

جب کوئی حاجت اور ضرورت پیش آئے تو مستحب ہے کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے۔ بہتر ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھے ورنہ مکروہ وقت کو چھوڑ کر کسی بھی وقت پڑھ لے پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر یہ دعا پڑھے۔

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَاهَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّاقَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ))

اس کے بعد جو حاجت ہو اس کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرے۔

باب: ۲۵

جمعہ کی نماز کا بیان

جمعہ کے فضائل

۱ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے۔

۲ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو ضرور قبول ہو۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ میں دو قولوں کو ترجیح دی ہے۔

- یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز ختم ہونے تک ہے۔
- یہ کہ وہ ساعت اخیر دن میں ہے۔ اور اس دوسرے قول کو ایک کثیر جماعت نے اختیار کیا ہے اور بہت سی صحیح احادیث اس کی موید ہیں۔ شیخ دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت فاطمہؓ جمعہ کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعہ کا دن ختم ہونے لگے تو ان کو خبر کر دے تا کہ وہ اس وقت ذکر و دعا میں مشغول ہو جائیں۔

۳ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن افضل ہے۔ اس دن کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو۔ وہ اسی دن میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ پر کیسے پیش کیا جاتا ہے حالانکہ بعد وفات آپ کی ہڈیاں بھی نہ ہوں گی۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا بدن حرام کر دیا ہے۔

جمعہ کے آداب

- ہر مسلمان کو چاہیے کہ جمعہ کا اہتمام جمعرات کے دن سے کرے۔ جمعرات کے دن عصر کے بعد استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف کر

رکھے۔ اگر خوشبو گھر میں نہ ہو اور ممکن ہو تو اسی دن لاکر رکھے تاکہ پھر جمعہ کے دن ان کاموں میں اس کو مشغول نہ ہونا پڑے۔

- پھر جمعہ کے دن غسل کرے۔ سر کے بالوں کو اور بدن کو خوب صاف کرے۔ اور مسواک کرنا بھی اس دن بہت فضیلت رکھتا ہے۔
- جمعہ کے دن غسل کے بعد عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اس کے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے اور ناخن وغیرہ بھی کتروائے۔
- جامع مسجد میں بہت سویرے جائے جو شخص جتنی جلدی جائے گا اسی قدر اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔
- جمعہ کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے سورہ کہف پڑھنے میں بہت ثواب ہے۔
- نبی ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورہ الم سجدہ اور سورہ دہر پڑھتے تھے۔ لہٰذا ان سورتوں کو جمعہ کے دن فجر کی نماز میں مستحب سمجھ کر پڑھا کرے کبھی کبھی ترک بھی کر دے تاکہ لوگوں کو اس کے واجب ہونے کا خیال نہ ہو۔
- جمعہ کی نماز میں نبی ﷺ سورہ جمعہ اور سورہ منافقون یا سورہ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ پڑھتے تھے۔

نماز جمعہ پڑھنے کا طریقہ

جمعہ کی پہلی اذان ہونے کے بعد خطبہ کی اذان ہونے سے پہلے چار رکعت سنت پڑھے۔ یہ سنت مؤکدہ ہیں۔ پھر خطبہ کے بعد جمعہ کے دو رکعت فرض امام کے ساتھ پڑھے۔ پھر چار رکعت سنت پڑھے۔ یہ سنتیں بھی مؤکدہ ہیں۔ پھر ان کے بعد دو رکعت سنت پڑھے۔ یہ دو رکعت بھی بعض حضرات کے نزدیک مؤکدہ ہیں۔

نماز جمعہ فرض ہونے کی شرطیں

- آزاد ہونا، غلام پر نماز جمعہ واجب نہیں۔
- مرد ہونا، عورت پر نماز جمعہ واجب نہیں۔
- تندرست ہونا، مریض پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ مریض سے مراد وہ شخص ہے جو

جمعہ کے لیے پا پیادہ مسجد تک نہ جا سکتا ہو یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر سے اچھا ہوگا۔

ایسا تیمار دار کہ جس کے چلے جانے سے بیمار کی خبر گیری کوئی نہیں کرے گا اور بیمار کو نقصان ہوگا بیمار کے حکم میں ہے کہ اس پر بھی جمعہ واجب نہیں۔ بڑھاپے کی وجہ سے اگر کوئی شخص کمزور ہو گیا ہو کہ مسجد تک نہ جا سکے تو اس پر بھی نماز جمعہ فرض نہیں۔

- بینا ہونا، ایسا نابینا جو خود مسجد تک بلا تکلف نہ جا سکتا ہو اس پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ جو اندھا اذان کے وقت مسجد میں ہو یا جو بلا تکلف بغیر کسی کی مدد کے راستوں میں چلتا پھرتا ہے اس پر جمعہ فرض ہے۔
- شہر میں مقیم ہونا، مسافر پر نماز جمعہ فرض نہیں ہے۔
- جماعت کے ترک کرنے کے لیے جو عذر اوپر بیان ہو چکے ہیں ان سے خالی ہونا۔ اگر ان میں سے کوئی عذر موجود ہو تو نماز جمعہ واجب نہ ہوگی۔
- اور نمازوں کے فرض ہونے کی جو شرطیں ہیں وہ بھی اس میں معتبر ہیں یعنی عاقل ہونا، بالغ ہونا، مسلمان ہونا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص ان شرطوں کے نہ پائے جانے کے باوجود نماز جمعہ پڑھ لے تو اس کی جمعہ کی نماز ہو جائے گی اور اس کو ظہر کی نماز نہ پڑھنی ہوگی۔ مثلاً کوئی مسافر یا کوئی عورت جمعہ کی نماز پڑھ لے بلکہ ان میں جو مرد مکلف ہو اس کے لیے جمعہ پڑھنا افضل ہے البتہ عورت کے لیے اپنے گھر میں ظہر کی نماز پڑھنا افضل ہے۔

نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں

- شہر یا قصبہ یا اس کا فنا ہو۔ گاؤں میں یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں۔

قصبہ اس مستقل آبادی کو کہتے ہیں جہاں ایسا بازار ہو جس میں تیس چالیس متصل اور مستقل دکانیں ہوں اور بازار روزانہ لگتا ہو اور اس بازار میں روزمرہ کی ضروریات ملتی ہوں مثلاً جوتے کی دکان بھی ہو اور کپڑے کی بھی۔ غلہ اور کریانہ کی بھی ہو اور دودھ گھی کی بھی وہاں ڈاکٹر یا حکیم بھی ہو اور معمار و مستری بھی ہوں وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ ازیں

وہاں گلی محلے ہوں۔

- ظہر کا وقت ہو۔ پس ظہر کے وقت سے پہلے اور ظہر کا وقت نکل جانے کے بعد نماز جمعہ درست نہیں۔ حتیٰ کہ اگر نماز جمعہ پڑھنے کی حالت میں وقت جاتا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ قعدہ اخیرہ بقدر تشہد کے ہو چکا ہو اور اسی وجہ سے نماز جمعہ قضا نہیں پڑھی جاتی۔
- ظہر کے وقت میں نماز جمعہ سے پہلے خطبہ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔
- جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں کا شروع خطبے سے پہلی رکعت کے سجدہ تک موجود رہنا گو وہ تین آدمی جو خطبے کے وقت تھے اور ہوں اور نماز کے وقت اور ہوں مگر یہ شرط ہے کہ یہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت کر سکیں۔ پس اگر صرف عورتیں یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز نہ ہوگی۔

اگر سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں یا کوئی بھی نہ رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو پھر کچھ حرج نہیں۔ امام اور باقی نمازیوں کی نماز درست رہے گی۔

- عام اجازت کے ساتھ اور اذان و اشتہار کے ساتھ نماز جمعہ کا پڑھنا۔ پس کسی خاص مقام پر چھپ کر نماز جمعہ پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ: فوج کی یونٹیں جب مشق کے لیے جنگلوں اور ویران علاقوں میں نکل جائیں اور وہاں خیمے لگا کے رہیں تو یہ لوگ جمعہ کے بجائے ظہر کی نماز پڑھیں کیونکہ جمعہ کے لیے شہر یا قصبہ ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ: جس شہر میں جمعہ متعدد جگہوں پر ہوتا ہو وہاں کی جیل میں جمعہ پڑھنا جائز ہے جب کہ جیل میں باہر سے کسی غیر متعلقہ آدمی کو آنے کی اجازت نہ ہو۔

اسی طرح شہر یا فنائے شہر میں واقع چھاؤنی یا قلعہ میں نماز جمعہ ادا کرنا درست ہے۔ اگرچہ ان میں دوسرے لوگ نہ آ سکتے ہوں کیونکہ مقصود نماز سے روکنا نہیں ہے بلکہ انتظام مقصود ہے۔ یہی حکم شہر یا فنائے شہر میں واقع اسٹیشن کے پلیٹ فارم کا ہے۔

مسئلہ: فنائے شہر وہ جگہ ہوتی ہے جو شہر کی ضرورتوں اور مصلحتوں کے لیے متعین ہو مثلاً قبرستان، کوڑا ڈالنے یا گھوڑ دوڑ یا جنگی مشق اور چاند ماری، فوجی اجتماع وغیرہ کے لیے میدان، ہوائی اڈا اور ریلوے اسٹیشن وغیرہ۔

فنائے شہر کا شہر سے اتصال ضروری نہیں اور بیچ میں کھیتوں کے ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔ فنائے شہر کے لیے حدود مقرر نہیں ہیں بلکہ یہ ہر شہر کی ضرورتوں کے مطابق ہوتی ہیں۔

مسئلہ: جو شخص شہر سے قریب کسی گاؤں میں رہتا ہو اور بیچ میں کھیت یا چراگاہ ہوتی ہو لیکن وہ گاؤں مستقل آبادی شمار ہوتی ہو شہر یا فنائے شہر میں اس کا شمار نہیں ہوتا تو اگرچہ درمیان کا فاصلہ تھوڑا ہو اور شہر سے اذان کی آواز گاؤں میں پہنچتی ہو گاؤں والوں پر جمعہ فرض نہیں۔

مسئلہ: جمعہ کے لیے مسجد کا ہونا ضروری نہیں ہے لیکن محض لاپرواہی سے یا آسانی کی خاطر اس کو معمول بنا لینا مکروہ تحریمی ہے۔

جمعہ کے خطبہ کے مسائل

جب لوگ مسجد میں آ جائیں تو امام کو چاہیے کہ منبر پر بیٹھ جائے موذن اس کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہے۔ اذان کے فوراً بعد امام کھڑا ہو کر خطبہ شروع کر دے۔

خطبہ کے واجبات

- وقت کا ہونا۔ ضروری ہے کہ خطبہ زوال کے بعد یعنی ظہر کے وقت میں اور نماز جمعہ سے پہلے ہو۔ اگر خطبہ زوال سے پہلے یا نماز جمعہ کے بعد پڑھا تو جائز نہیں۔
- امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک خطبہ کی کم از کم مقدار ایک مرتبہ سبحان اللہ یا الحمد للہ کہنا ہے۔ اگرچہ اتنی مقدار پر اکتفاء کرنا مکروہ ہے۔ پھر بعض کے نزدیک کراہت تحریمی ہے اور بعض کے نزدیک تنزیہی ہے۔

امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک خطبہ کی کم از کم مقدار کا تشہد کے برابر ہونا ضروری ہے۔ اس سے کم جائز نہیں۔

◆ خطبہ ایسے لوگوں کے سامنے پڑھنا جن کے موجود ہونے سے جمعہ درست ہو جاتا ہے۔
◆ خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ پاس والے سن سکیں۔

خطبہ کی سنتیں اور مستحبات

۱ دونوں حدثوں سے پاک ہونا۔
۲ خطبہ کا منبر پر پڑھنا۔ اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا۔
۳ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا۔ اگر عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو بلا کراہت جائز ہے۔ لیکن اگر کوئی دوسرا شخص جمعہ پڑھانے والا موجود ہو تو بہتر یہ ہے کہ دوسرا کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے۔
۴ خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا۔
۵ خطبہ سننے والوں کا قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔
۶ خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کہنا۔
۷ دو خطبے پڑھنا۔
۸ دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر بیٹھنا جس میں تین چھوٹی آیتیں پڑھی جاسکیں۔
۹ دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا۔ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا سنت مؤکدہ کے خلاف ہے اور مکروہ تحریمی ہے۔
۱۰ خطبہ میں ان مضامین کا ہونا:
- اللہ تعالیٰ کا شکر
- اللہ تعالیٰ کی تعریف
- اللہ تعالیٰ کی وحدت کی شہادت
- رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی شہادت

- رسول اللہ ﷺ پر درود
- وعظ ونصیحت
- قرآن پاک کی آیتوں کا یا کسی سورت کا پڑھنا۔

۱۱ دوسرے خطبہ میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا۔ البتہ دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ ونصیحت کے مسلمانوں کے لیے دعا کرنا ہے۔ علاوہ ازیں دوسرے خطبہ میں رسول اللہ ﷺ کے آل واصحاب اور ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ وعباس رضی اللہ عنہم کے لیے دعا کرنا مستحب ہے۔ بادشاہ اسلام کے لیے بھی دعا کرنا جائز ہے مگر اس کی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہ تحریمی ہے۔

۱۲ خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔

مسئلہ: رمضان کے اخیر جمعہ کے خطبہ میں وداع اور فراق کے مضامین پڑھنا نبی کریم ﷺ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں۔ اس لیے ایسے مضامین پڑھنا بدعت اور مکروہ ہے۔

مسئلہ: خطبہ کسی کتاب سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ: خطبہ کے وقت عصا ہاتھ میں لینا سنت غیر مؤکدہ ہے۔ سنت مقصودہ نہیں ہے۔ لہٰذا کبھی کبھی چھوڑ بھی دینا چاہیے۔

مسئلہ: خطبہ سے قبل حاضرین کو السلام علیکم کہنا مکروہ ہے۔ بعض نے جائز کہا ہے۔

مسئلہ: جب امام خطبہ کے لیے مسجد میں داخل ہو یا پہلے سے مسجد میں ہو تو منبر کی طرف جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہو اس وقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے اور بہتر یہ ہے کہ دوسری اذان کا جواب بھی نہ دے۔ ہاں قضا نماز کا پڑھنا صاحب ترتیب کے لیے اس وقت بھی جائز بلکہ واجب ہے۔ پھر جب تک امام خطبہ ختم نہ کر دے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔

مسئلہ: جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اس کا سننا واجب ہے خواہ امام کے

نزدیک بیٹھے ہوں یا دور، اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے میں مخل ہو مکروہ تحریمی ہے اور کھانا پینا، بات چیت کرنا، چلنا پھرنا، سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا یا تسبیح پڑھنا یا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیسا کہ حالت نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے۔ ہاں خطیب کو جائز ہے کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتا دے۔

مسئلہ: اگر سنت، نفل پڑھنے میں خطبہ شروع ہو جائے تو سنت مؤکدہ تو پوری کر لے اور نفل میں دو رکعت پر سلام پھیر دے۔

مسئلہ: دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر دل میں دعا مانگی جائے تو جائز ہے بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ کہے نہ آہستہ نہ زور سے۔

مسئلہ: نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک اگر خطبہ میں آئے تو مقتدیوں کو اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینا جائز ہے یعنی بغیر زبان ہلائے۔

مسئلہ: خطبہ کے دوران میں چندہ اکٹھا کرنے کے لیے صفوں میں پھرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: بچے شور کرتے ہوں یا کوئی اور برائی ہوتی ہو تو سر اور ہاتھ کے اشارے سے روکا جا سکتا ہے زبان سے روکنا جائز نہیں البتہ خطیب کو اجازت ہے کہ وہ زبان سے منع کر دے۔

نماز جمعہ کے چند مسائل

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے اور اگر دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ: خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہہ کر نماز شروع کر دینا مسنون ہے۔ خطبہ اور نماز کے درمیان میں کوئی دنیوی کام کرنا مثلاً کھانا پینا وغیرہ مکروہ تحریمی ہے اور اگر اس میں زیادہ وقت کا فاصلہ ہو جائے تو خطبہ کا اعادہ ضروری ہے۔

کسی دینی کام مثلاً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فاصلہ مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر وضو نہ رہے اور وضو کرنے جائے یا خطبہ کے بعد معلوم ہو کہ اس کو غسل کی ضرورت

تھی اور غسل کرنے جائے تو کچھ کراہت نہیں اور نہ ہی خطبہ کے اعادہ کی ضرورت ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی مسبوق قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھتے وقت یا سجدہ سہو کے بعد آ کر ملے تو اس کی شرکت صحیح ہو جائے گی اور اس کو جمعہ کی نماز پوری کرنا ہوگی۔ ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: جس شخص پر جمعہ پڑھنا واجب ہو وہ اگر سفر کے لیے شہر سے نکلے خواہ وہ سفر شرعی مقدار کا ہو یا اس سے کم ہو اور زوال سے پہلے شہری آبادی سے نکل جائے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ زوال سے پہلے اس پر جمعہ فرض نہیں۔

زوال کے بعد جمعہ کی نماز پڑھنے سے پہلے اس کے لیے سفر پر نکلنا مکروہ تحریمی ہے سوائے اس شخص کے جو اگر جمعہ پڑھے تو اس کے ساتھی روانہ ہو جائیں گے اور اکیلا رہ جائے گا اور اکیلا جانا اس کے لیے ممکن نہیں ہوگا۔

متفرق مسائل

- مقتدیوں کو پہلے خطبہ میں ہاتھ باندھ کر اور دوسرے میں ہاتھ چھوڑ کر بیٹھنا بے اصل اور بدعت ہے۔ دونوں خطبوں کے دوران حالت تشہد میں بیٹھنا مستحب ہے اور دونوں خطبوں میں ہاتھ رانوں پر ہی رکھے۔ یہ نشست صرف مستحب ہے ویسے جس طرح چاہے بیٹھ سکتا ہے۔
- معذور کے لیے جمعہ کی جماعت ختم ہونے کے بعد ظہر کی نماز پڑھنا مستحب ہے اس سے پہلے مکروہ تنزیہی ہے البتہ عورتیں ظہر کی نماز اول وقت میں پڑھ سکتی ہیں۔
- معذورین کے لیے جمعہ کے وقت میں ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور ظہر کے لیے ان کا اذان و اقامت کہنا بھی مکروہ ہے۔
- اذان اول کے بعد مسجد میں نہ جانا اور خرید و فروخت میں یا کھانے پینے میں مشغول ہونا بلکہ کسی اور دینی کام میں مشغول ہونا بھی جائز نہیں۔ البتہ مسجد جاتے ہوئے راستہ میں رکے بغیر آپس میں کچھ خرید و فروخت کی یا چلتے ہوئے کچھ کھایا تو وہ منع نہیں۔ لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ ایسا نہ کیا جائے۔ اذان

اول کا وقت زوال ہوتے ہی ہے تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ نماز کا وقت شروع ہو گیا ہے اور اس پر امت کا توارث چلا آیا ہے۔ لہٰذا اذان اول کو اس کے اصل وقت سے موخر کرنا جائز نہیں۔ اذان اول کے بعد نماز کی تیاری کر کے مسجد میں پہنچ جائے۔ بہتر ہے کہ پہلے سے تیاری مکمل ہو۔

- جمعہ کی نماز ہر موسم میں اول وقت میں ادا کرنا مستحب ہے۔
- خطبہ کے دوران میں خطیب سامنے کی طرف متوجہ رہے دائیں بائیں متوجہ نہ ہو۔
- اگر کسی نے جمعہ ہونے سے پہلے ظہر کی نماز پڑھ لی خواہ وہ معذور ہو یا نہ ہو پھر اس کا ارادہ ہوا کہ وہ جمعہ کی نماز پڑھ لے اور جمعہ کی طلب میں چلا تو اگر اس کو امام کے ساتھ جمعہ مل گیا تو وہ جمعہ پڑھ لے اور اس کی ظہر کی نماز نفل بن جائے گی اور اگر وہ ایسے وقت میں گھر سے نکلا کہ امام جمعہ کی نماز پڑھا رہا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو اس کی پڑھی ہوئی ظہر کی فرضیت باطل ہو جائے گی اور وہ نماز نفل ہو جائے گی اور اس کو ظہر کی نماز دوبارہ پڑھنا ہوگی۔ اور اگر وہ گھر سے اس وقت نکلا جب امام جمعہ کی نماز سے فارغ ہو چکا تھا تو اس کی ظہر کی نماز نفل نہیں بنے گی بلکہ قائم رہے گی۔

باب:۲۶

عیدین کی نماز کا بیان

مسئلہ: شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الاضحیٰ۔ یہ دونوں دن اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں اور دونوں میں دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے۔ جمعہ کی نماز کی صحت و وجوب کے لیے جو شرائط اوپر ذکر ہو چکے ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں سوائے خطبہ کے کہ جمعہ کی نماز میں خطبہ فرض اور شرط ہے اور نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور عیدین کی نماز میں خطبہ شرط یعنی فرض نہیں سنت مؤکدہ ہے اور بعد میں پڑھا جاتا ہے مگر عیدین کے خطبہ کا سننا بھی مثل جمعہ کے خطبہ کے واجب ہے یعنی اس وقت بولنا چالنا نماز پڑھنا سب حرام ہے۔

عید کے دن مسنون چیزیں

- شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا۔
- غسل کرنا۔
- نماز کے لیے نکلنے سے قبل مسواک کرنا اگرچہ کچھ دیر پہلے وضو کے ساتھ مسواک کر لی ہو۔ یہ اس کے لیے ہے جسے مسواک کرنے سے خون نکلنے کا خطرہ نہ ہو۔
- عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا۔
- خوشبو لگانا۔
- صبح کو بہت سویرے اٹھنا۔
- اگر نماز صرف عید گاہ میں ہوتی ہو تو عید گاہ میں جا کر عید کی نماز پڑھنا یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا۔
- جس راستہ سے جانا اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا۔

- پیدل جانا۔
- راستہ میں **اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و للہ الحمد** کہتے جانا لیکن عید الفطر میں آہستہ آواز سے پڑھنا اور عید الاضحیٰ میں بلند آواز سے پڑھنا مسنون ہے۔
- عید الفطر میں نماز عید کے لیے جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا۔ کھجور یا چھوارے طاق عدد میں کھانا افضل ہے ورنہ جو میٹھی چیز مل جائے۔ عید الاضحیٰ میں عید کی نماز تک کچھ نہ کھانا اگرچہ قربانی نہ بھی کرنی ہو لیکن اگر کچھ کھا لیا تو مکروہ نہیں۔ قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ اس روز سب سے پہلے اپنی قربانی کا گوشت کھائے۔
- عید الفطر کی نماز دیر کر کے پڑھنا مسنون ہے اور نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کر دے اور عید الاضحیٰ کی نماز سویرے پڑھنا مسنون ہے۔

تنبیہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مدینہ منورہ کی تین جوانب کھجور کے درخت اور عمارتیں تھیں جن کی وجہ سے شہر کی حفاظت ہوتی تھی اور ایک جانب کھلی تھی۔ اس ایک جانب غزوہ خندق (احزاب) میں خندق کھودی گئی تھی۔ مسجد نبوی اور عید گاہ کے درمیان پانچ سو انگریزی گز کا فاصلہ تھا۔ مدینہ منورہ کی شہر پناہ یعنی دیوار جو رسول اللہ ﷺ کے بعد بنی عید گاہ اس شہر پناہ کے باہر تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے دور میں عید گاہ آبادی کے مکانات سے باہر تھی۔

مسئلہ: شہر کے اندر جو کھلے میدان ہوں ان میں نماز عید ادا تو ہو جائے گی مگر اصل سنت ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ: عید گاہ جو پہلے آبادی سے باہر ہو پھر آبادی کے بڑھنے سے آبادی کے اندر آ جائے تو صحرا یعنی آبادی سے باہر عید پڑھنے کی اصلی سنت ادا نہ ہو گی البتہ عید کی نماز ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ: آبادی بہت بڑھ جائے اور کسی ایک جگہ شہر کی آبادی کا جمع ہونا تقریباً محال ہو تو

اظہار شوکت کے لیے آبادی سے باہر شہر کے مختلف حصوں کے لیے عید کی نماز کا اہتمام کیا جاسکتا ہے مثلاً دو چار یا آٹھ مقامات پر۔ بہرحال یہ افضل ہے واجب نہیں۔

عید کی نماز کا طریقہ

یہ نیت کر کے کہ میں دو رکعت واجب نماز عید مع چھ زائد تکبیروں کے پڑھتا ہوں اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ تکبیر تحریمہ کی مثل دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر توقف کرے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ چھوڑے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری پڑھ کر حسب دستور رکوع وسجدہ کر کے کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورت پڑھ لے۔ اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ چھوڑے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔

مسئلہ: عیدین کی نماز کے لیے نہ اذان ہے نہ اقامت ہے۔

مسئلہ: عیدین کی نماز میں معمول کی تکبیروں کے علاوہ چھ زائد تکبیریں کہنا واجب ہے۔

مسئلہ: عیدین کی نماز بالاتفاق متعدد جگہوں میں جائز ہے۔

مسئلہ: سورج کے ایک نیزہ یعنی تین گز بلند ہونے سے نصف النہار تک عیدین کی نماز کا وقت ہوتا ہے۔

مسئلہ: مستحب ہے کہ امام پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اعلیٰ پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ غاشیہ پڑھے۔

مسئلہ: اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا عید کی نماز نہیں پڑھ سکتا، اس لیے کہ جماعت اس میں شرط ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص عید کی نماز میں شریک ہوا ہو اور کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہوگئی ہو تو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا، نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے۔ ہاں اگر کچھ لوگ اور بھی اس کے ساتھ شریک ہو

جائیں تو ان پر جماعت کے ساتھ عید کی نماز پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: عیدین کے خطبے میں تکبیر سے ابتداء کرے۔ پہلے خطبہ میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے دوسرے میں سات مرتبہ۔

مسئلہ: عیدالفطر کے خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرنا چاہئیں۔

مسئلہ: جہاں عید کی نماز پڑھائی جائے وہاں اس دن اور کوئی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ نماز سے پہلے بھی اور پیچھے بھی۔ ہاں نماز کے بعد گھر میں آ کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور عید کی نماز سے قبل گھر میں بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: عورتیں اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھیں ان کو نماز عید سے پہلے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔

- عید کے دن عید مبارک کہنا جائز ہے۔
- عید کی نماز کے بعد عید کا ایک عمل سمجھ کر گلے ملنا یا مصافحہ کرنا نا جائز اور بدعت ہے۔ اگر نماز عید کے لیے اکٹھے عید گاہ گئے ہوں یا پہلے مل چکے ہوں تو نماز کے بعد پھر گلے ملنا بذات خود ایک بے موقع عمل ہے حالانکہ دین میں مصافحہ اور معانقہ کا موقع متعین ہے۔ کسی سے کچھ وقفہ بعد ملیں تو اس سے مصافحہ کرنا مسنون ہے اور جس سے طویل وقفہ بعد ملیں اس سے معانقہ کیا جا سکتا ہے۔
- عید کی نماز کے اجتماع میں دعا کرنا جائز ہے۔ یہ دعا نماز کے متصل بعد یعنی خطبہ سے پہلے ہو یا خطبہ کے بعد ہو دونوں طرح جائز ہے لیکن ان میں سے صرف ایک موقع پر کی جائے گی۔
- عید کی نماز پڑھتے ہوئے وضو ٹوٹ جائے اور وضو میں مشغول ہونے سے نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمم کر کے نماز میں شامل ہو جائے۔
- عرب میں عید پڑھ کر آئے اور پاکستان میں اگلا دن عید کا ہو تو پاکستان میں عید کی نماز پڑھے البتہ احتیاط اس میں ہے کہ ایسا شخص پاکستان میں عید کی نماز

میں امامت نہ کرے۔

◆ کوئی شخص ایسے وقت عید کی نماز کے لیے پہنچا کہ نماز ہو چکی ہو اور کسی جگہ بھی ملنے کی امید نہیں تو مستحب ہے کہ یہ شخص چار رکعت نفل پڑھے۔

مسئلہ: اگر کوئی عید کی نماز میں ایسے وقت شریک ہوا کہ امام تکبیروں سے فارغ ہو چکا ہو تو اگر قیام میں آ کر شریک ہوا تو نیت باندھنے کے فوراً بعد تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں آ کر شریک ہوا تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں کی فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیریں کہہ لے اس کے بعد رکوع میں جائے اور اگر رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے مگر حالت رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے اور اس کے پوری تکبیریں کہہ چکنے سے پہلے اگر امام رکوع سے سر اٹھا لے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئیں وہ اس کو معاف ہیں۔

مسئلہ: عید کی نماز میں اگر کسی کی ایک رکعت رہ گئی ہو تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کرے اس کے بعد تکبیریں کہے۔

مسئلہ: اگر امام تکبیریں کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہیے کہ حالت رکوع میں تکبیریں کہہ لے پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن ہر حالت میں بوجہ کثرت ہجوم کے سجدہ سہو نہ کرے۔

مسئلہ: اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن اور عید الاضحیٰ کی بارہویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے۔

مسئلہ: عید الاضحیٰ کی نماز میں بے عذر بھی بارہویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہے اور عید الفطر میں بے عذر تاخیر کرنے سے بالکل نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر عید کی نماز کا امام شافعی یا حنبلی ہو اور وہ نماز میں چھ سے زائد تکبیریں کہے تو بارہ بلکہ تیرہ تکبیروں تک حنفی مقتدی کو امام کی اتباع کرنی ہوگی۔ البتہ اگر کوئی امام تیرہ

سے زیادہ تکبیریں کہے تو اس سے زیادہ میں اتباع نہ کرے۔

مسئلہ: نماز کے بعد دو خطبے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی ہی دیر تک نیچے بیٹھے جتنی دیر تک جمعہ کے خطبہ میں بیٹھتا ہے۔

تکبیر تشریق

مسئلہ: تکبیر تشریق میں ہر فرض عین نماز کے بعد ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہنا مرد اور عورت، مقیم اور مسافر، امام اور مقتدی سب پر واجب ہے۔

مسئلہ: تکبیر تشریق تین دفعہ کہنا بھی جائز ہے لیکن دو مرتبہ کہنا بدعت ہے۔

مسئلہ: مرد یہ تکبیر آواز سے کہیں، یہ واجب ہے جب کہ عورتیں آہستہ آواز سے کہیں۔

مسئلہ: یہ تکبیر عرفہ یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک کہنا چاہیے۔ یہ کل 23 نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔

مسئلہ: نماز کے فوراً بعد تکبیر کہنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تو وہ کہیں۔

مسئلہ: عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا بعض کے نزدیک واجب ہے۔

مسئلہ: ایام تشریق میں فوت شدہ نماز جو اسی سال کے ایام تشریق میں قضا کی جائے اس کے بعد بھی تکبیر تشریق کہنا واجب ہے۔

باب: ۲۷

میت کے احکام

قریب الموت کے احکام

مسئلہ: جب آدمی مرنے لگےتو اس کو چت لٹا دو اور اس کے پیر قبلہ کی طرف کر دو، سر اونچا کر دو تا کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور اس کے پاس بیٹھ کر کلمہ طیبہ زور زور سے پڑھو تا کہ تم کو پڑھتے سن کر وہ خود بھی کلمہ پڑھنے لگے یہ تلقین مستحب ہے۔ اور اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ کرو، کیونکہ وہ وقت بڑا مشکل ہے نہ معلوم اس کے منہ سے کیا نکل جائے۔

مسئلہ: جب وہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو چپ ہو جاؤ یہ کوشش نہ کرو کہ برابر کلمہ جاری رہے اور پڑھتے پڑھتے دم نکلے کیونکہ مطلب تو فقط اتنا ہے کہ سب سے آخری بات جو اس کے منہ سے نکلے کلمہ ہونا چاہیے، اس کی ضرورت نہیں کہ دم نکلنے تک برابر کلمہ جاری رہے۔ ہاں اگر کلمہ پڑھ لینے کے بعد پھر کوئی بات کرے تو پھر کلمہ پڑھنے لگو جب وہ پڑھ لے تو چپ ہو جاؤ۔

مسئلہ: جب سانس اکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے اور ٹانگیں ڈھیلی پڑ جائیں کہ کھڑی نہ ہوسکیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹیاں بیٹھ جائیں تو سمجھو کہ اس کی موت آ گئی، اس وقت کلمہ زور زور سے پڑھنا شروع کرو۔

مسئلہ: سورہ یٰسین پڑھنے سے موت کی سختی کم ہوتی ہے اس کے سرہانے یا اور کہیں اس کے پاس بیٹھ کر پڑھو یا کسی اور سے پڑھوا دو۔

مسئلہ: اس وقت کوئی ایسی بات نہ کرو کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جائے کیونکہ یہ وقت دنیا سے جدائی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا وقت ہے ایسے کام کرو ایسی باتیں کرو کہ دنیا سے دل پھر کر اللہ کی طرف ہو جائے کہ مردہ کی خیر خواہی اس میں ہے۔

ایسے وقت بال بچوں کو سامنے لانا یا اور کوئی جس سے اس کو زیادہ محبت تھی اسے سامنے لانا یا ایسی باتیں کرنا کہ اس کا دل ان کی طرف متوجہ ہو جائے اور ان کی محبت اس کے دل میں سما جائے بڑی بری بات ہے۔ دنیا کی محبت لے کر رخصت ہوا تو نعوذ باللہ بری موت مرا۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ حیض و نفاس والی عورت اور جنبی وہاں نہ رہے لیکن اگر ضرورت ہو یا شفقت و تعلق کی وجہ سے ان میں سے کوئی رہنا چاہے تو ٹھہرنا جائز ہے اس کو نکالا نہیں جائے گا۔

مسئلہ: مرتے وقت اگر اس کے منہ سے خدانخواستہ کوئی کفر کی بات نکلے تو اس کا خیال نہ کرو۔ نہ اس کا چرچا کرو بلکہ یہ سمجھو کہ موت کی سختی سے عقل ٹھکانے نہیں رہی اور اس وجہ سے ایسا ہوا اور عقل جاتے رہنے کے وقت جو کچھ ہو سب معاف ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کی دعا کرتے رہو۔

روح نکل جانے کے بعد کے احکام

مسئلہ: جب مر جائے تو سب عضو درست کر دو اور کسی کپڑے سے اس کا منہ اس ترکیب سے باندھو کہ کپڑا ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں سرے سر پر لے جاؤ اور گرہ لگا دو تا کہ منہ پھیل نہ جائے اور آنکھیں بند کر دو اور پیر کے دونوں انگوٹھے ملا کر باندھ دو تا کہ ٹانگیں پھیلنے نہ پائیں۔ اور بازو پہلوؤں کی جانب کر دو۔ پھر کوئی چادر اوڑھا دو اور نہلانے اور کفنانے میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرو۔

مسئلہ: منہ وغیرہ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھو:

((بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ))

مسئلہ: مرجانے کے بعد اس کے پاس لوبان وغیرہ کچھ خوشبو سلگا دی جائے اور حیض و نفاس والی عورت اور جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کے پاس نہ رہے۔

مسئلہ: مرجانے کے بعد جب تک اس کو غسل نہ دیا جائے اس کے پاس بلند آواز سے

قرآن مجید پڑھنا درست نہیں۔ البتہ اگر آہستہ آواز سے پڑھیں یا پوری میت کو پاک چادر سے ڈھانپا ہوا ہو تو غسل سے پہلے بھی اس کے پاس بلند آواز سے قرآن پاک پڑھ سکتے ہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی ناگہانی موت سے یکا یک مر گیا تو اس کو اتنی دیر چھوڑے رکھیں اور تجہیز و تکفین ملتوی رکھیں جب تک اس کی موت کا یقین نہ ہو جائے۔

مسئلہ: مستحب ہے کہ اس کی موت کی خبر اس کے رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دوستوں کو کر دیں تاکہ وہ اس پر نماز پڑھیں۔ مسجد سے موت اور نماز جنازہ کا اعلان کرنا بھی جائز ہے۔

غسل میت

غسل مسنون

مسئلہ: جب گور و کفن کا سب سامان ہو جائے اور نہلانا چاہو تو پہلے کسی تخت یا بڑے تختے کو لوبان یا اگربتی وغیرہ خوشبودار چیز کی دھونی دے دو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ چاروں طرف دھونی دو۔ اس سے زیادہ مکروہ ہے پھر مردے کو اس پر لٹا دو اور اس کے کپڑے اتار لو اور کوئی کپڑا ناف سے لے کر زانو تک ڈال دو تاکہ اتنا بدن چھپا رہے۔

مسئلہ: اگر نہلانے کی کوئی جگہ الگ ہے کہ پانی کہیں الگ بہہ جائے گا تو خیر، نہیں تو فرش کے کچا ہونے کی صورت میں تخت کے نیچے گڑھا کھدوا لو کہ سارا پانی اس میں جمع رہے۔ اگر گڑھا نہ کھدوایا اور پانی سارے گھر میں پھیلا تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ غرض فقط یہ ہے کہ آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو اور کوئی پھسل کر گر نہ پڑے۔

مسئلہ: نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مردے کو استنجا کرا دو لیکن اس کی رانوں اور استنجے کی جگہ پر اپنا ہاتھ مت لگاؤ اور اس پر نگاہ بھی نہ ڈالو بلکہ اپنے ہاتھ پر کوئی کپڑا لپیٹ لو اور جو کپڑا ناف سے لے کر زانو تک پڑا ہے اس کے اندر تک دھلاؤ، پھر اس کو وضو کرا دو، لیکن نہ کلی کراؤ نہ ناک میں پانی ڈالو اور نہ پہنچوں تک ہاتھ دھلاؤ بلکہ پہلے منہ دھلاؤ پھر ہاتھ کہنی سمیت پھر سر کا مسح پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور

مسوڑھوں پر پھیر دی جائے اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے۔ اور اگر مردہ ناپاکی کی حالت میں یا حیض ونفاس میں مرجائے تو اسی طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔ اور ناک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دو تاکہ وضو کراتے وقت اور نہلاتے وقت ان میں پانی نہ جانے پائے۔ جب وضو کرا چکو تو سر کو گل خیرو سے یا کسی اور چیز سے جس سے صاف ہو جائے، جیسے بیسن یا کھلی یا صابن سے مل کر دھوئے اور صاف کر کے پھر مردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نیم گرم تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالو یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹاؤ اور اسی طرح سر سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالو کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جائے۔ اس کے بعد مردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھاؤ اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملو اور دباؤ اگر پاخانہ نکلے تو اس کو صاف کر کے دھو ڈالو اور وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کچھ نقصان نہیں۔ اب نہ دہراؤ۔ اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹاؤ اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالو۔ پھر سارا بدن کسی کپڑے سے صاف کر کے کفنا دو۔

مسئلہ: اگر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔ اس سے اسی طرح تین دفعہ نہلاؤ اور بہت تیز گرم پانی سے مردے کو نہ نہلاؤ اور نہلانے کا یہ طریقہ جو بیان ہوا سنت ہے۔ اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلائے بلکہ ایک دفعہ سارے بدن کو دھو ڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔

مسئلہ: جب مردے کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگا دو اور اگر مردہ مرد ہو تو داڑھی پر بھی عطر لگا دو پھر پیشانی، ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو، بعض لوگ کفن میں عطر لگاتے ہیں اور کان میں پھریری رکھ دیتے ہیں یہ سب جہالت ہے جتنا شرع میں حکم آیا ہے اس سے زائد مت کرو۔

غسل میت کا حکم

میت کو غسل دینا زندہ مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ اسی طرح اس کی تجہیز و تکفین

اور نماز و تدفین بھی فرض کفایہ ہے۔ اگر کوئی میت غسل، کفن یا نماز کے بغیر دفن کر دی جائے تو وہ تمام مسلمان جن کو اس کی خبر تھی گناہ گار ہوں گے۔

مسئلہ: غسل میں میت پر ایک بار پانی بہانا فرض ہے اور تین بار مسنون ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا ہو تو جس وقت نکالا جائے اس کو غسل دینا فرض ہے۔ پانی میں ڈوبنا غسل کے لیے کافی نہ ہوگا اس لیے کہ میت کو غسل دینا زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں ان کا کوئی فعل نہیں ہوا۔ ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اس کو پانی میں حرکت دے دی جائے تو غسل ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر میت کے اوپر پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی پہنچ جائے تب بھی اس کو غسل دینا فرض رہے گا۔

مسئلہ: اگر کسی میت کا صرف سر ملے تو اس کو غسل نہ دیا جائے گا بلکہ یوں ہی دفن کر دیا جائے گا اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ کہیں ملے تو اس کو غسل دینا ضروری ہے خواہ سر کے ساتھ ملے یا سر کے بغیر ملے۔ اور اگر نصف سے زیادہ نہ ہو بلکہ نصف ہو تو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائے گا ورنہ نہیں اور نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائے گا خواہ سر کے ساتھ ہو یا سر کے بغیر ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی میت کہیں دیکھی جائے اور کسی قرینے سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر، تو اگر مسلمانوں کے اکثریتی علاقے میں یہ واقعہ ہوا تو اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی۔

مسئلہ: اگر مسلمانوں کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی پہچان اور تمیز باقی نہ رہے تو ان سب کو غسل دیا جائے گا اور اگر پہچان باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کر لی جائیں اور صرف ان ہی کو غسل دیا جائے۔ کافروں کی نعشوں کو غسل نہ دیا جائے۔

مسئلہ: اگر پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جائے تو اس کو غسل دینا چاہیے۔

کس کو غسل نہیں دیا جائے گا

- مرتد اگر مر جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائے گا اور اگر اس کے اہل مذہب اس کی نعش مانگیں تو ان کو بھی نہ دی جائے۔
- باغی لوگ یا ڈاکو اگر مارے جائیں تو ان کے مردوں کو غسل نہ دیا جائے بشرطیکہ عین لڑائی کے وقت مارے جائیں۔
- جو لوگ شہر میں غارتگری کریں دن میں اسلحہ کے ساتھ اور رات میں خواہ لاٹھی پتھر کے ساتھ اور اسی طرح وہ شخص جو شہر میں کسی جگہ کھڑا ہو جائے اور جو اس طرف کو نکلے اس کا مال چھین لے۔ یہ لوگ بھی جب پکڑ کر مارے جائیں یا مقابلہ میں مارے جائیں تو ان کو غسل نہ دیا جائے گا۔
- جو مسلمان جل کر کوئلہ ہو گیا ہو اس کو غسل نہ دیا جائے گا۔

کون کس کو غسل دے

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ جس کا رشتہ زیادہ قریب ہو وہ نہلائے اور اگر وہ نہ نہلا سکے تو کوئی اور دین دار نیک آدمی نہلائے۔

مسئلہ: اگر کوئی مرد مر گیا اور مردوں میں سے کوئی نہلانے والا نہیں ہے تو بیوی کے علاوہ اور کسی عورت کا اس کو غسل دینا جائز نہیں اگرچہ محرم ہی ہو۔ اگر اس کی بیوی بھی نہ ہو تو دوسری عورتیں اس کو تیمم کروا دیں۔ اجنبی عورت ہو تو اس کے بدن پر ہاتھ نہ لگائے بلکہ اپنے ہاتھ میں پہلے دستانے پہن لے پھر تیمم کرائے اور اگر محرم ہو تو اس کو دستانے پہننے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: کسی کا خاوند مر گیا تو اس کی بیوی کو اسے نہلانا اور کفنانا درست ہے۔

مسئلہ: اگر بیوی مر جائے تو خاوند کو بدن چھونا اور ہاتھ لگانا درست نہیں۔ البتہ دیکھنا درست ہے اور کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانا بھی درست ہے۔

مسئلہ: بیوی مر جائے تو اس کا شوہر اس کو غسل نہیں دے سکتا۔

تنبیہ: بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہؓ کو ان کی وفات پر غسل دیا تھا۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ اصل میں غسل حضرت ام ایمنؓ نے دیا تھا اور چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے خرچ اور سامان کی فراہمی کی تھی اس لیے یہ غسل ان کی طرف منسوب ہوا۔

مسئلہ: جو عورت حیض یا نفاس سے ہو وہ مردے کو نہ نہلائے کہ یہ مکروہ اور منع ہے۔

متفرقات

مسئلہ: اگر نہلانے میں کوئی عیب دیکھے تو کسی سے نہ کہے۔ اگر مرنے سے خدانخواستہ اس کا چہرہ بگڑ گیا اور کالا ہو گیا تو یہ بھی نہ کہے اور بالکل اس کا چرچا نہ کرے کہ یہ سب ناجائز ہے۔ ہاں اگر وہ بدعتی ہو یا کھلم کھلا کوئی گناہ کرتا ہو جیسے کوئی شرابی ہو یا زانی ہو یا کوئی عورت ناچتی تھی یا گانے بجانے کا پیشہ کرتی تھی یا رنڈی تھی تو ایسی باتیں کہہ دینا درست ہیں تاکہ اور لوگ ایسی باتوں سے بچیں اور توبہ کریں۔ اور اگر کوئی اچھی بات دیکھے جیسے چہرہ پر نورانیت اور رونق کا ہونا تو اس کا ظاہر کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کا کوئی عزیز کافر ہو اور وہ مر جائے تو اس کی نعش اس کے ہم مذہب کو دے دی جائے گی۔ اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجہ مجبوری وہ مسلمان اس کافر کو غسل دے مگر مسنون طریقہ سے نہیں یعنی اس کو وضو کرائے نہ اس کا سر دھلائے اور نہ ہی اس کے بدن پر کافور ملے بلکہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئے اور کافر دھونے سے پاک نہ ہو گا۔

مسئلہ: کسی کی لاش پانی میں ڈوبنے یا تجہیز و تکفین میں تاخیر یا کسی اور وجہ سے اگر اتنی پھول جائے کہ ہاتھ لگانے کے بھی قابل نہ رہے یعنی غسل کے لیے ہاتھ لگانے سے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں لاش پر صرف پانی بہا دینا کافی ہے۔ کیونکہ غسل میں ملنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ: جس لاش کا گوشت وغیرہ سب علیحدہ ہو گیا اور اس کی صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ

برآمد ہوا تو اس ڈھانچہ کو غسل دینے کی ضرورت نہیں۔ اس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے بلکہ ویسے ہی کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

مسئلہ: جو شخص آگ یا بجلی سے جل کر مر جائے اسے باقاعدہ غسل و کفن دے کر اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے البتہ جل کر بالکل کوئلہ ہو گیا ہو تو اس کو غسل و کفن دینا اور نماز جنازہ پڑھنا کچھ واجب نہیں یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہیے۔

مسئلہ: اگر ڈاکو یا باغی لڑائی کے دوران میں قتل ہو جائیں تو ان کی اہانت اور دوسروں کی عبرت کے لیے یہ حکم ہے کہ ان کو نہ غسل دیا جائے اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے بلکہ یونہی دفنا دیا جائے۔ لیکن اگر لڑائی کے بعد قتل کیے گئے یا لڑائی کے بعد اپنی موت سے مر جائیں تو پھر ان کو غسل بھی دیا جائے گا اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ یہی حکم ان لوگوں کا ہے جو قبائلی، وطنی یا لسانی تعصب کے لیے لڑتے ہوئے مارے جائیں۔

بچے کے زندہ یا مردہ پیدا ہونے یا حمل کے گر جانے کے احکام

مسئلہ: جو بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اس سے کوئی آواز یا سانس یا کسی عضو یا آنکھ جھپکنے کی حرکت وغیرہ ایسی پائی جائے جس سے اس کی زندگی معلوم ہو پھر تھوڑی ہی دیر میں مر گیا یا پیدا ہونے کے فوراً بعد ہی مر گیا تو وہ بھی اسی قاعدے سے نہلایا جائے اور کفنانے کے بعد نماز پڑھی جائے پھر دفن کر دیا جائے اور اس کا نام بھی کچھ رکھ دیا جائے۔

مسئلہ: اگر حیات کے مذکورہ بالا آثار تو نہ ہوں لیکن مشین پر کچھ دیر کے لیے کم ہوتی ہوئی حرکت نوٹ کی جائے یا زیادہ سے زیادہ بچہ اپنا ہاتھ سکیڑ لے یا پھیلا دے تو اس سے حیات نہ ہوگی اور یہ سمجھا جائے گا کہ بچہ مردہ پیدا ہوا ہے۔

مسئلہ: جو بچہ ماں کے پیٹ سے مرا ہوا پیدا ہوا اور پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی اس کو بھی اسی طرح نہلاؤ لیکن قاعدے کے موافق کفن نہ دو بلکہ کسی ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو اور نام اس کا بھی کچھ نہ کچھ رکھ دینا چاہیے۔

مسئلہ: لڑکے کا فقط سر نکلا۔ اس وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ

پیدا ہونے کا حکم ہے۔ البتہ اگر زیادہ حصہ نکل آیا اور اس کے بعد مرا تو سمجھیں گے کہ زندہ پیدا ہوا۔ اگر سر کی طرف سے پیدا ہوا تو سینے تک نکلنے سے سمجھیں گے کہ زیادہ حصہ نکل آیا اور اگر الٹا پیدا ہوا تو ناف تک نکلنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر حمل گر جائے تو اگر بچہ کے ہاتھ پاؤں منہ ناک وغیرہ کچھ بنے نہ ہوں تو نہ نہلائے اور نہ کفنائے، کچھ بھی نہ کرے بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھا کھود کر دبا دو اور اگر بچہ کے کچھ عضو بن گئے ہوں تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ بچہ پیدا ہونے کا ہے یعنی نام رکھا جائے اور نہلایا جائے لیکن قاعدہ کے موافق کفن نہ دیا جائے نہ نماز پڑھی جائے بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

کفنانے کا بیان

مرد کا کفن

تین کپڑے ہیں، ایک چادر ایک ازار اور ایک کرتہ۔

مسئلہ: مرد کے کفن میں اگر دو ہی کپڑے ہوں یعنی چادر اور ازار ہو اور کرتہ نہ ہو تب بھی کچھ حرج نہیں۔ دو کپڑے بھی کافی ہیں اور دو سے کم دینا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہو تو مکروہ بھی نہیں۔

مسئلہ: جو لڑکا قریب البلوغ ہو اس کا کفن بالغ کے کفن کی طرح ہے اور جو لڑکا بہت چھوٹا ہو اس کے لیے کفن کا ایک کپڑا بھی جائز ہے لیکن زیادہ بہتر یہی ہے کہ اس کو بھی تین کپڑوں میں کفن دیا جائے۔

عورت کا کفن

عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا سنت ہے۔ ایک کرتہ، دوسرے ازار، تیسرے سینہ بند، چوتھے چادر اور پانچویں سر بند (دوپٹہ)

مسئلہ: اگر کوئی پانچ کپڑوں میں نہ کفنائے بلکہ فقط تین کپڑے کفن میں دے ایک ازار، دوسرے چادر، تیسرے سر بند تو یہ بھی درست ہے اور اتنا کفن بھی کافی ہے اور تین

کپڑوں سے بھی کم دینا مکروہ اور برا ہے۔ ہاں اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہو تو کم دینا بھی درست ہے۔

مسئلہ: اگر چھوٹی لڑکی مر جائے جو ابھی جوان نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب پہنچ گئی تو اس کے بھی وہی پانچ کپڑے سنت ہیں جو جوان عورت کے لیے ہیں۔ اگر پانچ کپڑے نہ دو تو تین ہی کپڑے دو تب بھی کافی ہے غرض کہ جو حکم بالغ عورت کا ہے وہی کنواری اور چھوٹی لڑکی کا حکم ہے مگر بالغ کے لیے وہ حکم تاکیدی ہے اور کم عمر کے لیے بہتر ہے۔

3: جو لڑکی بہت چھوٹی ہو اور جوانی کے قریب بھی نہ ہوئی ہو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ پانچ کپڑے دیئے جائیں اور دو کپڑے دینا بھی درست ہے ایک ازار اور ایک چادر۔

کفن کی لمبائی

مسئلہ: مرد اور عورت دونوں کے لیے ازار کی لمبائی سر سے پاؤں تک ہے اور چادر کی لمبائی ازار سے ایک بالشت زیادہ ہے اور کرتہ کی لمبائی گردن سے پاؤں تک ہے۔ کرتہ میں نہ کلیاں ہوں نہ آستین ہوں۔

مسئلہ: عورتوں کے لیے سر بند تین ہاتھ لمبا ہو۔

مسئلہ: عورتوں کے لیے سینہ بند اگر بغل سے لے کر رانوں تک ہو تو زیادہ اچھا ہے ورنہ ناف تک بھی درست ہے۔

مسئلہ: جو چادر جنازہ کے اوپر یعنی چارپائی پر ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں ہے۔ کفن فقط اتنا ہی ہے جو بیان ہوا۔

کفنانے کا مستحب طریقہ

مسئلہ: پہلے کفن کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے دو تب اس میں مردے کو کفنا دو۔

مردوں کے لیے

پہلے چادر بچھاؤ پھر اس کے اوپر ازار اور اس کے اوپر کرتہ بچھاؤ۔ پھر مردے کو اس کے اوپر لے جا کر پہلے کرتہ پہناؤ۔ پھر ازار لپیٹ دو۔ پہلے بائیں طرف لپیٹو پھر دائیں طرف، پھر چادر لپیٹو پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف۔

عورتوں کے لیے

پہلے چادر بچھاؤ پھر ازار، اس کے اوپر کرتہ پھر مردے کو اس پر لے جا کر پہلے کرتہ پہناؤ اور سر کے بالوں کو دو حصے کر کے کرتے کے اوپر سینہ پر ڈال دو ایک حصہ داہنی طرف ایک بائیں طرف اس کے بعد سر بند سر پر اور بالوں پر ڈال دو۔ اس کو باندھو نہ لپیٹو پھر ازار لپیٹ دو۔ پہلے بائیں طرف لپیٹو پھر دائیں طرف اس کے بعد سینہ بند باندھ دو۔ پھر چادر لپیٹو پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف۔

مسئلہ: سینہ بند کو اگر سر بند کے بعد ازار لپیٹنے سے پہلے ہی باندھ دیا تو یہ بھی جائز ہے اور اگر سب کفنوں سے اوپر باندھے تو بھی درست ہے۔

تنبیہ: مرد ہو یا عورت کسی دھجی سے پیر اور سر کی طرف کفن باندھ دو اور ایک پٹی سے کمر کے پاس بھی باندھ دو کہ راستہ میں کہیں کھل نہ پڑے۔

کفنانے کے دیگر مسائل

مسئلہ: اگر انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے تو اس کو بھی کسی نہ کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔ ہاں اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ حصہ جسم کا ہو گو سر نہ ہو تو پھر کفن مسنون دینا چاہیے۔

مسئلہ: کسی انسان کی قبر کھل جائے اور کسی وجہ سے اس کی نعش باہر نکل آئے اور اس پر کفن نہ ہو تو اس کو بھی کفن مسنون دینا چاہیے بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہ ہو اور اگر پھٹ گئی ہو تو صرف کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔ اگر ایک ہی لاش کے ساتھ یہ واقعہ بار بار پیش آئے مثلاً کوئی کفن چور بار بار ایسی حرکت کر جائے تو ہر مرتبہ اسے کفن دیا جائے۔

مسئلہ: کفن اچھا ہونا چاہیے یعنی اس کی مالی حالت اور جس قسم کے کپڑے وہ استعمال کرتا تھا اس کا اعتبار کر کے سفید اور صاف ستھرا کفن دیا جائے۔

مسئلہ: کفن رنگین کپڑے کا ہو تو یہ بھی جائز ہے البتہ مردوں کے لیے زعفران یا کسم میں رنگے ہوئے کپڑے کا کفن جائز نہیں۔

مسئلہ: کفن پر کلمہ وغیرہ لکھنا یا کفن کے اندر عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ رکھنا جائز نہیں اس لیے کہ یہ بدعت بھی ہے اور اس میں کلمہ اور اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین کا اندیشہ بھی ہے کیونکہ عام طور سے میت کچھ عرصہ میں پھول کر پھٹ جاتی ہے۔

مسئلہ: کفن پر عطر لگانا یا عطر کی پھریری میت کے کان میں رکھنا ناجائز ہے۔

مسئلہ: میت خواہ عالم ہو یا عام شخص ہو اس کے کفن میں عمامہ باندھنا مکروہ اور بدعت ہے۔

مسئلہ: جو شخص حالت احرام میں مر جائے اس کو بھی عام مردوں کی طرح غسل دیا جائے اور کفن پہنایا جائے اور خوشبو وغیرہ بھی لگائی جائے۔

مسئلہ: غلاف کعبہ کا ٹکڑا جس پر کوئی آیت یا کلمہ نہ لکھا ہو یا کوئی اور متبرک کپڑا کفن کے ساتھ بطور تبرک رکھ سکتے ہیں۔

مسئلہ: کفن کو برکت کے لیے آب زمزم میں دھویا تو جائز ہے۔

نماز جنازہ کے مسائل

نماز جنازہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے اس میت کے لیے دعا ہے۔

نماز جنازہ کا حکم

میت پر نماز جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے یعنی اگر کسی نے بھی اس پر نماز نہ پڑھی تو جن جن لوگوں کو معلوم تھا وہ سب گنہگار رہوں گے اور اگر صرف ایک شخص نے بھی پڑھ لی تو فرض کفایہ ادا ہو گیا کیونکہ جماعت نماز جنازہ کے لیے شرط یا واجب نہیں۔

نماز جنازہ کا وقت

جب جنازہ حاضر ہو جائے وہی اس نماز کا وقت ہے۔ اگر جنازہ مکروہ اوقات (طلوع آفتاب، نصف النہار اور غروب آفتاب) میں تیار ہوا ہو تو اسی وقت پڑھی جائے اور اگر جنازہ تیار ہو چکا تھا لیکن پھر تاخیر کی اور مکروہ وقت شروع ہو گیا تو مکروہ وقت میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ مکروہ وقت گزار کر پڑھیں۔

نماز جنازہ کے فرض ہونے کی شرطیں

نماز جنازہ کے فرض ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کی اوپر ذکر ہوئی ہیں۔ ہاں اس میں ایک شرط اور زیادہ ہے وہ یہ کہ دوسرے مسلمانوں کو اس شخص کی موت کا علم بھی ہو۔ پس جس کو خبر نہ ہوگی وہ معذور ہے۔ نماز جنازہ اس پر ضروری نہیں۔

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کی شرطیں

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے لیے دو قسم کی شرطیں ہیں۔

پہلی قسم کی وہ شرطیں جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں یہ وہی ہیں جو اور نمازوں کے لیے اوپر بیان ہو چکیں یعنی طہارت، ستر عورت، استقبال قبلہ اور نیت۔ ہاں وقت اس کے لیے شرط نہیں اور اس کے لیے تیمم نماز نہ ملنے کے خیال سے جائز ہے مثلاً نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائے گی تو تیمم کر لے بخلاف اور نمازوں کے کہ ان میں اگر وقت کے چلے جانے کا خوف ہو تب بھی تیمم جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر جوتا پہن کر نماز جنازہ پڑھیں تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جس جگہ پر کھڑے ہوں وہ جگہ اور جوتے دونوں پاک ہوں۔ اور اگر جوتا پیر سے نکال دیا جائے اور اس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کے اوپر کا حصہ جو پیر سے متصل ہو اس کا پاک ہونا ضروری ہے اگرچہ تلا ناپاک ہو۔

دوسری قسم کی شرطیں وہ ہیں جن کا تعلق میت سے ہے۔ میت سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو۔ اگر مرا ہوا بچہ پیدا ہوا ہو تو اس کی نماز درست نہیں۔ وہ

شرطیں یہ ہیں

- میت کا مسلمان ہونا۔ پس کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہیں۔

مسئلہ: مسلمان اگرچہ فاسق اور بدکار یا بدعتی ہو اس کی نماز صحیح ہے اور پڑھی جائے گی البتہ جو دینی مقتدا ہوں وہ زجر کے طور پر شریک نہ ہوں۔

مسئلہ: جس نے اپنی جان خودکشی کر کے دی ہو اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

مسئلہ: جس بچے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ بچہ مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

مسئلہ: جو لوگ بادشاہ برحق سے بغاوت کریں اور مارے جائیں یا ڈاکہ زنی و رہزنی میں مارے جائیں یا رات کو شہر میں ہتھیار لگا کر لوٹ مار کریں اور مارے جائیں یا جو شخص کسی کا مال چھینتا ہوا مارا جائے یا کسی کی ناحق حمایت و پاس داری کرتا ہوا مارا جائے یا کسی نے اپنے ماں باپ کو قتل کیا اور اس کی سزا میں مارا جائے تو مسلمان ہونے کے باوجود ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی جائے گی۔

- میت کے بدن اور کفن کا نجاست حقیقی اور حکمی سے پاک ہونا۔ اگر نجاست حقیقی اس کے بدن سے کفنانے کے بعد خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن یا کفن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ نماز درست ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی میت نجاست حکمی سے پاک نہ ہو یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو یا غسل کے ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم نہ کرایا گیا ہو اس کی نماز درست نہیں۔ ہاں اگر اس کا پاک ہونا ممکن نہ ہو مثلاً غسل یا تیمم کے بغیر دفن کر دیا گیا ہو اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اس کی نماز اس کی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے۔

اگر کسی میت پر غسل یا تیمم کے بغیر نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور دفن کے بعد علم ہوا کہ اس کو غسل نہ دیا گیا تھا تو اس کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے اس لیے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی اور اب چونکہ غسل ممکن نہیں رہا لہٰذا نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: میت جس جگہ رکھی ہو اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں جب کہ میت پاک پلنگ یا

تخت پر ہو اور اگر پلنگ یا تخت بھی ناپاک ہو یا پلنگ و تخت کے بغیر ناپاک زمین پر رکھ دی جائے تو اس صورت میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک میت کی جگہ کی طہارت شرط ہے اور بعض کے نزدیک شرط نہیں اس لیے نماز صحیح ہو جائے گی۔

- میت کے جسم کے واجب الستر حصہ کا پوشیدہ ہونا۔ اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔
- میت کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا۔ اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو درست نہیں۔
- میت کا یا جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا۔ اگر میت کو لوگ اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوں یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اسی حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔
- میت کا وہاں موجود ہونا۔ اگر میت وہاں موجود نہ ہو تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ لہٰذا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ میت کے موجود ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کا کل جسم یا اکثر حصہ جسم اگرچہ سر کے بغیر ہو یا نصف حصہ مع سر کے موجود ہو۔ اگر اس قدر میت موجود نہ ہو مثلاً صرف سر موجود ہو یا نصف حصہ جسم سر کے بغیر موجود ہو تو اس پر نماز جنازہ صحیح نہیں ہے۔

تنبیہ: رسول اللہ ﷺ نے صرف دو حضرات کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ایک نجاشی کی اور دوسرے معاویہ بن معاویہ مزنی کی۔ (W) ان کے علاوہ کسی اور کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی حالانکہ بہت سے قریبی صحابہ کا آپ سے دور انتقال ہوا یا شہادت ہوئی۔ ان دو حضرات کا قصہ جن حدیثوں میں ملتا ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ معجزے کے طور پر ان کے جنازے اور آپ ﷺ کے درمیان سے پردے ہٹا دیے گئے تھے مثلاً نجاشی کے قصہ میں یہ الفاظ ملتے ہیں **وَھُمْ لَا یَظُنُّوْنَ اِلَّا اَنَّ جَنَازَتَہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ** یعنی صحابہ کا خیال یہی تھا کہ نجاشی کا جنازہ آپ ﷺ کے سامنے ہے۔ اسی طرح معاویہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے قصہ میں یہ الفاظ ہیں۔ **اِنَّہٗ رُفِعَتِ الْحُجُبُ حَتّٰی شَھِدَ جَنَازَتَہٗ** یعنی پردے ہٹا دیے گئے یہاں تک کہ آپ ان کے جنازے کے سامنے تھے۔

نماز جنازہ کے فرائض

نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں۔

- چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا، ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت کے سمجھی جائے گی۔
- قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا جس طرح فرض واجب نمازوں میں قیام فرض ہے اور بغیر عذر کے اس کا ترک جائز نہیں۔

مسئلہ: رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ اس نماز میں نہیں۔

نماز جنازہ کی سنتیں

نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں۔

۱ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا۔

۲ نبی ﷺ پر درود پڑھنا۔

۳ میت کے لیے دعا کرنا۔

نماز جنازہ میں جماعت

اس میں جماعت شرط نہیں ہے پس اگر ایک شخص بھی جنازے کی نماز ادا کرے تو فرض ادا ہو جائے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ۔

ہاں یہاں جماعت کی ضرورت زیادہ ہے اس لیے کہ یہ میت کے لیے دعا ہے اور چند مسلمانوں کا جمع ہو کر بارگاہ الٰہی میں کسی چیز کے لیے دعا کرنا نزول رحمت اور قبولیت دعا کے لیے ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے۔

نماز جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ

میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو جائے اور سب لوگ میت کے لیے نماز جنازہ کی نیت کریں۔ نیت کر کے دونوں ہاتھ تکبیر تحریمہ کی مثل کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھ لیں۔ پھر سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھیں۔اس کے بعد پھر ایک بار اللہ اکبر کہیں مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ

اٹھائیں۔ اس کے بعد درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود شریف پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں۔ اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں۔ اس تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کریں۔ اگر وہ بالغ ہو خواہ مرد ہو یا عورت، یہ دعا پڑھیں۔

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ))

یا یہ دعا پڑھے یا دونوں ہی پڑھ لے

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَکْرِمْ مَنْزِلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِنْ اَھْلِهٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ))

اگر میت نابالغ لڑکا ہو یا ایسا مرد ہو جو بالغی سے مجنون ہو تو یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا))

اگر نابالغ لڑکی ہو یا بچپن سے مجنون عورت ہو تو یہی دعا ان الفاظ سے پڑھیں:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً))

مسئلہ: اگر کسی شخص کو نماز جنازہ کی منقول دعا یاد نہ ہو تو اس کو صرف اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کہہ دینا کافی ہے۔ اگر یہ بھی نہ کہہ سکے اور صرف چار تکبیروں پر اکتفا کرے تب بھی نماز جنازہ ہو جائے گی اس لیے کہ یہ دعا فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے اور اسی طرح درود شریف بھی فرض نہیں ہے۔

جب یہ دعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ

اٹھائیں۔ اس تکبیر کے بعد ہاتھ کھول دیں اور سلام پھیر دیں۔ اگر ہاتھ باندھے باندھے سلام پھیرا اس کے بعد ہاتھ چھوڑے تو اس کی بھی گنجائش ہے اور یہ اختلاف صرف اولویت کا ہے۔ سلام میں امام میت کی طرف کے مقتدیوں کی اور حفاظت کے فرشتوں کی نیت کرے جب کہ مقتدی جس طرف میت اور امام ہو اس طرف ان کی اور دونوں طرف دیگر مقتدیوں اور حفاظت کے فرشتوں کی نیت کرے۔

مسئلہ: نماز جنازہ امام اور مقتدی دونوں کے حق میں یکساں ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے۔ ثنا، درود اور دعا دونوں ہی آہستہ آواز سے پڑھیں گے یہی سنت ہے۔

مسئلہ: نماز جنازہ میں التحیات اور قرآن مجید کی تلاوت نہیں ہے۔ تلاوت کی نیت سے قرآن پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ پہلی تکبیر کے بعد ثنا کے ساتھ یا ثنا کے بغیر سورہ فاتحہ کو حمد و ثناء کی نیت سے پڑھ سکتے ہیں تلاوت کی نیت سے نہیں۔

نماز جنازہ کے بعد دعا

نماز جنازہ در حقیقت میت کے لیے خود دعا ہے۔ سلام پھیرنے کے بعد وہیں ٹھہر کر دعا میں مشغول ہونے میں دو خرابیاں ہیں۔ ایک یہ کہ چونکہ سلام کے بعد وہیں ٹھہر کر دعا کرنا شرع سے ثابت نہیں اس لیے یہ دین میں اپنی طرف سے اضافہ ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اس سے جنازہ لے جانے میں تاخیر ہوتی ہے جب کہ شرع کا حکم ہے کہ جنازہ لے جانے میں جلدی کرو۔ ہاں چلتے چلتے لوگ میت کے لیے اپنے اپنے طور پر دعا کرتے جائیں تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

نماز جنازہ میں صف بندی

مسئلہ: جنازے کی نماز میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں کر دی جائیں یہاں تک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تو ایک آدمی ان میں سے امام بنا دیا جائے اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہوں اور دوسری صف میں دو اور تیسری میں ایک اور اگر آدمی زیادہ ہوں تو پانچ یا سات وغیرہ طاق صفیں بنانا مستحب ہے۔

نماز جنازہ کے مفسدات

مسئلہ: جنازے کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن چیزوں سے دوسری نمازوں میں فساد آ جاتا ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ جنازے کی نماز میں قہقہے سے وضو نہیں جاتا اور عورت کی محاذات سے بھی اس میں فساد نہیں آتا۔

مسجد میں نماز جنازہ

مسئلہ: جنازے کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنج وقتی نمازوں اور جمعہ کی نماز کے لیے بنائی گئی ہو خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد سے باہر اور نماز پڑھنے والے اندر ہوں۔ ہاں جو خاص نماز جنازہ کے لیے بنائی گئی ہو اس میں مکروہ نہیں۔

ایک وقت میں اگر کئی جنازے جمع ہوں

3: اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازے کی نماز علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہیے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ایک جنازے کے آگے دوسرا جنازہ رکھ دیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف اور یہ صورت اس لیے بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے مقابل ہو جائے گا جو مسنون ہے۔

مسئلہ: اگر جنازے مختلف اصناف کے ہوں تو اس ترتیب سے ان کی صف قائم کی جائے کہ امام کے قریب مردوں کے جنازے ہوں ان کے بعد لڑکوں کے اور ان کے بعد بالغ عورتوں کے اور ان کے بعد نابالغ لڑکیوں کے۔

مسئلہ: جب بالغوں اور نابالغوں کی نماز جنازہ اکٹھی پڑھی جائے تو پہلے بالغوں کی دعا پڑھیں پھر بچوں اور نابالغوں کی دعا پڑھیں۔

نماز جنازہ میں امامت کا حقدار

جنازہ کی نماز میں امامت کا استحقاق سب سے زیادہ بادشاہ وقت کو ہے گو تقویٰ

اور پرہیز گاری میں اس سے بہتر لوگ بھی وہاں موجود ہوں۔ اگر بادشاہ وقت وہاں نہ ہو تو اس کا نائب یعنی جو شخص اس کی طرف سے حاکم شہر ہو وہ مستحق امامت ہے اور وہ بھی نہ ہو تو قاضی شہر، وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب۔ ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امام بنانا ان کے اذن کے بغیر جائز نہیں ان ہی کو امام بنانا واجب ہے اگر ان میں سے کوئی وہاں موجود نہ ہو تو اگر محلہ کی مسجد کا امام میت کے ولی سے افضل ہو تو مستحب یہ ہے کہ امام محلہ زیادہ حقدار ہے اور اگر کوئی ولی اس سے بہتر ہو تو پھر ولی زیادہ حقدار ہے یا وہ شخص جس کو ولی اجازت دے دے۔

مسئلہ: اگر میت کے ولی کی اجازت کے بغیر کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی ہو جس کو امامت کا استحقاق نہیں اور ولی خود اس نماز میں شریک نہ ہوا ہو تو ولی کو اختیار ہے کہ اسی میت پر پھر دوبارہ نماز پڑھ لے، حتیٰ کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو تب بھی اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے تاوقتیکہ نعش کے پھٹ جانے کا خیال نہ ہو۔

مسئلہ: اگر بادشاہ وقت وغیرہ کے موجود نہ ہونے کے وقت ولی میت نے نماز پڑھائی ہو تو بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہیں بلکہ اگر بادشاہ وقت وغیرہ کی موجودگی میں ولی میت نماز پڑھا دے تب بھی بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہ ہوگا گو ایسی حالت میں بادشاہ وقت وغیرہ کو امام نہ بنانے سے ترک واجب کا گناہ میت کے اولیاء پر ہوگا۔

مسئلہ: جس صورت میں ولی کو میت پر نماز جنازہ کے اعادہ کا حق ہے اور وہ اعادہ کرے تو جو لوگ پہلی نماز میں شریک نہیں تھے وہ ولی کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں اور جو لوگ پہلی نماز میں شریک تھے وہ ولی کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے۔

مسئلہ: اگر میت نے وصیت کی کہ فلاں شخص میری نماز پڑھائے یا فلاں شخص مجھے غسل دے تو اس وصیت کو پورا کرنا لازم نہیں ہے اور اس وصیت سے ولی کا حق ختم نہیں ہوگا۔ ولی کو اختیار ہے کہ چاہے خود پڑھائے یا کسی اور سے پڑھوائے یا جس کے بارے میں میت نے خواہش ظاہر کی ہے اس سے پڑھوائے۔

متفرقات

مسئلہ: میت کی نماز میں اس غرض سے تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔

مسئلہ: جنازے کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں جب کہ کوئی عذر نہ ہو۔

مسئلہ: ولی کے جنازہ پڑھ لینے کے بعد پھر کسی کو دوبارہ پڑھنے کا اختیار نہیں ہے۔

مسئلہ: جو شخص ملبے کے نیچے دب کر مر جائے اور کوشش کے باوجود وہاں سے نکالا نہ جا سکے تو جب تک گمان غالب ہو کہ میت پھولی پھٹی نہیں ہوگی اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

مسئلہ: کافر اور مسلمان ایک جگہ جل کر مر جائیں اور ان کے درمیان شناخت نہ ہو سکے تو دونوں کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھیں اور نیت یہ کریں کہ ان میں سے مسلمان پر پڑھ رہے ہیں۔

مسئلہ: فرض نماز کی جماعت کے وقت میں اگر جنازہ آ جائے تو آج کل کے دور میں بعد کی سنت مؤکدہ کے بعد نماز جنازہ پڑھی جائے کیونکہ لوگوں میں سستی کی وجہ سے سنت مؤکدہ کے ترک ہونے کا خطرہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ

رسول اللہ ﷺ پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز جنازہ انفراداً پڑھی اور نماز اسی طرح پڑھی گئی جس طرح سے مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ ایک جماعت حجرہ شریفہ میں داخل ہوتی اور وہ لوگ بلا کسی امام کے نماز پڑھتے۔ جب یہ فارغ ہو کر نکلتی تو دوسری جماعت داخل ہوتی۔ نبی ﷺ کی تدفین میں تاخیر کی بڑی وجہ یہی تھی کیونکہ حجرہ شریفہ بہت چھوٹا تھا اور ہر شخص کو نماز پڑھنی تھی۔

نبی ﷺ کی وفات پر جب لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نماز جنازہ کے

بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہ طریقہ بتایا اور اس کی ہدایت خود نبی کریم ﷺ اپنی زندگی میں فرما چکے تھے۔

جنازہ لے چلنے کے احکام

مسئلہ: جب میت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کے لیے جہاں قبر کھدی ہے لے جانا چاہیے۔

مسئلہ: اگر میت کوئی شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہیے کہ اس کو دست بدست لے جائیں یعنی ایک اس کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا لے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے۔ اسی طرح بدلتے ہوئے لے جائیں اور اگر میت کوئی بڑا آدمی ہو تو اس کو کسی چارپائی وغیرہ پر رکھ کر لے جائیں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے۔ میت کی چارپائی ہاتھوں سے اٹھا کر کندھوں پر رکھنا چاہیے۔ میت کو مثل مال و اسباب کے شانوں پر لادنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا عذر اس کا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھ کر لے جانا مکروہ ہے اور عذر ہو تو بلا کراہت جائز ہے مثلاً قبرستان بہت دور ہو۔

مسئلہ: میت کے اٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے چارپائی کا اگلا داہنا پایہ اپنے داہنے شانہ پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے۔ اس کے بعد پچھلا داہنا پایہ داہنے شانہ پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے اس کے بعد اگلا بایاں پایہ بائیں شانے پر رکھ کر دس قدم چلے پھر پچھلا بایاں پایہ بائیں شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے تاکہ چاروں پایوں کو ملا کر چالیس قدم ہو جائیں۔

مسئلہ: جنازے کا تیز قدم لے جانا مسنون ہے مگر نہ اس قدر کہ نعش کو حرکت و اضطراب ہونے لگے۔

مسئلہ: جو لوگ جنازے کے ہمراہ جائیں ان کو قبل اس کے کہ جنازہ شانوں سے اتارا جائے بیٹھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ جنازہ رکھنے کے بعد اگر کوئی ضرورت اور مجبوری نہ ہو تو بیٹھ جائیں۔ بلا مجبوری کے کھڑے رہنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: جو لوگ جنازے کے ساتھ ہوں ان کو جنازہ کے پیچھے چلنا مستحب ہے۔ اگرچہ جنازے کے آگے چلنا بھی جائز ہے۔ ہاں اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائیں تو مکروہ تنزیہی ہے۔ اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر اس سے دوسروں کو تکلیف بھی ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: جنازے کے ہمراہ پا پیادہ چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔

مسئلہ: جنازے کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔ بعض کے نزدیک یہ کراہت تحریمی ہے۔ اسی طرح کلمہ شہادت کا اعلان کرتے ہوئے جنازہ اٹھانا بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: عورتوں کو جنازے کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: رونے والی عورتوں یا بین کرنے والیوں کا جنازہ کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔

مسئلہ: جنازہ دیکھ کر میت کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونا جائز نہیں اور یہ کوئی سنت نہیں ہے۔ ایسے ہی چلتے ہوئے رکنا بھی جائز نہیں۔ البتہ اس غرض سے رکنا کہ جنازہ کے گزرنے میں سہولت ہو تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ جب جنازہ سامنے سے گزرے یا جنازے پر نظر پڑے تو یہ دعا پڑھے۔

((سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ))

شہید کے احکام

شہید اس شخص کو کہتے ہیں جس کے لیے کسی خاص سبب سے جنت کی شہادت دی گئی ہے۔ پھر شہید کی دو قسمیں ہیں۔

قسم اول

جس کے لیے صرف آخرت میں شہادت کا ثواب ہوتا ہے۔ غسل اور کفن دفن میں اس کا وہی حکم ہے جو عام مردوں کا ہے یعنی غسل بھی دیا جائے گا اور کفن بھی دیا

جائے گا۔ اس قسم کے شہید بہت سے ہیں مثلاً:

- جو پیٹ کی بیماری جیسے اسہال میں مرے۔
- پانی میں ڈوب کر مرا یا آگ میں جل کر مرا۔
- جس پر دیوار وغیرہ گر پڑے اور مر جائے یا سواری کے حادثہ سے مر جائے۔
- جو مسافرت میں مرا۔
- جو بخار میں مرا۔
- کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو یا کسی موذی جانور سانپ وغیرہ کے کاٹنے سے مرا ہو۔
- علم دین کی طلب میں مرا ہو۔
- کفار سے سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے مرا ہو۔
- جو مرض طاعون سے مرا۔
- جو عورت بچہ پیدا ہونے سے مرے خواہ وضع حمل کے وقت مرے یا اس کے بعد نفاس کی مدت پوری ہونے سے پہلے کسی وقت مرے۔

(۱) **تنبیہ:** ان کے علاوہ اور بھی بہت سی صورتیں ہیں۔

(۲) **تنبیہ:** اس قسم کی شہادت کا یہ مطلب نہیں کہ ان کو اصلی اور کامل شہید جیسا اجر و ثواب ملتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کے اجر و ثواب کی جنس وہی ہوگی جو کامل شہید کے اجر و ثواب کی ہے اگرچہ دونوں ثوابوں کی مقدار میں خاصا فرق ہے۔

قسم دوم:

یعنی کامل شہید۔

اس سے مراد وہ مکلّف مسلمان ہے جو بے گناہ بطور ظلم کسی آلہ جارحہ سے قتل کیا گیا ہو اور قتل سے مال واجب نہ ہوا ہو بلکہ قصاص واجب ہوا ہو یا کسی کافر حربی یا باغی یا ڈاکو نے آلہ جارحہ سے یا کسی دوسرے آلہ سے قتل کیا ہو یا وہ اس کے قتل کا سبب ہوئے ہوں مثلاً اس کے راستے میں بڑے بڑے پتھر ڈال دیے ہوں جن سے ٹکرا کر

مرجائے یا اس پر پانی پھینکا ہو جس میں مسلمان ڈوب گیا ہو اور اس نے راحت دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو۔

ایسے شہید کو غسل نہیں دیا جاتا بلکہ خون سمیت ہی دفن کیا جاتا ہے۔

کامل شہید کی شرائط

- مسلمان ہونا، پس غیر مسلم کے لیے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہوسکتی۔
- مکلف یعنی عاقل بالغ ہونا، پس جو شخص حالت جنون وغیرہ میں مارا جائے یا عدم بلوغ کی حالت میں تو اس کے لیے شہادت کے وہ احکام جن کا ذکر آگے ہے ثابت نہ ہوں گے۔
- حدث اکبر سے پاک ہونا، اگر کوئی حالت جنابت میں یا کوئی عورت حیض و نفاس میں شہید ہو جائے تو اس کے لیے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔
- بے گناہ مقتول ہونا، پس اگر کوئی شخص بے گناہ مقتول نہیں ہوا بلکہ جرم شرعی کی سزا میں مارا گیا ہو تو اس کے لیے شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔
- اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آلہ جارحہ سے مارا گیا ہو مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے مارا جائے تو اس پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے لیکن لوہا مطلقاً آلہ جارحہ کے حکم میں ہے گو اس میں دھار نہ ہو۔ اسی طرح آگ بھی آلہ جارحہ ہے۔

اور اگر کوئی شخص حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکوؤں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو یا ان کے معرکہ جنگ میں مقتول ملے تو اس میں آلہ جارحہ سے مقتول ہونے کی شرط نہیں حتیٰ کہ کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ ماریں اور مرجائے تو شہید کے احکام اس پر جاری ہو جائیں گے۔ اور یہ بھی شرط نہیں کہ وہ لوگ خود قتل کے مرتکب ہوئے ہوں بلکہ اگر وہ قتل کا سبب ہی ہوئے ہوں یعنی ان سے وہ امور صادر ہوئے ہوں جو قتل کا باعث بنے ہوں تب بھی شہید کے احکام جاری ہوں گے مثلاً:

- کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور سے کسی مسلمان کو روند ڈالا اور خود بھی اس پر

سوار تھا۔

- کوئی مسلمان کسی جانور پر سوار تھا اس جانور کو کسی حربی وغیرہ نے بھگایا جس کی وجہ سے مسلمان اس جانور سے گر کر مر گیا۔
- کسی حربی وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز میں آگ لگا دی جس سے کوئی جل کر مر گیا۔
- اس قتل کی سزا میں ابتدائی طور پر شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض مقرر نہ ہوا ہو بلکہ قصاص واجب ہوا ہو، پس اگر مالی عوض مقرر ہوگا تو اس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے گو ظلماً مارا جائے۔ مثلاً
- کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلہ جارحہ سے قتل کر دے۔
- کوئی مسلمان کسی مسلمان کو آلہ جارحہ سے قتل کرے مگر خطا سے مثلاً کسی جانور پر یا کسی نشانے پر حملہ کر رہا ہو اور وہ کسی انسان کے لگ جائے۔
- کوئی شخص کسی جگہ سوائے معرکہ جنگ کے مقتول پایا جائے اور کوئی قاتل اس کا معلوم نہ ہو، ان سب صورتوں میں چونکہ اس قتل کے عوض میں مال واجب ہوتا ہے، قصاص نہیں واجب ہوتا، اس لیے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

اگر ابتداء میں قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی مانع کے سبب سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلے میں مال واجب ہوا ہو تو وہاں شہید کے احکام جاری ہوں گے مثلاً کوئی آلہ جارحہ سے قصداً ظلماً مارا گیا لیکن قاتل میں اور مقتول کے ورثہ میں کچھ مال کے عوض صلح ہوگئی تو اس صورت میں چونکہ ابتداء میں قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتداء میں واجب نہیں ہوا تھا بلکہ صلح کے سبب سے واجب ہوا اس لیے یہاں شہید کے احکام جاری ہوں گے۔ اسی طرح اگر باپ نے اپنے بیٹے کو قصداً اور ظلماً آلہ جارحہ سے قتل کر دیا تو بیٹے پر شہید کے احکام جاری ہوں گے۔ کیونکہ اس صورت میں بھی ابتدائً قصاص واجب ہوا تھا مال واجب نہیں ہوا تھا پھر باپ کے احترام کی وجہ سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلے میں مال واجب ہوا۔

● زخم لگنے کے بعد زندگی کی راحت وتمتع کی کوئی بات مثل کھانے پینے سونے دوا کرنے، خرید وفروخت وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئے اور نہ ایک نماز کے وقت کے بقدر اس حالت میں گزرے کہ وہ ہوش وحواس میں ہو اور نماز پر قادر بھی ہو اور نہ اس کو حالت ہوش میں معرکہ سے اٹھا کر لائیں۔ ہاں اگر جانوروں یا گاڑیوں کے نیچے آ جانے کے خوف سے اٹھا لائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا۔ پس اگر کوئی شخص زخم کے بعد زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا۔ اس لیے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان سے ہے۔ اسی طرح کوئی شخص وصیت کرے تو وہ وصیت اگر کسی دنیوی معاملہ میں ہو تو وہ شہید کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اگر دینی معاملہ میں ہو تو خارج نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص معرکہ جنگ میں شہید ہوا ہو اور اس سے یہ باتیں صادر ہوں اور جنگ ختم ہو چکی ہو تو شہید کے احکام سے خارج ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ لیکن یہ شخص اگر لڑائی میں شہید ہوا ہے اور ہنوز لڑائی ختم نہیں ہوئی تو باوجود مذکورہ باتوں کے وہ بھی شہید ہے۔

مسئلہ: جس شہید میں یہ سب شرائط پائی جائیں اس کا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے زائل نہ کیا جائے۔ اسی طرح اس کو دفن کر دیں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہو ان کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اتاریں۔ ہاں اگر اس کے کپڑے عدد مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون کے پورا کرنے کے لیے اور کپڑے زیادہ کر دیے جائیں۔ اسی طرح اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے کفن مسنون سے زیادہ ہوں تو زائد کپڑے اتار لیے جائیں اور اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو جیسے پوستین وغیرہ تو ان کو اتارنا چاہیے۔ ٹوپی، جوتہ، ہتھیار وغیرہ ہر حال میں اتار لیے جائیں گے اور باقی سب احکام جو اور میتوں کے لیے ہیں مثلاً نماز وغیرہ کے وہ سب ان کے حق میں بھی جاری ہوں گے۔ اگر کسی شہید میں ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور دوسرے

مردوں کی طرح کفن بھی پہنایا جائے گا۔

دفن کے احکام

مسئلہ: میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کا غسل اور اس کی نماز فرض کفایہ ہیں۔

مسئلہ: میت کی قبر کم از کم اس کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور قد سے زیادہ نہ ہونی چاہیے اور وہ میت کے قد کے برابر لمبی ہو اور بغلی قبر (لحد) بہ نسبت صندوقی قبر (شق) کے بہتر ہے۔ ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی قبر کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی نہ کھودی جائے۔

مسئلہ: یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا اور مجبوری ہو تو لوہے کا مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھادی جائے۔

مسئلہ: جب قبر تیار ہو جائے تو میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اتاریں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو ہو کر میت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیں۔ اس طرح سے اتارنا مستحب ہے۔

مسئلہ: قبر میں اتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں۔ نبی کریم ﷺ کو آپ کی قبر مقدس میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔ حضرت علی، حضرت عباس، اور ان کے بیٹے حضرت فضل رضی اللہ عنہم چوتھے کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ صہیب ہیں یا مغیرہ ہیں۔ ابو رافع ہیں یا صالح ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

مسئلہ: قبر میں میت کو رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ: میت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اس کو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے اور اس میں میت کی پیٹھ کی طرف مٹی یا اس کے ڈھیلے رکھ دیں تا کہ میت داہنی کروٹ پر قائم رہے۔ اسی طرح میت کے سر کے نیچے بھی کچھ مٹی یا ڈھیلا رکھ دینا چاہیے۔

مسئلہ: قبر میں رکھ دینے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی اس کو کھول دیا جائے۔

مسئلہ: اس کے بعد کچی اینٹوں یا نرکل سے بند کر دیں۔ میت کے گرد پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے۔ ہاں جہاں زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختے رکھ دینا یا صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔ میت کے اوپر کی طرف یعنی قبر کا شق پاٹنے میں بلا ضرورت بھی لکڑی، پتھر سیمنٹ کے سلیب اور لوہا وغیرہ لگانا جائز ہے۔

مسئلہ: عورت کو قبر میں اتارنے کے لیے بہتر ہے کہ اس کے ذی رحم محرم ہوں۔ وہ نہ ہوں تو محرم ہوں اور وہ بھی نہ ہوں تو اجنبی اتاریں۔

مسئلہ: عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: مردوں کے دفن کے وقت قبر پر پردہ کرنا نہ چاہیے البتہ اگر عذر ہو مثلاً بارش ہو رہی ہو یا برف گر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ: جب میت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اس کی قبر سے نکلی ہو وہ سب اس پر ڈال دیں اور اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ تحریمی ہے جب کہ بہت زیادہ ہو کہ قبر ایک بالشت سے بہت زیادہ اونچی ہو جائے گی اور اگر تھوڑی سی ہو تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: قبر میں کوئی چیز مثلاً چٹائی یا چادر نہ بچھائی جائے اور میت کو مٹی پر لٹایا جائے۔

مسئلہ: قبر میں مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتداء کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے اور پہلی مرتبہ پڑھے **مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ** اور دوسری مرتبہ **فِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ** اور تیسری مرتبہ **وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى**۔

مسئلہ: دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا اور میت کے لیے قبلہ رخ کھڑے ہو کر اور

ہاتھ اٹھا کر دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے۔ اسی طرح قبر کے سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پائنتی کی طرف سورہ بقرہ کی آخری آیات پڑھنا مستحب ہے لیکن یہ پڑھتے ہوئے قبر پر انگلی نہ رکھی جائے۔

مسئلہ: مٹی ڈال چکنے کے بعد قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے۔

مسئلہ: کسی میت کو چھوٹا ہو یا بڑا مکان کے اندر دفن نہ کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔

مسئلہ: قبر کو مربع بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ مستحب یہ ہے کہ اونٹ کے کوہان کی طرح اٹھی ہوئی بنائی جائے اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونی چاہیے۔

مسئلہ: قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ قبر پر گچ کرنا اور اس کو پختہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ گارے سے لیپنا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر میت کو قبر میں قبلہ رو کرنا یاد نہ رہے اور دفن کر دینے یا مٹی ڈال دینے کے بعد خیال آئے تو پھر قبلہ رو کرنے کے لیے اس کی قبر کھولنا جائز نہیں۔ ہاں اگر صرف تختے رکھے گئے ہوں مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو تختے ہٹا کر اس کو قبلہ رو کر دینا چاہیے۔

مسئلہ: میت کو قبر میں رکھتے وقت اذان کہنا بدعت ہے۔

مسئلہ: میت کو قبر میں رکھ کر اور اوپر پتھر لگا کر مٹی ڈالتے ہوئے اگر پتھر نیچے گر جائیں تو اگر پتھر مٹی سے چھپ گئے تھے تو اکھاڑنا جائز نہیں۔ ویسے ہی مٹی ڈال دی جائے اور اگر پتھر ابھی نہ چھپے ہوں تو پتھر اکھاڑ کر درست کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: جب میت خاک ہو جائے تو اس کی قبر میں دوسرے کو دفن کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: ایک قبر میں ایک سے زیادہ نعش کو دفن نہ کرنا چاہیے مگر شدید ضرورت کے وقت جائز ہے۔ پھر اگر سب مردے مرد ہی مرد ہوں تو جو ان سب میں افضل ہو اس کو آگے رکھیں باقی سب کو اس کے پیچھے درجہ بدرجہ رکھ دیں اور اگر کچھ مرد ہوں اور کچھ عورتیں ہوں تو مردوں کو آگے رکھیں اور ان کے پیچھے عورتوں کو۔ اگر ہو سکے تو دو نعشوں کے

درمیان کچھ مٹی رکھ دی جائے یہ مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص کشتی یا جہاز پر مرجائے اور زمین وہاں سے اس قدر دور ہو کہ نعش کے خراب ہونے کا خوف ہو تو اس وقت چاہیے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فارغ ہو کر اور اس کے ساتھ کوئی وزنی چیز باندھ کر اس کو دریا میں ڈال دیں اور اگر کنارہ اس قدر دور نہ ہو اور وہاں جلدی اترنے کی امید ہو تو اس نعش کو رکھ چھوڑیں اور زمین میں دفن کر دیں۔

مسئلہ: جب قبر پر مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کو قبر سے نکالنا جائز نہیں۔ اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو نکالنا جائز ہے۔ مثلاً جس زمین میں اس کو دفن کیا ہے وہ کسی دوسرے کی ملک ہو اور وہ اس کے دفن پر راضی نہ ہو یا کسی میت کو غصب شدہ کپڑے کا کفن دے کر دفن کر دیا گیا ہو اور مالک بعینہٖ اپنا کپڑا لینے پر مصر ہو۔

مسئلہ: کچھ عرصہ کے لیے میت کو قبر میں امانت کے طور پر رکھنا اور پھر وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا یہ بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے وہ بچہ نکال لیا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مرجائے اور مال والا مانگے تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے لیکن اگر مردہ مال چھوڑ کر مرا ہے تو اس کے ترکہ میں سے وہ مال ادا کر دیا جائے اور پیٹ چاک نہ کیا جائے۔

مسئلہ: دفن سے قبل نعش کو ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کے لیے لے جانا خلاف اولیٰ ہے جب کہ وہ دوسرا مقام ایک میل یا دو میل سے زیادہ نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں اور مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ ایک مرجوح قول کے مطابق جائز ہے۔ اور دفن کے بعد نعش کو کھود کر لے جانا تو ہر حالت میں ناجائز ہے۔

مسئلہ: میت کی تعریف کرنا خواہ نظم میں ہو یا نثر میں، جائز ہے بشرطیکہ تعریف میں کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو اور وہ تعریفیں بیان نہ کی جائیں جو اس میں نہ ہوں۔

مسئلہ: قبر میں جب سیلاب آجائے یا اس کے دریا برد ہونے کا خطرہ ہو تو میت کو کسی

دوسری جگہ منتقل کرنے کی گنجائش ہے۔

مسئلہ: قبر پر زینت کی غرض سے پھول ڈالنا یا پھولوں کی چادر چڑھانا ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: رسول اللہ ﷺ نے تر ٹہنی ایسی قبروں پر لگائی جس میں مردوں کو عذاب ہو رہا تھا اور فرمایا کہ ٹہنی کے خشک ہونے تک امید ہے کہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ ہمیں کسی قبر میں مردے کو عذاب ہونے کا علم نہیں لہٰذا ہمارا اس پر ٹہنی گاڑنا یا پھول ڈالنا بے اصل بات ہوگی۔

مسئلہ: ضرورت ہو تو قبر پر علامت کے لیے کتبہ لگانا اور اس پر میت کا نام اور تاریخ وفات لکھنا جائز ہے۔ احتیاط اس میں یہ ہے کہ کتبہ قبر کے سرہانے سے کچھ ہٹ کر لگایا جائے۔ قرآن پاک کی آیت یا کوئی شعر یا میت کی مدح لکھنا ناجائز ہے۔

مسئلہ: مسلمانوں کے عام قبرستان میں دفن کرنا مسنون ہے۔ اس کے خلاف کسی خاص مقام میں دفن کرنا مکروہ ہے۔ عالم اور بزرگ کو کسی مدرسہ یا مسجد یا اور کسی خاص مقام میں دفن کرنا بھی اسی ضابطہ کے تحت مکروہ ہے۔

مسئلہ: قبر پر قبہ بنوانا یا چھت ڈلوانا ناجائز ہے۔ بزرگوں کی قبر پر مزار اور گنبد بنانا بھی ناجائز ہے۔

تنبیہ: رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک پر جو گنبد ہے وہ اس ضابطہ کے تحت نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کی وفات چھت والے کمرے میں ہوئی اور انبیاء علیہم السلام کی تدفین کے ضابطہ کے مطابق آپ ﷺ کی تدفین اسی کمرے میں ہوئی۔ چھت چونکہ پہلے سے موجود تھی تو گنبد اس چھت کی مضبوطی کے لیے بنا ہے۔ کھلی جگہ پر گنبد یا چھت تعمیر نہیں کی گئی۔

مسئلہ: قبر پر چلنا، بیٹھنا اور ٹیک لگانا منع ہے۔

مسئلہ: کسی بھی قبر کو بوسہ دینا جائز نہیں۔

تعزیت کا بیان

تعزیت کا مطلب ہے اہل میت کو تسلی دینا اور صبر میں رغبت دلانا اور ان کے لیے صبر کی اور میت کے لیے بخشش کی دعا کرنا۔

مسئلہ: محلہ والوں اور قرابت داروں اور دوست آشنا کو تعزیت کے لیے جانا باعث ثواب ہے۔

مسئلہ: تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے اور اس کے بعد مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا جس سے تعزیت کی جاتی ہو وہ موجود نہ ہو بعد میں آئے تو تین دن کے بعد تعزیت کرنے میں کراہت نہیں۔

مسئلہ: دفن سے پہلے بھی تعزیت جائز ہے مگر اَولیٰ اور افضل یہ ہے کہ دفن کے بعد ہو۔ البتہ اگر اہل میت دفن سے پہلے ہی بہت بے قرار ہوں تو ان کی تسکین کے لیے دفن سے پہلے تعزیت کر لی جائے۔

مسئلہ: تعزیت کی تکرار مکروہ ہے۔ اسی طرح قبر کے نزدیک بھی تعزیت کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: مستحب ہے کہ تعزیت عام ہو یعنی میت کے سب اقارب کو تعزیت کرے خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے۔

مسئلہ: تعزیت میں مندرجہ ذیل کلمات یا اسی طرح کے کوئی دوسرے الفاظ کہنا مستحب ہے۔

☼ ۱ ((اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَکَ وَاَحْسَنَ اللّٰہُ عَزَائَکَ وَغَفَرَ لِمَیِّتِکَ))

”اللہ تعالیٰ تمہارے اجر کو زیادہ کرے اور تمہارے صبر کو اچھا کرے اور تمہاری میت کی بخشش کرے۔“

۲ ☼ ((اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی))

”بے شک اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے نزدیک ایک مقررہ میعاد ہے۔“

مسئلہ: کافر کی صرف تعزیت جائز ہے۔ اس کے جنازہ میں شریک ہونا یا اس کے لیے

دعائے مغفرت کرنا نا جائز ہے۔ اس کی تعزیت میں یہ الفاظ کہے جائیں۔

((اَخْلَفَ اللّٰہُ عَلَیْکَ خَیْرًا مِّنْہُ وَ اَصْلَحَکَ))

''اللہ تعالیٰ تمہاری اصلاح احوال کرے (یعنی اسلام کے ذریعے کہ تم اسلام قبول کرلو) اور تمہیں اس سے بہتر عطا فرمائیں (کہ وہ مسلمان ہو)''

تنبیہ: بریکٹ میں لکھے ہوئے مضمون کی دل میں نیت کرتے ہوئے تعزیت کے الفاظ کہے جائیں۔

مسئلہ: تعزیت میں دعا کی طرح ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے کیونکہ اس میں دوسرے کو خطاب کر کے دعا دی جاتی ہے۔

مسئلہ: گھر کے دروازے پر تعزیت کے لیے بیٹھنا نا جائز ہے۔ مسجد میں اس غرض سے بیٹھنا بھی مکروہ ہے۔ گھر کے اندر تعزیت کے لیے بیٹھنے میں کوئی گناہ نہیں لیکن خلاف اولیٰ ہے۔ لہٰذا اس کو چھوڑنا ہی بہتر ہے۔

مسئلہ: اہل میت کے پڑوسیوں اور دور کے رشتہ داروں کے لیے مستحب ہے کہ وہ ایک دن ایک رات کا کھانا تیار کر کے میت والوں کے یہاں بھیجیں اور اگر وہ غم کی وجہ سے نہ کھائیں تو اصرار کر کے ان کو کھلائیں۔

زیارت قبور

مسئلہ: مردوں کے لیے قبرستان جانا مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں کم از کم ایک بار قبرستان جائے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ جمعہ کا دن ہو۔

مسئلہ: بزرگوں کی قبر کی زیارت کے لیے سفر کرنا بھی جائز ہے جب کہ کوئی عقیدہ اور عمل شرع کے خلاف نہ ہو۔

مسئلہ: جب قبرستان میں داخل ہوں تو وہاں کے سب اہل قبور کی نیت کر کے ان کو ایک بار سلام کرنا چاہیے۔ سلام ان الفاظ سے کرنا چاہیے۔

((اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ

بِالْاَثَرِ))

''سلام ہو تم پر اے قبر والو۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ تم ہم سے آگے جانے والے ہو اور ہم پیچھے پیچھے آ رہے ہیں''

مسئلہ: عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں۔ آج کل کے حالات میں تو بوڑھی عورتوں کا جانا بھی جائز نہیں۔

ایصال ثواب

مسئلہ: جتنا ہو سکے قرآن پاک پڑھ کر میت کو ثواب پہنچا سکتے ہیں مثلاً سورہ فاتحہ، سورہ یٰسین، تبارک الّذی، سورہ اَلْھَاکُمُ التَّکَاثُر یا سورہ قُلْ ھُوَ اللہ گیارہ بار یا سات بار جتنا آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ کر دعا کریں کہ یا اللہ اس کا ثواب صاحب قبر کو پہنچا دیں۔

بدنی عبادت کے ذریعہ ایصال ثواب کے دلائل یہ ہیں:

❑ ۱ سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ یوں فرمایا:

((مَنْ یَّضْمَنُ لِیْ مِنْکُمْ اَنْ یُّصَلِّیَ فِی مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَکْعَتَیْنِ اَوْ اَرْبَعًا وَیَقُوْلُ ھٰذَا لِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ)) (باب فی ذکر البصرہ کتاب الملاحم)

''تم میں سے کون مجھے ضمانت دیتا ہے کہ وہ مسجد عشار میں جا کر دو یا چار رکعت نماز پڑھے اور کہے کہ یہ ابو ہریرہ کے لیے ہے۔''

۲ ❑ ((عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَاَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ کَلَامِکَ لِاَھْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کَانُوْا شُفَعَاءَ لَہٗ اِلَی اللّٰہِ))

(رواہ ابو القاسم سعد بن علی)

(تفسیر مظہری سورہ نجم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان میں جائے اور سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص اور سورہ تکاثر کی تلاوت کرے پھر کہے کہ (یا اللہ) میں نے آپ کے کلام کا جو حصہ تلاوت کیا اس کا ثواب میں قبرستان کے مسلمان مردوں اور عورتوں کو دیتا ہوں تو وہ قبرستان والے اللہ کے ہاں اس کے شفیع ہوں گے۔''

مسئلہ: مالی اور بدنی دونوں قسم کی نفلی عبادات کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ خواہ وہ کام آج کیا ہو یا اس سے پہلے عمر بھر میں کبھی کیا تھا۔ دونوں کا ثواب پہنچ سکتا ہے۔

فرض عبادت کا ثواب بھی دوسروں کو دیا جا سکتا ہے یا نہیں اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض نے جائز کہا ہے اور بعض نے منع کیا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی عبادت کا ثواب کئی اشخاص کو مشترک طور پر بخشا مثلاً ایک روپیہ صدقہ کیا اور اس کا ثواب دس مردوں کو بخش دیا تو آیا ہر میت کو پورے ایک ایک روپیہ کا ثواب ملے گا یا ایک ہی روپیہ کا ثواب سب مردوں میں تھوڑا تھوڑا تقسیم ہوگا اس کی قرآن و سنت میں تو کوئی صراحت نہیں ملتی۔ احتمال دونوں ہیں بہتر یہی ہے کہ اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ پر ہی چھوڑ دیا جائے۔

پوسٹ مارٹم یعنی بعد از مرگ معائنہ

- مروجہ پوسٹ مارٹم معائنہ مندرجہ ذیل اغراض کے لیے کیا جاتا ہے۔
  - ۱ غیر معلوم نعش کی شناخت کرنا۔
  - ۲ موت کے سبب کی اور موت کے بعد کی مدت کی تعیین کرنا۔
  - ۳ نومولود میں اس امر کی تحقیق کرنا کہ پیدائش کے وقت وہ زندہ تھا اور اس میں زندہ رہنے کی قابلیت تھی یا نہیں۔
- مروجہ پوسٹ مارٹم معائنہ کا ایک اصول یہ ہے کہ نعش کا ظاہری معائنہ بھی تفصیلاً ہو اور اندرونی اعضاء کا معائنہ بھی مکمل و مفصل ہو۔ لہٰذا کھوپڑی بھی کھولی جاتی ہے اور سینہ اور پیٹ بھی چاک کیے جاتے ہیں۔

- بعد از مرگ شرعی اصول۔
- رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے مردہ کی ہڈی توڑنا ایسا ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔ نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے تم نہ مال غنیمت میں سے چوری کرو اور نہ عہد شکنی کرو اور نہ مثلہ کرو۔
- جیسے کسی زندہ کے جسم کو ایذاء پہنچانا حرام ہے اسی طرح موت کے بعد اس کے جسم کو توڑ پھوڑ اور کاٹ چھانٹ سے محفوظ رکھنا واجب ہے اور اس میں مسلم اور غیر مسلم برابر ہیں۔
- کسی شرعی ضرورت کی وجہ سے مثلاً پیٹ میں کسی زندہ بچے کی حفاظت کی خاطر اور کسی آدمی کے حق کی خاطر میت کا حق حرمت باطل ہو جاتا ہے۔
- جو کام کسی ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے جائز ہو وہ مجبوری کے بقدر جائز ہوگا اس سے زیادہ جائز نہیں۔
- ستر کا چھپانا جس طرح زندگی میں فرض ہے اسی طرح موت کے بعد بھی فرض ہے۔
- مذکورہ شرعی اصولوں کا حاصل یہ ہے:

۱ میت کے بیرونی معائنہ میں ستر اور پردے کے احکام کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

۲ میت کے جسم کی چیر پھاڑ کرنا اس کے احترام کے منافی ہے۔ جب تک کوئی قوی شرعی وجہ ایسی نہ ہو کہ اس کے سامنے نعش کی بے حرمتی کو نظر انداز کیا جا سکے چیر پھاڑ جائز نہیں۔

۳ جہاں ظاہری معائنہ سے موت کا سبب مثلاً قتل وغیرہ کا علم ہو جاتا ہے وہاں چیر پھاڑ کرنا بالکل حرام ہے۔

تشریح الابدان کے لیے نعش کی کاٹ چھانٹ

اس میں مندرجہ ذیل قباحتیں ہیں۔

۱ نعش کی ہتک حرمت ہوتی ہے اور ستر کا لحاظ نہیں رہتا۔

❑ ۲ شرعی حکم کہ لاش کا مثلہ نہ کرو اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

❑ ۳ میت اپنے حق یعنی تکفین و تدفین سے محروم رہتی ہے۔ اس سے باخبر مسلمان بھی گناہ گار ٹھہرتے ہیں۔

مسئلہ: موجودہ دور میں مصنوعی ڈھانچے اور مصنوعی اعضاء تیار کرنا ناممکن نہیں۔ لہٰذا مصنوعی ذرائع اور تصاویر کے ذریعہ تشریح الابدان کی تعلیم میں مدد لی جاسکتی ہے۔

انسانی اعضاء کی پیوند کاری

اس وقت انسانی دل، گردہ اور آنکھ کے قرنیہ کی پیوند کاری کی جا رہی ہے۔ اس عمل میں دو احتمال ہیں۔

- عطیہ دینے والا (Donor) کوئی زندہ شخص ہو جیسے ایک گردے کا عطیہ کرنے میں ہوتا ہے۔
- عطیہ دینے والا مردہ ہو۔

مسئلہ: جہاں تک زندہ کا تعلق ہے تو انسان کے اعضاء و اجزاء انسان کی اپنی ملکیت نہیں ہیں جن میں وہ مالکانہ تصرف کر سکے۔ اس لیے ایک انسان اپنی جان یا اپنے اعضاء و جوارح کو بیچ سکتا ہے نہ کسی کو ہدیہ کرسکتا ہے اور نہ ان کو اپنے اختیار سے ضائع کرسکتا ہے۔

مسئلہ: زندہ انسان کے صرف کار آمد اعضاء ہی کا نہیں بلکہ قطع شدہ بیکار اعضاء و اجزاء کا استعمال بھی حرام ہے۔

مسئلہ: جہاں تک مردہ کا تعلق ہے اس کے کسی عضو کی قطع و برید بھی نا جائز ہے اور اس معاملہ میں کسی کی اجازت اور رضا مندی سے بھی اس کے اعضاء و اجزاء کے استعمال کی اجازت نہیں ہے۔ اس میں مسلم و کافر سب کا حکم یکساں ہے۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀

باب: ۲۸

زکوٰۃ کا بیان

مالدار شخص کے مخصوص قسم کے مال پر شریعت کی جانب سے جو متعین حصہ سال بہ سال عبادت کی نیت سے اس کے مستحق لوگوں کو دینا اور مالک بنانا فرض کیا گیا ہے اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔

زکوٰۃ کس قسم کے مال پر فرض ہے

زکوٰۃ اس قسم کے مال پر فرض ہوتی ہے جو یا تو حقیقتاً بڑھنے والا ہو یعنی توالد وتناسل اور تجارت سے بڑھنے والا ہو (مثلا چوپائے اور مال تجارت) یا حکماً بڑھنے والا ہو یعنی وہ اگرچہ حقیقتاً تو نہیں بڑھتا لیکن مالک اگر اس کو بڑھانا چاہے تو وہ اس پر قادر ہے (مثلاً روپیہ پیسہ یا سونا چاندی جو کسی کے پاس ہو)

زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں

♦ مال دار کا آزاد ہونا

♦ مال دار کا مسلمان ہونا

پس کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے خواہ وہ کافر اصلی ہو یا مرتد ہو۔ اور اسلام جیسا کہ فرض ہونے کی شرط ہے ایسے ہی زکوٰۃ کے باقی رہنے کی بھی شرط ہے۔ لہٰذا اگر زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد مرتد ہو گیا تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔

♦ زکوٰۃ کی فرضیت کا علم ہونا

اگرچہ وہ حکماً ہو جیسا کہ آدمی کا دارالاسلام (یعنی مسلمانوں کے ملک) میں ہونا کیونکہ یہاں بے علمی عذر نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی کافر دارالحرب میں اسلام لے آیا اور چند سال تک وہاں رہا تو اگر اس کو زکوٰۃ کی فرضیت کا علم تھا تو اس پر اس زمانے کی زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہوگی اور اگر

اس کو فرضیت کا علم ہی نہ تھا تو اس مدت کی زکوٰۃ اس پر فرض نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر کوئی ذمی دارالاسلام میں مسلمان ہوا تو اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہوگی خواہ وہ فرضیت جانتا ہو یا نہ جانتا ہو کیونکہ دارالاسلام میں جہل اور لاعلمی عذر نہیں ہے۔

♦ صاحب عقل ہونا

مسئلہ: جنون دو قسم کا ہوتا ہے۔ اصلی اور طاری۔ اصلی جنون وہ جنون ہے کہ وہ شخص جنون کی حالت ہی میں بالغ ہوا ہو۔ اس پر جنون کی حالت میں بھی زکوٰۃ فرض نہیں اور افاقہ کے بعد گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ اس سے ساقط ہے۔

جنون طاری وہ جنون ہے جو بلوغت کے بعد لاحق اور طاری ہوا ہو۔ جنون اگر پورے ایک سال تک طاری رہے تو زکوٰۃ فرض نہیں اور جب سے افاقہ ہوگا اس وقت سے سال شروع ہوگا اور اگر نصاب کا مالک ہونے کے بعد سال کے کسی حصہ میں اول یا اخیر میں بہت دنوں کے لیے یا تھوڑے دنوں کے لیے افاقہ ہوگیا تو زکوٰۃ لازم ہوگی۔

مسئلہ: جس شخص پر طویل بے ہوشی طاری ہو جائے خواہ وہ سال بھر تک رہے تو افاقہ کے بعد اس مدت کی زکوٰۃ فرض ہوگی۔

♦ بالغ ہونا

پس نابالغ بچے پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے اس لیے کہ زکوٰۃ محض عبادت ہے۔

♦ بقدر نصاب مال کا مالک ہونا

مسئلہ: اگر آدمی مال دار نہیں ہے بلکہ کہیں سے مال ملنے کی امید تھی اس امید پر مال ملنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دی تو یہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ جب مال مل جائے اور اس پر سال گزر جائے تو پھر زکوٰۃ دینی چاہیے۔

♦ ملکیت کے علاوہ اس پر قبضہ بھی ہو

مسئلہ: جو مال گم ہوگیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کر لیا اور مالک کے پاس غصب کرنے کا کچھ ثبوت نہ ہو یا جنگل میں دفن کر دیا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا۔ جب یہ اموال مالک کو مل گئے تو اس پر قبضہ نہ ہونے کے زمانے کی زکوٰۃ فرض نہیں۔

مسئلہ: جو مال رہن (گروی) رکھا ہوا ہو اور مرتہن کے قبضہ میں ہو تو اس کی زکوٰۃ نہ راہن پر ہے کیونکہ اس پر اس کا قبضہ نہیں ہے اور نہ مرتہن پر ہے کیونکہ وہ اس کی ملکیت نہیں ہے۔ اور راہن جب اپنا مال چھڑا لے تو زمانہ رہن کے گزرے ہوئے سالوں کی زکوٰۃ بھی اس کے ذمہ نہیں ہے۔

مسئلہ: جو مال تجارت کے لیے خریدا اور سال بھر تک اس پر خریدار نے قبضہ نہیں کیا تو قبضہ سے پہلے اس پر زکوٰۃ فرض نہیں لیکن قبضہ کے بعد جب سال گزرے گا اس کی زکوۃ دینا فرض ہوگی۔

◆ مال نصاب کا قرض سے فارغ ہونا

مسئلہ: کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ہے اور اتنی ہی رقم کا وہ قرض دار ہے تو بھی زکوٰۃ فرض نہیں۔

مسئلہ: اگر اتنے کا قرض دار ہے کہ قرضہ ادا ہو کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت بچتی ہے تو زکوٰۃ فرض ہے۔

مسئلہ: کسی کی کفالت یا ضمانت اٹھانے کی وجہ سے جو قرض اپنے ذمہ میں آجائے اتنی مقدار کو پہلے کل مال میں سے منہا کیا جائے گا۔ پھر باقی مال کو دیکھا جائے گا کہ نصاب کے بقدر ہے یا نہیں۔

مسئلہ: کسی نے پچھلے سال کی زکوٰۃ ابھی ادا نہیں کی کہ اس سال کی زکوٰۃ کا وقت آ گیا تو اس کے ذمہ میں پچھلے سال کی زکوٰۃ کی دین داری ہے۔ اس سال کا حساب کرتے ہوئے کل مال میں سے پچھلے سال کی واجب الادا رقم منہا کرنے کے بعد باقی رقم کو دیکھیں گے کہ نصاب کے بقدر ہے یا نہیں۔

مسئلہ: کسی شخص پر اس کی بیوی کا مہر موجل ہے اور وہ فی الحال اس کے دینے کا ارادہ نہیں رکھتا تو فی الحال اس کے مال میں سے مہر کی رقم منہا نہیں کی جائے گی بلکہ موجودہ رقم کو دیکھیں گے کہ نصاب کے برابر ہے یا نہیں۔ اور اگر باوجود موجل ہونے کے وہ فی الحال

ادا کرنے کی فکر میں ہے تو پھر مہر کی رقم اس کے موجودہ مال میں سے منہا کر کے حساب کیا جائے گا۔

نوٹ: اوپر کے مسائل اس صورت میں ہیں جب زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے قرض اور دین ذمہ میں آچکا ہو اور اگر زکوٰۃ واجب ہوجانے کے بعد قرض یا دین ذمہ میں آئے تو اس سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی۔

♦ مال نصاب کا نامی یعنی بڑھنے والا ہونا

خواہ حقیقتاً بڑھنے والا ہو یعنی توالدو تناسل اور تجارت سے بڑھنے والا ہو یا حکماً بڑھنے والا ہو یعنی اس طور سے ہو کہ اگر مالک اس کو بڑھانا چاہے تو وہ اس پر قادر ہے جیسے سونا چاندی کہ آدمی اس کو تجارت میں لگا کر بڑھا سکتا ہے۔

مسئلہ: دانتوں کو سونے کی تاروں سے باندھا ہو یا سونے کا خول چڑھایا گیا ہو اس سونے پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ: گھر کی ضرورت کا سامان جیسے برتن، کراکری، میز کرسیاں، فرنیچر، بجلی کا سامان، سجاوٹ کا سامان، اے سی، ریفریجریٹر، فریزر، مسالہ پیسنے کی مشینیں وغیرہ اور رہنے سہنے کا مکان اور پہننے کے کپڑے، سچے موتیوں کے ہار اور امی ٹیشن (Imitation) کی جیولری، سواری مثلاً کار وغیرہ ان چیزوں میں زکوٰۃ واجب نہیں چاہے جتنی ہوں اور چاہے روزمرہ کے کام میں آتی ہوں یا نہیں۔

مسئلہ: کسی کے پاس پانچ دس گھر ہیں ان کو کرایہ پر چلاتا ہے تو ان مکانوں پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں چاہے جتنی قیمت کے ہوں۔

مسئلہ: کسی نے چالیس پچاس ہزار کے برتن خرید لیے اور ان کو کرایہ پر دیتا ہے تو ان پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

مسئلہ: عورتوں کے پہننے کے کامدار جوڑے چاہے وہ کتنے قیمتی ہوں ان پر زکوٰۃ نہیں۔ البتہ ان پر سونے چاندی کا کام ہو تو اس کی مقدار کو دیگر مال کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔

مسئلہ: کارخانے میں جو مشینیں لگی ہوں ان کی مالیت پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

مسئلہ: مرغی خانہ اور مچھلی کے تالاب کی زمین، مکان اور متعلقہ سامان پر زکوٰۃ نہیں۔ مرغیاں اور چوزے خریدتے وقت اگر خود انہی کو بیچنے کی نیت ہو تو ان کی مالیت پر زکوٰۃ فرض ہے اور اگر ان کے بجائے ان کے انڈے اور بچے بیچنے کی نیت ہے تو زکوٰۃ نہیں۔ پھر اگر انڈے بچے جمع ہو جائیں تو ان پر بھی زکوٰۃ نہیں۔ البتہ ان کو فروخت کر دیا ہو اور ان کی قیمت حاصل ہوئی ہو تو اس میں اسی مال کی زکوٰۃ کا قاعدہ جاری ہوگا۔ مچھلیاں یا ان کے بچے خرید کر تالاب میں ڈالے ہوں تو ان کی مالیت پر زکوٰۃ فرض ہے ورنہ نہیں۔

♦ قدر نصاب مال پر چاند کے حساب سے سال کا گزرنا

مسئلہ: اگر نصاب سال کے اول و آخر میں پورا ہو تو درمیان سال میں اس میں کمی آ جانے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی۔ مثلاً کسی کے پاس آٹھ تولہ سونا چار مہینے یا چھ مہینے تک رہا پھر وہ کم ہو گیا اور دو تین مہینے کے بعد پھر اور مل گیا تب بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ غرض کہ جب سال کے اول و آخر میں مال دار ہو اور سال کے بیچ میں کچھ دن اس مقدار سے کم رہ جائے تو بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ بیچ میں تھوڑے دن کم ہو جانے سے زکوٰۃ معاف نہیں ہوتی۔ لیکن اگر سب مال جاتا رہے اس کے بعد پھر نئے سرے سے مال حاصل ہو تو جب سے دوبارہ حاصل ہوا ہے تب سے سال کا حساب کیا جائے گا۔

مسئلہ: کسی کے پاس مثلاً آٹھ نو تولہ سونا تھا یا اس کی قیمت کے برابر روپے تھے لیکن سال گزرنے سے پہلے پہلے سارا مال جاتا رہا پورا سال نہیں گزرنے پایا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی کے پاس سو تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے برابر (مثلاً آٹھ ہزار) روپے رکھے تھے۔ پھر سال پورا ہونے سے پہلے پہلے ایک ہزار روپے اور مل گئے (یا دس تولہ چاندی مل گئی) تو ان ہزار روپوں کا یا دس تولہ چاندی کا حساب الگ نہ کریں گے بلکہ اس سو تولہ کے ساتھ دس تولہ یا آٹھ ہزار کے ساتھ ایک ہزار روپوں کو ملا دیں گے اور

جب سو تولہ چاندی یا آٹھ ہزار روپے پر سال پورا ہوگا تو پورے ایک سو دس تولہ چاندی یا نو ہزار روپے کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور ایسا سمجھیں گے کہ پورے ایک سو دس تولہ چاندی یا نو ہزار روپے پر سال گزر گیا۔ دوران سال میں نصاب پر زائد ملنے والے مال کو مال مستفاد کہتے ہیں۔

ادائیگی زکوٰۃ کی شرط

زکوٰۃ کی ادائیگی کی شرط یہ ہے کہ زکوٰۃ دیتے وقت متصل ہی زکوٰۃ دینے کی نیت کرے یا جو کچھ زکوٰۃ اپنے ذمہ واجب ہے اس کو اپنے مال سے نکال کر علیحدہ کرتے وقت متصل ہی زکوٰۃ دینے کی نیت کرے۔

مسئلہ: جس وقت زکوٰۃ کا روپیہ کسی غریب کو دے اس وقت اپنے دل میں اتنا ضرور خیال کر لے کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں۔ اگر یہ نیت نہیں کی یوں ہی دے دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دینا چاہیے اور جتنا دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔

مسئلہ: اگر فقیر کو دیتے وقت یہ نیت نہیں کی تو جب تک وہ مال فقیر کے پاس رہے اس وقت تک یہ نیت کر لینا درست ہے۔ اب نیت کر لینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ البتہ جب فقیر نے وہ مال خرچ کر ڈالا اس وقت نیت کرنے کا اعتبار نہیں ہے اب پھر سے زکوٰۃ دے۔

مسئلہ: کسی نے زکوٰۃ کی نیت سے سو روپے نکال کر الگ رکھ لیے کہ جب کوئی مستحق ملے گا اس کو دے دیں گے۔ پھر جب فقیر کو دیا اس وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا بھول گیا تب بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت سے نکال کر الگ نہ رکھتا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوتی۔

مسئلہ: کسی کو زکوۃ دینے کے لیے اپنا نائب اور وکیل بنایا۔ وکیل کو زکوٰۃ دیتے وقت بھی زکوٰۃ کی نیت کا ہونا کافی ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص کو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے وکیل کیا اور (مالک نے) وکیل کو مال زکوٰۃ دیتے وقت نیت کر لی پھر وکیل نے بغیر نیت کے فقراء کو دے دیا تو یہ ادائیگی زکوٰۃ کی ہوگی۔

ادائیگی زکوٰۃ کا وقت

جب مال زکوٰۃ پر سال پورا ہو جائے تو زکوٰۃ کا فوراً ادا کرنا واجب ہے۔ بغیر عذر تاخیر کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ بہرحال اگلے سال زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے پہلے ضرور سبکدوش ہو جائے۔

مسئلہ: اگر کوئی مال دار آدمی جس پر زکوٰۃ واجب ہے سال گزرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دے اور سال کے پورا ہونے کا انتظار نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: مال دار آدمی اگر کئی سال کی زکوٰۃ پیشگی (Advance) دے دے تو یہ بھی جائز ہے لیکن اگر کسی سال مال بڑھ گیا تو زائد مال کی زکوٰۃ بھی دینا ہوگی۔

مسئلہ: کسی کے پاس دس ہزار روپے رکھے ہوئے ہیں اور دس ہزار روپے کہیں اور سے ملنے کی امید ہے اس نے پورے بیس ہزار روپے کی زکوٰۃ سال پورا ہونے سے پہلے ہی پیشگی دے دی یہ بھی درست ہے۔ لیکن اگر سال کے ختم پر روپیہ نصاب سے کم ہو گیا تو زکوٰۃ معاف ہوگئی اور وہ دیا ہوا صدقہ نافلہ بن گیا۔

مسئلہ: جتنی زکوٰۃ فرض تھی اس سے زائد نکال دی تو زائد کو اگلے سال کی زکوٰۃ میں محسوب کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ: کسی کے مال پر پورا سال گزر گیا لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں نکالی تھی کہ مال چوری ہو گیا یا اور کسی طرح جاتا رہا تو زکوٰۃ بھی معاف ہوگئی۔ اگر خود اپنا مال کسی کو دے دیا یا اور کسی طرح اپنے اختیار سے ضائع کر ڈالا تو جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ معاف نہیں ہوئی بلکہ دینا پڑے گی۔

مسئلہ: سال پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا تب بھی زکوٰۃ معاف ہوگئی۔

سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کا بیان

۱۔ سونے چاندی کا نصاب

- کسی کے پاس فقط سونا ہو تو نصاب ساڑھے سات تولہ یعنی 87.48 گرام سونا ہے۔
- کسی کے پاس فقط چاندی ہو تو نصاب ساڑھے باون تولہ یعنی 612.35 گرام چاندی ہے۔
- کسی کے پاس ● کچھ سونا اور کچھ چاندی ہو یا ● کچھ سونا اور نقدی (روپیہ پیسہ) ہو یا ● کچھ چاندی اور نقدی ہو یا ● کچھ سونا کچھ چاندی اور کچھ نقدی ہو تو ان چاروں صورتوں میں مجموعہ کی قیمت کا ساڑھے باون تولہ چاندی یا (اگر کبھی سونے کے نرخ چاندی کے مقابلہ میں بہت گر جائیں اور ساڑھے سات تولہ سونے کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سے کم رہ جائے تو) ساڑھے سات تولہ سونے کی قیمت کے برابر ہو۔

مسئلہ: کسی کے پاس ڈیڑھ تولہ سونا اور چار تولے چاندی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ اس مجموعہ کی کل مالیت آج کل ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سے زیادہ ہے۔

مسئلہ: کسی کے پاس تین تولہ سونا اور کچھ نقد رقم ہو مثلاً صرف پانچ روپے ہی ہوں تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ روپے اور سونا ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سے زیادہ مالیت بنتی ہے۔

۲۔ کھوٹ ملے سونے اور چاندی کا حکم

اگر سونے چاندی میں کھوٹ ملا ہو اور کھوٹ کم ہو یا برابر ہو تو یہ سونا چاندی خالص کے حکم میں ہے اور اگر کھوٹ زیادہ ہو تو یہ سونا چاندی لوہے تانبے کے حکم میں ہے۔

زکوٰۃ کے باب میں اس ضابطہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے پاس سو تولہ وزن کا کھوٹ ملا چاندی کا برتن ہو اور کھوٹ کم ہو اور اس کے پاس ڈھائی تولہ خالص چاندی بھی ہے۔ زکوٰۃ میں اگر وہ خالص چاندی دیتا ہے تو پورے ڈھائی تولہ دینا ہوگی اور اگر

موجودہ روپوں میں دے تو کھوٹ ملی چاندی کی قیمت کا چالیسواں حصہ دے۔

مسئلہ: اگر کسی چیز میں کھوٹ زیادہ ہو اور سونا چاندی تھوڑی مقدار میں ہو تو اگر سونے چاندی کو پگھلا کر کھوٹ سے الگ کیا جا سکتا ہے اور وہ الگ ہو کر نصاب کی مقدار کے برابر ہو تو اس کی زکوٰۃ نکالی جائے گی۔ اور اگر نصاب کی مقدار سے کم ہو لیکن مالک کے پاس کچھ اور سونا یا چاندی یا نقدی یا مال تجارت ہو اور ملا کر نصاب کے برابر یا زائد ہو تو کھوٹ ملے سونا چاندی کو بھی جمع کر کے زکوٰۃ نکالی جائے گی۔

اسی طرح ملاوٹ کرنے سے جتنے کیرٹ کا سونا بنا اس کی قیمت سے زکوٰۃ کا حساب لگے گا مثلاً اگر زیور 20 کیرٹ سونے کا بنا ہو تو 20 کیرٹ سونے کا جو نرخ ہو اس کا اعتبار ہوگا یہ اس صورت میں ہے جب روپوں میں زکوٰۃ دی جائے۔

۳۔ جب سونے کے زیور کی زکوۃ کسی دوسری جنس میں مثلاً روپیہ یا چاندی سے ادا کی جائے یا چاندی کے زیور کی زکوۃ روپیہ یا سونے سے ادا کی جائے تو اس زیور کی بنوائی کی اجرت بھی لگا کر کل کو اس زیور کی قیمت قرار دی جائے گی اور اب اس کا چالیسواں حصہ زکوۃ میں واجب ہوگا۔ البتہ اگر کہیں یہ رواج ہو کہ زیور کی خرید وفروخت کے بنوائی نہ لگاتے ہوں وہاں اس کو نہ لگائیں گے بلکہ جس قدر سونا یا چاندی اس زیور میں ہو صرف اس کی قیمت لگائی جائے گی۔ ہمارے علاقوں میں یہ رواج ہے کہ اگر سنار یا صراف سے زیور خریدیں تو وہ بنوائی لگاتا ہے اور اگر اس کے ہاتھ فروخت کریں تو نہیں لگاتا۔ لہٰذا قاعدے کی بناء پر زیورات کا مالک اگر ان کا تاجر ہے تو وہ زکوۃ میں بنوائی بھی لگائے اور اگر ان کا مالک تاجر نہیں محض استعمال کرنے والا ہے تو وہ نہ لگائے۔

۴۔ سونے اور چاندی میں مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے خواہ وہ ڈھلے ہوئے سکے ہوں یا کچی دھات ہو یا بنا ہوا زیور اور برتن وغیرہ ہو۔

مسئلہ: سونے چاندی کے زیور اور سچا گوٹہ ٹھپہ سب پر زکوٰۃ واجب ہے جب کہ نصاب کے برابر ہو خواہ عورت ان کو پہنتی ہو یا بند رکھے ہوں اور کبھی نہ پہنتی ہو۔

مسئلہ: پہننے کے کپڑوں میں اگر سچا کام ہے اور اتنا ہے کہ اگر چاندی چھڑائی جائے اور

باقی مال اگر ہو اور اس کے ساتھ ملائی جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت بن جاتی ہے تو اس کام والی چاندی کی مقدار پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ: اگر بعض زیور میں لاکھ بھری ہوئی ہو یا نگ جڑے ہوئے ہوں تو سنار سے سونے چاندی کی مقدار کا صحیح اندازہ کرا کے ان کی زکوٰۃ دی جائے۔ اندازہ کے بعد بھی زکوٰۃ دینے والا احتیاطاً کچھ زیادہ دے دے۔ زیور جب اپنے استعمال کے لیے ہو تو جڑے ہوئے نگوں کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

مسئلہ: سونے چاندی کا برتن یا زیور ہو اگر سونے کے زیور کی زکوٰۃ سونے میں اور چاندی کے زیور کی چاندی میں ادا کریں تو خواہ وہ اپنے استعمال کے لیے ہو یا فروخت کے لیے ہو وزن کے اعتبار سے چالیسواں حصہ واجب ہوگا اور اگر سونے کے زیور کی زکوٰۃ چاندی میں یا روپوں میں ادا کریں تو اگر خرید وفروخت دونوں میں کہیں بنوائی کی اجرت بھی شامل کرتے ہوں تو زیور کی بنوائی کی اجرت بھی لگا کر مجموعہ کو اس زیور کی قیمت قرار دے کر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں واجب ہوگا۔ اور اگر کہیں یہ رواج ہو کہ خرید و فروخت کے وقت بنوائی نہ لگاتے ہوں وہاں اس کو نہ لگائیں گے صرف سونے کی قیمت جس حیثیت کا اس زیور میں سونا ہوگا لگائیں گے۔ ہمارے علاقوں میں یہ رواج ہے کہ سنار یا صراف سے زیور خریدو تو وہ بنوائی لگاتا ہے اور اگر اس کے ہاتھ بیچو تو نہیں لگاتا لہٰذا اس صورت میں زیورات کا مالک اگر زیورات کا تاجر ہے تب تو وہ خلاف جنس میں زکوٰۃ ادا کرنے کی صورت میں زکوٰۃ میں بنوائی بھی لگائے اور اگر تاجر نہیں ہے محض اپنے استعمال میں لاتا ہے تو وہ نہ لگائے۔

مال تجارت کی زکوٰۃ کا بیان

تجارتی مال خواہ کسی قسم کا ہو جب اس کی قیمت سونے یا چاندی میں سے کسی کے نصاب کی قیمت کے برابر ہوگی تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ: سونے چاندی کے سوا اور چیزیں جتنی ہیں جیسے لوہا، تانبا، پیتل، گلٹ رانگ وغیرہ اور ان چیزوں کے بنے ہوئے برتن وغیرہ اور کپڑے، جوتے اور اس کے سوا جو کچھ سامان ہو

اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو بیچتا اور سوداگری کرتا ہے تو دیکھو وہ سامان کتنا ہے اگر اتنا ہے کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کے برابر ہے تو جب سال گزر جائے تو اس سوداگری کے سامان میں زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر وہ مال سوداگری کے لیے نہیں ہے تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے چاہے جتنا مال ہو اگر لاکھوں روپیہ کا مال ہو تب بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ: تجارت کا مال وہ کہلائے گا جس کو اس ارادے سے خریدا ہو کہ اس کی تجارت کریں گے۔ اگر کسی نے اپنے گھر کے خرچ کے لیے یا شادی وغیرہ کے لیے چاول خریدے پھر ارادہ ہو گیا کہ لاؤ اس کی تجارت کرلیں تو یہ مال تجارت کا نہیں ہے اور اس پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں ہے۔ اسی طرح اگر اپنا گھر بنانے کے لیے زمین خریدی پھر کچھ عرصہ کے بعد ارادہ ہوا کہ اس کو فروخت کر دیں تو وہ تجارت اور سوداگری کا مال نہیں ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ ان کی فروخت پر جو قیمت ملے وہ سونا چاندی ہو یا روپے پیسے ہوں یا کوئی اور شے ہو اس میں اس چیز سے متعلق زکوٰۃ کے احکام جاری ہوں گے۔

مسئلہ: اگر تجارت کی غرض سے مثلاً کوئی زمین خریدی پھر اس کو فروخت کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور اس پر اپنے استعمال کا مکان بنانے کا ارادہ کرلیا تو وہ تجارت کی نہیں رہی اس کے بعد پھر ارادہ بدل گیا اور اس کو فروخت کی نیت کر لی تو وہ مال تجارت نہیں بنے گی اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ: تجارت کی نیت سے خرید کردہ زمین اور دکان اور برائے فروخت تعمیر کردہ مکانات ودکانات کی موجودہ مالیت پر زکوٰۃ فرض ہے۔

مسئلہ: کمپنی کے حصص (Shares) اگر خریدے ہوئے ہوں تو ان کی موجودہ قیمت پر زکوٰۃ فرض ہے۔

مسئلہ: مال تجارت میں زکوٰۃ کا حساب لگاتے وقت قیمت فروخت کا اعتبار ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی اپنا مال تخفیف (Discount) کی مختلف شرحوں کے ساتھ فروخت کرتا ہے تو (Discount) کی جس شرح پر وہ عام طور سے فروخت کرتا ہے اسی کے حساب

سے قیمت لگائی جائے گی۔

روپے پیسوں کی زکوٰۃ کا بیان

اگر کسی کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے میں سے جس کی قیمت بھی کمتر ہو اس کے برابر روپے پیسے ہوں اور ان پر سال گزر جائے تو اس نقدی پر زکوٰۃ فرض ہے جو کہ کل کا ڈھائی فیصد ہے۔

مسئلہ: حاجات اصلیہ مثلاً تعمیر مکان کے لیے یا شادی کرنے کے لیے کسی کے پاس نصاب سے زائد رقم موجود ہو اور اس پر سال گزر جائے تو اس رقم پر زکوٰۃ فرض ہے۔ البتہ اگر سال پورا ہونے سے قبل اس رقم سے تعمیر مکان کا سامان یا گھریلو استعمال کی اشیاء خرید لے تو زکوٰۃ فرض نہ ہوئی۔

مسئلہ: اگر جمع شدہ مال (خواہ نقدی ہو یا سونا چاندی یا کچھ اور) خالص حرام ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ اور اگر حرام اور حلال سے مخلوط ہے تو حرام مال کی مقدار اس میں سے نکال کر باقی حلال اگر بقدر نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

مسئلہ: بینکوں اور بچت کے دیگر اداروں میں جو جائز رقم جمع کرائی گئی ہو اس پر بھی زکوٰۃ ادا کرنی فرض ہے۔

مسئلہ: ایک کاشتکار اپنی سو من گندم کی پیداوار سے عشر ادا کر دیتا ہے اور باقی گندم کو فروخت کر کے روپے لیتا ہے۔ یہ روپے اس کے پاس اگر سال بھر تک رہیں تو ان کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

قرض پر وجوب زکوٰۃ کا بیان

اگر کسی پر تمہارا قرض آتا ہے تو اس قرض پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ یہاں قرض سے مراد ہر وہ رقم ہے جو کسی کے ذمہ واجب ہو خواہ کسی بھی وجہ سے ہو اس کو دَین بھی کہتے ہیں۔ دَین اور قرض کی تین قسمیں ہیں۔

دَین قوی

وہ یہ کہ نقد روپیہ یا سونا چاندی کسی کو قرض دیا یا تجارت کا سامان بیچا اور اس کی

قیمت ابھی وصول نہیں ہوئی۔ پھر ایک سال کے بعد یا دو تین برس کے بعد وصول ہوا تو اگر اتنی مقدار ہو جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ان سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر یکمشت وصول نہ ہو تو جب اس میں سے چالیس درہم یعنی ساڑھے دس تولہ چاندی کی قیمت بھی متفرق ہو کر ملے تو جب یہ مقدار پوری ہو جائے اتنی مقدار کی زکوٰۃ ادا کرے اور جب دے تو سب برسوں کی دے۔

مسئلہ: اگر قرض اور دَین مقدار زکوٰۃ سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ البتہ اگر اس کے پاس کچھ اور مال بھی ایسا ہو جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہو اور دونوں کو ملا کر مقدار پوری ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

دین متوسط

وہ یہ کہ نہ تو نقد روپیہ قرض دیا اور نہ ہی تجارت کا مال بیچا بلکہ کوئی اور چیز بیچی جو تجارت کی نہ تھی جیسے پہننے کے کپڑے بیچ ڈالے یا گھر کا سامان بیچ دیا اس کی قیمت وصول کرنی ہے اور وہ اتنی ہے جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ پھر وہ قیمت کئی برس کے بعد وصول ہو تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر سب ایک دفعہ کر کے وصول نہ ہو بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے ملے تو جب تک دو سو درہم یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر رقم وصول نہ ہو جائے تب تک زکوٰۃ واجب نہیں۔ جب اتنی رقم مل جائے تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔

مسئلہ: دین قوی اور دین متوسط میں یہ بھی کر سکتے ہیں کہ وصول ہونے سے پیشتر سال کے سال اس کی زکوٰۃ ادا کرتے رہیں تا کہ وصول ہونے کے بعد گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ذمہ میں نہ رہے۔

مسئلہ: دین قوی اور دین متوسط وصول ہونے کے بعد زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر قرضوں کو چند سال گزر گئے ہوں اور ان کی وصولی سے پیشتر ہی قرض خواہ مر جائے تو اس پر واجب نہیں کہ وہ وصیت کرے کہ قرض کی وصولی کے بعد اس کی طرف سے گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اور وارث پر بھی ان گزشتہ سالوں کی

زکوٰۃ واجب نہیں اور وارث کا سال مورث کی موت کے وقت سے شروع ہوگا۔

دین ضعیف

یہ وہ دین ہے جو مال کا بدل نہ ہو یعنی نہ تو نقدی یا سونے چاندی کے قرض کے بدلے میں ہو اور نہ ہی تجارتی یا غیر تجارتی سامان کی فروخت کے عوض میں واجب ہوا ہو مثلاً شوہر کے ذمہ مہر ہو جو ابھی نہ ملا ہو یا وصیت کا مال ہو جو وارث نے ابھی نہ دیا ہو یا دیت ہو جو قاتل نے ابھی تک ادا نہ کی ہو اور کئی برسوں کے بعد یہ مال ملا تو اس کی زکوٰۃ کا حساب ملنے کے دن سے ہے۔ پچھلے برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ: سرکاری ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ پر جب تک وہ ملازم کو نہ ملے زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ وہ بھی دین ضعیف میں شامل ہے۔

مسئلہ: جس قرض کے وصول ہونے کی امید نہ ہو یا تو اس وجہ سے کہ مقروض قرض سے منکر ہے اور قرض دینے پر گواہ موجود نہیں یا گواہ تو موجود ہیں لیکن انصاف ملنے کی امید نہیں۔ یا مقروض منکر تو نہیں مگر ٹال مٹول کرتا ہے اور اپنی رقم مقروض سے نکلوانے پر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے نا امیدی ہے تو ان دونوں صورتوں میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ اگر کسی طرح بعد میں کبھی قرض کی رقم واپس مل جائے تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا نہ کرنی پڑے گی۔

حج کے لیے رقم پر زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ: جس شخص نے حج کے لیے رقم حکومت کے پاس جمع کرائی ہوئی ہو اس دوران زکوٰۃ کا سال پورا ہو جائے تو وہ آمد و رفت اور معلم وغیرہ کی فیس منہا کر کے باقی رقم جو اس کو خرچ کے لیے واپس ملتی ہے اس کی زکوٰۃ نکالے۔

مسئلہ: جو رقم حج کے ارادہ سے اپنے ہی پاس رکھی ہو زکوٰۃ کا سال پورا ہونے پر اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔

زکوٰۃ کے مستحق لوگ

۱۰ غریب وفقیر

جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا یا اتنی ہی قیمت کا تجارتی سامان ہو اس کو شریعت میں مال دار کہتے ہیں۔ ایسے شخص کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اس کو زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور کھانا بھی حلال نہیں۔ اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی قیمت کا کوئی مال موجود ہو جو سوداگری کا تو نہیں لیکن ضرورت سے زائد ہے تو وہ بھی مال دار ہے۔ ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور کھانا بھی حلال نہیں اگرچہ خود اس قسم کے مال دار پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں۔ اور جس کے پاس اتنا مال نہیں بلکہ تھوڑا مال ہے یا کچھ بھی نہیں یعنی ایک دن کے گزارہ کے موافق بھی نہیں اس کو غریب کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور ان لوگوں کو لینا بھی درست ہے۔

مسئلہ: بڑی بڑی دیگیں، بڑے بڑے فرش وفروش اور شامیانے جن کی برسوں میں ایک آدھ دفعہ کہیں شادی بیاہ میں ضرورت پڑتی ہے اور روزمرہ ان کی ضرورت نہیں ہوتی وہ ضروری سامان میں شامل نہیں۔

مسئلہ: رہنے کا گھر اور پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے لیے نوکر چاکر اور سواری اور گھر کا سامان جو اکثر استعمال میں رہتا ہے یہ سب ضروری اسباب (سامان) میں داخل ہیں۔ ان کے ہونے سے مال دار نہیں ہوگا چاہے جتنی قیمت کا ہو اس لیے اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ: جن کتابوں کی آدمی کو ضرورت پڑتی رہتی ہے مثلاً طبیب کو طب کی کتابیں مدرس کو درس کی کتابیں عالم کو اپنے کام میں آنے والی کتابیں یہ بھی ضروری اسباب میں داخل ہیں۔ رہیں وہ کتابیں جن کی ضرورت نہ ہو مثلاً عام رسالے اور شعر و ادب کی کتابیں یا وہ کتابیں جو اب ضرورت کی نہ رہی ہوں وہ ضروری اسباب میں داخل نہیں۔

مسئلہ: کسی کے پانچ دس مکان ہیں جن کو کرایہ پر چلاتا ہے اور اس کی آمدنی سے گزر کرتا ہے یا ایک آدھ گاؤں ہے جس کی آمدنی آتی ہے لیکن بال بچے اور گھر میں کھانے پینے والے لوگ اتنے زیادہ ہیں کہ اچھی طرح بسر نہیں ہوسکتی اور تنگی رہتی ہے

اوراس کے پاس کوئی ایسا مال بھی نہیں جس میں زکوٰۃ واجب ہوتو ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ: نابالغ لڑکے کا باپ اگر مال دار ہوتو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور اگر لڑکا، لڑکی بالغ ہوگئے اور خود وہ مال دار نہیں لیکن ان کا باپ مال دار ہے تو ان کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ: اگر چھوٹے بچے کا باپ مال دار تو نہیں لیکن ماں مال دار ہے تو اس بچہ کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے جب کہ بچے کا اپنا مال بھی نہ ہو۔

مسئلہ: نابالغ بچہ یتیم ہو اور اس کا اپنا کچھ مال نہ ہو لیکن اس کی ماں مال دار ہو تو اس بچے کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔

مسئلہ: ایک عورت کا مہر دس ہزار روپیہ ہے لیکن اس کا شوہر بہت غریب ہے کہ ادا نہیں کرسکتا تو ایسی عورت کو بھی جب کہ وہ غریب ہو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر اس کا شوہر امیر ہے لیکن مہر دیتا نہیں یا اس نے مہر معاف کر دیا تو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر یہ امید ہے کہ جب مانگے گی تو شوہر ادا کردے گا کچھ تامل نہ کرے گا تو ایسی عورت کو زکوٰۃ کا پیسہ لینا درست نہیں۔

۲○ مقروض

کسی کے پاس دس ہزار روپے نقد موجود ہیں لیکن وہ پورے دس ہزار روپے یا اس سے بھی زائد کا قرض دار ہے تو اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر قرضہ دس ہزار روپے سے کم ہو تو دیکھو قرضہ دے کر کتنے روپے بچتے ہیں۔ اگر اتنے بچیں جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اگر اس سے کم بچیں تو دینا درست ہے۔

۳○ مسافر

مسئلہ: ایک شخص اپنے گھر کا بڑا مال دار ہے لیکن کہیں سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے

پاس کچھ نہیں رہا سارا مال چوری ہوگیا یا کوئی اور وجہ ایسی ہوئی کہ اب گھر تک پہنچنے کا بھی خرچ نہیں ہے اور گھر سے یا تو منگوانے کی کوئی صورت نہیں یا فوری طور پر آنا مشکل ہے۔ ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ اگر حاجی کے پاس راستہ میں روپیہ ختم ہوگیا اور اس کے گھر میں بہت مال و دولت ہے اس کو بھی زکوٰۃ دینا درست ہے۔

۴ فی سبیل اللہ

یعنی ہر وہ شخص جو اللہ کے دین کے لیے سعی کرتا ہے اور نیکی کے کام میں مشغول ہے لیکن فقیر اور محتاج ہے مثلاً جہاد کرنے والے تبلیغ دین کرنے والے، علوم دین کے سیکھنے سکھانے والے وغیرہ۔ ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔

مسئلہ: وہ طالب علم جو غنی اور مال دار ہو مگر طلب علم کی وجہ سے کمانے سے عاجز ہو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں۔

مسئلہ: کسی مدرسہ میں پڑھنے والا بالغ طالب علم جس کی کفالت اس کے والدین کرتے ہوں اور اس کی ضرورت کے تمام خرچے پورے کرتے ہوں لیکن وہ طالب علم خود مال دار نہ ہو تو اگر کسی نے اس کو زکوٰۃ دی تو اس کی زکوٰۃ ادا ہوگئی لیکن اس طالب علم کو نہ تو خود زکوٰۃ مانگنی چاہیے اور اگر کوئی دے تو کہہ دے کہ مجھے ضرورت نہیں۔

مسئلہ: خیراتی دواخانہ میں زکوٰۃ کا مصرف یہ ہے کہ اس رقم سے دوائیں خرید کر مساکین کو مفت دی جائیں۔ زکوٰۃ کی مد سے اس دواخانہ کے ڈاکٹروں اور دوسرے کارکنوں کو تنخواہ دینا اور دیگر اخراجات پورے کرنا جائز نہیں اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

مسئلہ: مدارس جو اہل حق کے ہوں ان میں زکوٰۃ دینا افضل ہے کیونکہ اس میں مسلمان کا زیادہ نفع ہے۔

۵ عامل

یہ وہ شخص ہے جس کو حاکم نے زکوٰۃ اور عشر کے وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہو۔ اس کو اس کے کام کی اجرت زکوٰۃ میں سے دی جاسکتی ہے اگرچہ وہ خود مال دار ہی

ہو۔ البتہ وہ عامل جو ہاشمی ہو اس کو زکوٰۃ سے اجرت نہیں دی جا سکتی کسی اور مد میں سے دی جائے۔

مسئلہ: مدارس کے سفیر عاملین کے حکم میں نہیں ہیں۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

مسئلہ: زکوٰۃ کا پیسہ کسی کافر کو دینا درست نہیں۔ مسلمان ہی کو دے اور زکوٰۃ، عشر، صدقہ، نذر اور کفارے کے سوا اور نفلی خیر خیرات کافر کو بھی دینا درست ہے۔

مسئلہ: زکوٰۃ کے پیسے سے مسجد بنوانا، کسی لاوارث مردہ کا گور و کفن کر دینا یا مردہ کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کر دینا یا کسی اور نیک کام میں لگا دینا درست نہیں۔ جب تک کسی مستحق کو نہ دیا جائے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ: اپنی زکوٰۃ کا پیسہ اپنے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی، پردادا پردادی وغیرہ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوا ہے ان کو دینا درست نہیں ہے۔ اسی طرح اپنی اولاد پوتے، پرپوتے، نواسے وغیرہ جو لوگ اس کی اولاد میں داخل ہوں ان کو بھی درست نہیں۔ ایسے ہی بیوی اپنے میاں کو اور میاں اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

مسئلہ: ان رشتہ داروں کے سوا سب کو زکوٰۃ دینا درست ہے جیسے بھائی بہن، بھتیجی، بھانجی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، سوتیلی ماں، سوتیلا باپ، دادا، ساس، سسر وغیرہ سب کو دینا درست ہے۔

مسئلہ: کسی عورت نے جس لڑکے کو دودھ پلایا ہے اس کو اور جس عورت نے بچپن میں تم کو دودھ پلایا ہے اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ: سیدوں کو اور علویوں کو اسی طرح جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ یا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ یا حضرت عقیل رضی اللہ عنہ یا حضرت حارث بن عبد المطلب کی اولاد میں ہوں ان کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں۔ اسی طرح جو صدقہ شریعت کی رو سے واجب ہو اس کا دینا بھی درست نہیں جیسے نذر، کفارہ، عشر، صدقہ فطر۔ ان کے علاوہ اور کسی نفلی صدقہ و خیرات کا دینا درست ہے۔

مسئلہ: گھر کے نوکر چاکر، خدمت گار، ماما، دائی کھلائی کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے لیکن ان کی تنخواہ میں حساب نہ کرے بلکہ تنخواہ سے زائد بطور انعام واکرام کے دے دے اور دل میں زکوٰۃ دینے کی نیت رکھے تو درست ہے۔

تنبیہ: کسی فقیر کو زکوٰۃ میں یا صدقہ واجبہ کے طور پر استعمال کی کوئی شے یا کھانے پینے کی کوئی چیز ملی تو اگر وہ کسی مال دار کو وہ ہدیہ کر دے تو مال دار کا اس کو استعمال کرنا جائز ہے اور اگر ہدیہ نہ کرے بلکہ ویسے عاریتاً استعمال کے لیے دے دے یا وہ گھر میں آیا تو اس کے سامنے بطور مہمانی کے کھانے کے لیے رکھ دیا تو مال دار کے لیے اس کا استعمال جائز نہیں کیونکہ پہلی یعنی ہدیہ کی صورت میں ملکیت بدل گئی جب کہ دوسری میں فقیر کی ملکیت برقرار ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے کا بیان

مسئلہ: جتنا مال ہے خواہ وہ سونا چاندی ہو یا مال تجارت ہو یا نقدی ہو اس کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فیصد زکوٰۃ میں دینا واجب ہے۔

مسئلہ: ایک ہی فقیر کو اتنا مال دے دینا جتنے مال کے ہونے سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مکروہ ہے لیکن اگر دے دیا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اس سے کم دینا جائز ہے مکروہ بھی نہیں۔

مسئلہ: کسی نے زکوٰۃ کے روپے نکالے تو اختیار ہے چاہے ایک ہی کو سب دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی غریبوں کو دے اور چاہے اسی دن سب دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مہینے میں دے۔

مسئلہ: بہتر ہے کہ ایک غریب کو کم از کم اتنا دے کہ اس دن کے لیے کافی ہو جائے کسی اور سے مانگنا نہ پڑے۔

مسئلہ: کسی غریب آدمی پر تمہارے ایک ہزار روپے قرض ہیں اور تمہارے مال کی زکوٰۃ بھی ہزار روپے یا اس سے زیادہ ہے اس کو اپنا قرضہ زکوٰۃ کی نیت سے معاف کر دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ البتہ اس کو ہزار روپے زکوٰۃ کی نیت سے دے دو تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔

اب یہی روپے اپنے قرض میں اس سے لے لینا درست ہے۔

مسئلہ: کوئی قرض مانگنے آیا اور یہ معلوم ہے کہ وہ اتنا تنگدست اور مفلس ہے کہ کبھی ادا نہ کر سکے گا یا ایسا نادہند ہے کہ قرض لے کر کبھی ادا نہیں کرتا۔ اس کو قرض کے نام سے زکوٰۃ کا روپیہ دے دیا اور اپنے دل میں سوچ لیا کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اگرچہ وہ اپنے دل میں یہی سمجھے کہ مجھے قرض دیا ہے۔ اور چاہیے کہ زکوٰۃ دینے والا بعد میں کسی وقت کہہ دے کہ میں نے تم کو قرض معاف کر دیا۔ اور اگر یہ نہ کہا ہو اور مقروض بعد میں قرض واپس کرے تو اس سے واپس نہ لے اور اب کہہ دے کہ میں تو تمہارا قرض معاف کر چکا تھا اور اگر اس سے لے بھی لیے ہوں تو کسی تدبیر سے مثلاً ہدیہ کے نام پر اسی کو واپس کر دے۔

مسئلہ: کسی کو انعام یا عیدی کے نام سے کچھ دیا مگر دل میں یہی نیت ہے کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی کیونکہ فقیر کو زکوٰۃ کہہ کر دینا کوئی ضروری نہیں۔

مسئلہ: زکواۃ کی رقم سے مکان بنوا کر فقیر کو دیا تو جائز ہے۔

مسئلہ: استعمال شدہ چیز اگر زکوٰۃ میں دی جائے تو دیکھیں گے کہ بازار میں اس کو فروخت کیا جائے تو کتنی قیمت مل جائے گی۔ وہ چیز دینے سے اتنی ہی قیمت کی زکوٰۃ میں ادائیگی ہوگی۔

مسئلہ: دکاندار کے پاس ایسا مال ہے جو بکتا نہیں ہے دیکھیں گے کہ کتنی قیمت پر لوگ اسے خرید لیں گے۔ وہ مال اگر زکوٰۃ میں دیا تو اس کی موجودہ مالیت و قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ کی ادائیگی ہوگی۔

مسئلہ: اندازے سے زکوٰۃ نکالی بعد میں حساب کرنے پر معلوم ہوا کہ پانچ سو روپے زائد نکال دیے گئے تو اس زائد رقم کو آئندہ سال کی زکوٰۃ میں شمار کر سکتے ہیں۔

مسئلہ: ایک شخص کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی پھر معلوم ہوا کہ وہ تو مال دار ہے یا سید ہے یا اندھیری رات میں کسی کو دے دی پھر معلوم ہوا کہ وہ تو میرا ایسا رشتہ دار ہے جس کو

زکوٰۃ دینا درست نہیں تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہوگئی دوبارہ ادا کرنا واجب نہیں لیکن اگر لینے والے کو معلوم ہو جائے کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے اور میں زکوٰۃ لینے کا مستحق نہیں ہوں تو نہ لے اور واپس کر دے۔ اور اگر دینے کے بعد معلوم ہو کہ جس کو دیا ہے وہ کافر ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر ادا کرے۔

مسئلہ: اگر کسی پر شبہ ہو کہ معلوم نہیں مالدار ہے یا محتاج ہے تو جب تک تحقیق نہ ہو جائے اس کو زکوٰۃ نہ دے۔ اگر بے تحقیق کیے دی تو دیکھو دل زیادہ کدھر جاتا ہے۔ اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ وہ فقیر ہے تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مال دار ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دے۔ لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جائے کہ وہ غریب ہی ہے تو پھر سے نہ دے زکوٰۃ ادا ہوگئی۔

مسئلہ: زکوٰۃ کے دینے میں اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقہ خیرات میں سب سے زیادہ اپنے رشتے ناطے کے لوگوں کا خیال رکھو کہ پہلے انہی لوگوں کو دو لیکن ان کو یہ نہ بتاؤ کہ یہ صدقہ اور خیرات کی چیز ہے تاکہ وہ برا نہ مانیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرابت والوں کو خیرات دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے۔ ایک تو خیرات کا دوسرے اپنے عزیزوں کے ساتھ سلوک واحسان کرنے کا پھر جو کچھ ان سے بچے وہ اور لوگوں کو دو۔

مسئلہ: ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر دوسرے شہر میں اس کے رشتہ دار رہتے ہیں ان کو بھیج دیا یا یہاں والوں کے اعتبار سے وہاں کے لوگ زیادہ محتاج ہیں یا وہ لوگ دین کے کام میں لگے ہیں ان کو بھیج دیا تو مکروہ نہیں کہ طالب علموں اور دین دار عالموں کو دینا بڑا ثواب ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مر جائے تو اس کی وصیت کے بغیر اس کے مال کی زکوٰۃ نہ لی جائے گی۔ ہاں اگر وصیت کر گیا ہو تو اس کے تہائی مال میں سے زکوٰۃ لے لی جائے گی گو یہ تہائی پوری زکوٰۃ کو کفایت نہ کرے اور اگر اس کے وارث تہائی سے زیادہ پر راضی ہوں تو جس قدر وہ اپنی خوشی سے دے دیں لے لیا جائے گا۔

مسئلہ: اگر ایک سال کے بعد قرض خواہ اپنا قرض مقروض کو معاف کر دے تو قرض خواہ کو

اس ایک سال کی زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی۔

البتہ اگر وہ مقروض مال دار ہے تو اس کو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائے گا اور قرض خواہ کو زکوٰۃ دینا پڑے گی کیونکہ زکوٰۃ والے مال کے ہلاک کر دینے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوگی۔

مسئلہ: فرض و واجب صدقات کے علاوہ صدقہ دینا اسی وقت مستحب ہے جب مال اپنی ضرورتوں اور اپنے اہل وعیال کی ضرورتوں سے زائد ہو ورنہ مکروہ ہے اسی طرح اپنے کل مال کا صدقہ میں دینا بھی مکروہ ہے ہاں اگر وہ اپنے نفس میں توکل اور صبر کی صفت بہ یقین جانتا ہو اور اہل وعیال کو بھی تکلیف کا احتمال نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی میں کسی کو وکیل بنانا

مسئلہ: زکوٰۃ کا روپیہ خود کسی فقیر کو نہیں دیا بلکہ کسی اور کو دے دیا کہ تم کسی کو دے دینا یہ بھی جائز ہے۔ اب وہ شخص اگر دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت نہ بھی کرے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ: کسی غریب کو دینے کے لیے تم نے سو روپے کسی کو دیئے لیکن اس نے بعینہٖ وہی سو روپے فقیر کو نہیں دیئے جو تم نے دیئے تھے بلکہ اپنے پاس سے سو روپے تمہاری طرف سے دے دیئے اور یہ خیال کیا کہ وہ سو روپے میں لے لوں گا تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی بشرطیکہ تمہارے روپے اس کے پاس موجود ہوں اور اب وہ شخص اپنے سو روپے کے بدلے میں تمہارے سو روپے لے لے۔ البتہ اگر تمہارے دیے ہوئے روپے اس نے پہلے خرچ کر ڈالے اس کے بعد اپنے روپے غریب کو دیئے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی یا تمہارے روپے اس کے پاس رکھے تو ہیں لیکن اپنے روپے دیتے وقت یہ نیت نہ تھی کہ میں وہ روپے لے لوں گا تب بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اب وہ سو روپے پھر زکوٰۃ میں دے۔

مسئلہ: اسی طرح ایک شخص نے زکوٰۃ کی رقم مسکینوں میں تقسیم کرنے کے لیے کسی کو دی۔ وکیل نے مثلاً اس میں سے دس دس کے دس نوٹ لیے اور سو روپے کا نوٹ اس میں رکھ

دیا اور بعد میں زکوٰۃ میں دے دیا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔

مسئلہ: تم نے ایک شخص کو زکوٰۃ کی رقم دے کر کہا کہ یہ فلاں مدرسہ میں دے دو یا فلاں مستحق شخص کو دے دو۔ اس نے وہ رقم کسی اور فقیر کو دے دی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اور اس شخص کے ذمے تاوان آئے گا۔

مسئلہ: اگر وکیل کو صراحت یا دلالت سے اس بات کی اجازت حاصل ہوگئی ہو کہ ضرورت پڑے تو زکوٰۃ کی رقم خود خرچ کر لے اور بعد میں اپنے پاس سے زکوٰۃ کی رقم دے دے تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ: اگر تم نے روپے دیئے بغیر کسی سے کہہ دیا کہ تم ہماری طرف سے زکوٰۃ دے دینا اس لیے اس نے تمہاری طرف سے زکوٰۃ دے دی تو ادا ہوگئی اور جتنا اس نے تمہاری طرف سے دیا ہے تم سے لے لے۔

مسئلہ: اگر تم نے کسی سے کچھ نہیں کہا اس نے تمہاری اجازت کے بغیر تمہاری طرف سے زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ اب اگر تم منظور بھی کر لو تب بھی درست نہیں اور جتنا تمہاری طرف سے دیا ہے تم سے وصول کرنے کا اس کو حق نہیں ہے۔

مسئلہ: تم نے ایک شخص کو اپنی زکوٰۃ دینے کے لیے سو روپے دیئے تو اس کو اختیار ہے چاہے خود کسی غریب کو دے یا کسی اور کے سپرد کر دے کہ تم یہ روپیہ زکوٰۃ میں دے دینا اور کسی نام کا بتانا ضروری نہیں کہ فلاں کی طرف سے یہ زکوٰۃ دینا اور وہ شخص یہ روپیہ اپنے کسی رشتہ دار مثلاً ماں باپ یا بالغ اولاد یا بیوی کو غریب دیکھ کر دے دے تو بھی درست ہے اور اگر خود فقیر ہے اور اس کی نابالغ اولاد بھی فقیر ہے تو نابالغ اولاد کو بھی دے سکتا ہے لیکن خود اپنے لیے نہیں لے سکتا۔ البتہ اگر تم نے یہ کہہ دیا ہو کہ تم جو چاہے کرو اور جس کو چاہے دے دو تو خود بھی لینا درست ہے۔

مسئلہ: وکیل سے اگر زکوٰۃ کی رقم گم ہو جائے یا ضائع ہو جائے یا چوری ہو جائے تو اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اور اگر وکیل نے حفاظت میں خود کوئی غفلت یا کوتاہی نہ کی ہو تو اس پر رقم کا تاوان نہیں آتا۔

اموال ظاہرہ

کسی مال کے اموال ظاہرہ میں سے ہونے کے لیے دو باتیں ضروری ہیں۔

١ ان اموال کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے مالکان کے نجی مقامات کی تفتیش نہ کرنی پڑے۔

٢ وہ اموال حکومت کے زیر حمایت ہوں۔

مندرجہ ذیل اموال ظاہرہ ہیں۔

- جنگل میں چرنے والے (یعنی سائمہ) جانور
- کھیتیاں
- باغات
- مال تجارت یا سونا چاندی جب اس کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جاتے ہوئے عاشر یعنی زکوٰۃ اور دیگر محصولات وصول کرنے والے کے پاس سے گزرے۔
- وہ سرمایہ جو سرکاری بینکوں اور سرمایہ کاری کے سرکاری اداروں میں شرکت یا مضاربت کے طور پر جمع کر دیا گیا ہو اگرچہ یہ معاملہ فاسد ہی ہو کیونکہ اس صورت میں یہ سرمایہ حکومت کے پاس امانت ہوتا ہے اور حکومت کے ذمہ اس کی حفاظت ہوتی ہے۔
- وہ رقوم جو سرکاری بینکوں میں جمع کرائی گئی ہوں خواہ کرنٹ اکاؤنٹ میں یا بچت کے کھاتہ میں جب کہ مضاربت یا شرکت نہ ہو۔ اس صورت میں اگرچہ جمع کردہ رقوم کی حیثیت قرض کی بن جاتی ہے لیکن چونکہ یہ قرض حکومت کے ذمہ واجب الرد ہوتا ہے اور موجب تاوان ہوتا ہے اس لیے اس کو حکومت کی حفاظت حاصل ہو جاتی ہے۔

اموال باطنہ

- گھروں میں رکھا ہوا سونا چاندی اور روپیہ۔
- وہ تجارتی مال جو دکان یا تجارتی جگہ پر رکھا ہو۔

- وہ رقوم جو نجی بینکوں اور سرمایہ کاری کی نجی کمپنیوں میں جمع کرائی گئی ہوں۔
- وہ رقوم جو بطور قرض عوام میں سے ایک کی دوسرے کے ذمہ میں ہوں۔

رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ دونوں سے سرکاری سطح پر زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی۔ البتہ اتنا فرق تھا کہ مویشیوں اور زرعی پیداوار کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے کارندے بھیجے جاتے تھے اور نقود اور اموال تجارت کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجنے کے بجائے مالکوں کو حکم تھا کہ وہ خود زکوٰۃ پہنچائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہر سے باہر جانے والے اموال کے بارے میں یہ تبدیلی فرمائی کہ ان کی وصول یابی کے لیے بھی کارندے مقرر فرمائے اور باقی اموال باطنہ کی زکوٰۃ حسب سابق مالکان خود پہنچا دیتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آبادی پھیل گئی اور اموال باطنہ کی کثرت ہوگئی۔ انہوں نے ان حالات میں محسوس کیا کہ اگر اب بھی لوگوں کے اموال باطنہ کی زکوٰۃ حکومت کے لیے وصول کرنا ضروری ہو تو اس کے لیے حکومت کو خود اپنے کارندے مقرر کرنا پڑیں گے جن کی لوگوں کے نجی مقامات میں دخل اندازی سے لوگوں کو تکلیف ہوگی لہٰذا آپ نے مالکان کو اجازت دے دی کہ وہ اپنے اموال باطنہ کی زکوٰۃ خود ضرورت مندوں کو دے دیا کریں۔

سرکاری بینکوں سے زکوٰۃ کی سرکاری کٹوتی

اس کے صحیح ہونے کا دارومدار دو باتوں پر ہے۔

۱ حکومت ایسی رقومات پر زکوٰۃ وصول کرتی ہے جو نفع یا سود کے کھاتے ہیں اور موجودہ حالات میں نفع کی اصلی شکل بھی سود کی ہے لہٰذا زکوٰۃ کی کٹوتی اس وقت صحیح ثابت ہوگی جب کھاتہ دار سود کی رقم نہ لے اور اگر لے لی ہو تو کل کو صدقہ کر دے۔

۲ واضح طور سے معلوم ہو کہ حکومت زکوٰۃ کی وصول شدہ رقم اس کے جائز مصارف

میں خرچ کر رہی ہے۔

جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان

تنبیہ: سال گزرنا سب میں شرط ہے۔

جانوروں کی وہ قسم جن میں زکوٰۃ فرض ہے سائمہ ہے اور سائمہ وہ جانور ہیں جن میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔

- سال کے اکثر حصے میں اپنے منہ سے چر کر اکتفا کرتے ہیں اور گھر میں ان کو کھڑے کر کے نہ کھلایا جاتا ہو۔ اگر نصف سال اپنے منہ سے چر کے رہتے ہوں اور نصف سال ان کو گھر میں کھڑے کر کے کھلایا جاتا ہو تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر گھاس ان کے لیے گھر میں منگائی جاتی ہو خواہ قیمت سے ہو یا بلا قیمت تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔
- دودھ کی غرض سے یا نسل کے زیادہ ہونے کے لیے یا فربہ کرنے کے لیے رکھے گئے ہوں اگر دودھ اور نسل اور فربہی کی غرض سے نہ رکھے گئے ہوں بلکہ گوشت کھانے کے لیے یا سواری کے لیے ہوں تو پھر سائمہ نہ کہلائیں گے۔

مسئلہ: سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ وہ اونٹ، اونٹنی، یا گائے، بیل، بھینس، بھینسا، بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ ہو۔ جنگلی جانوروں میں جیسے ہرن وغیرہ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ ہاں اگر تجارت کی نیت سے خرید کر رکھے جائیں تو ان پر تجارت کی زکوٰۃ فرض ہوگی۔

مسئلہ: جو جانور کسی دیسی اور جنگلی جانور سے مل کر پیدا ہوا ہو تو اگر ان کی ماں دیسی ہے تو وہ بھی دیسی سمجھے جائیں گے اور اگر جنگلی اور وحشی ہے تو جنگلی سمجھے جائیں گے۔

مثال

بکری اور ہرن سے کوئی جانور پیدا ہوا تو وہ بکری کے حکم میں ہے اور نیل گائے اور گائے سے کوئی جانور پیدا ہوا تو وہ گائے کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: جو جانور سائمہ ہو اور سال کے درمیان میں اس کے عوض کوئی جانور یا سامان خرید لیا اور خریدنے کے وقت خریدے ہوئے جانور یا سامان میں تجارت کی نیت کر لی تو اس

سال کی زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی بلکہ جب سے اس نے تجارت کی نیت کی اس وقت سے اس کا تجارتی سال شروع ہوگا۔ اسی طرح جو جانور تجارت کے لیے ہوں ان کو سائمہ بنا دیا تو سائمہ بنانے کے دن سے سال کا حساب کیا جائے گا۔

مسئلہ: جانوروں کے بچوں میں اگر وہ تنہا ہوں زکوٰۃ فرض نہیں۔ ہاں اگر ان کے ساتھ بڑا جانور بھی ہو تو پھر ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہو جائے گی اور زکوٰۃ میں وہی بڑا جانور دیا جائے گا اور سال پورا ہونے کے بعد اگر وہ بڑا جانور مر جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔

مسئلہ: وقف کے جانوروں پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

مسئلہ: زکوٰۃ دینے کے لیے جو جانور ذمے میں آتا ہو اس کے بجائے اس کی قیمت بھی دے سکتے ہیں۔

مسئلہ: جانور ملے جلے ہوں یعنی عمدہ، درمیانے اور ہلکے تو درمیانہ جانور زکوٰۃ میں لیا جائے گا اور اگر سب عمدہ ہوں تو عمدہ جانور لیا جائے گا۔

اونٹوں کی زکوٰۃ کا نصاب

ایک اونٹ سے چار اونٹوں تک معاف ہے ان پر زکوٰۃ نہیں۔ اس کے بعد بحساب ذیل زکوٰۃ فرض ہے۔

5 سے 9 تک	ایک سالہ بکری یا بکرا
10 سے 14 تک	دو بکریاں یا بکرے
15 سے 19 تک	تین بکریاں یا بکرے
20 سے 24 تک	چار بکریاں یا بکرے
25 سے 35 تک	ایک سالہ اونٹنی
36 سے 45 تک	دو سالہ اونٹنی
46 سے 60 تک	تین سالہ اونٹنی
61 سے 75 تک	چار سالہ اونٹنی
76 سے 90 تک	دو سالہ دو اونٹنیاں

91 سے 124 تک	تین سالہ دو اونٹنیاں
125 سے 129 تک	تین سالہ دو اونٹنیاں اور ایک بکری
130 سے 134 تک	تین سالہ دو اونٹنیاں اور دو بکریاں
135 سے 139 تک	تین سالہ دو اونٹنیاں اور تین بکریاں
140 سے 144 تک	تین سالہ دو اونٹنیاں اور چار بکریاں
145 سے 149 تک	تین سالہ دو اونٹنیاں اور ایک سالہ ایک اونٹنی
150 سے 154 تک	تین سالہ تین اونٹنیاں

ضابطہ کلیہ

150 کے اوپر ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری پھر 25 سے 35 تک ایک سالہ اونٹی پھر 36 سے 45 تک دو سالہ اونٹنی پھر 46 سے 50 تک تین سالہ ایک اونٹنی۔ اس کے بعد پھر ہر پچاس پر یہی ضابطہ چلے گا۔

مسئلہ: جہاں بکری واجب ہے اس میں ایک سال کی عمر لازم ہے اور اختیار ہے چاہے بکری دے یا بکرا دے۔

مسئلہ: اونٹنی مونث ہی دینا لازم ہے اونٹ دینا جائز نہیں۔ البتہ اونٹنی کی قیمت لگا کر اس کی قیمت کے برابر یا اس سے زائد قیمت کا اونٹ دینا جائز ہے۔

گائے بھینس کی زکوٰۃ کا نصاب

گائے اور بھینس دونوں ایک قسم میں ہیں۔ دونوں کا نصاب بھی ایک ہے اور اگر دونوں کے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو تو دونوں کو ملا لیں گے۔ مثلاً بیس گائیں ہوں اور دس بھینسیں تو دونوں کو ملا کر تیس کا نصاب پورا کر لیں گے۔ مگر زکوٰۃ میں وہی جانور دیا جائے گا جس کی تعداد زیادہ ہو اگر گائیں زیادہ ہیں تو زکوٰۃ میں گائے دی جائے گی اور اگر بھینسیں زیادہ ہیں تو زکوٰۃ میں بھینس دی جائے گی اور جو دونوں برابر ہوں تو قسم اعلیٰ میں جو جانور کم قیمت کا ہو یا کمتر قسم میں جو جانور زیادہ قیمت کا ہو دیا جائے گا۔ پس تیس گائے بھینس میں گائے یا بھینس کا ایک بچہ جو پورے ایک برس کا ہو نر ہو یا مادہ

دینا واجب ہوگا تیس سے کم میں کچھ نہیں چالیس گائے یا بھینس میں پورے دو سال کا بچہ نر ہو یا مادہ۔ جب ساٹھ ہو جائیں تو ایک ایک برس کے دو بچے دیئے جائیں گے پھر جب ساٹھ سے زیادہ ہو جائیں تو ہر تیس میں ایک برس کا بچہ اور ہر چالیس میں دو برس کا بچہ۔ مثلاً ستر ہو جائیں تو ایک ایک برس کا بچہ اور ایک دو برس کا بچہ کیونکہ ستر میں ایک تیس کا نصاب ہے اور ایک چالیس کا۔

بھیڑ بکری کی زکوٰۃ کا نصاب

تنبیہ: زکوٰۃ کے بارے میں بکری بھیڑ اور دنبہ سب یکساں ہیں۔

چالیس بکریوں پر ایک سال کی ایک بکری یا بکرا واجب ہے۔ چالیس سے ایک سو بیس تک یہی واجب ہے۔ پھر ایک سو اکیس سے دو سو تک دو بکریاں۔ پھر دو سو ایک سے تین سو ننانوے تک تین بکریاں پھر چار سو پر چار بکریاں۔ اس کے بعد ہر سو پر ایک بکری واجب ہے۔ سو سے کم میں کچھ نہیں۔ بھیڑ اور دنبے کا بھی یہی حکم ہے۔ بھیڑ اور بکری مخلوط ہوں تب بھی یہی نصاب ہے۔ البتہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں یہ فرق ہے کہ بھیڑ اور بکری میں جو زیادہ ہوں زکوٰۃ میں وہی جانور دیا جائے اور اگر دونوں برابر ہوں تو اختیار ہے کہ اعلیٰ قسم سے ادنیٰ قیمت کا جانور دے یا ادنیٰ قسم سے اعلیٰ قیمت کا جانور دے۔

گھوڑوں کی زکوٰۃ کا نصاب

مسئلہ: گھوڑوں پر جب وہ سائمہ ہوں اور نر و مادہ مخلوط ہوں زکوٰۃ ہے۔ سب کی قیمت لگا کر اس کا چالیسواں حصہ دے دے۔

مسئلہ: گدھے اور خچر پر جب کہ وہ تجارت کے لیے نہ ہوں عشر نہیں۔

پیداوار کی زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ: کوئی شہر کافروں کے قبضہ میں تھا۔ وہی لوگ وہاں رہتے سہتے تھے پھر مسلمانوں نے لڑ کر وہ شہر ان سے چھین لیا اور وہاں دین اسلام پھیلا دیا اور مسلمان بادشاہ نے

کافروں سے لے کر شہر کی ساری زمین ان ہی مسلمانوں کو بانٹ دی۔ ایسی زمین کو شرع میں عشری کہتے ہیں۔ اور اگر اس شہر کے رہنے والے لوگ سب کے سب اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے۔ لڑنے کی ضرورت نہیں پڑی تب بھی اس شہر کی سب زمین عشری کہلائے گی۔

مسئلہ: اگر کسی کے باپ دادا سے یہی عشری زمین برابر چلی آتی ہو یا کسی ایسے مسلمان سے خریدی جس کے پاس اسی طرح چلی آئی ہو تو ایسی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا اس میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

مقدار عشر

اگر کھیت کو سینچنا نہ پڑے فقط بارش کے پانی سے پیداوار ہو گئی یا ندی اور دریا کے کنارے پر ترائی میں کوئی چیز بوئی اور بے سینچے پیدا ہو گئی تو ایسے کھیت میں جتنی پیداوار ہوئی ہے اس کا دسواں حصہ دینا واجب ہے یعنی دس من میں ایک من اور دس سیر میں ایک سیر، اور اگر کھیت کو رہٹ چلا کر سینچا گیا ہو یا کنویں یا ٹیوب ویل یا نہر کے خریدے ہوئے پانی سے آبپاشی کی گئی ہو اس میں بیسواں حصہ واجب ہے یعنی بیس من میں ایک من اور بیس کلو میں ایک کلو۔ اگر دونوں طرح ہوئی ہو تو غالب کا اعتبار ہے اور اگر دونوں طریقے مساوی ہوں تو بعض کے نزدیک بیسواں حصہ اور بعض کے نزدیک عشر کا تین چوتھائی یعنی چالیس من میں سے تین من واجب ہے۔

کس پیداوار پر عشر واجب ہے اور کس پر نہیں

اس بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ زمین سے جو پیداوار بطور فائدہ اور آمدن کے اصل مقصود ہو اس میں عشر واجب ہے اور جو پیداوار اصلاً مقصود نہیں اس میں عشر واجب نہیں۔

پس مندرجہ ذیل پیداوار میں عشر واجب ہے۔

- ہر قسم کے اناج، ساگ، ترکاری، میوہ، پھل وغیرہ۔
- السی کے پیڑ اور بیج
- کپاس

- تمبا کو اور افیون
- جانوروں کے چارہ کے لیے جو گھاس اگائی جیسے برسین، جوار، مٹر وغیرہ
- بید یا چنار یا صنوبر یا اس قسم کے اور درخت ہوں اور ان کو کاٹ کر بیچتا ہو۔
- جو شخص خودرو گھاس کی دیکھ بھال شروع کر دے اور بیچ کر کمائی کرے۔
- وہ بیج جن کی پیداوار اصلاً مقصود ہے مثلاً سورج مکھی، سرسوں، السی، سویا وغیرہ۔
- وہ پھول جن کی پیداوار آمدنی کے لیے مطلوب ہو۔
- عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل سے اگر شہد نکالا جائے تو اس میں بھی عشر واجب ہے۔

مندرجہ ذیل میں عشر واجب نہیں

- بھوسہ اور سوکھی چری جس سے اناج حاصل کیا گیا ہے۔ البتہ اگر دانہ پڑنے سے پہلے ہی اس کو کاٹ لیا گیا ہو تو اس میں بھی عشر ہے۔
- وہ بیج جن کی زراعت مقصود نہیں ہوتی جیسے تربوز، خربوزہ، ککڑی اور کھیرے کے بیج۔
- لکڑی (ایندھن)، گھاس، نرکل، جھاؤ اور کھجور کے پتے جب کہ ان کی دیکھ بھال نہ کی جاتی ہو اور ان کو فروخت نہ کیا جاتا ہو۔

درختوں سے حاصل ہونے والی گوند، رال اور لاکھ۔

خودرو دوائیں یا وہ دوائیں جو زراعت میں اصل مقصود نہ ہوں۔

تنبیہ: اگر زمین کو انہی چیزوں میں لگا دیا ہو اور زراعت سے یہی چیزیں اصل مقصود ہوں اور آمدنی کا ذریعہ ہوں تو ان پر عشر واجب ہوگا۔

- اپنے گھر کے اندر کوئی درخت لگایا یا کوئی چیز ترکاری کی قسم کی یا اور کچھ بویا اور اس میں پھل آیا۔

عشر کے چند مسائل

تنبیہ: جہاں لفظ عشر آئے گا عشر (دسویں حصہ) اور نصف عشر (بیسویں حصہ) دونوں کو شامل ہوگا۔

مسئلہ: عشری زمین میں عشر یا نصف عشر کل پیداوار میں واجب ہوتا ہے خواہ پیداوار تھوڑی

ہو یا زیادہ ہو اس میں کوئی نصاب شرط نہیں ہے۔ مالک پر قرض اس کی ادائیگی سے مانع نہیں ہے اور زراعت کے اخراجات بھی اس میں منہا نہیں کئے جاتے۔ البتہ جو لوگ کسی خاص حصہ پیداوار پر زراعت میں کام کرتے ہیں ان کے حصہ کا عشر خود ان کے ذمہ ہے۔

مسئلہ: عشر میں سال کا گزرنا بھی شرط نہیں ہے اور سال میں جتنی مرتبہ پیداوار ہو ہر مرتبہ عشر نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ: نابالغ بچہ اور مجنون کی زمین میں بھی عشر واجب ہے۔

مسئلہ: ارض وقف میں بھی عشر واجب ہے۔

مسئلہ: جب پھل قابل اطمینان ہو جائے اس وقت کے حساب سے عشر واجب ہے۔

مسئلہ: پھل کے قابل اطمینان ہونے کے بعد اور تیار ہونے سے پہلے جو پھل توڑے اس کا حساب رکھے اس کا بھی عشر دینا پڑے گا۔

مسئلہ: پکنے سے پہلے کھیت بیچ ڈالا تو اس کا عشر خریدار کے ذمہ ہے اور اگر پکنے کے بعد بیچا تو بائع یعنی فروخت کنندہ کے ذمہ ہے۔ یہی حکم پھل کا ہے۔

مسئلہ: جو زمین کرایہ پر دی جائے اس کا عشر کاشتکار کے ذمہ ہے کیونکہ وہ پیداوار کا مالک ہے اور اگر مزارعت یعنی بٹائی پر دی گئی ہو تو مالک زمین اور کاشتکار دونوں کے ذمہ اپنے اپنے حصہ میں واجب ہے۔

مسئلہ: عشری زمین پر کسی سرکاری مال گزاری کے ادا کرنے سے عشر ادا نہیں ہوتا۔

مسئلہ: عشر کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے۔

خراج

اگر کوئی ملک صلح کے ساتھ فتح ہوا ہو تو اس زمین کے تمام حالات ان شرائط کے مطابق ہوں گے جن پر صلح کا معاہدہ ہوا ہے۔ اگر اس صلح نامہ میں یہ شرط ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہب پر رہیں گے اور اراضی بدستور انہی لوگوں کی ملکیت میں رہیں گی جن کی

ملکیت میں اب تک تھیں تو اس صورت میں ان کی زمینوں پر خراج لگا دیا جائے گا اور یہ زمینیں ہمیشہ خراجی رہیں گی اور ان کے لیے خراج کا حکم متعین ہے۔

خراج کی دو قسمیں ہیں ایک موظف یعنی ایک مقررہ رقم یا وظیفہ مثلاً دوسو روپیہ فی ایکڑ دوسرا خراج مقاسمہ یعنی پیداوار کا کوئی حصہ کسی خاص نسبت سے لیا جاتا ہے مثلاً نصف یا تہائی وغیرہ۔

خراج کے چند مسائل

مسئلہ: خراجی زمین میں خراج واجب ہوتا ہے لیکن خراج موظف محض زراعت پر قدرت ہونے سے ہی واجب ہوتا ہے اس لیے اگر زراعت کے امکان کے ہوتے ہوئے زمین کو معطل چھوڑے رکھے گا تو یہ خراج واجب ہوگا البتہ جب زراعت کی قدرت نہ ہو تب ساقط ہو جاتا ہے اور خراج مقاسمہ عشر کی طرح اس وقت واجب ہوگا جب واقع میں پیداوار بھی ہو۔

مسئلہ: اگر مسلمان کسی غیر مسلم سے زمین خرید لے وہ خراجی ہی رہے گی۔

مسئلہ: اگر مسلمان کسی غیر مسلم کے ہاتھ عشری زمین بیچ ڈالے وہ خراجی ہو جائے گی۔

مسئلہ: خراج کے مصارف مصالح عامہ ہیں اور علماء مدرسین مفتیین اور طلبہ کی خدمت بھی ان میں داخل ہے۔

مسئلہ: عشر وخراج دونوں ایک زمین میں واجب نہیں ہوتے۔ اس لیے خراجی زمین سے عشر نہ نکالا جائے گا۔

مسئلہ: جس زمین میں عشر واجب ہے اگر اس سے کوئی ٹیکس یا خراج لیا جاتا ہو تو عشر ساقط نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اس پر اتفاق ہے کہ خراج موظف مالک زمین کے ذمہ ہوتا ہے کاشتکار کے ذمہ نہیں البتہ خراج مقاسمہ کا حکم عشر کی طرح کا ہے کہ پیداوار میں اپنے اپنے حصہ کے بقدر دونوں کے ذمہ واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: اگر خراجی زمین کا محصول حکومت وقت کی طرف سے معاف ہو تب بھی اگر وہ

خراج موظف ہوتو وہ مالک زمین کے ذمہ رہے گا۔ آگے اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ شخص خراج کا مصرف ہے مثلاً مفتی ہے مدرس ہے واعظ ہے تو اس کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہے اور اگر مصرف نہیں ہے تو اس پر واجب ہے کہ مصرف تک اس کو پہنچائے۔ مدارس اسلامیہ کا مد چندہ اس کے لیے بہت مناسب ہے۔ البتہ اگر زمین سے انتفاع پر قدرت نہ ہوتو خراج ساقط ہے۔ یہی تفصیل خراج مقاسمہ میں ہے۔

مسئلہ: حکومت وقت کی جانب سے معاف ہونے کے باعث اس کے خراج کی مقدار کی تعیین میں دشواری ہوتو اس کے قرب و جوار کی اراضی سے اندازہ کرکے مدارس اسلامیہ میں پہنچا دیا جائے ورنہ ایک شرعی حق ذمہ میں واجب رہے گا۔

مسئلہ: حکومت زمین پر جو رقم وصول کرتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک پانی کی قیمت جسے آبیانہ کہتے ہیں۔ دوسری رقم محصول یا ٹیکس کے نام سے وصول کی جاتی ہے۔ کسی مسلمان حکومت کے تحت آبیانہ کی رقم خراج میں شمار نہ ہوگی البتہ محصول کو خراج میں شمار کرنا درست ہے۔ لہٰذا اگر کسی زمین پر خراج مقاسمہ فرض ہے تو خراج کی کل مقدار سے سرکاری محصول وضع کرکے باقی خراج ادا کیا جائے۔ جس ملک میں کافروں کی حکومت ہو وہاں کے مسلمان محصول یا اراضی ٹیکس کو خراج میں سے شمار نہ کریں بلکہ اپنے طور پر خراج نکال کر دینی کاموں میں خرچ کریں۔

عشر وخراج سے متعلق چند دیگر مسائل

مسئلہ: عشر اور خراج میں بجائے پیداوار کے اس کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: سال میں جتنی بھی فصلیں اٹھائی گئی ہوں عشر اور خراج مقاسمہ ہر فصل پر واجب ہوتے ہیں جب کہ خراج موظف سال میں صرف ایک مرتبہ لیا جاتا ہے۔

مسئلہ: جس شخص پر عشر یا خراج مقاسمہ واجب ہوا پھر وہ مر گیا تو اس کے ترکہ میں سے عشر اور خراج مقاسمہ وصول کیا جائے گا البتہ خراج موظف موت سے ساقط ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر عشری زمین کی فصل کٹنے سے پہلے یا اس کے بعد ضائع ہوگئی یا چوری ہوگئی تو

عشر ساقط ہو جائے گا۔ اور خراج مقاسمہ کا بھی یہی حکم ہے۔

خراج موظف کے بارے میں یہ تفصیل ہے:

☼ ۱ اگر کھڑی پوری فصل کسی ایسی آسمانی آفت سے تباہ ہوگئی جس سے بچنا انسان کی قدرت میں نہیں جیسے ژالہ باری اور سیلاب اور آگ وغیرہ اور اسی سال اب کوئی دوسری فصل ہونے کا موقع بھی نہ ہو جس کا اندازہ کم از کم تین ماہ ہے تو خراج موظف ساقط ہو جائے گا۔

☼ ۲ اگر کچھ فصل تباہی سے بچ گئی تو زراعت کے مصارف نکالنے کے بعد باقی پیداوار اگر خراج سے دوگنی یا زائد ہو تو پورا پورا خراج لیا جائے گا ورنہ نصف پیداوار لی جائے گی۔

☼ ۳ اور اگر آفت سے حفاظت ممکن تھی جیسے چوہا وغیرہ لگ جانا یا اسی سال میں اتنا وقت باقی ہو کہ اس میں زمین سے کوئی اور فصل اٹھائی جاسکتی ہو یعنی کم از کم تین ماہ باقی ہوں تو خراج موظف معاف نہیں ہوتا۔

☼ ۴ اگر فصل کٹائی کے بعد تباہ ہوئی خواہ آسمانی آفت سے یا ایسی آفت سے جس سے بچاؤ انسان کی قدرت میں ہے تو کسی صورت میں خراج موظف ساقط نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر رہائشی پلاٹ کو مستقل باغ سے تبدیل کر دیا تو اس میں عشر یا خراج واجب ہوگا اور اگر مکان رہائشی ہے مگر اس کے صحن میں باغ لگا لیا تو اس پر عشر یا خراج واجب نہیں۔

زکوٰۃ اور دینی مدارس

حاکم میں دو وصف ہوتے ہیں۔

- حکومت جس کا ثمرہ حدود وقصاص کو نافذ کرنا ہے۔
- انتظام حقوق عامہ

پہلے وصف یعنی حکومت میں کوئی اور حاکم کا قائم مقام نہیں ہوسکتا جب کہ

دوسرے وصف میں اہل حل وعقد بوقت ضرورت حاکم کے قائم مقام ہو سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل حل وعقد کی رائے ومشورہ کے ساتھ حاکم کا تقرر اور انتخاب وابستہ ہے جو انتظامی امور میں سے ہے۔ لہٰذا مدارس کا مالی انتظام جو اصحاب اموال اور طلباء کی رضا مندی سے دین کی بقاء کے لیے کیا گیا ہے بطریق اولیٰ قابل اعتبار ہوگا۔

مدارس کے مالی انتظام کے تحت اہل مدرسہ (مہتمم) بیت المال کے عمال کی طرح زکوٰۃ دینے والوں اور زکوٰۃ لینے والوں (یعنی طلبہ) کے وکیل ہیں کیونکہ جیسے حاکم اپنی رعایا کا نائب ہوتا ہے اسی طرح مہتمم طلبہ کا نائب اور وکیل ہوتا ہے۔ لہٰذا جو شے کسی مہتمم کو دی تو مہتمم کا قبضہ خود طلباء کا قبضہ ہے۔ اس کے قبضہ سے دینے والے کی ملک سے وہ شے نکل گئی اور طلبہ کی ملکیت ہوگئی اگرچہ طلبہ کی ذوات اور ان کی تعداد مجہول ہو جیسا کہ حاکم یا اس کے عمال کے زکوٰۃ پر قبضہ کرنے سے وہ دینے والوں کی ملکیت سے نکل جاتی ہے اور فقراء وغیرہ کی ملک میں داخل ہو جاتی ہے اگرچہ ان فقراء وغیرہ کی ذوات اور تعداد مجہول ہے۔

غرض مہتمم مدرسہ زکوٰۃ وصدقات وصول کرنے میں حاکم کی مثل ہے اور مدرسہ کا خزانہ بیت المال کی مثل ہے۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ بیت المال میں تمام فقراء اور تمام اصناف کا حق ہوتا ہے جب کہ مدرسہ کا خزانہ اس بڑے بیت المال کی ایک ذیلی شاخ ہو کر صرف مستحق طلبہ کے لیے مختص ہے۔

جس طرح بیت المال سے زکوٰۃ وصدقات کی وصولی موجود اور بعد میں ہونے والے مستحقین دونوں ہی استفادہ کر سکتے ہیں اسی طرح مدرسہ کے زکوٰۃ وصدقات کے فنڈ سے مدرسہ میں فی الوقت موجود اور آئندہ سالوں میں آنے والے طالب علم فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

آگے کا طریقہ یہ ہو کہ مہتمم ہر مستحق طالب علم کا وظیفہ مقرر کر دے جو اس کی طرف سے مقرر کردہ کسی وکیل کو دے دیا جائے۔ یہ وکیل مدرسہ کا کوئی معتبر اور دین دار ناظم ہوسکتا ہے۔ اس میں سے طالب علم سے طعام، قیام اور تعلیم کے اخراجات کی مد میں کچھ حصہ وصول کر کے باقی ماہانہ وظیفہ کے طور پر اس کے پاس چھوڑ دیئے جائیں۔

مثلاً اس کو آٹھ سو روپے دیئے اور ان میں سے سات سو روپیہ مذکورہ اخراجات کے لیے وصول کر لیے اور سو روپے اس کے پاس چھوڑ دیئے۔

قیام کے اخراجات میں سے بجلی پانی گیس مدرسہ کے خدمتی عملہ کی تنخواہیں رہائش اور مدرسہ کی تعمیر و مرمت کے خرچ نکالے جا سکتے ہیں۔

تعلیم کے اخراجات میں سے اساتذہ کی تنخواہیں اور ان کی رہائش کے خرچ نکالے جا سکتے ہیں۔

دیگر اخراجات مثلاً غیر درسی کتب اور مہمانوں کے اخراجات غیر زکوٰۃ فنڈ میں موصول ہونے والے چندوں سے کیے جائیں۔ اگر کہیں بہت ہی مجبوری ہو تو یہ صورت اختیار کی جا سکتی ہے کہ کسی مستحق زکوٰۃ کو قرض دلوا کر اس سے مدرسہ کے لیے چندہ دلوایا جائے۔ پھر بعض زکوٰۃ دینے والوں کو جو صورت حال کو سمجھتے ہوں بتا دیا جائے کہ یہ مستحق شخص مدرسہ کو فلاں مد میں چندہ دینے کی بناء پر مقروض ہے۔ لہٰذا وہ اس کو زکوٰۃ دیں تا کہ وہ قرض اتار سکے۔

کان اور دفینہ پر زکوٰۃ

زمین سے جو چیزیں نکلتی ہیں ان کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ معدن اور کان ہوگی یا وہ دفینہ یعنی دفن کی ہوئی ہوگی۔

معدن اور کان سے نکلنے والی چیزیں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک جامد (Solids) دوسرے سیال (Liquids) پھر جامد کی دو قسمیں ہیں ایک وہ چیزیں جو پگھل سکتی ہیں جیسے سونا، چاندی، لوہا، سیسہ، تانبہ وغیرہ۔ دوسرے وہ چیزیں جو پگھلتی نہ ہوں جیسے چونا نمک، جواہرات اور مختلف قسم کے پتھر۔

غیر جامد اور سیال جیسے پٹرول، مٹی کا تیل اور تارکول۔

کسی کو یہ چیزیں غیر مملوکہ زمین میں یا اپنی مملوکہ زمین میں ملیں تو پگھلنے والی جامد چیزوں میں سے پانچواں حصہ یعنی بیس فیصد بیت المال کا ہوگا اور باقی پانے والے کا ہوگا۔

نہ پگھلنے والی جامد چیزوں اور سیال چیزوں میں کچھ زکوٰۃ نہیں ہے۔

کسی کو یہ چیزیں مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت والی یعنی سرکاری زمین میں ملیں تو وہ

کل کی کل بیت المال کی ہیں۔

مسئلہ: کسی کو یہی چیزیں دفینہ کی صورت میں ملی ہوں اور اس پر اہل اسلام سے پہلے کے کفار کی علامتیں پائی جاتی ہوں تو ان میں سے ہر قسم میں پانچواں حصہ یعنی خمس نکالا جائے گا۔ اور اگر اس پر اہل اسلام کی علامتیں پائی جاتی ہوں تو وہ چیزیں لقطہ کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ: پارے میں بھی خمس واجب ہے۔

صدقہ فطر کا بیان

صدقہ فطر کس پر واجب ہوتا ہے؟

جو مسلمان اتنا مال دار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہو تو اس پر عید کے دن صدقہ دینا واجب ہے چاہے وہ تجارت کا مال ہو یا تجارت کا نہ ہو اور چاہے سال پورا گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو اور اس صدقہ کو شرع میں صدقہ فطر کہتے ہیں۔

مسئلہ: کسی کے پاس رہنے کا بڑا قیمتی گھر ہے اور پہننے کے بڑے قیمتی قیمتی کپڑے ہیں اور خدمت کے لیے دو چار خادم ہیں۔ گھر میں آٹھ دس ہزار کا ضروری سامان بھی ہے جو سب کام میں آتا ہے مگر زیور نہیں ہے اور نہ ہی کچھ روپیہ ہے۔ یا زائد کچھ روپیہ اور ضرورت سے زائد سامان ہے مگر وہ ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت سے کم ہے تو ایسے شخص پر صدقہ فطر واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی کے دو گھر ہیں ایک میں خود رہتا ہے اور ایک خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دے دیا ہے تو یہ دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے اگر اس کی قیمت اتنی ہو جتنی پر کہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے اور ایسے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا بھی جائز نہیں البتہ اگر اسی پر اس کا گزارہ ہو تو یہ مکان بھی ضروری اسباب میں داخل ہو جائے گا اور اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا اور زکوٰۃ کا پیسہ بھی لینا درست ہوگا۔

خلاصہ

یہ ہوا کہ جس کو زکوٰۃ اور صدقہ کا پیسہ لینا درست ہے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اور جس کو صدقہ اور زکوٰۃ کا لینا درست نہیں اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔

مسئلہ: کسی کے پاس ضروری اسباب سے زائد مال واسباب ہے لیکن وہ قرض دار بھی ہے تو قرضہ منہا کر کے دیکھو کیا بچتا ہے۔ اگر اتنی قیمت کا اسباب بچ رہے جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو صدقہ فطر واجب ہے اور اگر اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی شخص کے پاس صرف دو تولے سونا ہو اس کے علاوہ چاندی ہو نہ نقدی ہو نہ مال تجارت ہو اور نہ ہی ضرورت سے زائد کچھ سامان ہو۔ پھر دو تولہ سونے کی قیمت اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا زائد ہو تو اس شخص پر صدقہ فطر واجب ہے۔

مسئلہ: جس نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی یہ صدقہ واجب ہے اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب ہے۔

صدقہ فطر کس کی طرف سے نکالنا واجب ہے

صدقہ فطر اپنی طرف سے واجب ہوتا ہے اور نابالغ اولاد کی طرف سے بھی دینا واجب ہے۔ بالغ اولاد کی طرف سے دینا واجب نہیں بلکہ اگر وہ نصاب کے مالک ہوں تو خود ادا کریں۔ البتہ اگر کوئی اولاد مجنون فقیر ہو خواہ نابالغ ہو یا بالغ ہو تو اس کی طرف سے بھی دے۔

صدقہ فطر کب واجب ہوتا ہے

عید کے دن جس وقت فجر کا وقت آتا ہے اسی وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے تو اگر کوئی فجر کا وقت آنے سے پہلے ہی مر گیا اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اس کے مال میں سے نہ دیا جائے گا۔ اسی طرح جو بچہ عید کے دن صبح ہونے کے بعد پیدا ہو تو اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ نماز کے لیے عید گاہ میں جانے سے پہلے ہی صدقہ دے دے اگر پہلے نہ دیا تو خیر بعد میں سہی۔

مسئلہ: کسی نے صدقہ فطر عید کے دن سے پہلے ہی رمضان میں دے دیا تب بھی ادا ہو گیا۔ اب دوبارہ دینا واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی نے عید کے دن صدقہ فطر نہ دیا تو معاف نہیں ہوا۔ اب کسی دن دے دینا چاہیے۔

مسئلہ: صدقہ فطر واجب ہونے کے بعد اگر آدمی کے پاس مال ضائع ہو جائے تو صدقہ فطر ساقط نہیں ہوتا اور ذمہ میں رہتا ہے۔

صدقہ فطر کی فی کس مقدار کتنی ہے

صدقہ فطر میں اگر گیہوں، یا گیہوں کا آٹا یا گیہوں کے ستو دے تو پونے دو سیر سے آدھی چھٹانک زائد دے۔ احتیاطاً پونے دو کلو یا پورے دو کلو دے دے۔ اگر جو یا جو کا آٹا یا کھجور دے تو اس کا دوگنا دینا چاہیے۔

مسئلہ: اگر گندم اور جو کے سوا کوئی اور اناج دیا جیسے چنا، جوار تو اتنا دے جو پونے دو کلو گندم کی قیمت میں آتا ہے۔

صدقہ فطر کی ادائیگی

مسئلہ: اگر گندم اور جو نہیں دیے بلکہ گندم اور جو کی قیمت دے تو یہ سب سے بہتر ہے۔

مسئلہ: ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دے دونوں باتیں جائز ہیں۔

مسئلہ: اگر کئی آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دے دیا یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ: جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ان کو صدقہ فطر بھی دینا جائز ہے اور جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ان کو صدقہ فطر بھی دینا جائز نہیں۔

باب:۲۹

روزے کا بیان

روزے کی تعریف

جب سے فجر کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اس وقت سے لے کر سورج ڈوبنے تک روزے کی نیت سے سب کچھ کھانا پینا چھوڑ دینا اور جماع نہ کرنا شرع میں اس کو روزہ کہتے ہیں۔

مسئلہ: شرع میں روزہ کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اس لیے جب تک صبح صادق نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے۔

روزے کی نیت

مسئلہ: زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں بلکہ جب دل میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور دن بھر کچھ کھایا نہ پیا نہ جماع کیا تو اس کا روزہ ہو گیا۔ اور اگر کوئی زبان سے بھی یہ کہہ دے کہ یا اللہ میں کل تیرا روزہ رکھوں گا یا عربی میں یہ کہہ دے بِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ تو بھی بہتر ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے دن بھر کچھ کھایا نہ پیا۔ صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہا لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک نہیں لگی یا کسی وجہ سے کچھ کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا۔ اگر دل میں روزہ کا ارادہ کر لیتا تو روزہ ہو جاتا۔

روزے کی اقسام

فرض

رمضان کے ادا اور قضا روزے۔

واجب

- نذر کے روزے خواہ نذر معین ہو یا غیر معین۔

- نذر معین اور توڑے ہوئے نفلی روزوں کی قضا۔
- کفارے کے روزے۔

نفل روزے

چند ایک ہیں۔

- عاشورہ کا روزہ مع نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ۔
- ہر ماہ ایام بیض کے روزے۔
- شوال میں عید الفطر کے بعد کے چھ روزے
- نویں ذوالحجہ کا اور اس سے پہلے کے آٹھ دن کے روزے۔

مکروہ روزے

۱ مکروہ تحریمی جیسے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن اور ایام تشریق کے روزے رکھنا۔

۲ مکروہ تنزیہی جیسے تنہا عاشوراء کا روزہ اور ۲۷ رجب کا روزہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خاص ۲۷ رجب کے روزے سے لوگوں کو منع کرنا منقول ہے۔

ماہ رمضان کے روزے کا بیان

مسئلہ: ماہ رمضان کے روزے کی اگر رات سے نیت کر لے تو بھی فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ صبح ہوگئی تب بھی یہی خیال رہا کہ میں آج کا روزہ نہ رکھوں گا پھر دن چڑھے خیال آ گیا کہ فرض چھوڑ دینا بری بات ہے اس لیے اب روزہ کی نیت کر لی تب بھی روزہ ہو گیا لیکن اگر صبح کو کچھ کھا پی چکا ہو تو اب نیت نہیں کر سکتا۔

مسئلہ: اگر کچھ کھایا نہ ہو تو دن کو ٹھیک دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے رمضان کے روزے کی نیت کر لینا درست ہے۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اول دیکھ لیا جائے کہ صبح صادق کتنے بجے ہوتی ہے اور سورج کتنے بجے غروب ہوتا ہے۔ ان کے درمیان کے گھنٹوں کو شمار کر کے ان کا نصف لے لیا جائے۔ اس نصف کے اندر اندر اگر نیت کر لی گئی ہو تو روزہ

ہو جائے گا۔ اس نصف اور دوپہر یعنی زوال کے درمیان تقریباً پون گھنٹے کا فرق ہوتا ہے۔ ایک گھنٹے کی مقدار احتیاطاً لی گئی ہے۔

مسئلہ: رمضان کے روزے میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے بس اتنی ہی نیت سے رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا۔ اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی روزہ ہو جائے گا۔

مسئلہ: رمضان کے مہینے میں اگر کسی نے یہ نیت کی کہ میں کل نفلی روزہ رکھوں گا رمضان کا روزہ نہ رکھوں گا بلکہ اس روزہ کی پھر کبھی قضا کر لوں گا تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا اور نفل کا نہیں ہوا۔

مسئلہ: پچھلے رمضان کا روزہ قضا ہو گیا تھا اور پورا سال گزر گیا اب تک اس کی قضا نہیں رکھی۔ پھر جب رمضان کا مہینہ آ گیا تو اسی قضا کی نیت سے روزہ رکھا تب بھی رمضان ہی کا ادا روزہ ہو گا اور قضا کا روزہ نہ ہو گا۔ قضا کا روزہ رمضان کے بعد رکھے۔

مسئلہ: کسی نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا کام ہو جائے تو میں اللہ تعالیٰ کے لیے دو روزے یا ایک روزہ رکھوں گا پھر جب رمضان آیا تو اس نے اسی نذر کے روزے رکھنے کی نیت کی رمضان کے روزے کی نہیں کی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا۔ نذر کا روزہ ادا نہیں ہوا۔ نذر کے روزے رمضان کے بعد پھر رکھے۔

تنبیہ: مذکورہ بالا سب مسائل کا خلاصہ یہ ہوا کہ رمضان کے مہینے میں جب کسی بھی روزے کی نیت کرو گے تو رمضان ہی کا روزہ ہو گا کوئی اور روزہ صحیح نہ ہو گا۔

چاند کا علم نہ ہونے پر شعبان کی تیسویں تاریخ کے مسائل

مسئلہ: شعبان کی انتیس تاریخ کو اگر رمضان کا چاند نکل آئے تو صبح کو روزہ رکھو اور اگر نہ نکلے یا آسمان پر ابر ہو اور چاند نہ دکھائی دے تو صبح کو جب تک یہ شبہ رہے کہ رمضان شروع ہوا یا نہیں روزہ نہ رکھو بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کرو۔

مسئلہ: انتیسویں تاریخ کو ابر کی وجہ سے رمضان کا چاند دکھائی نہیں دیا تو صبح کو نفل روزہ بھی نہ رکھو۔ ہاں اگر ایسا اتفاق ہوا کہ ہمیشہ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتا تھا اور کل وہی دن ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھ لینا بہتر ہے۔ پھر اگر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو اسی نفل روزے سے رمضان کا فرض ادا ہو گیا۔ اب اس کی قضا نہ رکھے۔

مسئلہ: ابر کی وجہ سے انتیس کا چاند دکھائی نہیں دیا تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک کچھ کھاؤ نہ پیو۔ اگر کہیں سے خبر آ جائے تو اب روزہ کی نیت کر لو اور اگر خبر نہ آئے تو زوال کے بعد کھاؤ پیو۔

مسئلہ: اگر آسمان صاف ہو اور انتیس کا چاند کسی نے بھی نہ دیکھا ہو تو تیس شعبان کو نفل روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ: انتیس کا چاند نہیں ہوا تو یہ خیال نہ کرو کہ کل کا دن رمضان کا تو ہے نہیں لاؤ میرے ذمہ گزشتہ سال کا ایک روزہ قضا ہے اس کی قضا ہی رکھ لوں یا کوئی نذر مانی تھی اس کا روزہ رکھ لوں۔ اس دن قضا کا روزہ اور کفارہ کا روزہ اور نذر کا روزہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ کوئی روزہ نہ رکھنا چاہیے۔ اگر قضا یا نذر کا روزہ رکھ لیا تو پھر چاند کی خبر کہیں سے آ گئی تو بھی رمضان ہی کا روزہ ادا ہو گیا۔ قضا اور نذر کا روزہ پھر سے رکھے اور اگر خبر نہیں آئی تو جس روزہ کی نیت کی تھی وہی ادا ہو گیا۔

سحری کھانے اور افطار کا بیان

مسئلہ: سحری کھانا مستحب ہے اگرچہ بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم سے کم دو تین چھوہارے ہی کھا لے یا اور کوئی چیز تھوڑی بہت کھا لے اور کچھ نہ سہی تو تھوڑا سا پانی ہی پی لے۔

مسئلہ: اگر کسی نے سحری نہ کھائی اٹھ کر ایک آدھ پان کھا لیا تب بھی سحری کھانے کا ثواب مل گیا۔

3**:** سحری جہاں تک ہو سکے دیر کر کے کھانا بہتر ہے لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح ہونے لگے اور روزے میں شبہ پڑ جائے۔

مسئلہ: اگر سحری بڑی جلدی کھا لی مگر اس کے بعد پان، تمباکو، چائے، پانی دیر تک پیتا رہا۔ جب صبح ہونے میں تھوڑی دیر رہ گئی تب کلی کر ڈالی تب بھی دیر کر کے کھانے کا ثواب مل گیا اور اس کا بھی وہی حکم ہے جو دیر کر کے کھانے کا حکم ہے۔

مسئلہ: اگر رات کو سحری کھانے کے لیے آنکھ نہ کھلی سب سوتے رہ گئے تو سحری کھائے بغیر صبح کا روزہ رکھو۔ سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا بڑی کم ہمتی کی بات ہے اور بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ: کسی کی آنکھ دیر میں کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی رات باقی ہے۔ اس گمان میں سحری کھا لی۔ پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو جانے کے بعد سحری کھائی تھی تو روزہ نہیں ہوا قضا روزہ رکھے اور کفارہ واجب نہیں۔ لیکن پھر بھی کچھ کھائے پیئے نہیں روزہ داروں کی طرح رہے۔ اسی طرح اگر سورج ڈوبنے کے گمان سے روزہ کھول لیا، پھر دیکھا تو سورج ابھی نہیں ڈوبا تھا تو روزہ جاتا رہا۔ اس کی قضا کرے کفارہ واجب نہیں اور جب تک سورج نہ ڈوب جائے کچھ کھانا پینا درست نہیں۔

مسئلہ: سحری کھاتے ہوئے وقت ختم ہو جائے اور اذان شروع ہو جائے تو سحری کھانا فوراً بند کر دینا چاہیے۔ یہ خیال کرنا کہ جب تک اذان ہو رہی ہے سحری کھا سکتے ہیں یا پیالے میں جو کچھ ہے اس کو پورا کر سکتے ہیں غلط ہے اور اس سے روزہ نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر اتنی دیر ہوگئی کہ صبح ہو جانے کا شبہ پڑ گیا تو اب کچھ کھانا مکروہ ہے اور اگر ایسے وقت کچھ کھا لیا یا پی لیا تو برا کیا اور گناہ ہوا پھر اگر معلوم ہوا کہ اس وقت صبح ہوگئی تھی تو اس روزہ کی قضا رکھے اور کچھ نہ معلوم ہو، شبہ ہی شبہ رہ جائے تو قضا رکھنا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط کی بات یہ ہے کہ اس کی قضا رکھ لے۔

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ جب سورج یقینا ڈوب جائے تو فوراً روزہ کھول ڈالے۔ دیر کر کے روزہ کھولنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: ابر کے دن ذرا دیر کر کے روزہ کھولو۔ جب خوب یقین ہو جائے کہ سورج ڈوب گیا ہوگا تب افطار کرو اور صرف گھڑی پر کچھ اعتبار نہ کرو، جب تک کہ تمہارا دل گواہی

نہ دے کیونکہ گھڑی شاید کچھ غلط ہوگئی ہو۔ بلکہ اگر کوئی اذان بھی کہہ دے لیکن ابھی وقت ہونے میں کچھ شبہ ہے تب بھی روزہ کھولنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ: جب تک سورج ڈوبنے میں شبہ رہے تب تک افطار کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: چھوہارے سے روزہ کھولنا بہتر ہے اور کوئی میٹھی چیز ہو تو اس سے کھول لے وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کرے۔ بعض لوگ نمک سے افطار کرنے میں ثواب سمجھتے ہیں یہ غلط بات ہے۔

قضا روزے کا بیان

مسئلہ: رمضان کے جو روزے کسی وجہ سے جاتے رہے ہوں رمضان کے بعد جہاں تک جلدی ہو سکے ان کی قضا رکھ لے دیر نہ کرے۔ بے وجہ قضا رکھنے میں دیر لگانا برا ہے کیونکہ موت کا کوئی پتہ نہیں کب آجائے اور قضا رکھنے کی قدرت ہونے کے باوجود قضا رکھنے میں دیر کی اور موت آگئی تو گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ: روزے کی قضا میں دن تاریخ مقرر کرکے قضا کی نیت کرنا کہ فلاں تاریخ کے روزے کی قضا رکھتا ہوں یہ ضروری نہیں ہے بلکہ جتنے روزے قضا ہوں اتنے ہی روزے رکھ لینا چاہئیں۔ البتہ دو رمضان کے کچھ روزے قضا ہوگئے اس لیے دونوں سال کے روزوں کی قضا رکھنا ہے تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے یعنی اس طرح نیت کرے کہ فلاں سال کے روزوں کی قضا رکھتا ہوں۔

مسئلہ: قضا روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہیں ہوئی بلکہ وہ روزہ نفل ہوگیا۔ قضا کا روزہ پھر سے رکھے اور اس نفلی روزہ کو پورا کرنا مستحب ہے واجب نہیں توڑنے سے قضا نہ آئے گی۔

مسئلہ: کفارے کے روزے کا بھی یہی حکم ہے کہ رات سے نیت کرنا چاہیے اگر صبح ہونے کے بعد نیت کی تو کفارہ کا روزہ صحیح نہیں ہوا بلکہ نفلی ہوگا جس کو پورا کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: جتنے روزے قضا ہوگئے ہوں ان سب کو چاہے ایک دم رکھے یا تھوڑے تھوڑے کرکے رکھے۔ دونوں باتیں درست ہیں۔

مسئلہ: اگر رمضان کے روزے ابھی قضا نہیں رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو اب پہلے رمضان کے ادا روزے رکھے اور عید کے بعد قضا رکھے لیکن بلا وجہ اتنی دیر کرنا بری بات ہے۔

مسئلہ: رمضان کے مہینے میں دن کو بے ہوش ہوگیا اور تین دن تک برابر بے ہوش رہا تو فقط دو دن کے روزے قضا رکھے جس دن بے ہوش ہوا اس ایک دن کی قضا بھی واجب نہیں ہے کیونکہ اس دن کا روزہ نیت کی وجہ سے درست ہوگیا جب کہ وہ روزہ رکھنے کا پابند ہو اور بلا وجہ روزہ نہ چھوڑتا ہو۔ ہاں اگر اس دن روزے سے نہ تھا یا اس دن حلق میں کوئی دوا ڈالی اور حلق سے وہ اتر گئی تو اس دن کی قضا واجب ہے۔

مسئلہ: اور اگر رات کو بے ہوش ہوا تب بھی جس رات کو بے ہوش ہوا اس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے باقی اور جتنے دن بے ہوش رہا ان سب کی قضا واجب ہے۔ ہاں اگر اس رات کو صبح کا روزہ رکھنے کی نیت نہ تھی یا صبح کو کوئی دوا حلق میں ڈالی گئی تو اس دن کا روزہ بھی قضا رکھے۔

مسئلہ: اگر سارے رمضان بھر بے ہوش رہے تب بھی قضا رکھنا چاہیے یہ نہ سمجھے کہ سب روزے معاف ہوگئے۔

مسئلہ: اگر جنون ہوگیا اور پورے رمضان بھر دیوانہ رہا تو اس رمضان کے کسی روزے کی قضا واجب نہیں اور اگر رمضان کے مہینے میں کسی دن جنون جاتا رہا اور عقل ٹھکانے آ گئی تو اب سے روزے رکھنا شروع کرے اور جتنے روز جنون میں گئے ان کی بھی قضا رکھے۔

نذر کے روزے کا بیان

جب کوئی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ اگر پورا نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ نذر دو طرح کی ہے:

● نذر معین:

وہ یہ ہے کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر مانی کہ یا اللہ اگر آج فلاں کام ہو جائے تو

کل ہی تیرا روزہ رکھوں گا یا یوں کہا کہ یا اللہ اگر میری فلاں مراد پوری ہو جائے تو پرسوں جمعہ کے دن روزہ رکھوں گا۔

مسئلہ: نذر معین میں اگر رات سے روزہ کی نیت کرے تو بھی درست ہے اور اگر رات سے روزہ کی نیت نہ کی تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے نیت کر لے۔ یہ بھی درست ہے۔نذر ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ: جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور جب جمعہ آیا تو بس اتنی نیت کر لی کہ آج میرا روزہ ہے یہ مقرر نہیں کیا کہ یہ نذر کا روزہ ہے یا یہ کہ نفل کی نیت کر لی تب بھی نذر کا روزہ ادا ہو گیا۔ البتہ اس جمعہ کو اگر قضا روزہ رکھ لیا اور نذر کا روزہ رکھنا یاد نہ رہا یا یاد تو تھا مگر قصداً قضا کا روزہ رکھا تو نذر کا روزہ ادا نہ ہوگا بلکہ قضا کا روزہ ہو جائے گا نذر کا روزہ پھر رکھے۔

● نذر غیر معین:

وہ یہ ہے کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر نہیں مانی بس اتنا کہہ دیا کہ یا اللہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو ایک روزہ رکھوں گا یا کسی کام کا نام نہیں لیا ویسے ہی کہہ دیا کہ پانچ روزے رکھوں گا۔ نذر غیر معین میں رات سے نیت کرنا شرط ہے اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو نذر کا روزہ نہیں ہوا بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص پانچ ممنوعہ دنوں میں سے کسی دن روزہ رکھنے کی منت مانے تب بھی اس دن کا روزہ درست نہیں۔ اس کے بدلے کسی اور دن رکھ لے۔

مسئلہ: اگر کسی نے نیت مانی کہ میں پورے سال کے روزے رکھوں گا سال میں کسی دن بھی روزہ ن ہ چھوڑوں گا تب بھی ممنوعہ پانچ دنوں کے روزے نہ رکھے باقی سب رکھ لے پھر ان پانچ دنوں کی قضا رکھ لے۔

مسئلہ: کسی نے نذر مانی کہ ایک مہینے کے روزے رکھوں گا اگر یہ کہا کہ روزے متواتر رکھوں گا یا متواتر رکھنے کی نیت کی تو متواتر رکھنے ہوں گے اور اگر نہ زبان سے کہا اور نہ ہی نیت کی تو جس طرح چاہے رکھے چاہے متواتر یا کبھی چھوڑ کر کیونکہ اس صورت میں

مہینہ سے مراد مطلق تیس دن ہیں اور اگر کسی خاص مہینے کی نذر کی اور کہا میں رجب کے مہینے کے روزے رکھوں گا تو ایک مہینے کے روزے متواتر ہی رکھنے ہوں گے۔

نفل روزے کا بیان

مسئلہ: نفل روزے کی نیت اگر اس طرح کرے کہ میں نفل کا روزہ رکھتا ہوں تو بھی صحیح ہے اور اگر فقط اتنی نیت کرے کہ میں روزہ رکھتا ہوں تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ: دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک نفل روزہ کی نیت کر لینا درست ہے اگر دس بجے تک مثلاً روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا لیکن ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں پھر جی میں آ گیا اور روزہ رکھ لیا تو بھی درست ہے۔

مسئلہ: رمضان کے مہینے کے سوا جس دن چاہے نفل کا روزہ رکھے جتنے زیادہ روزے رکھے گا اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا البتہ عید الفطر کے دن اور بقرعید کے دن اور ایام تشریق یعنی ذوالحجہ کی گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں تاریخ کے یعنی سال بھر میں فقط پانچ دن روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اس کے علاوہ سب روزے درست ہیں۔

مسئلہ: کسی نے عید کے دن یا ایام تشریق میں کسی دن نفل روزہ رکھ لیا اور نیت کر لی، تب بھی توڑ دے اور اس کی قضا رکھنی بھی واجب نہیں۔

مسئلہ: نفل کا روزہ نیت کرنے سے واجب ہو جاتا ہے۔ سو اگر صبح کو یہ نیت کی کہ آج میرا روزہ ہے پھر اس کے بعد توڑ دیا تو اب اس کی قضا رکھے۔

مسئلہ: شوہر اپنے شہر میں ہو تو اس کی اجازت کے بغیر عورت کو نفل روزہ رکھنا درست نہیں اگر اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھ لیا تو اس کے تڑوانے سے توڑ دینا درست ہے۔ پھر جب وہ کہے اس کی قضا رکھے۔

مسئلہ: کسی کے یہاں مہمان گیا یا کسی نے دعوت پر بلایا اور کھانا نہ کھانے سے اس کا جی برا ہوگا، دل شکنی ہوگی تو اس کی خاطر سے روزہ توڑ دینا درست ہے اور مہمان کی خاطر گھر والے کو بھی روزہ توڑ دینا درست ہے جب کہ گھر والے کے ساتھ نہ کھانے سے

مہمان کا دل برا ہو۔ یہ حکم آدھا دن گزرنے سے پہلے ہے اور اس وقت ہے جب اپنے اوپر قضا رکھنے کا بھروسہ ہو۔

چند نفلی روزے

مسئلہ: محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی یہ روزہ رکھے اس کے گزرے ہوئے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ رکھنا بھی مستحب ہے۔ صرف دسویں کو روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ: اسی طرح ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا بھی بڑا ثواب ہے اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور شروع چاند سے نویں تک برابر روزے رکھے تو بہت ہی بہتر ہے۔

مسئلہ: شوال کے مہینے میں چھ دن نفل روزے رکھنے کا بھی بہت ثواب ہے خواہ متفرق رکھے یا اکٹھے رکھے لیکن اکٹھے رکھنا مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر ہر مہینے کی تیرہویں، چودھویں، پندرہویں تاریخ کو تین دن روزے رکھ لیا کرے تو گویا اس نے سال بھر برابر روزے رکھے۔ حضور اقدس ﷺ یہ تین دن روزے رکھا کرتے تھے۔

مسئلہ: شعبان کے مہینے کے پندرھویں دن کا روزہ بھی منقول ہے۔

چاند کا بیان

جب آسمان پر ابر یا غبار ہو

مسئلہ: اگر آسمان پر غبار ہے یا بادل ہے اس وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہیں آیا لیکن ایک دین دار، پرہیزگار سچے آدمی نے خبر دی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے اور قاضی یا رویت ہلال کمیٹی اس کی خبر کو قبول کر لے تو چاند کا ثبوت ہو گیا چاہے وہ مرد ہو

یا عورت ہو۔

تنبیہ: خبر گواہی سے کچھ اور باتوں کے علاوہ اس میں بھی مختلف ہے کہ خبر میں دو آدمیوں کا ہونا بھی شرط نہیں اور یہ کہنا بھی شرط نہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں۔

مسئلہ: ٹیلی فون وغیرہ پر خبر مقبول نہ ہوگی کیونکہ معلوم نہیں خبر دینے والا کیسا آدمی ہے۔ البتہ اگر خبر دینے والا ایسا آدمی ہے جس کو رویت کمیٹی کے ارکان جانتے ہیں اور اس کی آواز بھی خوب پہچانتے ہیں تو اس کی خبر ٹیلی فون پر قبول کرنے کی گنجائش ہے۔

مسئلہ: اگر ابر کی وجہ سے عید کا چاند دکھائی نہ دیا تو ایک شخص کی گواہی کا اعتبار نہیں چاہے جتنا بڑا معتبر آدمی ہو بلکہ جب دو معتبر اور پرہیز گار مرد یا ایک دین دار مرد اور دو دین دار عورتیں اپنے چاند دیکھنے کی گواہی دیں تب چاند کا ثبوت ہوگا۔ اور اگر چار عورتیں گواہی دیں تب بھی قبول نہیں۔

چاند دیکھنے کی گواہی کی شرائط

- گواہ مسلمان ہو لہٰذا غیر مسلم کی گواہی رویت ہلال میں قبول نہیں۔
- عاقل بالغ ہو لہٰذا دیوانے اور نابالغ بچے کی گواہی قبول نہیں۔
- گواہ بینا ہو لہٰذا نابینا کی گواہی قبول نہیں۔
- گواہ عادل ہو یعنی دین کا فرمانبردار ہو کہ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو۔ اس شرط کا مطلب یہ ہے کہ فاسق کی گواہی کو قبول کرنا اور اس کے مطابق فیصلہ کرنا قاضی کے ذمہ واجب نہیں۔ لیکن اگر قاضی یا رویت ہلال کمیٹی کو قرائن کے ذریعے معلوم ہو جائے کہ یہ گواہ جھوٹ نہیں بولتا۔ اس بناء پر وہ فاسق کی گواہی کو قبول کر کے اس پر کوئی فیصلہ کر دے تو یہ فیصلہ صحیح اور نافذ ہے۔ البتہ فاسقوں میں سے ایسے کی گواہی کو قبول کریں جس میں دوسروں کی بہ نسبت نیکی زیادہ ہو اور برائی کم ہو مثلاً نماز روزہ کا پابند ہو اور عام شرعی احکام کا احترام کرتا ہو (اگرچہ اس کے ساتھ ساتھ داڑھی منڈاتا ہو یا ٹیلی

ویژن دیکھتا ہو)

- لفظ شہادت کے ساتھ گواہی دے۔ اس کے بغیر کوئی گواہی قبول نہیں کی جاتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہادت کے لفظ میں حلف یعنی قسم کے معنی بھی ہیں اور واقعہ کے خود مشاہدہ کرنے کا اقرار بھی ہے۔ اس لیے ہر گواہ پر لازم ہے کہ اپنا بیان پیش کرنے سے پہلے یہ کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ فلاں واقعہ اس طرح ہوا جس کے معنی یہ ہوئے کہ میں حلفی بیان دیتا ہوں کہ فلاں واقعہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔
- جس واقعہ مثلاً چاند دیکھنے کی گواہی دے رہا ہے اس کو بچشم خود دیکھا ہو محض سنی سنائی بات نہ ہو البتہ اگر کوئی شخص عذر کے سبب گواہی کے لیے خود حاضر نہیں ہو سکتا تو وہ اپنی گواہی پر دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنا کر قاضی یا رویت ہلال کمیٹی کی مجلس میں بھیج سکتا ہے۔ مجلس قضا میں ان لوگوں کی گواہی اس ایک ہی شخص کے قائم مقام سمجھی جائے گی۔ دونوں گواہ قاضی کے سامنے یہ بیان دیں گے کہ فلاں شخص نے اس واقعہ کو یعنی چاند کو خود دیکھا اور خود حاضری سے معذور ہونے کے سبب ہم دونوں کو اپنی شہادت پر گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ ہم اس کی شہادت پر شہادت دیتے ہیں۔
- گواہ کے لیے ضروری ہے کہ قاضی یا رویت ہلال کمیٹی کی مجلس میں خود حاضر ہو کر گواہی دے پس پردہ یا دور سے بذریعہ خط یا ٹیلی فون یا دیگر جدید آلات کے ذریعہ کوئی شخص شہادت دے تو وہ شہادت سنی نہ جائے گی۔

مسئلہ: کسی نے رمضان کا چاند اکیلے دیکھا۔ سوائے اس کے شہر بھر میں کسی نے نہیں دیکھا۔ لیکن یہ شرع کا پابند نہیں اس وجہ سے اس کی خبر قبول نہیں کی گئی تو شہر والے تو روزہ نہ رکھیں لیکن خود یہ روزہ رکھے اور اگر اس اکیلے دیکھنے والے نے تیس روزے پورے کر لیے لیکن ابھی عید کا چاند نہیں دکھائی دیا تو یہ اکتیسواں روزہ بھی رکھے اور شہر والوں کے ساتھ عید کرے۔

مسئلہ: اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے دیکھا اس لیے اس کی گواہی کا شریعت نے اعتبار نہیں کیا تو اس دیکھنے والے آدمی کو بھی عید کرنا درست نہیں ہے صبح کو روزہ رکھے اور اپنے چاند دیکھنے کا اعتبار نہ کرے اور روزہ نہ توڑے۔

جب آسمان بالکل صاف ہو

مسئلہ: اگر آسمان بالکل صاف ہو تو دو چار آدمیوں کے کہنے سے اور گواہی دینے سے چاند ثابت نہ ہوگا چاہے رمضان کا چاند ہو چاہے عید کا البتہ رویت ہلال کمیٹی کے سامنے اگر اتنی کثرت سے لوگ اپنا چاند دیکھنا بیان کریں کہ دل گواہی دینے لگے کہ یہ سب بات بنا کر نہیں آئے ہیں۔ اتنے لوگوں کا جھوٹا ہونا کسی طرح بھی نہیں ہوسکتا تب چاند ثابت ہوگا۔ لیکن اب چونکہ لوگ چاند دیکھنے اور گواہی دینے میں چست نہیں رہے اس لیے رویت ہلال کمیٹی کم افراد بلکہ صرف دو آدمیوں کی گواہی پر بھی چاند ہونے کا فیصلہ دے سکتی ہے۔

مسئلہ: شہر بھر میں یہ خبر مشہور ہے کہ کل چاند ہوا اور بہت لوگوں نے دیکھا لیکن بہت ڈھونڈا، تلاش کیا پھر بھی کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا جس نے خود چاند دیکھا ہو تو ایسی خبر کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ: اگر دو ثقہ معتمد آدمیوں کی شہادت سے یا ایک معتبر آدمی کی خبر سے رویت ہلال ثابت ہو جائے اور اسی حساب سے لوگ روزہ رکھیں۔ تیس روزے پورے ہو جانے کے بعد عید الفطر کا چاند نہ دیکھا جائے۔ خواہ مطلع صاف ہو یا نہ ہو تو اکتیسویں دن عید کر لی جائے اور اس دن شوال کی پہلی تاریخ سمجھی جائے۔

مسئلہ: اگر تیس تاریخ کو دن کے وقت چاند دکھلائی دے تو آئندہ شب کا سمجھا جائے گا گزشتہ شب کا نہ سمجھا جائے گا اور وہ دن آئندہ ماہ کی تاریخ قرار نہ دیا جائے گا خواہ یہ رویت زوال سے پہلے ہو یا زوال کے بعد۔

مسئلہ: ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے خواہ ان دونوں شہر

والوں میں کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو حتیٰ کہ ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر معتبر طریقہ سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں تک پہنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا۔ لیکن اگر خبر پہنچنے کا قابل اعتبار شرعی طریقہ نہ ہو تو ہر ملک اپنے علاقے میں اپنی رویت کے مطابق عمل کرسکتا ہے بلکہ اگر ایک ملک میں بھی وہ شرعی طریقہ نہ ہو تو ہر شہر اپنی رویت پر عمل کرسکتا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ملک شام میں جمعہ کی شام کو چاند دیکھا گیا اور مدینہ میں اس روز چاند نظر نہیں آیا امیر شام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور تمام اہل شام نے ہفتہ کے روز روزہ رکھا اور امیر مدینہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اتوار سے رمضان شروع کیا اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو اگرچہ رمضان ختم ہونے سے پہلے حضرت کریب رحمہ اللہ کی گواہی سے اس کا علم ہو گیا تھا کہ شام کے ملک میں جمعہ کو چاند دیکھا گیا ہے مگر صرف ایک گواہ کی شہادت موجود تھی اس لیے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے دونوں علاقوں میں رمضان وعید کی وحدت قائم کرنے کی طرف توجہ نہیں کی۔

ریاضی کے حسابات اور آلات رصدیہ کا استعمال

جس چیز کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہے وہ چاند کا افق کے اوپر موجود ہونا نہیں بلکہ اس کا قابل رویت اور عام آنکھوں سے دیکھا جانا ہے۔ اسی پر رمضان اور عید کا دارومدار ہے۔ حدیث میں ہے۔

((لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰی تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاقْدِرُوْا لَهٗ)) (بخاری)

”روزہ اس وقت تک نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور عید اس وقت تک نہ کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر چاند تم پر مستور ہو جائے تو حساب لگا لو (یعنی حساب سے تیس دن پورے کرلو)“

اس حدیث میں روزہ رکھنے اور عید کرنے کا مدار چاند کی رویت پر رکھا ہے۔ اگر چاند افق پر موجود ہو مگر کسی وجہ سے قابل رویت نہ ہو تو احکام شرعیہ میں اس وجود کا

اعتبار نہ کیا جائے گا۔ حدیث کے اس مفہوم کو اسی حدیث کے آخری جملہ نے اور زیادہ واضح کر دیا جس میں یہ ارشاد ہے کہ اگر چاند تم سے مستور اور چھپا ہوا رہے یعنی تمہاری آنکھیں اس کو نہ دیکھ سکیں تو پھر تم اس کے مکلف نہیں کہ ریاضی کے حسابات سے چاند کا وجود اور پیدائش معلوم کرو اور اس پر عمل کرو یا آلات رصدیہ اور دور بینوں کے ذریعہ اس کا وجود دیکھو بلکہ فرمایا اگر چاند تم پر مستور ہو جائے تو تیس پورے کر کے مہینہ ختم سمجھو۔

رسول اللہ ﷺ نے چاند کا وجود تسلیم کر کے یہ حکم دیا کیونکہ مستور ہو جانے کے لیے موجود ہونا لازمی ہے۔ جو چیز موجود ہی نہ ہو اس کو معدوم کہا جاتا ہے۔

مسئلہ: اگرچہ ہم اس کے مکلف تو نہیں کہ جہاز پر اوپر جا کر چاند دیکھیں یا دور بینوں (Telescopes) کا استعمال کریں اور یہ پسندیدہ بھی نہیں لیکن اگر ایسا کیا گیا اور چاند دیکھ لیا گیا تو چاند کی رویت ثابت ہو جائے گی۔

مسئلہ: مکہ مکرمہ میں پاکستان سے ایک یا دو روز قبل چاند دکھائی دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص رمضان میں مکہ مکرمہ سے پاکستان آئے اور پاکستان میں انتیس کی شام کو عید کا چاند نظر نہیں آیا تو اگر پاکستان والوں نے باضابطہ طور پر اور شرائط کے ساتھ اس شخص کی خبر قبول کر لی تب تو پاکستان والے ایک روزہ قضا رکھیں اور مکہ مکرمہ کے حساب سے تیس دن پورے ہونے پر عید کر لیں اور اگر پاکستان والوں نے اس کی خبر قبول نہ کی تو یہ شخص پاکستان والوں کے ساتھ عید کر لے اور اپنا اکتیسواں روزہ رکھے۔ اور جو شخص رمضان شروع ہونے کے بعد پاکستان سے مکہ مکرمہ جائے اور وہاں ایک دن پہلے روزے شروع ہو چکے ہوں۔ تو یہ شخص اہل مکہ کے ساتھ عید کر لے اور ایک روزے کی قضا کرے۔

روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا معیار

چند مقدمات

- شریعت کے احکام کا مدار ان امور پر نہیں ہے جن کو معلوم کرنے کے لیے بہت کچھ تحقیقات و تدقیقات کی ضرورت ہو۔ نماز روزے کے لیے اوقات اور مہینے

معلوم کرنے کی خاطر علم فلکیات کی باریکیوں کا مکلف نہیں بنایا بلکہ روزوں کے لیے چاند کی رویت کو مدار بنایا اور نمازوں کے لیے سورج کے طلوع وغروب اور اشیاء کے سایہ کو مدار بنایا اور یہ ایسے امور ہیں کہ ہر زمانہ اور ہر معاشرہ و مقام کے لوگوں کی ان تک رسائی ہے۔

- حدیث میں ہے:

((اِنَّمَا الْاِفْطَارُ مِمَّا دَخَلَ وَلَیْسَ مِمَّا خَرَجَ))

''یعنی روزہ اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو اس چیز سے نہیں جو جسم سے باہر آئے۔''

- حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔ یہ بات مشاہدہ میں ہے کہ سرمہ کے کچھ ذرات حلق تک پہنچ جاتے ہیں لیکن وہ ایک ایسی نلی (Naso-Lacrimal Duct) کے ذریعے پہنچتے ہیں جو عام حالت میں ایک مسام کی طرح تنگ ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ جو شے مسام کے ذریعے جسم میں داخل ہو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

- ایک اور حدیث میں اس طرح ہے:

((اِنَّمَا الْوُضُوْءُ مِمَّا خَرَجَ وَلَیْسَ مِمَّا دَخَلَ وَ الْفِطْرُ فِی الصَّوْمِ مِمَّا دَخَلَ وَلَیْسَ مِمَّا خَرَجَ))

''یعنی وضو اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم سے باہر آئے اس سے نہیں جو جسم میں داخل ہو جب کہ روزہ اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو اس سے نہیں جو جسم سے باہر آئے۔''

تقابل کا تقاضا یہ ہے کہ جن قدرتی راستوں سے کوئی چیز جسم سے باہر آتی ہے انہی راستوں سے کوئی چیز اگر جسم کے اندر جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ قدرتی راستوں سے باہر آنے سے پہلے وہ چیز کسی جوف (Cavity) میں ہوتی ہے خواہ وہ آنتوں کا جوف ہو یا مثانہ کا ہو یا رحم کا ہو یا کان کا ہو۔ داخل ہونے پر بھی شے کسی جوف میں داخل ہوگی۔

ان مقدمات کا حاصل یہ ضابطہ ہے

اگر کوئی شئے جسم کے کسی جوف میں قدرتی یا مصنوعی مخرق و راستہ (Opening) سے جان بوجھ کر یا غلطی سے داخل کی جائے مسام سے نہیں اور اس جوف میں ٹھہر جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے الا یہ کہ کہیں ضرورت اور مجبوری کا تقاضا ہو کہ روزے کے ٹوٹنے کا حکم نہ لگایا جائے۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

لیکن اگر ان چیزوں کے کرنے میں ڈر ہو کہ کہیں روزہ ٹوٹنے تک نوبت نہ پہنچ جائے تو ان کو کرنا روزہ کے لیے مکروہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھا لے یا پی لے یا بھولے سے جماع کر لے تو اس کا روزہ نہیں گیا۔ اگرچہ پیٹ بھر کر کھائے۔ اگر بھول کر کئی دفعہ کھا پی لیا تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقت ور ہے کہ روزہ سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی ہے تو روزہ یاد دلا دینا واجب ہے یاد نہ دلانا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر کوئی کمزور ہو کہ روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کو یاد نہ دلائے کھانے دے۔

مسئلہ: حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا دھواں آپ ہی آپ چلا گیا یا گرد و غبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا۔ البتہ اگر قصداً ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔

مسئلہ: دانتوں میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا یا چھالیہ کا ٹکڑا وغیرہ کوئی اور چیز تھی اس کو خلال سے دانتوں سے نکال کر کھا گیا لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا یا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی تو دیکھو اگر چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا اور اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو جاتا رہا۔ البتہ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا اس کے بعد نگل گیا تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ جائے گا چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو۔ دونوں کا ایک ہی حکم ہے اور قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر پان کھا کر خوب کلی، غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں، روزہ ہو گیا۔

مسئلہ: روزے میں تھوک نگلنے سے روزہ نہیں جاتا چاہے جتنا ہو۔

مسئلہ: ناک کو اس زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا، اسی طرح منہ کی رال سڑک کر نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا۔ اسی طرح بلغم کو بھی نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر کسی عورت کا شوہر بڑا بد مزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ سالن میں نمک مرچ درست نہ ہو تو ناک میں دم کر دے گا، اس کو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔

مسئلہ: اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کوئی چیز کھلانا مکروہ تنزیہی ہے۔ البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و ناچاری ہو جائے تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: روزہ دار نے دوا چکھی اور اس کا مزہ اپنے حلق میں پایا لیکن دوا حلق میں نہیں گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: انجائنا (دل کی طرف دوران خون کم ہو جانے) کے مریض اگر روزہ کی حالت میں (Angised) گولی زبان کے نیچے رکھ لیں اور اس کا خیال رکھیں کہ لعاب حلق کے نیچے اترنے نہ پائے تو منہ کی اندرونی تہہ سے اس کے جذب ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر لعاب حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لہٰذا احتیاط بہتر ہے۔

مسئلہ: منہ میں دوا لگانا شدید ضرورت کے وقت جائز ہے اور بلا ضرورت مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر دوا پیٹ کے اندر چلی جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: کوئلہ چبا کر دانت صاف کرنا اور منجن یا پیسٹ سے دانت صاف کرنا مکروہ ہے اور

اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے تو روزہ جاتا رہے گا اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے چاہے سوکھی مسواک ہو یا تازی اسی وقت کی توڑی ہوئی۔ اگر نیم کی مسواک ہے اور اس کا کڑواپن منہ میں معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں۔ مسواک کا کوئی ریشہ اتفاق سے سانس کے ساتھ اندر چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی مگر غسل نہیں کیا، دن کو نہایا تب بھی روزہ ہو گیا بلکہ اگر دن بھر نہ نہائے تب بھی روزہ نہیں جاتا البتہ اس کا گناہ الگ ہوگا۔

مسئلہ: کسی بھی قسم کا ٹیکہ خواہ وہ عضلاتی ہو یا وریدی ہو لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ یہاں تک کہ اگر کسی طبی ضرورت سے گلوکوز کی بوتل بھی چڑھائی جائے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ محض روزہ کی مشقت کم کرنے کے لیے Drip یعنی گلوکوز کی بوتل لگوانا مکروہ ہے پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح خون چڑھانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: فصد کھلوانے (Venesection) اور کسی مریض کے لیے خون دینے (Blood Donation) سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر آنسو یا پسینے کا ایک آدھ قطرہ منہ میں خود بخود چلا گیا اور نمکینی محسوس ہوئی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن اگر اتنی زیادہ مقدار میں آنسو یا پسینہ منہ میں گیا کہ پورے منہ میں نمکینی محسوس ہوئی اور پھر اس کو نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: دن کو سرمہ لگانا، تیل لگانا، خوشبو سونگھنا درست ہے۔ اس سے روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا چاہے جس وقت ہو بلکہ اگر سرمہ لگانے کے بعد تھوک یا رینٹھ میں سرمہ کا رنگ دکھائی دے تو بھی روزہ نہیں گیا، نہ مکروہ ہوا۔

مسئلہ: آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ دوا کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو۔

مسئلہ: آپ ہی آپ قے ہوگئی خواہ تھوڑی ہوئی ہو یا زیادہ یعنی منہ بھر کر ہوئی ہو پھر خواہ وہ منہ سے باہر نکل آئی ہو یا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی ہو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر اپنے اختیار سے قے کی ہو اور منہ بھر سے کم ہو پھر خواہ منہ سے باہر نکل آئی

ہو یا خود بخود حلق کے اندر چلی گئی ہو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر کئی مجالس میں تھوڑی تھوڑی قے اپنے اختیار سے کی ہو یا ایک دفعہ صبح کو پھر دوپہر کو پھر شام کو قے کی ہو کہ اگر اس کو جمع کیا جائے تو منہ بھر ہونے کی مقدار کو پہنچ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مسئلہ: سانس کے ذریعے آکسیجن لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: سونے کی حالت میں منی خارج ہونے سے جس کو احتلام کہتے ہیں روزہ فاسد نہ ہوگا۔اسی طرح اگر کسی عورت کے دیکھنے یا اس کا خاص حصہ دیکھنے سے یا صرف کسی بات کا خیال دل میں کرنے سے منی خارج ہوجائے تب بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

مسئلہ: عورت کا بوسہ لینا اور اس سے بغل گیر ہونا مکروہ ہے جب کہ انزال کا خوف ہو یا اپنے نفس کے بے اختیار ہو جانے کا اور اس حالت میں جماع کر لینے کا اندیشہ ہو۔ اور اگر یہ خوف واندیشہ نہ ہوتو پھر مکروہ نہیں۔ اگر انزال ہوگیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: کسی عورت وغیرہ کے ہونٹ کا منہ میں لینا اور مباشرت فاحشہ یعنی خاص بدن کا برہنہ ملانا بغیر دخول کے ہر حال میں مکروہ ہے خواہ انزال اور جماع کا خوف ہو یا نہ ہو۔ اور انزال ہوجائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: نہاتے ہوئے اگر پانی کان میں خود بخود چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہ اپنے اختیار سے باہر ہے۔

مسئلہ: سر کے زخم میں دوا لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہاں سے دوا کسی جوف میں داخل نہیں ہوتی۔

مسئلہ: پیٹ کا زخم اگر معدہ یا آنت میں نہ کھل رہا ہو تو اس میں دوا لگانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر تل کے یا اس کے برابر کی کوئی چیز اٹھا کر منہ میں ڈال لی اور اس کو منہ میں خوب چباتا رہا یہاں تک کہ اس کا کچھ پتہ نہیں رہا اور حلق میں مزہ محسوس نہ ہوا تو روزہ

نہ ٹوٹے گا۔

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹتا ہے اور قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں

وہ شخص جس میں روزے کے واجب ہونے کی تمام شرائط پائی جاتی ہوں رمضان کے اس ادا روزہ میں جس کی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو عمداً بدن کے کسی جوف میں اس کے قدرتی یا مصنوعی منفذ (Opening) سے کوئی ایسی چیز پہنچائے جو انسان کی دوا یا غذا میں مستعمل ہوتی ہو گو وہ بہت ہی قلیل ہو حتیٰ کہ ایک تل کے برابر ہی ہو یا جماع کرے یا کرائے۔ لواطت بھی اسی حکم میں ہے۔ جماع میں خاص حصے کے سر کا داخل ہو جانا کافی ہے۔ منی کا خارج ہونا بھی شرط نہیں۔ مگر یہ بات شرط ہے کہ جماع ایسی عورت سے کیا جائے جو قابل جماع ہو بہت کم سن لڑکی نہ ہو جس میں جماع کی قابلیت پائی نہیں جاتی۔ ان سب صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

مسئلہ: روزے کے توڑنے سے کفارہ جب ہی لازم آتا ہے جب کہ رمضان میں روزہ توڑ ڈالے۔ رمضان کے سوا کسی اور روزہ کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا اگرچہ وہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ: اگر کسی روزہ دار عورت نے جان بوجھ کر کچھ کھا پی لیا اور روزہ توڑ دیا۔ اس کے بعد اسی دن اس کو حیض آ گیا تو اس پر کفارہ واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر روزہ دار نے روزہ توڑ دیا پھر اسی دن بیمار ہو گیا تب بھی کفارہ نہ ہوگا۔

مسئلہ: جو لوگ حقہ، سگریٹ پینے کے عادی ہوں یا کسی نفع کی غرض سے پئیں روزہ کی حالت میں پینے سے ان پر کفارہ اور قضا دونوں واجب ہوں گے۔

مسئلہ: لوبان وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا اور قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

مسئلہ: کسی دوا کی بھاپ لینے یا تنگی نفس میں Inhaler استعمال کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں البتہ اگر Inhaler یعنی پمپ کا

استعمال جان جانے کے خوف سے کیا ہو تو صرف قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت کسی نابالغ بچے یا کسی مجنون سے جماع کرائے تب بھی اس کو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

مسئلہ: جماع میں عورت اور مرد دونوں کا عاقل ہونا شرط نہیں حتیٰ کہ اگر ایک مجنون ہو اور دوسرا عاقل تو عاقل پر کفارہ لازم ہوگا۔

مسئلہ: اگر سرمہ لگایا یا خون نکلوایا یا تیل ڈالا پھر سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً کھالیا تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔

مسئلہ: پیٹ کا زخم اگر معدہ یا آنت میں کھلا ہو پھر زخم میں دوا ڈالی گئی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور انتہائی مجبوری نہ ہو تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی مقیم روزے کی نیت کے بعد مسافر بن جائے اور تھوڑی دور جا کر کسی بھولی ہوئی چیز کے لینے کو اپنے مکان پر واپس آئے اور وہاں پہنچ کر روزہ کو فاسد کر دے تو اس کا کفارہ دینا ہوگا اس لیے کہ اس پر اس وقت مسافر کا اطلاق نہ تھا گو وہ ٹھہرنے کی نیت سے نہ گیا تھا اور نہ وہاں ٹھہرا۔

کفارے کا بیان

رمضان کا فرض اور ادا روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ بالترتیب یہ ہے:

- کوئی غلام آزاد کرے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، مرد ہو یا عورت اور بالغ ہو یا نابالغ۔
- اگر غلام آزاد کرنے کی طاقت نہ ہو یا غلام میسر نہ ہو تو دو مہینے تک برابر لگاتار روزے رکھے۔ تھوڑے تھوڑے کر کے رکھنا درست نہیں۔ اگر کسی وجہ سے بیچ میں دو ایک روزہ نہیں رکھے تو اب پھر سے دو مہینے کے روزے رکھے۔ ہاں جتنے روزے عورت کے حیض کی وجہ سے جاتے رہے ہوں وہ معاف ہیں۔ ان کے چھوٹ جانے سے کفارہ میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ لیکن پاک ہونے کے بعد

فوراً پھر روزے رکھنا شروع کرے اور ساٹھ روزے پورے کرے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کے نفاس کی وجہ سے بیچ میں روزے چھوٹ گئے۔ پورے روزے لگاتار نہیں رکھ سکی تو بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ سب روزے پھر سے رکھے۔

مسئلہ: اگر دکھ بیماری کی وجہ سے بیچ میں کفارے کے کچھ روزے چھوٹ گئے تب بھی تندرست ہونے کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کرے۔

مسئلہ: اگر بیچ میں رمضان کا مہینہ آ گیا یا بقرعید اور ایام تشریق آ گئے تب بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ: اگر کفارے کے روزے چاند دیکھ کر قمری مہینے کی پہلی تاریخ سے شروع کر دیئے تو چاند کے حساب سے پورے دو مہینے کے روزے رکھے خواہ وہ تیس دن کے مہینے ہوں یا انتیس دن کے ہوں اور اگر آگے پیچھے شروع کیے ہوں تو ساٹھ روزے پورے کرے۔

- اگر وہ شخص کفارے کے روزے رکھنے پر قادر نہ ہو یعنی ایسا بیمار ہے جس کے اچھا ہونے کی امید نہیں رہی یا بہت بوڑھا ہے اس لیے وہ دو مہینے کے روزے لگاتار رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ پھر اس کے بعد اگر صحت و تندرستی حاصل ہو جائے تو کھانا کھلانے کا کفارہ ہی کافی رہے گا اور کفارے کے روزے نہ رکھنے پڑیں گے۔

مسئلہ: ان مسکینوں میں اگر بعضے بالکل چھوٹے بچے ہوں تو جائز نہیں۔ ان بچوں کے بدلے اور مسکینوں کو پھر کھلائے البتہ بڑی عمر کے بچے ہوں یعنی جو بلوغت کے قریب ہوں تو جائز ہے۔

مسئلہ: اگر گیہوں کی روٹی ہو تو روکھی روٹی بھی کھلانا درست ہے اور اگر جو، باجرہ، جوار وغیرہ کی روٹی ہو تو اس کے ساتھ کچھ دال وغیرہ دینا چاہیے جس کے ساتھ روٹی کھائیں۔

مسئلہ: اگر کھانا نہ کھلائے بلکہ ساٹھ مسکینوں کو کچا اناج دے دے تو بھی جائز ہے ہر ایک مسکین کو صدقہ فطر کے بقدر دے۔

مسئلہ: اگر اتنے اناج کی قیمت دے دے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کسی اور سے کہہ دیا کہ تم میری طرف سے کفارہ ادا کردو اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو اور اس نے اس کی طرف سے کھانا کھلا یا یا کچھ اناج دے دیا تب بھی کفارہ ادا ہو گیا اور اگر اس کے کہے بغیر کسی نے اس کی طرف سے دے دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ: اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک صبح و شام کھانا کھلا دیا یا ساٹھ دن تک کچا اناج یا قیمت دیتا رہا تب بھی کفارہ صحیح ہو گیا۔

مسئلہ: اگر ساٹھ دن تک لگاتار کھانا نہیں کھلایا بلکہ بیچ میں کچھ دن ناغہ کر کے کھلایا تو کچھ حرج نہیں یہ درست ہے۔

مسئلہ: اگر ساٹھ دن کا اناج حساب کر کے ایک فقیر کو ایک ہی دن دے دیا تو درست نہیں۔ اسی طرح ایک ہی فقیر کو ایک ہی دن اگر ساٹھ دفعہ کر کے دے دیا تب بھی ایک ہی دن کا ادا ہوا۔ ایک کم ساٹھ مسکینوں کو پھر دینا چاہیے۔ اسی طرح قیمت دینے کا بھی حکم ہے یعنی ایک دن میں ایک مسکین کو ایک روزے کے بدلے سے زیادہ دینا درست نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی فقیر کو صدقہ فطر کی مقدار سے کم دے دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ: سوائے جماع کے کسی اور سبب سے اگر کفارہ واجب ہوا ہو اور ایک کفارہ ادا نہ کرنے پایا ہو کہ دوسرا واجب ہو جائے تو ان دونوں کے لیے ایک ہی کفارہ کافی ہے۔ اگرچہ دونوں کفارے دو رمضانوں کے ہوں۔ ہاں جماع کے سبب سے جتنے روزے فاسد ہوئے ہوں تو اگر وہ ایک ہی رمضان کے روزے ہیں تو ایک ہی کفارہ کافی ہے اور دو رمضانوں کے ہیں، تو ہر ایک رمضان کا کفارہ علیحدہ دینا ہوگا اگرچہ پہلا کفارہ ادا نہ کیا ہو۔

مسئلہ: اگر ایک دفعہ روزہ توڑنے کا کفارہ دینے کے بعد پھر روزہ توڑا تو نئے سرے سے کفارہ دینا پڑے گا۔

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹتا ہے اور صرف قضا واجب ہوتی ہے۔

کفارہ اس وقت واجب ہوتا ہے جب روزہ توڑنے کا جرم کامل درجے میں پایا جائے اور اگر روزہ توڑنا کامل درجے کا نہ ہو تو کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ کامل درجہ نہ ہونے کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً

● جب کوئی چیز کھائی ہو یا پی ہو

○ ۲ قصداً نہ کھائی ہو بلکہ غلطی سے منہ میں چلی گئی ہو۔

مسئلہ: کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا اور قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ: اگر کسی کو جمائی آئی اس نے اپنا سر اٹھایا اور اس کے حلق میں مثلاً بارش کا قطرہ ٹپک گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ منہ بند کرکے اس سے بچ سکتا تھا۔

مسئلہ: کسی نے یہ خیال کرکے کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی کچھ کھا پی لیا جب کہ وہ روزے کی نیت کر چکا تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس وقت صبح صادق ہو چکی تھی تو اس پر صرف قضا ہوگی کفارہ نہیں ہوگا کیونکہ اس کا روزہ توڑنے کا ارادہ نہیں تھا۔ اسی طرح کسی نے یہ گمان کرکے کہ سورج غروب ہوگیا ہے روزہ افطار کرلیا پھر پتہ چلا کہ اس وقت سورج غروب نہیں ہوا تھا تو صرف قضا آئے گی۔

○ ۲ زبردستی حلق ڈال میں دی گئی ہو

مسئلہ: روزہ دار کے حلق میں زبردستی پانی یا کوئی اور چیز ڈال دی گئی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا البتہ صرف قضا واجب ہوگی۔

○ ۳ قصداً کھائی ہو لیکن

(الف) اضطرار اور لاچاری کی حالت میں کھائی ہو۔

مسئلہ: جن اسباب سے روزہ توڑ دینا جائز ہے (ان کا بیان آگے آرہا ہے) اگر ان میں سے کسی سبب سے روزہ توڑا تو صرف قضا واجب ہوگی۔

(ب) ایسی چیز ہو جس کو غذا یا دوا یا عادت کے طور پر نہ کھاتے ہوں۔

مسئلہ: کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا کھا لیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور صرف قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کسی نے روئی یا گھاس یا کاغذ نگل لیا ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا لازم ہوگی۔

مسئلہ: اگر درخت کے پتے ایسے کھائے جو عام طور سے کھائے نہیں جاتے تو ان سے بھی قضا لازم ہوگی۔

مسئلہ: اگر کوئی سونا یا چاندی یا جواہرات میں سے کسی کو نگل گیا تو قضا لازم ہوگی۔

(ج) ایسی چیز ہو جس سے طبیعت نفرت کرتی ہو۔

مسئلہ: اگر چبائے ہوئے لقمہ کو منہ سے نکال کر دوبارہ منہ میں ڈالا اور کھا گیا۔

مسئلہ: بلا ارادہ خود بخود منہ بھر کر قے آئی پھر روزہ یاد ہوتے ہوئے قصداً اس کو منہ کے اندر سے ہی واپس نگل لیا خواہ تمام کو نگلے یا کچھ کو نگلے جب کہ نگلی ہوئی تعداد چنے کے برابر یا اس سے زائد ہو۔

مسئلہ: سحری کھانے میں جو گوشت یا کوئی اور چیز دانتوں کے درمیان رہ گئی تھی روزے میں اس کو دانتوں کے درمیان سے نکال کر منہ کے اندر سے نگل لیا جب کہ وہ چنے کی مقدار کے برابر یا اس سے زائد ہو۔

مسئلہ: منہ سے خون نکلتا ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ البتہ اگر خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ: نکسیر کا خون حلق سے پیٹ میں چلا جائے تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: اگر آنکھ سے آنسو نکلیں اور روزہ دار کے منہ میں داخل ہو جائیں اگر ایک دو قطرے ہوں تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اتنے سے بچنا ممکن نہیں اور اگر زیادہ ہوں کہ

ان کی نمکینی اپنے سارے منہ میں پاتا ہو اور پھر ان کو نگل جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ یہی حکم پسینہ کا ہے۔

● عام مروجہ طریقے کے خلاف اس کو استعمال کیا ہو

مسئلہ: کچا چاول یا گوندھا ہوا آٹا خشک آٹا کھایا تو صرف قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ: خشک بادام کو چھلکے سمیت نگل لیا تو صرف قضا واجب ہوگی۔

● منہ کے علاوہ کسی اور راستہ سے کسی شے کو پیٹ میں لے جائے

مسئلہ: جو چیز ناک کے راستہ پیٹ میں پہنچے اس سے صرف قضا واجب ہوتی ہے۔

مسئلہ: کسی شخص نے حقنہ (Enema) کرایا یعنی اس کے ذریعے کوئی دوا یا پانی یا تیل وغیرہ مقعد میں چڑھایا اور وہ مقام حقنہ تک جو مقعد سے چار انگل اوپر ہے پہنچ گئی تو روزہ ٹوٹ گیا اور صرف قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ: اگر کسی روزہ دار کی کانچ (پاخانے کی آنت) باہر نکل آئی اور اس نے اس کو دھویا۔ اگر وہ اس کو خشک کرنے سے پہلے کھڑا ہوگیا تو روزہ ٹوٹ گیا ورنہ نہیں کیونکہ جو پانی اس کے باہر نکلے ہوئے حصے کو لگ گیا ہے وہ آنت کے اندر جانے سے پہلے خشک کرنے سے زائل ہوگیا ہے۔ لہٰذا جب کسی روزہ دار کی کانچ باہر نکل آئے تو جب تک وہ اس کو کپڑے سے نہ پونچھ لے کھڑا نہ ہو۔

مسئلہ: مقعد کے سوراخ سے کوئی چیز داخل ہو تو روزہ اس وقت ٹوٹتا ہے جب وہ حقنہ کے مقام تک پہنچ جائے جو تقریباً چار انگل کی مقدار پر ہوتی ہے۔ بواسیری مسے اگر باہر آجائیں اور ان کو دھونے کے بعد اندر کرلیا یا وہ خود بخود اندر چلے گئے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ وہ مقام حقنہ سے نیچے ہوتے ہیں۔

● جوف معدہ کے علاوہ کسی اور جوف میں شے داخل ہو

مسئلہ: عورت کو روزہ میں شرمگاہ کی جگہ کوئی دوا رکھنا یا تیل وغیرہ کوئی چیز ڈالنا درست نہیں۔ اگر کسی نے دوا رکھ لی تو روزہ جاتا رہا۔ قضا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کسی ضرورت سے لیڈی ڈاکٹر یا دائی نے روزہ دار عورت کی شرمگاہ میں انگلی ڈالی یا خود عورت نے اپنی انگلی ڈالی پھر ساری انگلی یا تھوڑی سی انگلی نکالنے کے بعد دوبارہ اندر کر دی تو چونکہ پہلی دفعہ اندر کرنے سے انگلی پر کچھ اندرونی رطوبت لگ گئی تھی اور جب دوبارہ انگلی اندر کی تو وہ رطوبت جو باہر آ چکی تھی اس کو دوبارہ اندر کیا لہٰذا روزہ جاتا رہا لیکن کفارہ واجب نہیں اور اگر نکالنے کے بعد انگلی پھر اندر نہیں کی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ ہاں اگر انگلی پر پہلے ہی سے پانی یا ویزلین لگی ہو تو پہلی مرتبہ اندر کرنے سے روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: رحم کی صفائی کے وقت رحم کشادہ کرنے کے لیے جو آلات (Dilators) استعمال کیے جاتے ہیں ان کو ویزلین لگا کر داخل کیا گیا تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر ان کو خشک داخل کیا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا لیکن اگر خشک داخل کر کے باہر نکالا اور اچھی طرح پونچھے بغیر دوبارہ داخل کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اندرونی معائنہ کے مختلف آلات مثلاً برانکوسکوپ اور گیسٹروسکوپ اور پیشاب کی نالی اور معدہ صاف کرنے کی نالی (Ryles Tube) وغیرہ پر چونکہ کچھ تیل اور چکناہٹ لگا کر استعمال کیا جاتا ہے لہٰذا ان کے داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ: رحم پورا یا اس کا کچھ حصہ باہر نکل آئے۔ پھر اس کو کچھ دوا یا پانی وغیرہ لگا کر اندر کیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: کان میں تیل یا دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کان میں خود پانی ٹپکایا تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ کان بھی جسم کا ایک جوف ہے۔

مسئلہ: مرد نے اپنی پیشاب کی نالی کے سوراخ میں کوئی تیل ٹپکایا یا دوا ڈالی تو اس سے روزہ ٹوٹ گیا۔

● زبردستی جماع کیا گیا ہو یا دواعی جماع سے انزال ہو گیا ہو

مسئلہ: کوئی روزہ دار عورت غافل سو رہی تھی یا بے ہوش پڑی تھی اس سے اس کے شوہر نے صحبت کر لی یا روزہ دار عورت بیدار اور ہوش میں تھی مگر اس کے شوہر نے اس سے

زبردستی صحبت کر لی تو روزہ ٹوٹ گیا صرف قضا واجب ہوگی۔ کفارہ واجب نہیں اور مرد اگر روزہ دار تھا تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

مسئلہ: کسی نے مردہ عورت سے یا کسی ایسی کم سن نابالغہ لڑکی سے جماع کیا جس کے ساتھ جماع کی رغبت نہیں ہوتی یا کسی جانور سے جماع کیا یا کسی کو پاس لٹایا یا بوسہ لیا یا مشت زنی کا مرتکب ہوا اور ان سب صورتوں میں منی کا خروج ہوگیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور کفارہ واجب نہ ہوگا۔ مادہ منویہ کے تجزیہ کے لیے مشت زنی کا بھی یہی حکم ہے۔

● خود منہ بھر کر قے کرنا

مسئلہ: روزہ یاد ہوتے ہوئے خود اپنے ارادے سے منہ بھر کر قے کی (خواہ کسی غرض سے کسی طبیب نے مریض کو قے کرائی ہو) تو اس کا روزہ اس سے ٹوٹ جاتا ہے۔

ان دونوں صورتوں میں صرف قضا واجب ہوتی ہے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ منہ بھر کر قے ہونے کی حد یہ ہے کہ اس کو تکلیف و مشقت کے بغیر منہ میں روکنا ممکن نہ ہو۔

مسئلہ: ایک ہی مجلس میں کئی بار قصداً قے کی اور وہ سب مل کر منہ بھر ہونے کی مقدار تھی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

● روزہ توڑنے سے پہلے یا بعد میں ایسا عذر لاحق ہونا جس میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے

مسئلہ: کسی روزہ دار نے جان بوجھ کر اپنا روزہ توڑ دیا پھر اسی دن اس کو قدرتی طور سے مرض لاحق ہوا یا عورت تھی تو اس کو حیض یا نفاس جاری ہوا تو اس سے کفارہ ساقط ہو جائے گا اور صرف قضا لازم ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اسی دن قدرتی عذر لاحق ہوگیا تو معلوم ہوا کہ اس کا روزہ تو ٹوٹنا ہی تھا اور اس نے ایسا روزہ توڑا جو ٹوٹنے ہی والا تھا اور ظاہر ہوا کہ روزہ توڑنے کا جرم کامل نہیں تھا۔

مسئلہ: روزہ توڑ کر کوئی سفر پر نکل جائے تو اس سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا کیونکہ سفر قدرتی عذر نہیں ہے بلکہ اپنے اختیار کی چیز ہے۔

مسئلہ: مقیم نے رمضان کا روزہ رکھا پھر دن میں سفر پر روانہ ہو گیا تو اس کو اس دن کا روزہ توڑنا جائز نہیں لیکن اگر وہ روزہ توڑ دے تو چونکہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے اس لیے اگر روزہ توڑے گا تو جرم کامل نہیں ہوگا اور صرف قضا لازم ہوگی۔

جہاں روزہ ٹوٹنے کا شبہ ہو اگرچہ حقیقت میں روزہ نہ ٹوٹا ہو تو عمداً کھانے پینے سے صرف قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہیں ہوگا کیونکہ اس نے یہ خیال کر کے عمداً کھایا پیا ہے کہ اس کا روزہ ٹوٹ چکا ہے اور اس طرح سے جرم کامل نہیں ہوا۔

مسئلہ: کسی نے بھولے سے کچھ کھا لیا اور یوں سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس وجہ سے پھر قصداً کچھ کھا لیا تو اب روزہ جاتا رہا فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ اور اگر مسئلہ جانتا ہو کہ بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن پھر بھول کر ایسا کرنے کے بعد عمداً افطار کر دے اور کچھ کھا پی لے تو اس وقت بھی صرف قضا ہی ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کو بے اختیار قے ہوئی یا سوتے میں احتلام ہو گیا یا کسی عورت کی طرف دیکھنے سے انزال ہو گیا اور سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس گمان پر پھر قصداً کھا لیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ: کسی نے پچھنے لگوائے یا کسی کو خون دیا اور اس خیال سے کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے عمداً کچھ کھا پی لیا تو اس میں یہ تفصیل ہے:

- اگر اس نے کسی فقیہ سے پوچھا تھا اور فقیہ نے اس کو بتایا تھا کہ پچھنے لگوانے وغیرہ سے اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے تو اس پر صرف قضا ہوگی۔
- اگر اس نے کسی فقیہ سے نہیں پوچھا لیکن اس کو یہ حدیث معلوم تھی کہ **افطر الحاجم والمحجوم** (پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا) اور اس نے حدیث کا ظاہری مطلب ہی اصل سمجھا اس وجہ سے عمداً کھا پی لیا تو صرف قضا واجب ہوگی۔

- اگر اس کو حدیث کا حقیقی مطلب معلوم تھا یعنی یہ کہ ان کا روزہ ٹوٹتا نہیں ہے بلکہ خدشہ پیدا ہو جاتا ہے کہ کہیں ان کا روزہ ٹوٹ جائے۔ اس کے باوجود اس نے عمداً کچھ کھا پی لیا تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔
- اگر اس نے نہ تو کسی فقیہ سے معلوم کیا اور نہ ہی حدیث کا اس کو علم تھا تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔
- جب کسی نے رات سے نیت نہیں کی بلکہ صبح صادق کے بعد رمضان کے روزے کی نیت کی پھر عمداً کچھ کھا پی لیا تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہ ہوگا کیونکہ امام شافعیؒ کے نزدیک یہ روزہ ہی درست نہیں ہوتا۔ تو چونکہ یہ روزہ اتفاقی نہیں ہے اس لیے جرم کے کامل ہونے میں شبہ ہوا۔

متفرق مسائل

مسئلہ: رمضان کے مہینے میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں۔ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔

مسئلہ: کسی نے رمضان میں روزے کی نیت ہی نہیں کی اس لیے کھاتا پیتا رہا اس پر کفارہ واجب نہیں۔ کفارہ جب ہے کہ نیت کر کے روزہ رکھ لینے کے بعد اس کو توڑ دے۔

مسئلہ: اگر کسی نے شامت اعمال سے روزہ نہ رکھا تو اور لوگوں کے سامنے کچھ کھائے نہ پیئے نہ یہ ظاہر کرے کہ میرا آج روزہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ گناہ کر کے اس کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے اگر ظاہر کر دے گا تو دوہرا گناہ ہوگا۔ ایک تو روزہ نہ رکھنے کا دوسرا گناہ ظاہر کرنے کا۔

مسئلہ: جب لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے لائق ہو جائیں تو ان کو بھی روزہ رکھنے کا حکم کرے اور جب دس برس کے ہو جائیں تو مار کر روزہ رکھائے اگر سارے روزے نہ رکھ سکے تو جتنے رکھ سکے رکھائے۔

مسئلہ: اگر نابالغ لڑکا لڑکی روزہ رکھ کے توڑ ڈالے تو اس کی قضا نہ رکھائے البتہ اگر نماز کی

نیت کر کے توڑ دے تو اس کو دوہرائے۔

روزہ توڑ دینے کا بیان

مسئلہ: اچانک ایسا بیمار پڑ گیا کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو جان پر بن جائے گی یا بیماری بہت بڑھ جائے گی تو روزہ توڑ دینا درست ہے جیسے دفعتاً پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ بے تاب ہو گیا یا سانپ نے کاٹ لیا تو دوائی پی لینا اور روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔ لیکن اگر انجکشن کے ذریعے علاج ممکن ہو تو حتی الوسع روزہ نہ توڑے بلکہ انجکشن لگوائے۔

مسئلہ: حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آ گئی جس سے اپنی جان کا یا بچے کی جان کا ڈر ہے تو روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔

مسئلہ: کھانا پکانے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے بے حد پیاس لگ گئی اور اتنی بے تابی ہوئی کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ کھول ڈالنا درست ہے لیکن اگر خود اس نے قصداً ایسا کام کیا جس سے ایسی حالت ہو گئی تو گناہ ہو گا۔

مسئلہ: اگر کسی پیشہ ور کو اپنا خرچہ کمانے کے لیے روزہ کے ساتھ اپنے کام میں مشغول ہونے سے ایسی بیماری وضرر کا خوف ہو جس سے روزہ توڑ دینا جائز ہو جائے تو اس کو بیمار ہونے سے پہلے روزہ توڑنا حرام ہے۔

جن وجہوں سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے ان کا بیان

مسئلہ: اگر ایسا بیمار ہے کہ روزہ نقصان کرتا ہے اور یہ ڈر ہے کہ اگر روزہ رکھا تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر میں اچھا ہو گا یا جان جاتی رہے گی تو روزہ نہ رکھے جب اچھا ہو جائے تو اس کی قضا رکھ لے لیکن فقط اپنے دل میں ایسا خیال کر لینے سے روزہ چھوڑ دینا درست نہیں ہے بلکہ جب کوئی مسلمان دین دار حکیم یا طبیب کہہ دے کہ روزہ تم کو نقصان کرے گا تب چھوڑنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر حکیم یا ڈاکٹر کافر ہے یا شرع کا پابند نہیں ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہیں ہے

فقط اس کے کہنے سے روزہ نہ چھوڑے۔

مسئلہ: آدمی بظاہر تندرست ہے لیکن حکیم نے کہا یا خود اپنا تجربہ ہے یا کچھ ایسی نشانیاں معلوم ہوئیں جن کی وجہ سے دل گواہی دیتا ہے کہ روزہ نقصان کرے گا تب بھی روزہ نہ رکھے اور اگر خود بھی تجربہ کار نہ ہو اور اس بیماری کا کچھ حال معلوم نہ ہو تو فقط خیال کا اعتبار نہیں۔ اگر وہ طبیب جو دین کا پابند ہو یا کم از کم نماز روزے میں دین کا پابند ہو اس کے بتائے بغیر یا اپنے تجربے کے بغیر محض اپنے خیال ہی سے رمضان کا روزہ توڑے گا تو کفارہ دینا پڑے گا اور اگر روزہ نہ رکھے گا تو گناہ گار ہوگا۔

مسئلہ: اگر بیماری سے اچھا ہو گیا لیکن ابھی ضعف باقی ہے اور غالب گمان ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار پڑ جائے گا تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی مسافرت میں ہو تو اس کو بھی درست ہے کہ روزہ نہ رکھے پھر کبھی اس کی قضا رکھ لے۔

مسئلہ: حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو جب اپنی جان یا بچہ کی جان کے ڈر کا غلبہ ہو تو روزہ نہ رکھے پھر کبھی قضا رکھ لے لیکن اگر اپنا شوہر مال دار ہے کہ کوئی آیا رکھ کر دودھ پلوا سکتا ہے تو دودھ پلانے کی وجہ سے ماں کو روزہ چھوڑ دینا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ ایسا بچہ ہے کہ سوائے اپنی ماں کے کسی اور کا دودھ نہیں پیتا ہے تو ایسے وقت ماں کا روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

مسئلہ: کسی انا نے دودھ پلانے کی نوکری کی پھر رمضان آ گیا اور روزہ سے بچہ کی جان کا ڈر ہے تو انا کو بھی روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کو روزہ رکھ کر روزی کمانے کے کام میں مشغول ہونے سے ایسی کمزوری ہو جائے جس سے اس کو روزہ توڑنا مباح ہو جائے تو اس کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور اس پر ان روزوں کی قضا ان دنوں میں لازم ہے جن میں اس کو روزہ رکھنا ممکن ہو۔

اگر یہ شخص مال دار ہو اور رمضان میں کام چھوڑ سکتا ہو تو کام کو چھوڑ کر روزہ رکھے۔

مسئلہ: مسافرت میں اگر روزے سے کوئی تکلیف نہ ہو جیسے ریل پر سوار ہے اور یہ خیال ہے کہ شام تک گھر پہنچ جاؤں گا یا اپنے ساتھ سب راحت و آرام کا سامان موجود ہے تو ایسے وقت سفر میں بھی روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور اگر روزہ نہ رکھے بلکہ قضا رکھ لے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ ہاں رمضان کے روزے کی جو فضیلت ہے اس سے محروم رہے گا اور اگر راستہ میں روزہ کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی ہو تو ایسے وقت میں روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

مسئلہ: اگر راستے میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گیا تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں کیونکہ شرع سے اب وہ مسافر نہیں رہا البتہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

مسئلہ: مسافرت میں روزہ نہ رکھنے کا ارادہ تھا لیکن دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے ہی گھر پہنچ گیا یا ایسے وقت میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے کہیں رہ پڑا اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو اب روزہ کی نیت کر لے۔

مسئلہ: جو شخص صبح صادق کے وقت سفر میں نہ ہو اپنے گھر میں ہو اس کے لیے روزہ چھوڑنا جائز نہیں اگرچہ دن میں سفر کا پختہ ارادہ ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی دن کو مسلمان ہو یا دن کو جوان ہو، تو اب دن بھر کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے اور اگر کچھ کھا لیا تو اس روزہ کی قضا رکھنی بھی نئے مسلمان اور نئے جوان کے ذمہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کسی عورت کو حیض آ گیا یا بچہ پیدا ہوا اور نفاس ہو گیا تو حیض و نفاس رہنے تک روزہ رکھنا درست نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی عورت رات کو پاک ہو گئی تو اب صبح روزہ نہ چھوڑے۔ اگر رات کو نہ نہائی ہو تب بھی روزہ رکھ لے اور صبح کو نہا لے اور اگر صبح ہونے کے بعد پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد روزہ کی نیت کرنا درست نہیں لیکن کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں ہے

اب دن بھر روزہ داروں کی طرح رہنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر بیماری سے اچھا نہیں ہوا اسی میں مر گیا یا ابھی گھر نہیں پہنچا مسافرت ہی میں مر گیا تو جتنے روزے بیماری کی وجہ سے یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہیں آخرت میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ قضا رکھنے کی مہلت اس کو ابھی نہیں ملی تھی۔

مسئلہ: اگر بیماری میں دس روزے گئے تھے پھر پانچ دن اچھا رہا۔لیکن قضا روزے نہیں رکھے تو پانچ روزے تو معاف ہیں فقط پانچ روزوں کی قضا نہ رکھنے پر پکڑا جائے گا اور اگر پورے دس دن اچھا رہا تو پورے دس دنوں کی پکڑ ہوگی۔ اس لیے ضروری ہے کہ جتنے روزوں کا مواخذہ اس پر ہونے والا ہے اتنے روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کر جائے جب کہ اس کے پاس مال ہو۔

فدیہ کا بیان

مسئلہ: جس کو اتنا بڑھاپا ہوگیا کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا ایسا بیمار ہے کہ اب اچھا ہونے کی امید نہیں نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو صدقہ فطر کے برابر غلہ دے دے یا صبح وشام پیٹ بھر کے اس کو کھانا دے۔شرع میں اس کو فدیہ کہتے ہیں اور یہ دینا واجب ہے۔ اور غلہ کے بدلے میں اسی قدر غلہ کی قیمت دے دے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ: وہ گیہوں اگر تھوڑے تھوڑے کر کے کئی مسکینوں کو بانٹ دے تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ: ایک مسکین کو ایک دن میں ایک سے زیادہ فدیہ نہ دیا جائے لیکن امام ابو یوسفؒ کی دوسری روایت کے مطابق دو دن یا اس سے زیادہ دنوں کا فدیہ ایک مسکین کو ایک وقت میں دیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ: پھر اگر کبھی طاقت آ گئی یا بیماری سے اچھا ہوگیا تو سب روزے قضا رکھنے پڑیں گے اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔

مسئلہ: ایسا بوڑھا اور ایسا بیمار شخص چاہے تو رمضان کے شروع میں پورے مہینے کا فدیہ

دے دے اور چاہے مہینے کے آخر میں دے دے۔

مسئلہ: کسی کے ذمہ کئی روزے قضا تھے اور مرتے وقت وصیت کر گیا کہ میرے روزوں کے بدلے فدیہ دے دینا تو اس کے مال میں سے اس کا ولی یہ فدیہ دے دے اور کفن دفن اور قرض ادا کر کے جتنا مال بچے اس کی تہائی میں سے اگر سب فدیہ نکل آئے تو دینا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر اس نے وصیت نہیں کی مگر ولی نے اپنے مال میں سے فدیہ دے دیا تب بھی خدا سے امید رکھے کہ شاید قبول کر لے اور اب روزوں کا مواخذہ نہ کرے گا اور بغیر وصیت کے خود مردے کے مال میں سے فدیہ دینا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر تہائی مال سے زیادہ ہو جائے تو باوجود وصیت کے بھی زیادہ دینا سب وارثوں کی رضا مندی کے بغیر جائز نہیں۔ ہاں اگر سب وارث خوشی سے راضی ہو جائیں تو دونوں صورتوں میں فدیہ دینا درست ہے لیکن نابالغ وارث کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں ہے۔ بالغ وارث اپنا حصہ جدا کر کے اس میں سے دے دیں تو درست ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کی نمازیں قضا ہوگئی ہوں اور وصیت کر کے مر گیا کہ میری نمازوں کے بدلے فدیہ دے دینا تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: ہر وقت کی نماز کا اتنا ہی فدیہ ہے جتنا ایک روزہ کا فدیہ ہے۔ اس حساب سے دن رات کی پانچ فرض اور ایک وتر چھ نمازوں کا ایک چھٹانک کم پونے گیارہ سیر گیہوں دے مگر احتیاطاً پورے بارہ سیر دے۔

مسئلہ: اگر ولی مردے کی طرف سے قضا روزے رکھ لے یا اس کی طرف سے قضا نمازیں پڑھ لے تو یہ درست نہیں اور میت کے ذمہ سے نہ اتریں گی۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀

باب: ۳۰

اعتکاف کے مسائل

اعتکاف کی اقسام

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: واجب، مسنون اور نفل۔

اعتکاف واجب:

واجب وہ ہے جس کی نذر کی جائے۔ نذر خواہ غیر مشروط ہو جیسے کوئی شخص بغیر کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا مشروط جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں اعتکاف کروں گا۔

مسنون اعتکاف

یہ سنت مؤکدہ ہے۔ رمضان کے اخیر عشرہ میں نبی کریم ﷺ سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے۔ مگر یہ سنت مؤکدہ بعض کے کر لینے سے سب کے ذمہ سے اتر جائے گی۔

نفل یا مستحب:

مستحب یہ ہے کہ ماہ رمضان کے اخیر عشرہ کے سوا اور کسی زمانہ میں خواہ رمضان کا پہلا دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ ہو اعتکاف کیا جائے۔

مطلق اعتکاف کی شرائط

۱ اعتکاف خواہ واجب ہو یا سنت ہو یا نفل ہو اس میں اعتکاف کی نیت شرط ہے۔ اعتکاف کے قصد و ارادہ کے بغیر مسجد میں ٹھہر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے۔ لہٰذا اگر نیت کے بغیر اعتکاف کرے گا تو بالاتفاق جائز نہیں۔

چونکہ نیت کے صحیح ہونے کے لیے نیت کرنے والے کا مسلمان ہونا اور عاقل ہونا

شرط ہے اس لیے عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آ گیا۔

۲ جنابت سے اور حیض و نفاس سے پاک ہونا۔

۳ مسجد میں ٹھہرنا خواہ اس مسجد میں پنجوقتہ نمازیں جماعت سے ہوتی ہوں یا نہیں البتہ افضل اس مسجد میں ہے جس میں جماعت ہوتی ہو۔

مسئلہ: سب سے افضل اعتکاف مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں ہے۔ اس کے بعد مسجد نبوی میں پھر مسجد اقصی میں اس کے بعد کسی بھی جامع مسجد میں یعنی جہاں جمعہ پڑھایا جاتا ہو۔ اس کے بعد محلہ کی اس مسجد میں جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو۔

۴ روزے کی شرط

مسئلہ: اعتکاف واجب کے لیے روزہ شرط ہے جب کوئی شخص اعتکاف کرے تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا۔ بلکہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ نہیں رکھوں گا تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ لغو سمجھی جائے گی کیونکہ رات روزے کا وقت نہیں۔ ہاں اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر رات ضمناً داخل ہو جائے گی اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔ روزے کا خاص اعتکاف کے لیے رکھنا ضروری نہیں بلکہ کسی بھی غرض سے روزہ رکھا جائے اعتکاف کے لیے کافی ہے۔ مثلاً کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اس اعتکاف کے لیے بھی کافی ہے۔ ہاں اس روزے کا واجب ہونا ضروری ہے۔ نفل روزہ اس کے لیے کافی نہیں۔ مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور اس کے بعد اسی دن اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں۔ اگر کوئی شخص پورے رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں نہ کر سکے تو کسی اور مہینے میں اس کے بدلے کر لینے سے اس کی نذر پوری ہو جائے گی مگر مسلسل روزے رکھنا اور ان میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

اعتکاف مسنون میں اگرچہ عام حالت میں تو روزہ ہوتا ہی ہے لیکن پھر بھی اس اعتکاف کے صحیح ہونے کے لیے روزہ ہونا شرط ہے۔

نفلی اعتکاف میں معتمد قول یہ ہے کہ اس کے لیے روزہ شرط نہیں۔

۵ مقدار اعتکاف

مسئلہ: اعتکاف واجب کم سے کم ایک دن ہوسکتا ہے اور زیادہ جس قدر نیت کرے اور اعتکاف مسنون ایک عشرہ کا۔ اس لیے کہ اعتکاف مسنون رمضان کے اخیر عشرہ میں ہوتا ہے اور اعتکاف مستحب کے لیے کوئی مقدار مقرر نہیں ہے ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم ہوسکتا ہے۔

مسئلہ: اعتکاف میں بلوغت شرط نہیں ہے لہٰذا سمجھدار بچہ بھی اعتکاف کرے تو درست ہے۔

معتکف مسجد سے کن ضرورتوں کے لیے نکل سکتا ہے

تنبیہ ۱: جس ضرورت کے لیے نکلنا جائز ہے اس کے لیے جب نکلے تو اس سے فارغ ہونے کے بعد وہاں نہ ٹھہرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت رفع کرے جو اس مسجد سے قریب ترین ہو مثلاً اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور وہاں قضائے حاجت کرنا ممکن ہے تو اس میں قضائے حاجت کرنا چاہیے کہیں اور جانا درست نہیں۔

تنبیہ ۲: چونکہ اعتکاف کے لیے ضروری ہے کہ معتکف مسجد میں ٹھہرے اور بلا ضرورت باہر نہ نکلے تو ضروری ہے کہ مسجد کا مطلب معلوم ہو۔

عام بول چال میں تو مسجد کے پورے احاطے کو مسجد ہی کہتے ہیں لیکن شرعی اعتبار سے مسجد (یعنی سجدے اور عبادت کی جگہ) صرف وہ حصہ ہوتا ہے جو نماز پڑھنے کے لیے مقرر کیا گیا ہو۔ باقی وضو خانہ، غسل خانے، استنجاء کی جگہ، امام کا کمرہ، سامان رکھنے کا کمرہ وغیرہ یہ مسجد کی ضروریات اور ملحقات ہیں خود مسجد نہیں ہیں۔

بعض مساجد میں اصل مسجد کے بالکل ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لیے جگہ بنائی جاتی ہے۔ اس جگہ کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو۔ وہ شرعی مسجد میں داخل نہیں بلکہ اس کے ملحقات میں ہے۔

معتکف کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کے لیے مقرر کیے ہوئے حصہ سے بلا شرعی عذر کے باہر نہ نکلے اور ملحقات میں بھی نہ جائے کہ اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

وہ ضرورتیں جن کے لیے مسجد سے نکلنا معتکف کے لیے جائز ہے دو قسم کی ہیں

طبعی ضرورتیں:

جیسے پیشاب، پاخانہ اور ان دونوں کے متعلقات یعنی استنجاء، وضو اور اگر احتلام ہو جائے تو غسل کرنا۔

شرعی ضرورتیں:

جیسے اذان دینے کے لیے نکلنا اور جمعہ کی نماز کے لیے نکلنا۔

قضائے حاجت

مسئلہ: پیشاب کے لیے مسجد کے قریب ترین جس جگہ پیشاب کرنا ممکن ہو وہاں جانا چاہیے۔

مسئلہ: پاخانے جانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے ساتھ کوئی بیت الخلاء بنا ہوا ہے اور وہاں قضائے حاجت کرنا ممکن ہے تو اسی میں قضائے حاجت کرنا چاہیے کہیں اور جانا درست نہیں۔ لیکن اگر کسی شخص کے لیے اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ قضائے حاجت طبعاً ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو پھر اپنے گھر جا سکتا ہے خواہ وہ کتنی ہی دور ہو۔

اپنے گھر کے مقابلے میں اگر کسی دوست یا عزیز کا گھر مسجد کے قریب تر ہو تو قضائے حاجت کے لیے اس کے گھر جانا ضروری نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کے دو گھر ہوں تو وہ قریب والے گھر میں قضائے حاجت کے لیے جائے۔

مسئلہ: اگر بیت الخلاء مشغول ہو تو خالی ہونے کے انتظار میں ٹھہرنا جائز ہے۔

مسئلہ: جو شخص قضائے حاجت کے لیے اپنے گھر گیا ہو وہ قضائے حاجت کے بعد وضو کر سکتا ہے۔

مسئلہ: قضائے حاجت میں استنجاء بھی داخل ہے۔ لہٰذا جن لوگوں کو قطرے کا مرض ہو وہ صرف استنجاء کرنے کے لیے مسجد سے باہر جا سکتے ہیں۔

غسل

صرف احتلام ہو جانے کی صورت میں غسل جنابت کے لیے معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ اس میں بھی یہ تفصیل ہے کہ اگر مسجد کے اندر رہتے ہوئے کسی ٹب میں بیٹھ کر اس طرح غسل کرنا ممکن ہو کہ پانی مسجد میں نہ گرے تو مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو یا سخت دشوار ہو تو باہر نکل سکتا ہے۔

غسل جنابت کے علاوہ کسی اور غسل کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں خواہ وہ جمعہ کا غسل ہو یا گرمی سے ٹھنڈک کا غسل ہو۔ اگر ہو سکے تو اس کے لیے مسجد کے اندر ہی بڑا ٹب رکھ کر اس طرح نہائے کہ پانی مسجد کے فرش پر نہ گرے۔

وضو

اگر مسجد میں وضو کرنے کی ایسی جگہ موجود ہے کہ معتکف خود تو مسجد میں رہے لیکن وضو کا پانی مسجد سے باہر گرے تو وضو کے لیے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں۔

لیکن اگر کسی مسجد میں ایسی کوئی جگہ اور انتظام نہ ہو تو مسجد سے باہر نکل سکتا ہے خواہ وضو فرض نماز کے لیے ہو یا نفل نماز کے لیے۔ البتہ وضو ہوتے ہوئے دوبارہ وضو کرنے کے لیے نکلنا جائز نہیں۔

ہوا خارج کرنا

معتکف کے لیے اس کی خاطر مسجد سے نکلنا جائز نہیں ہے۔

کھانے کی ضرورت

اگر کسی شخص کو کوئی ایسا آدمی میسر ہے جو اس کے لیے مسجد میں کھانا لا سکے تو وہ لا کر دے لیکن اگر کوئی دوسرا لا کر دینے والا نہ ہو تو معتکف کھانا لانے کے لیے مسجد سے باہر جا سکتا ہے لیکن کھانا مسجد میں ہی لا کر کھائے۔

نیز یہ شخص ایسے وقت مسجد سے نکلے جب اسے کھانا تیار مل جائے لیکن اگر کبھی کچھ دیر کھانے کے انتظار میں ٹھہرنا پڑے تو جائز ہے۔

اذان

مسئلہ: اگر کوئی موذن اعتکاف کرے اور اسے اذان دینے کے لیے (لاؤڈ سپیکر نہ ہونے کی صورت میں) مسجد سے باہر جانا پڑے تو نکلنا جائز ہے مگر اذان کے بعد نہ ٹھہرے۔

اگر کوئی معتکف باقاعدہ موذن تو نہیں لیکن کسی وقت کی اذان دینا چاہتا ہے تو اس کو بھی نکلنا جائز ہے۔

مسئلہ: مسجد کے مینار کا دروازہ اگر مسجد کے اندر ہو تو کسی بھی معتکف کے لیے مینار پر چڑھنا مطلقاً جائز ہے کیونکہ وہ مسجد ہی کا حصہ ہے۔ البتہ اگر دروازہ باہر ہو تو اذان کی ضرورت کے علاوہ اس پر چڑھنا جائز نہیں۔

جماعت سے نماز پڑھنا

مسئلہ: اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کرے جہاں پانچوں وقت جماعت سے نماز نہیں ہوتی تو جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے دوسری مسجد میں جا سکتا ہے۔

نماز جمعہ

مسئلہ: جمعہ کی نماز کے لیے ایسے وقت جائے کہ تحیۃ المسجد اور سنت جمعہ وہاں پڑھ سکے اور نماز کے بعد بھی سنت پڑھنے کے لیے ٹھہرنا جائز ہے۔ اس وقت کی مقدار کا اندازہ اس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر اندازہ غلط ہو جائے یعنی کچھ پہلے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: جمعہ کی نماز کے لیے کسی مسجد میں جائے اور نماز کے بعد وہیں ٹھہر جائے اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔

مسجد سے منتقل ہونا

معتکف کے لیے ضروری ہے کہ اس نے جس مسجد میں اعتکاف شروع کیا ہے اسی میں پورا کرے لیکن اگر کوئی ایسی شدید مجبوری پیش آ جائے کہ وہاں اعتکاف پورا کرنا ممکن نہ رہے مثلاً وہ مسجد منہدم ہو جائے یا کوئی شخص زبردستی اس کو وہاں سے نکال دے

یا وہاں رہنے میں جان و مال کا کوئی قوی خطرہ ہو تو دوسری مسجد میں منتقل ہو کر اعتکاف پورا کرنا جائز ہے اور اس غرض کے لیے باہر نکلنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا بشرطیکہ وہاں سے نکلنے کے بعد راستے میں کہیں نہ ٹھہرے بلکہ سیدھا دوسری مسجد میں چلا جائے۔

کن چیزوں سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے

مسئلہ: حالت اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں یعنی ان کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہو جائے گا اور اس کی قضا کرنا پڑے گی اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہو جائے گا۔

پہلی قسم کے افعال

اعتکاف کی جگہ یعنی مسجد سے مذکورہ ضرورتوں کے بغیر باہر نکلنا خواہ قصداً ہو یا بھولے سے ہو اور خواہ ایک لمحہ کے لیے ہو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: کوئی معتکف کسی طبعی یا شرعی ضرورت سے باہر نکلے اور ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد ایک لمحہ کے لیے بھی باہر ٹھہر جائے تو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: کسی مریض کی عیادت کے لیے یا کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لیے یا آگ بجھانے کے لیے مسجد سے نکلا تو اعتکاف ٹوٹ گیا گو ان صورتوں میں اعتکاف توڑنے کا گناہ نہیں ہوتا بلکہ جان بچانے کی غرض سے ضروری ہے مگر اعتکاف باقی نہ رہے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص زبردستی مسجد سے باہر نکال دیا جائے اور باہر ہی روک لیا جائے تب بھی اس کا اعتکاف نہ رہے گا۔ مثلاً کسی جرم میں حاکم وقت کی طرف سے وارنٹ جاری ہوا اور سپاہی اس کو گرفتار کر کے لے جائیں یا کسی کا قرض اس کے ذمہ ہو اور وہ اس کو باہر نکالے۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے نکلے اور راستہ میں کوئی قرض خواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور پھر مسجد تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اعتکاف قائم نہ رہے گا۔

مسئلہ: اگر مثلاً طبعی حاجت پیشاب پاخانہ کے لیے مسجد سے نکلا پھر اسی ضمن میں مریض کی عیادت کی یا نماز جنازہ کے لیے چلا گیا تو جائز ہے جب کہ مسجد سے نکلنا خاص اس غرض سے نہ ہو اور راستہ سے نہ پھرے اور نماز جنازہ کی مقدار سے زیادہ نہ ٹھہرے اور مریض کی عیادت چلتے چلتے کرے وہاں ٹھہرے نہیں۔

دوسری قسم کے افعال

☼ ۱ واجب اور مسنون اعتکاف کے لیے چونکہ روزہ شرط ہے اس لیے روزہ توڑ دینے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے خواہ روزہ کسی عذر سے توڑا ہو یا بلا عذر، جان بوجھ کر توڑا ہو یا غلطی سے ٹوٹا ہو۔

غلطی سے روزہ ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ تو یاد تھا لیکن بے اختیار کوئی عمل ایسا ہو گیا جو روزے کے منافی تھا مثلاً کلی کرتے ہوئے غلطی سے پانی حلق میں چلا گیا یا غروب آفتاب سے پہلے یہ سمجھ کر روزہ افطار کرلیا کہ افطار کا وقت ہو چکا ہے۔

لیکن اگر روزہ ہی یاد نہیں رہا اور بھول کر کچھ کھا پی لیا تو اس سے روزہ بھی نہیں ٹوٹا اور اعتکاف بھی نہیں ٹوٹا۔

☼ ۲ جماع کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے خواہ جماع جان بوجھ کر کرے یا سہواً، دن میں کرے یا رات میں، مسجد میں کرے یا مسجد سے باہر اور اس سے انزال ہو یا نہ ہو۔

وہ افعال جو جماع کے تابع ہیں جیسے بوسہ لینا یا معانقہ کرنا وہ بھی حالت اعتکاف میں ناجائز ہیں مگر ان سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا خواہ عمداً کیے ہوں یا بھول سے کیے ہوں جب تک منی خارج نہ ہو۔ البتہ اگر صرف خیال اور فکر سے منی خارج ہو تو اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔

کن صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے

- اعتکاف کے دوران کوئی ایسی بیماری پیدا ہو گئی جس کا علاج مسجد سے باہر نکلے بغیر ممکن نہیں تو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

- کسی ڈوبتے یا جلتے ہوئے آدمی کو بچانے یا آگ بجھانے کے لیے۔
- ماں باپ یا بیوی بچوں میں سے کسی کو سخت بیماری ہو جائے اور اس کی تیمارداری کی ضرورت ہو۔ کوئی اور دیکھ بھال کرنے والا نہ ہو۔
- کوئی جنازہ آجائے اور نماز پڑھنے والا کوئی اور نہ ہو۔

مسنون اعتکاف ٹوٹنے کا حکم

اعتکاف غلطی سے ٹوٹ گیا ہو یا مجبوری سے توڑا ہو اس کا حکم یہ ہے کہ جس دن میں اعتکاف ٹوٹا ہے صرف اس دن کی قضا واجب ہوگی پورے دس دن کی قضا واجب نہیں۔

اگر اعتکاف دن میں ٹوٹا ہو تو صرف دن دن کی قضا واجب ہوگی یعنی قضا کے لیے صبح صادق سے پہلے مسجد میں داخل ہو۔ روزہ رکھے اور اسی دن شام کو غروب آفتاب کے بعد نکل آئے اور اگر اعتکاف رات کو ٹوٹا ہے تو رات اور دن دونوں کی قضا کرے یعنی شام کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو۔ رات بھر وہاں رہے روزہ رکھے اور اگلے دن غروب آفتاب کے بعد مسجد سے باہر نکلے۔

مسئلہ: اسی رمضان میں کسی دن قضا کر سکتا ہے۔

مسئلہ: اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا ضروری نہیں بلکہ باقی ایام میں نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھ سکتا ہے۔

مباحات اعتکاف

- کھانا پینا
- سونا
- بال کٹوانا لیکن بال مسجد میں نہ گریں۔
- ضروری خرید و فروخت کرنا بشرطیکہ اس وقت سودا مسجد میں نہ لایا جائے اور ضروریات زندگی کے لیے ہو مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص قابل اطمینان خریدنے والا نہ ہو۔
- کام کی بات چیت کرنا۔

- کپڑے بدلنا، خوشبو لگانا، سر میں تیل لگانا۔
- مسجد میں کسی مریض کا معائنہ کرنا اور نسخہ تجویز کرنا۔
- قرآن کریم یا دینی علوم کی تعلیم دینا۔
- برتن کپڑے دھونا جب کہ خود مسجد میں رہے اور پانی باہر گرے۔
- نکاح پڑھنا یا پڑھوانا۔
- ضرورت کے وقت مسجد میں ریح خارج کرنا۔

مکروہات اعتکاف

- خاموشی کو عبادت سمجھ کر حالت اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- فضول اور بلا ضرورت باتیں کرنا۔
- سودا مسجد میں لا کر بیچنا مکروہ تحریمی ہے۔
- اعتکاف کے لیے مسجد کی اتنی جگہ گھیرنا جس سے دوسرے اعتکاف کرنے والوں اور نمازیوں کو تکلیف ہو۔
- اجرت پر کتابت کرنا یا کپڑے سینا یا تعلیم دینا وغیرہ۔
- تجارت کی غرض سے خرید وفروخت کرنا اگرچہ سودا مسجد میں نہ لائے مکروہ ہے لیکن اگر اپنے لیے یا گھر والوں کے لیے ضرورت و مجبوری ہو تو مسجد میں رہتے ہوئے کوئی سودا خرید سکتا ہے اور فروخت کر سکتا ہے۔

اعتکاف کے آداب

۱ اعتکاف کے مکروہات سے بچے۔

۲ اپنے اوقات کو تلاوت قرآن، ذکر اور دیگر عبادتوں اور دین کے سیکھنے سکھانے میں لگائے۔

۳ صحیح اور معتبر دینی کتابیں پڑھنا بھی موجب ثواب ہے۔

مسنون اعتکاف کے دیگر مسائل

مسئلہ: رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے یعنی ایک بستی یا

محلے میں کوئی ایک شخص بھی اعتکاف کر لے تو تمام اہل محلہ کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی لیکن اگر پورے محلے میں سے کسی ایک نے بھی اعتکاف نہ کیا تو پورے محلے والوں پر ترک سنت کا گناہ ہوگا۔

مسئلہ: کسی شخص کو اجرت دے کر اعتکاف میں بٹھانا جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر محلے والوں میں سے کوئی شخص بھی کسی مجبوری کی وجہ سے اعتکاف کرنے کے لیے تیار نہ ہو اور کسی دوسرے محلے کا آدمی اس مسجد میں اعتکاف میں بیٹھے تو یہ بھی صحیح ہے اور اس سے محلہ والوں کی سنت ادا ہو جائے گی۔

واجب یعنی نذر کے اعتکاف کے دیگر مسائل

مسئلہ: جب آدمی یوں کہے ''میں نے فلاں دن کا اعتکاف اپنے ذمہ لازم کر لیا'' یا میں فلاں دن اعتکاف کرنے کی منت مانتا ہوں یا اگر اللہ تعالیٰ نے فلاں کو تندرستی دی تو میں اتنے دن اعتکاف کروں گا۔ ان تمام صورتوں میں نذر صحیح ہو جائے گی اور اعتکاف واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر ایک دن اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو اگر دن سے اس کی نیت صرف روشنی کے وقت کی ہے تو صرف دن دن کا اعتکاف واجب ہوگا یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک اور اگر دن سے چوبیس گھنٹے کی نیت تھی تو ایک دن رات کا اعتکاف واجب ہوگا یعنی ایک دن غروب آفتاب کے پہلے سے دوسرے دن غروب آفتاب تک۔ روزہ دونوں صورتوں میں شرط ہے۔

مسئلہ: اگر صرف ایک رات اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو یہ نذر صحیح نہیں ہوئی کیونکہ رات کے وقت روزہ نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص نذر کرتے وقت زبان سے یہ بھی کہہ دے کہ میں نماز جنازہ یا کسی درس یا دینی مجلس میں شرکت کے لیے باہر آیا کروں گا تو اس کام کے لیے باہر آنا جائز ہوگا اور اس سے اعتکاف پر کچھ اثر نہ پڑے گا۔ لیکن سنت اعتکاف میں ایسا

استثناء جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی کو نذر پوری کرنے کا وقت نہیں ملا مثلاً اس نے بیماری میں نذر مانی تھی اور تندرست ہونے سے پہلے ہی مر گیا تو اس پر کچھ واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی نے اعتکاف کی نذر مانی اور اسے نذر پوری کرنے کا وقت بھی ملا لیکن وہ نذر ادا نہ کر سکا یہاں تک کہ موت کا وقت آ گیا تو اس پر واجب ہے کہ وارثوں کو اس کے بدلے فدیہ کی ادائیگی کی وصیت کرے۔ ایک دن کے اعتکاف کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔

نفلی اعتکاف کے دیگر مسائل

مسئلہ: اس اعتکاف کے لیے نہ وقت کی شرط ہے نہ روزے کی نہ دن کی اور نہ رات کی بلکہ انسان جب چاہے جتنے وقت کے لیے چاہے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے۔

مسئلہ: رمضان کے آخری عشرہ میں دس دن سے کم کی نیت سے اعتکاف بھی نفلی ہوگا۔

مسئلہ: کوئی شخص نماز پڑھنے کے لیے مسجد جائے اور داخل ہوتے وقت نیت کر لے کہ جتنی دیر مسجد میں رہوں گا اعتکاف میں رہوں گا۔

مسئلہ: مسجد سے باہر نکلنے سے یہ اعتکاف خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

عورتوں کا اعتکاف

عورتوں کی جگہ کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ وہ اس جگہ میں ہو جس میں نماز کی زیادہ فضیلت ہو۔ مردوں کے لیے مسجد میں نماز کی زیادہ فضیلت ہے لہٰذا ان کے لیے اعتکاف کی جگہ مسجد ہے جب کہ عورتوں کے لیے گھر کی مسجد یعنی گھر میں نماز کے لیے مقرر کی ہوئی جگہ میں نماز زیادہ افضل ہے تو ان کے لیے گھر کی مسجد اعتکاف کی جگہ ہے۔ جن حدیثوں میں مسجد میں اعتکاف کا ذکر ہے ان ہی سے یہ ضابطہ حاصل ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کے دور میں عورتیں عام طور پر مسجد میں جا کر جماعت سے نماز ادا کرتی

تھیں لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں عورتوں کا اس طرح سے مسجد میں جانا موقوف ہو گیا تھا۔ اعتکاف میں اصل کام تو نمازوں کا اہتمام ہے۔ اس کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع و اتفاق کو چھوڑ کر اور توڑ کر عورت مسجد میں جا کر نمازیں پڑھے اور اعتکاف کرے یہ بات جائز نہیں۔ اس لیے عورت کو مسجد میں اعتکاف نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کا اعتکاف گھر میں ہوگا اور وہ اس طرح کہ گھر میں جو جگہ نماز پڑھنے اور عبادت کے لیے بنائی ہوئی ہو وہ اس جگہ اعتکاف کرے اور اگر گھر میں ایسی کوئی جگہ مخصوص نہ ہو تو اعتکاف سے پہلے ایسی کوئی جگہ بنا لے اور اس میں اعتکاف کرے۔ اگر نماز کی مستقل جگہ بنانا ممکن نہ ہو تو گھر کے کسی بھی حصہ کو عارضی طور پر مخصوص کر کے وہاں عورت اعتکاف کر سکتی ہے۔

مسئلہ: اگر عورت شادی شدہ ہو تو اعتکاف کے لیے شوہر سے اجازت لینا ضروری ہے۔

مسئلہ: اگر عورت نے شوہر کی اجازت سے اعتکاف شروع کر دیا بعد میں شوہر منع کرنا چاہے تو اب منع نہیں کر سکتا اور اگر منع کرے گا تو بیوی کے ذمہ اس کی تعمیل واجب نہیں۔

مسئلہ: عورت کے اعتکاف کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حیض اور نفاس سے پاک ہو۔ اگر کسی عورت نے اعتکاف شروع کر دیا پھر اعتکاف کے دوران ماہواری شروع ہوگئی تو وہ فوراً اعتکاف چھوڑ دے۔ اس صورت میں جس دن اعتکاف چھوڑا ہے صرف اس دن کی قضا اس کے ذمے ہوگی جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہواری سے پاک ہونے کے بعد کسی دن روزہ رکھ کر اعتکاف کرے۔ اگر رمضان کے دن باقی ہوں تو رمضان میں قضا کر سکتی ہے۔

مسئلہ: عورت نے گھر کی جس جگہ اعتکاف کیا ہو وہ اس کے لیے اعتکاف کے دوران مسجد کے حکم میں ہے۔ وہاں سے اوپر ذکر کی گئی ضرورتوں کے بغیر نکلنا جائز نہیں۔ وہاں سے اٹھ کر گھر کے کسی اور حصے میں جائے گی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: عورت اگر مسجد میں اعتکاف کرے تو مکروہ تنزیہی ہے اور اس سے عورت کو بلا تردد منع کیا جائے گا جیسا کہ مسجد میں فرض نمازوں کے لیے جانے سے روکا گیا ہے۔

ایک اہم مسئلہ

بعض جگہوں میں دیکھنے میں آیا ہے کہ ہر رمضان کے مہینے میں پیر صاحب پورے مہینے کا اعتکاف کرتے ہیں اور ان کے متعلقین ان کے ساتھ مختلف وقتوں کے لیے مختلف وقتوں میں اعتکاف کرتے ہیں۔ کوئی پورا مہینہ کوئی پہلا عشرہ، کوئی دوسرا عشرہ کوئی تیسرا عشرہ اور کوئی کم وبیش۔ اس طریقہ میں یہ خرابیاں ہیں۔

- سنت اعتکاف صرف آخری عشرہ میں ہے۔ چونکہ بہت سے لوگ پہلے یا دوسرے عشرے میں اعتکاف کرتے ہیں اور اس کی ان کو صراحتً یاد لالتاً ترغیب دی جاتی ہے تو اس طرح ان کو سنت اعتکاف سے ہٹا کر نفلی اعتکاف میں لگا دیا جاتا ہے حالانکہ جب وہ اپنا وقت فارغ کر ہی رہے ہیں تو وہ آخری عشرہ فارغ کر سکتے تھے تاکہ سنت اعتکاف بھی ہوتا اور شب قدر بھی حاصل ہوتی۔
- حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک رمضان میں پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا۔ پھر آپ نے اپنے قبے سے سر نکالا اور فرمایا میں نے شب قدر کی تلاش میں پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر میرے پاس فرشتہ آیا اور مجھے بتایا گیا کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہے۔ تو جس جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرہ کا بھی اعتکاف کرے۔ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک مرتبہ شب قدر کی تلاش میں ایک ایک عشرہ کر کے پورے مہینے کا اعتکاف کیا۔ شروع سے پورے مہینے کے اعتکاف کی نیت نہیں کی اور رمضان میں اعتکاف کی غرض شب قدر کو حاصل کرنا تھا۔ اب جب ہمیں آپ ﷺ کے بتانے سے معلوم ہوگیا کہ وہ آخری عشرہ میں ہوتی ہے تو اب مسنون اعتکاف کی نیت کر کے پورے مہینے کا اعتکاف کرنا مناسب نہیں۔ اور اگر پہلے بیس دن نفلی اعتکاف کی نیت کریں اور آخری دس دن سنت اعتکاف کی نیت کریں تو محض نفلی اعتکاف کی خاطر تداعی اور اجتماع ہوگا جو اصول کے خلاف ہے اور بدعت ہے۔

باب: ۳۱

حج کے احکام

حج کے واجب ہونے کی شرائط

یہ وہ شرطیں ہیں جن کے پائے جانے سے حج فرض ہو جاتا ہے اور ان میں سے کوئی ایک بھی شرط نہ پائی جائے تو حج بالکل فرض نہیں ہوتا اور کسی دوسرے سے حج کرانا اور وصیت کرنا بھی واجب نہیں ہوتا۔ یہ سات شرطیں ہیں۔

- اسلام
- حج کی فرضیت کا علم ہونا۔لیکن جو شخص دارالاسلام یعنی مسلمانوں کے ملک میں رہتا ہے اس کے لیے یہ شرط نہیں بلکہ دارالاسلام میں رہنا کافی ہے چاہے اس کی فرضیت کا علم ہو یا نہ ہو۔ ہاں جو مسلمان دارالحرب یعنی کفار کے ملک میں رہتا ہے اس کے لیے علم ہونا ضروری ہے۔
- عاقل ہونا۔اس لیے پاگل پر حج فرض نہیں۔
- بالغ ہونا۔اس لیے نابالغ پر حج فرض نہیں۔
- آزاد ہونا۔اس لیے غلام اور باندی پر حج فرض نہیں۔
- استطاعت وقدرت ہونا۔

مسئلہ: جو لوگ مکہ مکرمہ میں یا مکہ مکرمہ کے پاس نہیں رہتے ان پر حج فرض ہونے کے لیے استطاعت یعنی سواری اور اتنا سرمایہ ہونا شرط ہے کہ وہ اپنے وطن سے مکہ مکرمہ تک جاسکیں اور واپس آسکیں۔ یہ سرمایہ ان ضروریات کے علاوہ ہونا چاہیے جیسے رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، اسباب خانہ داری، نوکر چاکر (اگر ہوں) اور اپنے اہل وعیال کا خرچ واپسی تک ،قرض،سواری، اپنے پیشے کے آلات۔

مسئلہ: دکان دار کے لیے اتنا سامان تجارت جس سے گزر اوقات کر سکے۔ اور کاشتکار کے لیے ہل بیل اور عالم کے لیے ضروری کتابیں ضروریات میں سے ہیں۔ ان چیزوں کے

علاوہ جو سرمایہ ہوگا وہ حج کے فرض ہونے کے لیے معتبر ہوگا اور ہر پیسہ والے کا یہی حکم ہے کہ اس کے پیشے کے اوزار اور ضروری سامان اس کی ضروریات میں شمار ہوں گے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص حج کرنے کے لیے کسی کو مال ہبہ کرتا ہے تو اس کا قبول کرنا واجب نہیں خواہ ہبہ کرنے والا اجنبی شخص ہو یا اپنا رشتہ دار ماں باپ بیٹا وغیرہ۔ لیکن اگر اتنا مال کسی نے ہبہ کیا اور اس کو قبول کر لیا تو حج فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ: کسی کے پاس ایسا مکان ہے کہ ضرورت سے زائد ہے یا ضرورت سے زائد سامان ہے یا کسی عالم کے پاس ضرورت سے زائد کتابیں ہیں یا زمین اور باغ وغیرہ ہے کہ اس کی آمدنی کا محتاج نہیں ہے اور ان کی اتنی مالیت ہے کہ ان کو بیچ کر حج کر سکتا ہے تو ان کو حج کے لیے بیچنا واجب ہے۔

مسئلہ: کسی کے پاس اتنا بڑا مکان ہے کہ اس کا تھوڑا سا حصہ رہنے کے لیے کافی ہے اور باقی کو بیچ کر حج کر سکتا ہے تو اس کو بیچنا واجب نہیں ہے لیکن اگر ایسا کرے تو افضل ہے۔

مسئلہ: ایک شخص کے پاس اتنا بڑا مکان ہے کہ اس کو بیچ کر حج بھی کر سکتا ہے اور چھوٹا سا مکان بھی خرید کر سکتا ہے تو اس کا بیچنا ضروری نہیں۔ اگر بیچ کر حج کرے تو افضل ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے پاس اتنی مزروعہ زمین ہے کہ اگر اس میں سے تھوڑی سی فروخت کر دے تو اس کے حج کا خرچ اور اہل وعیال کا واپسی تک کا خرچ نکل آئے اور باقی زمین اتنی بچ رہے گی کہ واپس آکر اس سے گزر کر سکتا ہے تو اس پر حج فرض ہے اور اگر فروخت کرنے کے بعد گزر کے لائق نہیں بچتی تو حج فرض نہیں۔

مسئلہ: ایک شخص کے پاس حج کے لائق مال موجود ہے لیکن اس کو مکان کی ضرورت ہے تو اگر حج کے جانے کا (یا حج کے لیے خرچ جمع کرانے کا) وقت یہی ہے تو اس کو حج کرنا فرض ہے۔ مکان میں صرف کرنا جائز نہیں۔ البتہ اگر وہ وقت ابھی نہیں آیا تو مکان میں صرف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: حرام مال سے حج کرنا حرام ہے۔ اگر اس نے کیا تو فرض تو ساقط ہو جائے گا مگر حج مقبول نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کے پاس حج کے لائق روپیہ موجود ہے اور وہ نکاح بھی کرنا چاہتا ہے تو اگر حاجیوں کے جانے کا یا حج کا خرچ جمع کرانے کا وقت ہے تو اس کو حج کرنا واجب ہے اور اگر ابھی وہ وقت نہیں آیا تو نکاح کرسکتا ہے لیکن اگر یہ یقین ہے کہ اگر نکاح نہ کیا تو زنا میں مبتلا ہو جائے گا تو پہلے نکاح کرے حج نہ کرے۔

- حج کا وقت ہونا یعنی حج کے مہینے ہوں جو کہ یہ ہیں شوال، ذیقعدہ اور ذوالحجہ کے دس روز یا ایسا وقت ہو کہ اس جگہ کے لوگ عام طور سے اس وقت حج کو جاتے ہیں۔

حج کی ادائیگی کے وجوب کی شرائط

یہ وہ شرائط ہیں کہ حج کا وجوب تو ان کے پائے جانے پر موقوف نہیں لیکن ادا کرنا ان شرائط کے پائے جانے کے وقت واجب ہوتا ہے۔ اگر وجوب اور وجوب ادا دونوں کی شرائط موجود ہوں تو پھر انسان کو خود حج کرنا فرض ہے اور اگر وجوب کی تمام شرائط موجود ہوں لیکن وجوب ادا کی شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جاتی ہو تو پھر خود حج کرنا واجب نہیں ہوتا بلکہ ایسی صورت میں اپنی طرف سے کسی دوسرے شخص سے فی الحال حج کرانا یا بعد میں حج کرانے کی وصیت کرنا واجب ہوتا ہے۔ اس قسم کی پانچ شرطیں ہیں۔

۱ تندرست ہونا

مسئلہ: اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ جو شخص تندرست نہ ہو مریض ہو یا اندھا ہو یا مفلوج ہو یا لنگڑا وغیرہ ہو اور خود سفر نہ کرسکتا ہو اور حج کی تمام شرائط موجود ہوں تو اس پر حج فرض ہوتا ہے یا نہیں۔ بہت سے علماء نے اس قول کو اختیار کیا ہے کہ اس پر حج واجب ہے اور ان کے قول کے موافق ایسا شخص اگر حج نہ کر سکے تو اس پر حج بدل کرانا یا اس کی وصیت کرنا واجب ہے اور اگر خود حج کر لے گا تو حج ہو جائے گا۔ یہ اس صورت

میں ہے کہ اس کو معذور ہونے کی حالت میں حج کی استطاعت حاصل ہوئی ہو۔ اگر صحت کی حالت میں حج فرض ہو چکا تھا پھر بیمار اور معذور ہو گیا تو بالاتفاق اس پر حج واجب ہے اور اس کو حج کرانا اور وصیت کرنی واجب ہے۔

☼ ۲ قید کا نہ ہونا یا حاکم کی طرف سے ممانعت کا نہ ہونا

☼ ۳ راستہ پر امن ہونا

مسئلہ: اگر کچھ رشوت دے کر راستہ میں امن مل جاتا ہے تو راستہ پر امن سمجھا جائے گا اور ظلم کو دفع کرنے کے لیے رشوت دینی جائز ہے۔ دینے والا گنہگار نہ ہوگا۔ لینے والا گنہگار ہوگا۔

☼ ۴ عورت کے لیے محرم ہونا

عورت اگر محرم یا شوہر کو ساتھ لیے بغیر حج کو جائے تو حج تو ہو جائے گا لیکن گنہگار ہوگی۔

مسئلہ: عورت کو دوسری عورتوں کے ساتھ بھی بلا محرم جانا جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر محرم یا شوہر اپنے خرچ سے جانے پر تیار نہ ہو یا اس کے پاس خرچہ ہی نہ ہو تو اس کا خرچہ بھی عورت کے ذمہ ہوگا اور ایسی صورت میں محرم اور شوہر کے خرچے پر قادر ہونا بھی عورت پر وجوب حج کے لیے شرط ہوگا۔

مسئلہ: محرم عاقل اور بالغ یا بلوغت کے قریب ہو اور اس پر امن ہو۔

☼ ۵ عورت کا عدت میں نہ ہونا

مسئلہ: عورت عدت کی حالت میں اگر حج کرے گی تو حج تو ہو جائے گا لیکن گناہگار ہوگی۔

چند متفرق مسائل

مسئلہ: کسی کے پاس حج کا خرچ جمع کرانے کے وقت سے لے کر آخری جہاز جانے تک

کسی بھی وقت میں حج کے لائق سرمایہ حاصل ہو جائے تو اس پر حج فرض ہو جاتا ہے اگرچہ حکومتی پابندیوں کی وجہ سے اس سال وہ حج نہ کر سکے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص حج کے مہینوں میں عمرہ کے لیے چلا گیا۔ پھر اس کو اپنے ملک واپس آنا پڑا اور اس کے پاس حج کا خرچہ نہیں ہے تو اس پر حج فرض ہو چکا کیونکہ حج کے مہینوں میں وہ مکہ مکرمہ میں تھا اور اس وقت چونکہ آنے جانے کے کرایہ کی ضرورت نہ تھی اس لیے اس پر حج فرض ہو گیا تھا بشرطیکہ اس کے پاس باقی اخراجات کے لیے رقم ہو۔

مسئلہ: کچھ لوگ رمضان میں عمرہ کے لیے جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ حج کر کے واپس آئیں جب کہ وہاں کی حکومت عمرہ کے بعد ٹھہرنے کی اجازت نہیں دیتی البتہ ایک عرصہ کے بعد چھپے ہوئے لوگوں کو حج کی عام اجازت دے دیتی ہے۔

جو لوگ اتنی استطاعت نہیں رکھتے کہ واپس جا کر پھر دوبارہ حج کے لیے آ سکیں ان کے لیے گنجائش ہے کہ وہ حج تک ٹھہر جائیں اور جو استطاعت رکھتے ہیں ان کے لیے بہتر یہی ہے کہ واپس چلے آئیں۔

مسئلہ: ایک پاکستانی شخص مثلاً ایسے وقت میں حج کے لیے گیا کہ ذوالحجہ سے پہلے مدینہ منورہ جائے بغیر یا وہاں سے واپسی کے بعد مکہ مکرمہ میں پندرہ دن یا اس سے زائد ٹھہرے گا پھر حج کے لیے منیٰ جائے گا تو یہ شخص مقیم ہے اور منیٰ و عرفات میں یہ شخص پوری نماز پڑھے گا اور قربانی کے دنوں میں (دم تمتع کے علاوہ) قربانی بھی اس پر واجب ہوگی اور اگر کسی کا حج کے لیے منیٰ جانے سے پہلے مکہ مکرمہ میں پندرہ دن سے کم قیام ہو تو وہ مقیم نہیں اور یہ قصر بھی کرے گا اور اس پر قربانی بھی واجب نہیں ہوگی۔

حج کی تفصیل

حج کے فرائض

حج کے اصل فرض تین ہیں۔

❑ ۱ احرام یعنی حج کی دل سے نیت کرنا اور تلبیہ یعنی لبیک کے کلمات کہنا۔ یہ حج کے

لیے شرط ہے۔

□ ۲ وقوف عرفات یعنی ۹ ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے وقت سے ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفات میں کسی وقت ٹھہرنا اگرچہ ایک لحظہ ہی کیوں نہ ہو۔

□ ۳ طواف زیارت جو دسویں ذی الحجہ کی صبح سے لے کر بارہویں ذی الحجہ تک سر کے بال منڈوانے یا کتروانے کے بعد کیا جاتا ہے۔

مسئلہ: ان تینوں فرضوں میں سے اگر کوئی چیز چھوٹ جائے، اس کی تلافی دم یعنی قربانی وغیرہ سے بھی نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ: ان تین فرائض کا ترتیب وار ادا کرنا اور ہر فرض کو اس کے مخصوص مکان اور وقت میں کرنا فرض ہے۔

مسئلہ: وقوف عرفات سے پہلے جماع کا ترک کرنا بھی واجب ہے بلکہ فرائض کے ساتھ ملحق ہے۔

تنبیہ: اگر وقوف عرفہ سے پہلے جماع کرلیا تو حج فاسد ہوگیا۔ اگر مرد اور عورت دونوں محرم تھے تو دونوں پر ایک ایک دم واجب ہوگا اور حج کے باقی افعال صحیح حج کی مثل کرنے ہوں گے اور ممنوعات احرام سے بچنا ضروری ہوگا۔ اگر کسی ممنوع کا ارتکاب کیا تو اس کا کفارہ واجب ہوگا اور آئندہ سال حج کی قضا لازم ہوگی۔

حج کے ارکان

حج کے دو رکن ہیں: طواف زیارت اور وقوف عرفہ

حج کے واجبات

حج کے واجبات چھ ہیں۔

- مزدلفہ میں وقوف کے وقت یعنی صبح صادق کے بعد ٹھہرنا اگرچہ ایک گھڑی ہو۔ اگر راستہ چلتے ہوئے بھی اس وقت میں مزدلفہ میں سے گزر جائے تو وقوف ہو جائے گا۔

- صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔
- رمی جمار یعنی کنکریاں مارنا
- قران اور تمتع کرنے والے کو تمتع اور قران کے شکرانہ کا دم دینا۔
- حلق یعنی سر کے بال منڈوانا یا تقصیر یعنی ایک پورے کے بقدر بال کتروانا۔
- آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والے کو طواف وداع کرنا۔

مسئلہ: واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی واجب چھوٹ جائے گا تو حج تو ہو جائے گا خواہ قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر لیکن اس کی جزا لازم ہوگی۔ البتہ اگر کوئی فعل کسی معتبر عذر کی وجہ سے چھوٹ گیا تو جزا لازم نہیں آئے گی۔

حج کی سنتیں

- وہ آفاقی جو حج افراد یا حج قران کرے اس کو طواف قدوم کرنا۔
- طواف قدوم میں رمل کرنا۔ جب کہ اس کے بعد صفا و مروہ کی سعی کا بھی ارادہ ہو۔ اگر اس میں نہ کیا ہو تو پھر طواف زیارت یا طواف وداع میں رمل کرے اور اس کے بعد سعی کرے۔
- امام کا تین مقام پر خطبہ پڑھنا۔ ساتویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں اور نویں ذی الحجہ کو عرفات میں اور گیارہویں کو منیٰ میں۔
- نویں ذی الحجہ کی رات کو منیٰ میں رہنا۔
- طلوع آفتاب کے بعد نویں ذی الحجہ کو منیٰ سے عرفات کو جانا۔
- عرفات سے واپس ہوتے ہوئے مزدلفہ میں رات کو ٹھہرنا۔
- عرفات میں غسل کرنا۔
- ایام منیٰ میں رات کو منیٰ میں رہنا۔
- منیٰ سے واپسی میں محصب میں ٹھہرنا اگرچہ ایک لحظہ ہی ہو۔

مسئلہ: سنت کا حکم یہ ہے کہ ان کو قصداً ترک کرنا برا ہے اور کرنے سے ثواب ملتا ہے اور ان کے ترک کرنے سے جزا لازم نہیں ہوتی۔

میقات کا بیان

میقات اصل میں وقت معین اور مکان معین کو کہتے ہیں۔ میقات حج کی دو قسمیں ہیں۔ میقات زمانی اور میقات مکانی۔

میقات زمانی

حج کے لیے میقات زمانی حج کے مہینے یعنی شوال، ذی قعدہ اور دس روز شروع ذی الحجہ کے ہیں۔

مسئلہ: حج کے مہینوں میں ہی افعال حج صحیح ہوتے ہیں چاہے وہ افعال واجب ہوں یا سنت ہوں یا مستحب ہوں۔ اگر ان مہینوں سے پہلے احرام کے علاوہ حج کا کوئی اور فعل کیا تو صحیح نہ ہوگا مثلاً قارن یا متمتع اگر حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کا طواف کرے یا طواف قدوم اور سعی حج کے مہینوں سے پہلے کر لے تو یہ قران، تمتع اور سعی معتبر نہ ہوگی۔

مسئلہ: حج کا احرام حج کے مہینوں سے پہلے باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔

میقات مکانی

یعنی وہ مقامات جہاں سے احرام باندھنا واجب ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

- ۱ اہل آفاق یعنی میقات سے باہر رہنے والے لوگوں کی میقات۔
- ۲ اہل حل یعنی میقات کے اندر اور حرم سے باہر رہنے والوں کی میقات۔
- ۳ اہل حرم یعنی جو مکہ مکرمہ اور حدود حرم کے رہنے والے ہیں ان کی میقات۔

آفاقیوں کی میقات یہ ہیں

- مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں کے لیے ذوالحلیفہ یعنی بیرٔ علی۔
- عراق کی طرف سے آنے والوں کے لیے ذات عرق۔
- نجد کے راستے آنے والوں کے لیے قرن۔
- یمن، پاکستان اور ہندوستان سے آنے والوں کے واسطے یلملم۔

مسئلہ: آفاقیوں کے لیے جو میقات بیان کی گئی ہیں یہ خاص ان علاقے والوں کے لیے

بھی ہیں اور جو لوگ دوسرے ممالک کے رہنے والے مکہ مکرمہ کو جاتے ہوئے ان میقاتوں پر سے گزریں ان کے لیے بھی یہ میقات ہیں۔

مسئلہ: جو شخص میقات سے باہر رہنے والا ہے اگر وہ مکہ مکرمہ یا حرم کے ارادہ سے سفر کرے تو اس کو میقات پر پہنچ کر حج یا عمرہ کا احرام باندھنا واجب ہے۔

مسئلہ: مکہ مکرمہ یا حرم میں حج یا عمرہ کے ارادہ سے جائے یا تجارت وسیر وغیرہ کے لیے، بہر صورت میقات پر پہنچ کر احرام باندھنا واجب ہے۔

مسئلہ: میقات سے پہلے بلکہ اپنے گھر سے بھی احرام باندھنا جائز ہے بلکہ افضل ہے بشرطیکہ جنایات احرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو ورنہ مکروہ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص خشکی میں یا سمندر میں سفر کر کے ایسے راستے مکہ مکرمہ جا رہا ہے کہ اس میں مذکورہ مواقیت میں سے کوئی میقات نہیں آتی تو اس کو مذکورہ مواقیت میں سے کسی میقات کی محاذات (برابری) سے احرام باندھنا واجب ہے۔

مسئلہ: پاکستان و ہندوستان سے بذریعہ ہوائی جہاز حج وعمرہ کے لیے جانے والوں کو جدہ پہنچنے تک احرام کو موخر کرنا جائز نہیں۔ اگر ایسا کیا تو دم واجب ہوگا۔

اہل حل اور اہل میقات کے واسطے

حل کی پوری زمین میقات ہے۔ ان کو حج وعمرہ کا احرام حل سے باندھنا ضروری ہے۔ گھر سے باندھنا افضل ہے۔

اہل مکہ مکرمہ کے لیے

حج کا احرام باندھنے کے لیے حرم کی کل زمین میقات ہے اور عمرہ کا احرام باندھنے کے لیے حل کی پوری زمین میقات ہے۔ لیکن عمرہ کا احرام حل کے مقام تنعیم (مسجد عائشہ) سے باندھنا افضل ہے۔

مسئلہ: اگر آفاقی شخص مکہ مکرمہ میں پہنچ گیا اور عمرہ کر کے حلال ہو گیا تو اس کی میقات اب وہی ہوگی جو مکہ مکرمہ والوں کی ہے یعنی حج کے لیے حرم اور عمرہ کے لیے حل۔

مسئلہ: اگر مکی شخص میقات سے باہر نکل جائے تو واپسی میں اس کو بھی آفاقی کی طرح میقات سے احرام باندھنا واجب ہوگا۔

مسئلہ: جو لوگ میقات کے رہنے والے ہیں یا حل (یعنی میقات اور حرم کے درمیان) میں رہتے ہیں اگر وہ حج یا عمرہ کے ارادہ سے نہ جائیں تو ان کے لیے احرام باندھ کر جانا ضروری نہیں ہے۔ وہ احرام کے بغیر مکہ مکرمہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ایسے ہی وہ آفاقی جو حج وعمرہ کے بعد وہاں ٹھہر گیا ہو وہ بھی ان کے حکم میں ہے۔

میقات سے احرام باندھے بغیر گزرنا

مسئلہ: اگر کوئی شخص مسلمان عاقل بالغ جو میقات سے باہر کا رہنے والا ہے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے خواہ حج وعمرہ کی نیت سے ہو یا اور کسی غرض سے، میقات پر سے بلا احرام باندھے آگے گزر جائے گا تو گنا ہگار ہوگا اور میقات کی طرف لوٹنا واجب ہوگا۔ اگر لوٹ کر میقات پر نہیں آیا اور میقات کے آگے سے ہی احرام باندھ لیا تو ایک دم دینا واجب ہوگا اور اگر کسی بھی میقات پر واپس آ کر احرام باندھا تو دم ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ: آفاقی (یعنی میقات سے باہر رہنے والا) میقات سے آگے کسی ایسی جگہ جو حرم سے خارج ہے اور حل میں ہے کسی صورت سے جانا چاہتا ہے مکہ مکرمہ جانے کی نیت نہیں ہے تو اس پر میقات سے احرام باندھنا واجب نہیں ہے۔ اس کے بعد اگر اس کا مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ بن جائے لیکن حج یا عمرہ کی نیت نہ ہو تو یہ شخص اس جگہ سے مکہ مکرمہ احرام کے بغیر جا سکتا ہے اور اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر یہ شخص بھی اس جگہ کے لوگوں کے حکم میں ہو گیا۔ البتہ اگر وہاں سے حج یا عمرہ کا ارادہ کرے تو اس کو حل ہی سے احرام باندھنا ہوگا۔

احرام کا بیان

احرام کا معنی ہے حرام کرنا۔ حاجی جس وقت حج کی نیت پختہ کر کے تلبیہ پڑھ

لیتا ہے تو اس پر چند حلال اور مباح چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اس وجہ سے اس کو احرام کہتے ہیں اور مجازاً ان دو چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں جن کو حاجی حالت احرام میں استعمال کرتا ہے۔

احرام کی اقسام

احرام (یعنی نیت پختہ کر کے تلبیہ پڑھنا) چار طرح کا ہوتا ہے۔

- صرف حج کا احرام۔ اس کو افراد کہتے ہیں۔
- عمرہ کا احرام جب کہ وہ حج کے مہینوں میں ہو اور اس سال حج بھی کرے۔ اس کو تمتع کہتے ہیں۔
- حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام۔ اس کو قران کہتے ہیں۔
- صرف عمرہ کا احرام خواہ ایام حج سے پہلے ہو یا بعد میں ہو۔

تنبیہ: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سب سے افضل قران ہے۔ اس کے بعد تمتع ہے اس کے بعد افراد ہے۔

مسئلہ: آفاقی شخص کو اختیار ہے کہ حج کی تینوں قسموں (قران، تمتع اور افراد) میں سے جس کا چاہے احرام باندھے لیکن مکہ مکرمہ کے رہنے والوں کو قران اور تمتع کرنا منع ہے۔

احرام کے مسائل

مسئلہ: احرام کی نیت کا دل سے ہونا ضروری ہے۔ زبان سے کہنا صرف مستحسن ہے۔ جس چیز کا احرام باندھنا ہے اس کی دل میں نیت کرنی چاہیے کہ افراد کا احرام باندھتا ہوں یا قران کا یا تمتع کا۔ اگر دل سے نیت کر لی اور زبان سے کچھ نہیں کہا تو نیت ہو جائے گی۔

مسئلہ: نیت کا تلبیہ کے ساتھ ہونا شرط ہے۔ صرف حج کی نیت دل میں کر لینے سے احرام درست نہیں ہوتا بلکہ تلبیہ یا اس کے قائم مقام کوئی اور ذکر کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح نیت کے بغیر محض تلبیہ پڑھ لے تب بھی احرام نہ ہو گا۔

تلبیہ کے مسائل

مسئلہ: تلبیہ یعنی لبیک کا زبان سے کہنا شرط ہے۔ اگر دل سے کہہ لیا تو کافی نہ ہوگا۔ گونگے کو زبان ہلانی چاہیے گو الفاظ نہ کہہ سکے۔

مسئلہ: ہر ایسا ذکر جس سے حق تعالیٰ کی تعظیم مقصود ہو تلبیہ کے قائم مقام ہو سکتا ہے جیسے **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ** وغیرہ۔

مسئلہ: خاص تلبیہ کے الفاظ کہنا سنت ہے شرط نہیں اگر کوئی اور دوسرا ذکر احرام کے وقت کر لے گا تو احرام صحیح ہو جائے گا لیکن تلبیہ چھوڑنا مکروہ تنزیہی ہے۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں۔ **لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔**

مسئلہ: تغیر حالات کے وقت مثلاً صبح و شام اٹھتے بیٹھتے باہر جاتے وقت، اندر آتے وقت، لوگوں سے ملاقات کے وقت، رخصت کے وقت، سو کر اٹھتے وقت، سوار ہونے کے وقت، سواری سے اترتے ہوئے، بلندی پر چڑھتے وقت، نشیب میں اترتے ہوئے تلبیہ پڑھنا مستحب مؤکد ہے یعنی اور مستحبات کے مقابلہ میں اس کی زیادہ تاکید ہے۔

مسئلہ: فرض اور نفل نماز کے بعد بھی تلبیہ پڑھنا چاہیے۔ اور ایام تشریق میں پہلے تکبیر کہنی چاہیے اس کے بعد تلبیہ۔ اگر پہلے تلبیہ پڑھ لیا تو تکبیر ساقط ہوگئی مگر تلبیہ دسویں تاریخ کی رمی کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے باقی ایام میں صرف تکبیر کہی جائے۔

مسئلہ: تلبیہ میں آواز بلند کرنا مسنون ہے لیکن اتنی زیادہ نہیں کہ جس سے اپنے آپ کو یا نمازیوں اور سونے والوں کو تکلیف ہو۔

مسئلہ: عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے۔ صرف اس قدر آواز سے پڑھے کہ خود سن لے۔

مسئلہ: تلبیہ حج میں رمی کرنے کے وقت تک پڑھا جاتا ہے۔ جب جمرہ عقبیٰ کی رمی شروع کرے تو تلبیہ کو موقوف کر دے اس کے بعد نہ پڑھے۔ اور عمرہ میں تلبیہ طواف شروع کرنے تک پڑھا جاتا ہے۔

حالت احرام میں لباس کے مسائل

مسئلہ: احرام کی چادر اتنی لمبی ہو کہ داہنے کندھے سے نکال کر بائیں کندھے پر سہولت سے آجائے اور تہ بند اتنا ہو کہ ستر اچھی طرح چھپ جائے۔

مسئلہ: احرام میں کرتہ، شلوار، بنیان، واسکٹ وغیرہ پہننا منع ہے یعنی جو کپڑا بدن کی ہیئت پر سلا ہوا ہو اس کا پہننا احرام میں جائز نہیں۔

مسئلہ: چادر یا لنگی اگر بیچ میں سے سلی ہوئی ہو تو جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ احرام کا کپڑا بالکل سلا ہوا نہ ہو۔ البتہ اگر دو چھوٹے ٹکڑوں کو جوڑ کر سی لیا ہو اور ایک چادر بنا لی ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

مسئلہ: احرام کا کپڑا رنگین ہو یہ بھی جائز ہے لیکن کسم یا زعفران میں رنگا ہوا نہ ہو اور سفید ہو تو افضل ہے۔

مسئلہ: احرام کی حالت میں کمبل، لحاف، رزائی وغیرہ اوڑھنا جائز ہے۔

عورت کا احرام

مسئلہ: عورت کا احرام مرد کے احرام کی مانند ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ عورت کو سلے ہوئے کپڑے پہننا جائز ہے۔

مسئلہ: عورت کو احرام میں سر ڈھانپنے کا حکم وجوب ستر کی وجہ سے ہے نہ کہ احرام کی وجہ سے۔

مسئلہ: عورت کو اجنبی مردوں کے سامنے بے پردہ ہونا منع ہے اس لیے کوئی چیز پیشانی کے اوپر اس طرح لگا کر کپڑا ڈال لے کہ کپڑا چہرے کو نہ لگے۔

مسئلہ: عورت کو احرام میں زیور، موزے اور دستانے پہننا جائز ہے مگر نہ پہننا اولیٰ ہے۔

احرام میں ممنوع کام

- جماع (یعنی ہم بستری) کا ذکر عورتوں کے ساتھ کرنا یا جماع کے اسباب جیسے بوسہ لینا اور شہوت سے چھونا۔
- ساتھیوں کے ساتھ یا دوسرے لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا۔
- خشکی کے جانوروں کا شکار کرنا یا کسی شکاری کو جانور کی طرف رہنمائی کرنا اور اشارہ کرنا۔
- شکاری کی مدد کرنا مثلاً بندوق، تیر، چھری، چاقو پکڑانا۔
- خشکی کے شکار کو بھگانا، اس کا انڈا توڑنا، اس کا دودھ نکالنا وغیرہ۔
- اپنے بدن یا اپنے کپڑے پر جوں مارنا یا اپنے کپڑے کو جوں مارنے کے لیے دھونا یا دھوپ میں ڈالنا۔
- خوشبو لگانا، ناخن اور بال کا کاٹنا یا کٹوانا۔
- سر یا منہ کو ڈھانکنا خواہ پورا یا تھوڑا۔
- سلے ہوئے کپڑے پہننا جیسے کرتا، شلوار، واسکٹ، دستانے موزے وغیرہ۔
- ایسا جوتا پہننا جس میں پیر کی پشت پر اٹھی ہوئی بیچ کی ہڈی چھپ جائے۔

احرام میں مکروہ کام

1. بدن سے میل دور کرنا۔ سر یا داڑھی اور بدن کو صابن وغیرہ سے دھونا
2. سر یا داڑھی میں کنگھی کرنا
3. سر یا داڑھی کو اس طرح کھجلانا کہ بال یا جوں گرنے کا خوف ہو۔ ہاں ایسے آہستہ کھجلانا کہ بال اور جوں نہ گرے جائز ہے۔
4. داڑھی میں خلال کرنا بھی مکروہ ہے۔ اگر کرے تو اس طرح کرے کہ بال نہ گریں۔
5. تہبند کے دونوں پلوں کو آگے سے سینا۔ اگر کسی نے ستر عورت کی حفاظت کی وجہ سے سی لیا تو دم واجب نہ ہوگا۔
6. چادر اور تہبند میں گرہ لگانا یا سوئی اور پن وغیرہ لگانا۔
7. لنگی میں نیفہ جوڑ کر کمر بند ڈالنا

○ ۸ ناک اور ٹھوڑی کو کپڑے سے چھپانا۔ البتہ ہاتھ سے چھپانا جائز ہے۔
○ ۹ خوشبو سونگھنا۔ خوشبو والے کی دکان پر خوشبو سونگھنے کے لیے بیٹھنا۔ اگر بلا ارادہ خوشبو آ جائے تو کچھ حرج نہیں۔

وہ کام جن کو احرام کی حالت میں کرنا جائز ہے

- ضرورت کے لیے یا ٹھنڈک حاصل کرنے اور غبار دور کرنے کے لیے خالص پانی سے ٹھنڈا ہو یا گرم غسل کرنا جائز ہے لیکن میل دور نہ کرے۔
- انگوٹھی پہننا۔
- دشمن سے شریعت کے موافق جنگ کرنا۔
- لنگی کے اوپر یا نیچے پیٹی باندھنا۔
- کسی سایہ دار چیز کے نیچے بیٹھنا۔
- بلا خوشبو سرمہ لگانا، پڑوال نکالنا، دانت اکھاڑنا، آبلہ کو توڑنا۔
- سر اور چہرے کے علاوہ سب بدن کو ڈھانپنا، کان، گردن اور پیروں کو چادر رومال وغیرہ سے ڈھانپنا۔
- دیگ، طباق، چارپائی وغیرہ کو سر پر اٹھانا۔
- موذی جانوروں کو مارنا جیسے سانپ، بچھو، پسو، چھپکلی، گرگٹ، بھڑ، کھٹمل، مکھی، چیل، مردار خور کوا وغیرہ۔
- الائچی، لونگ اور خوشبو کے بغیر پان کھانا۔
- ایسا کھانا کھانا جس کو خوشبو ڈال کر پکایا گیا ہو۔
- اپنا یا کسی دوسرے کا نکاح کرنا جائز ہے لیکن صحبت کرنا جائز نہیں۔

طواف کا بیان

اس سے مراد بیت اللہ کے چاروں طرف سات مرتبہ گھومنا ہے۔

طواف کا مختصر طریقہ

بیت اللہ کے سامنے جس طرف حجر اسود ہے اس کی طرف منہ کر کے اس طرح

کھڑا ہو کہ داہنا مونڈھا حجر اسود کے مغربی کنارے کے مقابل ہو اور سارا حجر اسود داہنی طرف رہے۔ اس کے بعد طواف کی نیت کر کے دائیں طرف کو اتنا چلے کہ حجر اسود بالکل مقابل ہو جائے اور حجر اسود کی طرف منہ کر کے حجر اسود کے سامنے کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے جس طرح نماز میں اٹھائے جاتے ہیں یعنی کانوں کے برابر اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے:

((بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ ﷺ))

اس کے بعد موقع ہو تو جا کر حجر اسود کو بوسہ دے۔ اس کے بعد داہنی طرف یعنی بیت اللہ کے دروازے کی طرف کو چلے اور بیت اللہ بائیں طرف رہے اور طواف میں حطیم کو بھی شامل کرے۔ جب طواف کرتا ہوا بیت اللہ کے چوتھے کنارے یعنی رکن یمانی پر پہنچے تو اس کا استلام کرے یعنی دونوں ہاتھ یا صرف داہنا ہاتھ اس کو لگائے بوسہ نہ دے۔ پھر جب حجر اسود پر آئے تو حجر اسود کا پہلے کی طرح استلام کرے۔ یہ ایک چکر ہوا۔ اس طرح سات چکر پورے کرے۔

اس کے بعد دو رکعت طواف مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھے۔ پھر مستحب ہے کہ چاہ زمزم پر جا کر آب زمزم پیئے اور دعا کرے۔

تنبیہات

❑ ۱ طواف کے بعد اگر سعی بھی کرنی ہو تو طواف شروع کرنے سے پیشتر اضطباع بھی کرے۔ (یعنی چادر کو داہنی بغل میں سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے۔ اور داہنا کندھا کھلا رہنے دے) اور اضطباع تمام طواف میں باقی رکھے اور اول کے تین چکروں میں رمل کرے یعنی اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھ کر چلے عورت رمل نہ کرے۔

❑ ۲ جب دوگانہ پڑھے تو مونڈھے ڈھانک کر پڑھے۔ اضطباع کے ساتھ پڑھنا

مکروہ ہے۔ اضطباع صرف طواف میں ہوتا ہے۔

۳ طواف بیت اللہ کے باہر اور مسجد کے اندر ہوتا ہے۔ اگر کوئی مسجد حرام سے باہر نکل کر طواف کرے گا تو طواف نہ ہوگا۔

طواف کے واجبات

- طہارت یعنی حدث اصغر اور اکبر دونوں سے پاک ہونا۔
- ستر عورت۔
- جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہو اس کو پیادہ طواف کرنا۔
- طواف اس طرح کرنا کہ حجر اسود کے بعد بیت اللہ کا دروازہ آئے پھر حطیم آئے پھر رکن یمانی آئے۔
- حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا

مسئلہ: واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی واجب کو ترک کرے گا تو طواف کا اعادہ واجب ہوگا۔ اگر اعادہ نہ کیا تو اس کی جزا واجب ہوگی۔

طواف کی سنتیں

- حجر اسود کا استلام۔
- اضطباع
- اول کے تین چکروں میں رمل کرنا اور باقی میں رمل نہ کرنا
- حجر اسود سے ابتداء کرنا
- ابتدائے طواف میں حجر اسود کی طرف منہ کرنا۔
- تمام چکر پے در پے کرنا۔
- بدن اور کپڑوں کا نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا۔

طواف کے مباحات

طواف میں یہ چیزیں مباح ہیں۔

☼ ۱ سلام کرنا، چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا، شرعی مسائل دریافت کرنا اور بتانا، کسی سے کچھ بات کرنا۔

☼ ۲ کچھ پینا۔

☼ ۳ کسی عذر کی وجہ سے سوار ہو کر طواف کرنا۔

☼ ۴ دل دل میں قرآن پڑھنا۔

طواف کے دیگر مسائل

مسئلہ: ہجوم کی وجہ سے اگر حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ سے چھونا ممکن نہ ہو تو لکڑی وغیرہ حجر اسود کو چھوئے اور اس لکڑی کو بوسہ دے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف اس طرح کرے کہ ہتھیلیوں کی پشت اپنے چہرے کی طرف رہے اور یہ نیت کرے کہ حجر اسود پر رکھی ہیں اور تکبیر و تہلیل کہے اور ہتھیلیوں کو بوسہ دے لے۔

مسئلہ: طواف کے بعد کی دو رکعتیں پڑھنا واجب ہے لیکن مکروہ وقت میں نہ پڑھے۔ اس کے گزرنے کے بعد پڑھے۔ یہ نماز مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنا مستحب ہے یا اس کے قریب۔ یہ نہ ہو سکے تو مسجد حرام میں کسی جگہ پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر قصداً کسی نے آٹھواں چکر بھی کر لیا تو پھر چھ چکر اور ملا کر پورا طواف کرنا واجب ہے گویا اب دو طواف ہو جائیں گے۔

مسئلہ: ساتویں چکر کے بعد وہم یا وسوسہ سے آٹھواں چکر کر لیا تب بھی اس کو دوسرا طواف پورا کرنا لازم ہے۔

مسئلہ: اگر آٹھواں چکر کیا اور گمان یہ تھا کہ یہ ساتواں ہے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ آٹھواں ہے تو دوسرا طواف لازم نہیں۔

مسئلہ: طواف میں بالکل خاموش رہنا اور کچھ نہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ: باہر کے رہنے والوں کے لیے نفلی طواف نفلی نماز سے افضل ہے اور مکہ مکرمہ والوں

کے لیے حج کے زمانہ میں نفل طواف سے نفل نماز افضل ہے۔

صفا اور مروہ کے درمیان سعی

صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریقے پر سات چکر لگانے کا نام سعی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس طواف کے بعد سعی ہو تو طواف سے فارغ ہو کر حجر اسود کا استلام کرے جیسا کہ طواف میں کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد باب الصفا سے مسجد سے باہر نکلے اور صفا پر جائے۔

صفا کے قریب پہنچ کر یہ پڑھے:

((اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ))

اور صفا پر چڑھے۔ پھر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور بیت اللہ پر نظر رہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرے۔ پھر عام رفتار سے ذکر کرتے ہوئے اور دعا مانگتے ہوئے مروہ کی طرف چلے۔ جب سبز میل چھ ہاتھ کے فاصلہ پر رہ جائے تو دوڑ کر چلے مگر درمیانی رفتار سے دوڑے۔ جب دونوں میلوں سے نکل جائے تو پھر اپنی چال سے چلنے لگے یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے اور کشادہ جگہ پر رک جائے۔ ذرا داہنی طرف کو مائل ہو کر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور دعا کرے۔ یہ صفا سے مروہ تک ایک چکر ہوگیا۔ اس کے بعد مروہ سے اتر کر پھر صفا کی طرف چلے اور دونوں میلوں کے درمیان دوڑ کر چلے اور صفا پر چڑھ کر پھر اسی طرح دعا اور ذکر کرے۔ یہ مروہ سے صفا تک دو چکر ہو گئے۔ اسی طرح سات چکر پورے کرے۔ اس کے بعد دو رکعت نفل نماز مسجد حرام میں پڑھے۔

مسئلہ: ہمارے نزدیک سعی واجب ہے۔ طواف کے متصل بعد کرنا سنت ہے واجب نہیں۔ اگر کسی عذر یا تھکان کی وجہ سے فوراً طواف کے بعد نہ کر سکے تو مضائقہ نہیں۔ بلا عذر تاخیر مکروہ ہے۔

مسئلہ: سعی کو صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر سعی کرتے ہوئے جماعت کھڑی ہو جائے یا نماز جنازہ ہونے لگے تو سعی کو چھوڑ

کر نماز میں شریک ہو جائے اور باقی پھیرے اس کے بعد پورے کر لے۔

مسئلہ: سعی کے لیے جنابت اور حیض سے پاک ہونا شرط اور واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے خواہ حج کی سعی ہو یا عمرہ کی ہو۔

عمرہ

عمرہ کے معنی اصطلاح میں میقات یا حل سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرنے کے ہیں۔

مسئلہ: عمرہ تمام عمر میں ایک مرتبہ بشرط استطاعت وقدرت سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ: عمرہ میں طواف شروع کرنے کے وقت تلبیہ موقوف کیا جاتا ہے۔

مسئلہ: عمرہ میں دو فرض ہیں ایک احرام دوسرا طواف

مسئلہ: عمرہ میں دو واجب ہیں ایک صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا دوسرے سر کے بال منڈانا یا کم از کم انگلی کے ایک پورے کے برابر بالوں کو کٹانا۔

مسئلہ: عمرہ تمام سال میں کرنا جائز ہے صرف پانچ روز یعنی ۹ ذی الحجہ سے ۱۳ ذی الحجہ تک عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: رمضان میں عمرہ کرنا مستحب اور افضل ہے۔

مسئلہ: کثرت سے عمرہ کرنا مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔

مسئلہ: عمرہ زیادہ کرنے کے مقابلے میں طواف زیادہ کرنا افضل ہے۔

حج کا طریقہ

یہاں ہم صرف حج تمتع کے بارے میں ذکر کریں گے کیونکہ ہمارے علاقے کے لوگوں کو عموماً اسی کا موقع ملتا ہے۔

تمتع کرنے کا طریقہ

یہ ہے کہ اول عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں عمرہ کیا جائے۔ عمرہ سے فارغ ہو کر سر منڈا کر حلال ہو جائے (اگر تمتع کی قربانی ساتھ نہ ہو۔) عمرہ سے حلال ہو

کر مکہ مکرمہ میں قیام کرے یا اور کسی جگہ (مثلاً مدینہ منورہ) جائے مگر اپنے وطن نہ جائے۔ جب حج کا وقت آئے تو حج کا احرام باندھ کر حج کرے۔ آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ جائے اور ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں کی فجر منیٰ میں پڑھے۔ رات کو وہیں رہے نویں کو سورج نکلنے کے بعد عرفات جائے اور وہاں زوال سے غروب آفتاب تک وقوف کرے۔ دسویں کی شب مزدلفہ میں رہے اور وہاں سے ستر کنکریاں چن لے۔ دسویں کی صبح کو نماز اول وقت پڑھ کر دعا کرتا رہے۔ اور جب سورج نکلنے میں دو رکعت کے بقدر وقت رہ جائے تو مزدلفہ سے منیٰ کو چل دے۔ اور وادی محسر سے دوڑ کر نکل جائے۔ منیٰ میں پہنچ کر جمرہ اخریٰ کی رمی کرے۔ پھر تمتع کی قربانی کرے۔ اس کے بعد سر منڈائے یا کم ازکم ایک پورے کے برابر بال کتروائے۔ پھر طواف زیارت کرے اور اول کے تین چکروں میں رمل کرے۔ اضطباع نہ کرے۔ طواف زیارت کے بعد سعی کرے۔ پھر بارہ یا تیرہ ذی الحجہ تک منی میں قیام کرے اور ہر روز زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے۔ پھر منیٰ سے واپسی میں اگر ہو سکے تو محصب میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء پڑھے۔ پھر ذرا لیٹ کر مکہ مکرمہ آئے۔ اگر اتنا نہ ہو سکے تو تھوڑی دیر ہی ٹھہر جائے۔ پھر مکہ مکرمہ سے وطن واپس آتے وقت طواف وداع کرے۔

مسائل تمتع

مسئلہ: تمتع کرنے والے پر تمتع کا دم واجب ہے (جو عید الاضحیٰ کی عام قربانی سے علیحدہ ہے)۔ دسویں تاریخ کو آخری جمرہ کی رمی کے بعد ذبح کرے۔ اگر دم پر قدرت نہ ہو تو دس روزے رکھے۔ ان میں سے تین روزے تو دسویں ذی الحجہ سے پہلے رکھے۔ ان کو متفرق طور پر رکھنا جائز ہے۔ لیکن پے در پے رکھنا افضل ہے اور باقی سات روزے ایام تشریق گزرنے کے بعد جہاں چاہے رکھے خواہ مکہ میں یا کسی اور جگہ لیکن گھر آ کر رکھنا افضل ہے۔ ان کو بھی متفرق رکھ سکتا ہے لیکن لگاتار رکھنا افضل ہے۔

مسئلہ: تمتع کرنے والا عمرہ کرنے کے بعد حج سے پہلے عمرہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ: تمتع کرنے والا اگر آٹھویں تاریخ کو احرام باندھ کر حج کی سعی پہلے ہی کرنا چاہے تو

ایک نفل طواف رمل اور اضطباع سے کرنے کے بعد سعی کرے ورنہ طواف زیارت کے بعد سعی کرے اور یہی افضل ہے۔

مکہ مکرمہ سے منیٰ جانا

مسئلہ: تمتع کرنے والے کو حج کا احرام آٹھویں تاریخ کو مسجد حرام میں باندھنا مستحب ہے اگرچہ حدود حرم کے اندر اندر کسی دوسری جگہ سے بھی باندھنا جائز ہے۔

مسئلہ: آٹھویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ کو چلے اور رات کو منیٰ میں قیام کرے۔ اگر آٹھویں کو مکہ مکرمہ سے زوال کے بعد چلا اور ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھ لی تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: منیٰ میں آٹھویں تاریخ کو جا کر ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر پانچ نمازیں پڑھنی مستحب ہیں اور رات کو منیٰ ہی میں ٹھہرنا چاہیے۔ مکہ مکرمہ میں یا اور کسی جگہ ٹھہرنا خلاف سنت ہے۔

منیٰ سے عرفات جانا

مسئلہ: نویں ذی الحجہ کی صبح کو فجر کی نماز اسفار یعنی خوب اجالے میں پڑھے اور جب سورج نکل آئے اور دھوپ جبل ثبیر پر پھیل جائے تو عرفات کو چلے۔ سورج نکلنے سے پہلے عرفات کو جانا خلاف سنت ہے۔

مسئلہ: تلبیہ پڑھتے ہوئے عرفات میں داخل ہو۔

عرفات کے احکام

مسئلہ: عرفات کا سارا میدان موقف (ٹھہرنے کی جگہ) ہے۔ اس میں جس جگہ بھی چاہے ٹھہرے لیکن بطن عرنہ کی وادی میں نہ ٹھہرے۔

مسئلہ: امام حج کے ساتھ اگر باجماعت نماز پڑھے تو ظہر اور عصر دونوں کو ظہر کے وقت میں اکٹھا پڑھے۔

مسئلہ: جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو موذن تکبیر کہے اور امام ظہر کی نماز پڑھائے۔ اس کے بعد پھر دوسری تکبیر یعنی اقامت کے بعد عصر کی نماز پڑھائے۔

مسئلہ: ظہر کے فرضوں کے بعد تکبیر تشریق تو کہہ لے لیکن ظہر کی سنت مؤکدہ یا نفل نہ پڑھے اور عصر کی نماز کے بعد بھی ظہر کے نفل یا سنت نہ پڑھے۔

مسئلہ: عرفات میں جمعہ جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر امام حج کے ساتھ با جماعت نماز نہ پڑھے بلکہ تنہا نماز پڑھے یا کچھ لوگ اپنی اپنی جماعت کر لیں تو ظہر اور عصر کی نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھیں۔ جمع کرنا جائز نہیں۔

وقوف عرفہ

مسئلہ: جبل رحمت کے قریب وقوف کرنا افضل ہے لیکن جبل رحمت کے اوپر نہ چڑھے کیونکہ بدعت ہے اس وجہ سے کہ لوگوں نے اس میں فضیلت سمجھنی شروع کر دی ہے۔

مسئلہ: عرفات میں وقوف کے وقت کھڑے رہ کر دعا کرنا مستحب ہے شرط اور واجب نہیں ہے۔ بیٹھ کر لیٹ کر جس طرح ہو سکے جائز ہے۔

مسئلہ: وقوف کے لیے حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ: نویں ذی الحجہ کو زوال سے لے کر سورج غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے۔ اگر سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات کی حد سے نکل آئے گا تو دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: جب سورج غروب ہو جائے تو مزدلفہ کو چل دے۔

مزدلفہ میں

مسئلہ: جب عشاء کا وقت ہو جائے تو ایک اذان اور ایک اقامت سے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے۔ پہلے مغرب کی نماز پڑھے اس کے بعد عشاء کی۔ دونوں نمازوں کے درمیان سنت اور نفل نہ پڑھے بلکہ مغرب اور عشاء کی سنتیں اور وتر عشاء کی نماز کے بعد پڑھے۔

مسئلہ: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو اکٹھا پڑھنے کے لیے جماعت شرط نہیں خواہ جماعت

سے پڑھے یا تنہا، دونوں کو اکٹھا پڑھے۔

مسئلہ: اگر مغرب یا عشاء عرفات میں یا راستہ میں پڑھ لی تو مزدلفہ میں آ کر دوبارہ پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ: مغرب و عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر مزدلفہ میں ٹھہرے اور وہاں صبح صادق تک ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ: اس شب میں جاگنا اور تلاوت ونوافل و دعا وغیرہ کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: جب صبح صادق ہو جائے تو اول وقت اندھیرے میں فجر کی نماز پڑھے پھر وقوف کرے اور اس میں ذکر اور دعا کرے۔

مسئلہ: اگر مزدلفہ میں اس وقت وقوف نہ کیا اور صبح صادق سے پہلے رات ہی کو وہاں سے چلا گیا تو دم واجب ہوگا۔ البتہ اگر عذر کی وجہ سے نہیں ٹھہرا مثلاً مریض ہے یا کمزور ہے تو دم واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت ہجوم کی وجہ سے مزدلفہ میں نہ ٹھہرے تو اس پر دم واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: مزدلفہ سے ستر کنکریاں کھجور کی گٹھلی یا چنے اور لوبیے کے دانے کے برابر اٹھانا مستحب ہے۔ کسی اور جگہ سے یا راستہ سے بھی اٹھانا جائز ہے۔

دسویں کی رمی

مسئلہ: صرف آخری جمرہ کی رمی کرنا ہے اور یہ واجب ہے۔ رمی کے چھوڑنے سے دم واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: دسویں کو رمی کا وقت صبح صادق سے گیارہویں کی صبح تک ہے۔ سورج نکلنے سے زوال تک کا وقت مسنون ہے۔ زوال سے غروب تک کا وقت مباح ہے۔ غروب کے بعد مکروہ ہے اور دسویں کو صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے بھی مکروہ ہے۔ البتہ عورت اور مریض اور کمزور لوگ ہجوم کے خوف سے ان وقتوں میں کریں تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: دسویں کو جمرہ اخریٰ پر پہلی کنکری مارنے کے ساتھ تلبیہ موقوف کر دے۔

بال منڈانا یا کتروانا

مسئلہ: چوتھائی سر کے بال منڈانا کتروانا واجب ہے۔ اس کے بغیر احرام نہیں کھل سکتا۔

تمام سر کے بال منڈانا یا کٹانا مستحب ہے اور منڈانا کٹانے سے افضل ہے اگر بال کٹائے تو ایک پورے سے کچھ زیادہ کٹائے اس سے کم نہ کٹائے۔ پورے سے کم کترانے کی صورت میں کترانے کا حکم پورا نہ ہوگا۔

مسئلہ: عورت کو سر منڈانا حرام ہے۔ وہ ایک پورے کے برابر بال کتروائے۔ اگر کوئی گنجا ہے یا اس کے سر پر ایک پورے سے چھوٹے بال ہیں تو سر پر صرف استرہ پھیرنا واجب ہے۔

مسئلہ: بال منڈانے یا کتروانے کے بعد جو چیزیں احرام کی وجہ سے منع ہیں۔ وہ سب جائز ہو جاتی ہیں مثلاً خوشبو لگانا اور سلا ہوا کپڑا پہننا وغیرہ البتہ عورت سے صحبت اور بوسہ وغیرہ جائز نہیں ہوتا بلکہ یہ طواف زیارت کے بعد جائز ہوتا ہے۔

مسئلہ: جب سب ارکان ادا کر چکا ہو اور صرف سر منڈانا رہ گیا ہو تو یہ محرم خود اپنے یا کسی دوسرے محرم کے سر کے بال مونڈ یا کتر سکتا ہے۔ اس سے جزا واجب نہیں ہوتی۔

تنبیہ: جمرہ اخریٰ کی رمی کر کے اس کے بعد قربانی کرے اور اس کے بعد بال منڈائے یا کٹائے۔ یہ ترتیب واجب ہے۔ اس کے خلاف کرنے سے دم واجب ہوتا ہے۔

طواف زیارت

مسئلہ: طواف زیارت کا اول وقت دسویں کی صبح صادق ہے۔ یہ دسویں کو کرنا افضل ہے اور بارہویں کے آفتاب غروب ہونے تک اس کا جائز وقت ہے۔ اس سے اور مؤخر کرنا مکروہ تحریمی ہے اور دم واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: یہ طواف لازمی ہے اس کا بدل کچھ نہیں ہے۔

مسئلہ: طواف زیارت کو دسویں کی رمی اور حجامت کے بعد کرنا سنت ہے، واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: طواف زیارت کے بعد عورت سے صحبت وغیرہ حلال ہو جاتی ہے۔ اگر کسی نے یہ طواف نہ کیا تو اس کے لیے عورت سے صحبت وغیرہ حلال نہ ہوگی اگرچہ سالہا سال گزر جائیں۔ طواف کرنے کے بعد حلال ہوگی۔ اسی طرح اگر عورت کا طواف زیارت رہ گیا

ہوتو وہ بھی شوہر کے لیے حلال نہ ہوگی جب تک وہ طواف زیارت نہ کر لے۔

مسئلہ: اگر عورت حیض کی وجہ سے طواف زیارت اس کے وقت میں نہ کر سکے تو دم واجب نہ ہوگا پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

مسئلہ: جو عورتیں ان دنوں میں حیض سے ہوں اور واپسی کا سفر درپیش ہو تو ان کو چاہیے کہ وہ اپنا سفر ملتوی کر دیں اور جب تک پاک ہو کر طواف نہ کر لیں مکہ مکرمہ سے واپس نہ جائیں۔

مسئلہ: اگر حکومتی پابندیوں کے باعث مجبوری ہو یا خاوند یا اہل قافلہ کی روانگی کی تاریخ تبدیل نہ ہوسکتی ہو یعنی اگر مزید ٹھہرنا واقعی ممکن نہ ہو اور عورت حالت حیض ہی میں جا کر طواف زیارت کر لے تو اس کا طواف زیارت ادا ہو جائے گا لیکن ایک تو اس کو توبہ و استغفار کرنا ہوگا دوسرے ایک اونٹ یا گائے حرم میں ذبح کرنا ہوگی۔

گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کی رمی

مسئلہ: گیارہویں، بارہویں کو رمی کا وقت زوال کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے جائز نہیں اور زوال سے غروب آفتاب تک وقت مسنون ہے اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے۔ تیرہویں کی رمی کا وقت صبح صادق سے غروب تک ہے لیکن زوال سے پہلے وقت مکروہ تنزیہی ہے اور بعد میں وقت مسنون ہے۔ عورتوں اور کمزوروں کے لیے مکروہ وقت میں کراہت نہیں۔

مسئلہ: ان دنوں میں تینوں جمرات کی رمی کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: بارہویں تاریخ کو زوال کے بعد رمی کر کے منیٰ سے مکہ مکرمہ چلے آنا بلا کراہت جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ تیرہویں کو رمی کے بعد آئے۔

مسئلہ: اگر بارہویں کو مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہو تو غروب سے پہلے منیٰ سے نکل جائے۔ غروب کے بعد تیرہویں کو بلا رمی کیے جانا مکروہ ہے گو تیرہویں کی رمی واجب نہ ہوگی۔ لیکن اگر تیرہویں کی صبح صادق منیٰ میں ہوگئی تو تیرہویں کی رمی واجب ہو جائے گی۔

مسئلہ: جو شخص معذور ہو اس کی طرف سے کوئی دوسرا رمی کر سکتا ہے۔ لیکن رمی کے بارے میں وہ شخص مریض اور معذور سمجھا جائے گا جو کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اور جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر آنے میں سخت تکلیف کا اندیشہ ہو۔ اگر سوار ہو کر جمرات تک آ سکتا ہے اور مرض کی زیادتی اور تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے تو اس کو خود رمی کرنا ضروری ہے۔ دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں۔ ہاں اگر سواری یا کوئی شخص اٹھانے والا نہ ہو تو معذور ہے دوسرے سے رمی کرا سکتا ہے۔

طواف وداع

حج سے فارغ ہو کر جب مکہ مکرمہ سے واپسی کا ارادہ ہو تو طواف وداع کرے۔ اس میں نہ رمل کرے اور نہ اس کے بعد سعی کرے۔

مسئلہ: طواف وداع باہر کے رہنے والے حاجی پر واجب ہے اس نے خواہ کسی بھی قسم کا حج کیا ہو۔

مسئلہ: اہل حل، اہل میقات اور حیض و نفاس والی عورت اور مجنون اور نابالغ پر واجب نہیں ہے۔ البتہ اہل حل اور اہل میقات کے لیے مستحب ہے۔

مسئلہ: طواف وداع کے بعد اگر کچھ قیام ہو گیا تو پھر چلنے کے وقت دوبارہ طواف وداع مستحب ہے۔

مسئلہ: خاص طواف وداع کی نیت شرط نہیں ہے۔ طواف زیارت کے بعد اگر کوئی نفلی طواف کیا تو وہی طواف وداع کے قائم ہو جائے گا۔

جنایات اور ان کی جزا

یہ جنایت کی جمع ہے اور جنایت لغت میں تقصیر اور خطا کو کہتے ہیں۔ حج کے بیان میں ہر اس فعل کا ارتکاب جنایت ہے جس کا کرنا احرام یا حرم کی وجہ سے ممنوع ہو۔

احرام کی جنایات آٹھ ہیں

● خوشبو استعمال کرنا ● سلا ہوا کپڑا پہننا ● سر اور چہرہ ڈھانپنا، کم

ازکم چوتھائی سر ڈھانپنا ● بال دور کرنا ● ناخن کاٹنا ● جماع کرنا۔
● حج کے کسی واجب کو ترک کرنا ● خشکی کے جانور کا شکار کرنا۔

حرم کی جنایات دو ہیں

- حرم کے جانور کو چھیڑنا یعنی شکار کرنا اور تکلیف پہنچانا۔
- حرم کا درخت اور گھاس کاٹنا۔

مسئلہ: مذکورہ جنایات پر جزا واجب ہونے کے لیے عقل اور بلوغ شرط ہے۔لہٰذا نابالغ اور مجنون اگر کوئی جنایت کرے تو اس پر جزا واجب نہیں ہوتی۔

مسئلہ: جنایات قصداً کرے یا بھول کر یا خطا سے، مسئلہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، اپنی خوشی سے کرے یا کسی کی زبردستی سے، سوتے کرے یا جاگتے کرے، مال دار ہو یا تنگدست۔خود کرے یا کسی کے کہنے سے۔معذور ہو یا غیر معذور سب صورتوں میں جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ: قصداً جنایت کرنا سخت گناہ ہے اور اس کی جزا دینے سے گناہ معاف نہیں ہوتا۔ گناہ کے معاف ہونے کے لیے توبہ کرنی ضروری ہے۔

مسئلہ: ممنوعات احرام اگرچہ عذر کی حالت میں کیے جائیں تب بھی جزا واجب ہوتی ہے۔

مسئلہ: واجبات حج اگر بلا عذر چھوٹ جائیں تو جزا واجب ہوتی ہے اور اگر عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو جزا واجب نہیں ہوتی۔

مسئلہ: صرف دو جنایتیں ایسی ہیں جن میں سالم اونٹ یا گائے کو ذبح کرنا واجب ہوتا ہے۔اس کو بدنہ کہتے ہیں۔

- جنابت یا حیض یا نفاس کی حالت میں طواف زیارت کرنا۔لیکن اگر قربانی کے دنوں میں طہارت کے ساتھ طواف زیارت کا اعادہ کرلیا ہو تو بدنہ ساقط ہو جاتا ہے۔
- وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے سے پہلے عورت سے ہم بستر ہونا۔

تنبیہ: احرام سے نکلنے کے لیے کسی نے ایک پورے سے کم بال کتروائے یا دوسروں کی دیکھا دیکھی صرف چند بال کتروائے اور سلے ہوئے کپڑے پہن لیے اور خوشبو لگا لی تو صرف ایک دم دے اور ایک پورے کے بقدر بال کتروائے یا سر منڈوائے۔

احصار

حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد کسی دشمن یا درندے یا مرض یا حکومتی پابندی کی وجہ سے عرفات اور طواف (یعنی حج میں ان دونوں سے) یا رکن عمرہ (یعنی صرف طواف) سے رک جانے کو احصار کہتے ہیں۔ جس شخص کو روکا جائے اس کو محصر کہتے ہیں۔

مسئلہ: جب کوئی شخص محصر ہو جائے تو احصار کے سبب کے زائل ہو جانے کا انتظار کرے اور اس کے دور ہونے کے بعد حج کرے ورنہ عمرہ کر کے حلال ہو جائے۔

اور اگر انتظار میں وقت ہو اور جلد حلال ہونا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اگر اس نے صرف حج یا صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے تو حرم کی طرف جانے والے کسی شخص کو دم کی قیمت دے دے یا حرم میں موجود کسی شخص کو فون کے ذریعے سے کہہ دے کہ وہ اس کی طرف سے حرم میں دم ذبح کی تاریخ اور وقت طے کر لے۔ محصر کو اختیار ہے کہ چاہے جس جگہ روکا گیا ہے وہاں ہی ٹھہرا رہے یا اپنے مکان میں واپس آ جائے یا اور کہیں چلا جائے۔

مسئلہ: جس تاریخ میں ذبح کا وقت مقرر کیا گیا ہے اس روز کے وقت مقررہ پر صرف ذبح سے محصر حلال ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر محصر وقت مقررہ سے پہلے حلال ہو گیا یعنی کوئی فعل موجب جنایت کر لیا تو جنایت کا کفارہ واجب ہوگا۔ اگر جنایت مکرر ہوگی تو کفارہ بھی مکرر ہوگا۔

مسئلہ: جب محصر حرم میں ذبح کرانے کے بعد حلال ہو گیا تو جس چیز کے احرام سے حلال ہوا ہے احصار دور ہونے کے بعد اس کی قضا واجب ہوگی۔ اگر احرام حج سے حلال ہوا تھا تو قضا میں ایک حج اور ایک عمرہ کرنا واجب ہوگا جب کہ اسی سال حج پر قادر

نہ ہوا ہو اور اگر عمرہ کے احرام سے حلال ہوا تھا تو صرف ایک عمرہ ہی کرنا ہوگا اور جس وقت چاہے عمرہ کرسکتا ہے۔

حج بدل یعنی دوسرے شخص سے حج کرانا

مسئلہ: جس شخص پر حج فرض ہوگیا اور ادا کرنے کا وقت ملا لیکن ادا نہیں کیا اور بعد میں ادا کرنے پر قدرت نہیں رہی عاجز ہوگیا تو اس پر کسی دوسرے سے حج کرانا فرض ہے خواہ اپنی زندگی میں کرائے یا مرنے کے بعد حج کرانے کی وصیت کر جائے۔ اس پر وصیت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: عاجز ہونے کے اسباب یہ ہیں: موت، قید، ایسا مرض کہ جس کے دور ہونے کی امید نہ ہو جیسے فالج، اندھا ہونا، لنگڑا ہونا، اتنا بوڑھا ہونا کہ سواری پر بیٹھنے کی قدرت نہ رہے۔ عورت کے لیے محرم نہ ہونا۔ راستہ مامون نہ ہونا۔ ان میں سے وہ اعذار جن کے زائل ہونے کی امید ہو ان کا موت تک باقی رہنا عجز کے ثابت ہونے کے لیے شرط ہے۔

حج بدل کی شرائط

نفل حج دوسرے شخص سے کروانے کے لیے صرف اتنی بات کافی ہے کہ حج کرنے والا مسلمان ہو، عقل والا اور سمجھ بوجھ والا ہو۔ البتہ فرض حج کسی دوسرے سے کرانے کے لیے یہ شرطیں ہیں:

- جو شخص اپنا حج کرائے اس پر حج فرض ہونا۔
- حج فرض ہونے کے بعد خود حج کرنے سے عاجز ہونا۔
- موت کے وقت تک عاجز رہنا یا ایسا عذر ہونا جو عام طور سے ختم نہیں ہوتا۔
- دوسرے شخص کو اپنی طرف سے حج کرنے کا حکم کرنا اگر خود موجود ہو اور اگر مر گیا ہو اور حج کرانے کی وصیت کر گیا ہو تو وصی یا وارث کو حکم کرنا شرط ہے۔
- مصارف سفر میں حج کرانے والے کا روپیہ خرچ ہونا۔
- احرام کے وقت حکم کرنے والے یعنی آمر کی طرف سے حج کی نیت کرنا۔ زبان

سے یہ کہنا کہ فلاں کی طرف سے احرام باندھتا ہوں، افضل ہے ضروری نہیں۔ دل سے نیت کرنا کافی ہے۔

- آمر کے وطن سے حج کرنا اگر تہائی مال میں گنجائش ہو۔ ورنہ جس جگہ سے میقات سے پہلے ہو سکے وہاں سے کرادیا جائے۔ اگر اتنا بھی نہ ہو تو وصیت باطل ہے۔
- آمر کی مخالفت نہ کرنا۔ اگر آمر نے حج افراد کا حکم کیا تھا اور مامور نے تمتع کیا تو مخالف ہوگا اور تاوان واجب ہوگا اور یہ حج مامور کا ہوگا۔

تنبیہ: اجرت پر حج کرنا کرانا جائز نہیں۔ اس لیے ایسے الفاظ سے حج کا حکم نہ کرے کہ جس سے اجارہ سمجھا جائے لیکن اگر کسی نے اجرت پر حج کیا تو حج آمر کا ہی ہوگا۔ مامور اجرت کا مستحق نہیں ہوگا بلکہ صرف خرچے کا مستحق ہوگا۔

مسئلہ: ایسے شخص سے حج کرانا افضل ہے جو عالم باعمل اور مسائل سے خوب واقف ہو اور اپنا فرض حج پہلے کر چکا ہو لیکن اپنے حج سے فارغ ہونا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ: جس سال آمر نے حج کا حکم کیا اس سال نہیں کیا بلکہ دوسرے سال کیا تو آمر کا حج ہو جائے گا اور مامور پر تاوان واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: مامور آمر کی اجازت سے تمتع بھی کر سکتا ہے۔ بعض علماء نے اس کو ناجائز کہا ہے لیکن آج کل افراد کرنے میں بہت دشواری ہوگی کیونکہ لوگوں میں مشقت کا تحمل بالکل نہیں ہے اور سفر کی تاریخ بھی اپنی مرضی سے طے نہیں کر سکتے۔ اس لیے جواز کے قول کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

مسئلہ: تمتع کی صورت میں دم شکر خود مامور پر واجب ہوگا۔ اگر آمر بخوشی دم شکر کی قیمت ادا کر دے تو جائز ہے۔ اس زمانہ میں عرفاً آمر کی طرف سے تمتع اور دم شکر کی اجازت ثابت ہے اس لیے صریح اجازت ضروری نہیں۔ پھر بھی صریح اجازت حاصل کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ: وارث اپنے مورث کی طرف سے یا اولاد اپنے والدین کی طرف سے ان کے

مرنے کے بعد بلا اجازت و وصیت حج کرے تو جائز ہے۔

زیارت سید المرسلین ﷺ

مسئلہ: جس شخص پر حج فرض ہو اس کو حج سے پہلے زیارت کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ حج فوت ہونے کا خوف نہ ہو۔

مسئلہ: جب مدینہ منورہ کا سفر شروع کرے تو زیارت کی نیت کے ساتھ مسجد نبوی ﷺ میں جانے کی نیت بھی کرے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ پہلی مرتبہ تو صرف زیارت نبوی ﷺ کی نیت کرے۔

مسئلہ: شہر میں داخل ہو کر سب سے پہلے مسجد نبوی میں داخل ہونے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی ضرورت ہو تو اس سے فارغ ہو کر فوراً مسجد میں آئے اور زیارت کرے۔

ویسے تو جس دروازے سے چاہے داخل ہو مگر باب جبرئیل سے داخل ہونا بہتر ہے۔ اگر ممکن ہو تو منبر اور قبر شریف کے درمیان روضہ میں کھڑے ہو کر ورنہ جہاں جگہ ملے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔ اگر فرض نماز کی جماعت ہو رہی ہو یا نماز کے قضا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے فرض نماز پڑھے۔ تحیۃ المسجد بھی اس میں ادا ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: نماز تحیۃ المسجد سے فارغ ہو کر نہایت ادب کے ساتھ مرقد اطہر ﷺ پر آؤ اور سرہانے کی دیوار کے کونے میں جو ستون ہے اس سے چار ہاتھ فاصلہ پر کھڑے ہو جاؤ اور قبلہ کی طرف پشت کر کے ذرا بائیں طرف مائل ہو جاؤ تاکہ روئے انور ﷺ کا مقابلہ ہو جائے۔ ادھر ادھر مت دیکھو۔ نظر نیچے رکھو اور کوئی حرکت خلاف ادب نہ کرو۔ زیادہ قریب بھی کھڑے نہ ہو اور جالی کو ہاتھ بھی نہ لگاؤ، نہ اس کا بوسہ لو اور نہ سجدہ کرو۔ اور یہ خیال کرو کہ رسول اللہ ﷺ قبر شریف میں قبلہ کی طرف منہ کیے ہوئے آرام فرما ہیں اور سلام و کلام کو سنتے ہیں اور عظمت و جلال کا لحاظ کرتے ہوئے متوسط آواز سے سلام پڑھو۔ زیادہ زور سے مت چیخو اور بالکل آہستہ بھی مت پڑھو۔

مسئلہ: سلام کی کم سے کم مقدار السلام علیک یا رسول اللہ ہے۔

باب: ۳۲

قربانی کا بیان

قربانی کس پر واجب ہے

☼ ۱ جس پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر بقر عید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو کہ جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر کر دے تو ثواب ہے۔

مسئلہ: قربانی فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے۔ اولاد کی طرف سے واجب نہیں بلکہ اگر نابالغ اولاد مال دار بھی ہو تب بھی اس کی طرف سے کرنا واجب نہیں ہے نہ اپنے مال میں سے نہ اس کے مال میں سے کیونکہ اس پر واجب ہی نہیں ہوتی۔ لیکن اگر باپ اپنے مال میں سے اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے دے تو مستحب ہے۔ بیوی اور بالغ اولاد مال دار ہو تو ان کو اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: بیوی اور بالغ اولاد مال دار ہو اور شوہر بیوی کے لیے اور بالغ اولاد کے لیے اپنے پاس سے قربانی کے جانور لا دے تاکہ وہ قربانی کر سکیں تو جائز ہے۔

مسئلہ: جو بیٹا باپ کے ساتھ باپ کے کاروبار میں لگا ہو اور کاروبار میں اس کا اپنا حصہ اور ملکیت کچھ نہ ہو تو اگر اس کے علاوہ بیٹے کے پاس قربانی کا نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہوگی اور اگر نہیں ہے تو واجب نہیں ہوگی۔

مسئلہ: عورت کے پاس کچھ مال نہ ہو لیکن اس نے نصاب کے بقدر مہر شوہر سے ابھی لینا ہو تو اگر مہر معجّل ہو اور شوہر مال دار ہو تو عورت پر قربانی واجب ہے اور اگر مہر معجّل ہو لیکن شوہر فقیر ہے یا مہر ہی موجل ہو خواہ شوہر مال دار ہو یا فقیر ہو تو عورت پر قربانی واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر پہلے اتنا مال دار نہ تھا اس لیے قربانی واجب نہ تھی۔ پھر بارہویں تاریخ کے

سورج ڈوبنے سے پہلے کہیں سے مال مل گیا تو قربانی کرنا واجب ہے۔

☼ ۲ قربانی مقیم پر واجب ہوتی ہے مسافر پر نہیں۔

مسئلہ: قربانی کے تینوں دن اقامت کا ہونا شرط نہیں ہے۔ دسویں گیارہویں تاریخ کو سفر میں تھا۔ پھر بارہویں تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے گھر پہنچ گیا یا پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کی نیت کر لی تو اب قربانی کرنا واجب ہو گیا۔

مسئلہ: دسویں کو گھر میں تھا پھر گیارہویں کو سفر میں چلا گیا اور بارہویں کو سورج ڈوبنے سے پہلے گھر آ گیا تو قربانی واجب ہو گی۔

مسئلہ: اگر مال دار قربانی کے دن گزرنی سے پہلے سفر پر چلا گیا اور باقی وقت سفر میں گزرا تو اس سے قربانی ساقط ہے۔

مسئلہ: جو شخص حج پر گیا اور حساب سے شرعی مسافر بنتا ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں مثلاً ایک شخص ۲۵ ذی قعدہ کو مکہ مکرمہ پہنچا۔ اب چونکہ منیٰ عرفات جانے میں پندرہ دن سے کم ہیں اس لیے یہ شخص مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت بھی کر لے تب بھی مقیم نہیں مسافر ہی رہے گا۔ اس لیے خواہ یہ شخص حج سے پہلے مدینہ منورہ جائے یا نہ جائے بارہ ذی الحجہ تک یہ مسافر رہے گا اور اس پر قربانی واجب نہ ہو گی۔

قربانی کا وقت

مسئلہ: ذوالحجہ کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کے سورج ڈوبنے سے پہلے تک قربانی کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کا سب سے بہتر دن دسویں کا ہے پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔

مسئلہ: دسویں تاریخ کو شہر والوں کے لیے قربانی کا مستحب وقت عید کی نماز اور خطبہ کے بعد ہے جب کہ گاؤں والوں کے لیے کہ جس میں عید کی نماز نہیں ہوتی سورج طلوع ہونے کے بعد ہے۔

مسئلہ: گاؤں والوں کے لیے دسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد بھی قربانی کرنا جائز

ہے۔

مسئلہ: امام عید کی نماز پڑھا چکا لیکن ابھی خطبہ نہیں پڑھا کہ کسی نے قربانی کر دی تو قربانی جائز ہے۔

مسئلہ: امام کے نماز پڑھانے کے دوران میں قربانی کی تو قربانی نہیں ہوگی۔

مسئلہ: امام نے نماز پڑھائی پھر لوگوں نے قربانی کی اس کے بعد پتہ چلا کہ امام کا وضو نہ تھا اور امام نے بلا وضو عید کی نماز غلطی سے پڑھا دی تھی تو قربانی ہوگئی اعادہ کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی عذر سے یا بلا عذر پہلے دن یعنی دسویں کو عید کی نماز نہیں ہوئی تو سورج کے زوال سے پہلے قربانی جائز نہ ہوگی البتہ زوال کے بعد جائز ہوگی اور دوسرے دن جب عید کی نماز پڑھی جائے تو نماز سے پہلے بھی قربانی جائز ہے۔

مسئلہ: اگر عید کی نماز ہوئی اور پھر لوگوں نے قربانی کی۔ بعد میں بات ظاہر ہوئی کہ وہ دن دسویں کا نہیں نویں ذی الحجہ کا ہے اور چاند دیکھنے میں غلطی ہوگئی تھی تو اگر باقاعدہ گواہی سے چاند کے ہونے کا اعلان کیا گیا تھا تو نماز اور قربانی دونوں جائز ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: دسویں سے بارہویں تک جب جی چاہے قربانی کرے چاہے دن میں چاہے رات میں لیکن رات کو ذبح کرنا مکروہ تنزیہی ہے شاید کوئی رگ نہ کٹے اور اندھیرے میں پتہ نہ چلے اور قربانی درست نہ ہو۔

مسئلہ: اگر کوئی شہر کا رہنے والا اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیج دے تو وہاں اس کی قربانی عید کی نماز سے پہلے بھی درست ہے اگرچہ وہ خود شہر ہی میں موجود ہو۔ ذبح ہو جانے کے بعد اس کو منگوا لے اور گوشت کھائے۔

قربانی کے جانور

مسئلہ: بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی ان جانوروں کی

قربانی درست ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: بکری سال بھر سے کم کی درست نہیں۔ جب پورے سال بھر کی ہو تب قربانی درست ہے۔ اور گائے، بھینس دو برس سے کم کی درست نہیں۔ پورے دو برس کی ہو چکے تب قربانی درست ہے۔ اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں ہے۔

تنبیہ: بکری جب پورے ایک سال کی ہو جاتی ہے اور گائے جب پورے دو سال کی ہو جاتی ہے اور اونٹنی جب پورے پانچ سال کی ہو جاتی ہے تو اس کے نچلے جبڑے کے دودھ کے دانتوں میں سے سامنے کے دو دانت گر کر دو بڑے دانت نکل آتے ہیں۔ نر اور مادہ دونوں کا یہی ضابطہ ہے۔ تو وہ دو بڑے دانتوں کی موجودگی جانور کے قربانی کے لائق ہونے کی اہم علامت ہے لیکن اصل یہی ہے کہ جانور اتنی عمر کا ہو اس لیے اگر کسی نے خود بکری پالی ہو اور وہ چاند کے اعتبار سے ایک سال کی ہوگئی ہو لیکن اس کے دو دانت ابھی نہ نکلے ہوں تو اس کی قربانی درست ہے۔ لیکن محض عام بیچنے والوں کے قول پر کہ یہ جانور پوری عمر کا ہے اعتماد نہیں کر لینا چاہیے اور دانتوں کی مذکورہ علامت کو ضرور دیکھ لینا چاہیے۔

مسئلہ: دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کے جانوروں میں رکھیں تو سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو سال بھر سے کم لیکن چھ ماہ سے زائد عمر کے دنبہ اور بھیڑ کی قربانی بھی درست ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہیے۔

مسئلہ: جو جانور اندھا یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی روشنی سے زیادہ جاتی رہی ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: جس جانور کا ایک کان تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو یا دم تہائی سے زیادہ کٹی ہو تو قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: جو جانور اتنا لنگڑا ہے کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا یا چوتھا پاؤں رکھتا ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا اس کی بھی قربانی درست نہیں اور اگر چلتے

وقت وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے اور چلنے میں اس سے سہارا لگتا ہے لیکن لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: اتنا دبلا بالکل مریل جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ ہو اس کی قربانی درست نہیں اور اگر اتنا دبلا نہ ہو تو دبلے ہونے سے کچھ ضرر نہیں۔ اس کی قربانی درست ہے لیکن موٹے تازے جانور کی قربانی کرنا زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جتنے باقی ہیں ان سے اگر وہ چارہ کھا سکتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

مسئلہ: جس جانور کی پیدائش ہی سے سینگ نہیں ہیں یا سینگ تو تھے لیکن ٹوٹ گئے یا اوپر سے خول اتر گیا تو اس کی قربانی درست ہے۔ البتہ اگر سینگ جڑ سے یعنی دماغ کی ہڈی کے سرے سے ٹوٹ گئے ہوں یا اکھڑ گئے ہوں اور چوٹ کا اثر دماغ تک پہنچ گیا ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: رسولی والے جانور کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: بکری کا اگر ایک تھن یا اس کا سرا کسی آفت سے جاتا رہا ہو یا پیدائش سے ہی نہ ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔ اونٹنی اور گائے کے اگر دو تھن یا ان کے سرے نہ ہوں تو قربانی نہ ہوگی اور اگر صرف ایک نہ ہو تو قربانی ہو جائے گی۔

مسئلہ: بکری کے ایک تھن اور گائے یا اونٹنی کے دو تھنوں سے دودھ اترنا بند ہو گیا ہو یعنی وہ سوکھ گئے ہوں اور باقی سے دودھ آتا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: جلالہ یعنی وہ جانور جو نجاست کھاتا ہو اور اس کی وجہ سے اس کا گوشت بدبودار ہو گیا ہو تو اس حالت میں اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: بکری کی زبان نہ ہو مثلاً کٹ گئی ہو تو اس کی قربانی درست ہے اور اگر گائے کی زبان تہائی یا زائد کٹی ہوئی ہو تو اس کی قربانی درست نہیں کیونکہ گائے اپنی زبان سے چارہ لیتی ہے جب کہ بکری اپنے دانتوں سے لیتی ہے۔

مسئلہ: جس دنبے کی پیدائش چکتی نہ ہو اس کی قربانی درست نہیں اور اگر چکتی ہو لیکن اگر تہائی یا زائد کٹی ہوئی ہو تو قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: بانجھ جانور کی قربانی درست ہے خواہ وہ ابتداء ہی سے بانجھ ہو یا بعد میں ہو گیا ہو۔

مسئلہ: حاملہ جانور کی قربانی ہو جاتی ہے لیکن جس کی ولادت قریب ہو اس کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔ بچہ جو پیٹ میں سے نکلے وہ اگر زندہ ہو تو اس کو بھی ذبح کر لیا جائے اور اس کا بھی کھانا حلال ہوگا اور اگر وہ مردہ نکلے تو اس کو کھانا جائز نہیں۔

مسئلہ: جو جانور خنثیٰ ہو اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: خصی جانور کی قربانی درست ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ نے دو سینگ دار اور چتکبرے خصی مینڈھوں کی قربانی کی۔

مسئلہ: اگر جانور قربانی کے لیے خرید لیا تب کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس سے قربانی درست نہیں تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے۔ ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی کرنا واجب نہیں تو اس کے واسطے درست ہے کہ اسی جانور کی قربانی کر دے۔

مسئلہ: اگر خریدنے کے وقت جانور عیب دار تھا تو غریب کے لیے اس کی قربانی درست ہے اور اگر عیب دور ہو جائے تو مال دار کے لیے بھی اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ: اگر ذبح کرتے وقت کوئی عیب لگ جائے تو وہ معاف ہے اور قربانی درست ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: گائے، بھینس، اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی کرنے کی یا عقیقہ کی ہو صرف گوشت کی نیت نہ ہو۔ اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگا تو

کسی کی قربانی درست نہ ہوگی۔ مثلاً آٹھ آدمیوں نے مل کر ایک گائے خریدی اور اس کی قربانی کی تو درست نہ ہوگی کیونکہ ہر ایک کا حصہ ساتویں سے کم ہے۔ اسی طرح ایک بیوہ اور اس کے لڑکے کو ترکہ میں گائے ملی اس مشترکہ گائے کی قربانی کی تو درست نہیں ہوئی کیونکہ اس میں بیوہ کا حصہ ساتویں سے کم ہے۔

مسئلہ: گائے اونٹ میں بجائے سات حصوں کے صرف دو حصے ہوں یعنی دو آدمی مل کر ایک گائے یا اونٹ ذبح کریں اور اس طرح دونوں میں سے ہر ایک کے حصہ میں ساڑھے تین حصے ہوتے ہوں تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ دونوں میں سے کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں ہے۔ اسی طرح اگر تین یا چار یا پانچ یا چھ آدمی مل کر ایک گائے کی قربانی کریں تو جائز ہے۔

مسئلہ: چار آدمیوں نے مل کر چار بکریاں یکساں قیمت کی خریدیں اور ہر بکری پر ان میں سے ایک کا نام لگائے بغیر ان چاروں کو ذبح کر دیا گیا تو چاروں کی قربانی ہوگئی۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ ہر جانور پر ایک خاص شخص کا نام لگا دیا جائے کہ یہ فلاں کی ہے اور وہ فلاں کی ہے۔

مسئلہ: کسی نے قربانی کے لیے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت کی کہ اگر کوئی اور مل گیا تو اس کو بھی اس گائے میں شریک کرلیں گے اور قربانی کریں گے۔ اس کے بعد کچھ اور لوگ گائے میں شریک ہوگئے تو یہ درست ہے۔

مسئلہ: ایک مال دار آدمی کی گائے خریدتے وقت شریک کرنے کی نیت نہ تھی بلکہ پوری گائے اپنی طرف سے قربانی کرنے کا ارادہ تھا اب اس میں کسی اور کو شریک کرنا بہتر نہیں لیکن اگر شریک کرلیا اور قربانی کی تو قربانی درست ہوگئی۔

مسئلہ: اگر مال دار کے بجائے غریب آدمی نے پوری گائے اپنی طرف سے کرنے کی نیت سے خریدی تو اس کے لیے شریک کرنا جائز نہیں۔ لیکن اگر کسی کو شریک کرلیا تو جس کو شریک کیا ہے اس کی قربانی ادا ہو جائے گی لیکن اس غریب پر واجب ہے کہ جتنے

حصے اس نے دوسروں کو دیے ان کا تاوان اس طرح ادا کرے کہ اگر ابھی قربانی کے دن باقی ہیں تو اتنے حصے اور قربانی کر دے اور اگر قربانی کے دن گزر گئے تو ان حصوں کی قیمت مساکین کو دے دے۔

مسئلہ: ایک شخص نے اپنی قربانی میں پوری گائے یا اونٹ ذبح کیا تو کل کا کل واجب قربانی میں شمار ہوگا اور اگر ایک شخص نے اپنی قربانی میں دو بکریاں ذبح کیں تو ان میں سے ایک واجب اور ایک نفلی ہوگی۔

مسئلہ: سات آدمیوں نے قربانی کے لیے گائے خریدی پھر قربانی سے پہلے ان میں سے ایک مر گیا تو اگر اس کے وارثوں نے جو سب بالغ ہوں میت کی طرف سے قربانی کرنے کی اجازت دے دی تو سب کی قربانی درست ہو جائے گی اور اگر اجازت لینے سے پہلے باقی شرکاء نے قربانی کر دی تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی۔

مال دار کے جانور خریدنے سے متعلق مسائل

مسئلہ: مال دار نے قربانی کے دنوں کے پہلے دن جانور خریدا لیکن ابھی قربانی نہیں کی تھی کہ قربانی کے دن گزرنے سے پہلے وہ فقیر ہو گیا یا اس نے سب کچھ خرچ کر دیا یہاں تک کہ قربانی کے نصاب سے کم رہ گیا تو اس سے قربانی ساقط ہو جائے گی اور اگر قربانی کے ایام گزرنے کے بعد فقیر ہوا تو قربانی ساقط نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر جانور خریدا لیکن قربانی نہیں کی یہاں تک کہ قربانی کے دن گزر گئے تو زندہ جانور صدقہ کر دے اور اگر اس نے جانور ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کر دیا تو یہ بھی جائز ہے۔ لیکن اگر ذبح شدہ کے مقابلے میں زندہ جانور کی قیمت زیادہ ہو تو زائد رقم اس کو صدقہ کرنا ہوگی اور اگر جانور ہی نہ خریدا تھا تو جیسی قربانی کی استطاعت تھی اس کی قیمت صدقہ کرے۔

مسئلہ: اگر جانور خریدا لیکن قربانی نہیں کی پھر جانور کو آئندہ سال تک کھلاتا رہا اور آئندہ عید پر پچھلے سال کی قربانی کا ارادہ کیا تو یہ درست نہیں کیونکہ قربانی میں قضا

نہیں ہوتی۔

مسئلہ: جانور خریدا خواہ قربانی کے دنوں میں خریدا ہو یا ان دنوں سے پہلے خریدا ہو پھر خواہ قربانی کی نیت سے خریدا ہو یا بغیر نیت کے خریدا ہو بعد میں قربانی کی نیت کر لی ہو ہر صورت میں جانور قربانی کے لیے متعین نہیں ہوگا اور آدمی کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو یہ جانور فروخت کر کے اس کی جگہ دوسرے جانور کی قربانی دے دے۔

مسئلہ: جانور بغیر نیت کے خریدا پھر زبان سے قربانی کی نذر یوں کہتے ہوئے کی کہ اللہ کے لیے مجھ پر یا کہا میرے ذمہ اس سال اس جانور کی قربانی ہے۔ اس صورت میں جانور قربانی کے لیے متعین ہو گیا اور اس کی فروخت جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر پہلے جانور کو فروخت کرنے کے بعد دوسرا جانور خرید لیا تو اگر اتنی ہی قیمت پر خریدا تو جائز ہے اور اس کے ذمہ میں مزید کچھ نہ ہوگا اور اگر کم تر قیمت پر خریدا تو زائد قیمت کو صدقہ کرنا ہوگا۔

مسئلہ: قربانی کی نیت سے بکری خریدی جو گم ہوگئی پھر دوسری بکری خریدی لیکن دوسری کو ذبح کرنے سے پیشتر پہلی بکری مل گئی تو مالک کو اختیار ہوگا چاہے پہلی بکری کی قربانی کرے اور چاہے دوسری کی کرے اور دوسری ذبح کرنے کے بعد قربانی کے دنوں میں پہلی مل گئی تو پہلی کی قربانی واجب نہیں۔

فقیر کے جانور خریدنے سے متعلق مسائل

مسئلہ: قربانی کے دنوں میں قربانی کی نیت سے جانور خریدا تو وہ قربانی کے لیے متعین ہو گیا اور قربانی واجب ہوگئی اب اس جانور کو فروخت نہیں کر سکتا۔ اگر قربانی نہ کی تو جانور صدقہ کرنا ہوگا۔

مسئلہ: قربانی کے دنوں میں بغیر نیت کے خریدا یا اس کے پاس جانور پہلے سے موجود تھا اب اس میں قربانی کی نیت کر لی تو قربانی واجب نہیں ہوئی۔

مسئلہ: اگر قربانی کے دنوں سے پہلے قربانی کی نیت سے خریدا تو قربانی واجب نہیں ہوئی

لیکن احتیاط اس میں ہے کہ وہ اس جانور کی قربانی کر دے۔

مسئلہ: قربانی کے دنوں میں فقیر آدمی نے قربانی کی نیت سے ایک جانور خریدا جو گم ہو گیا تو فقیر کے ذمہ کچھ نہیں رہا۔ اگر قربانی کے دنوں میں وہ مل جائے تو قربانی کرنی واجب ہے اور اگر قربانی کے دن گزرنے کے بعد ملے تو وہ جانور صدقہ کر دے اور اگر ابھی وہ جانور نہیں ملا تھا کہ فقیر نے قربانی کے دن میں کسی طرح سے دوسرا جانور قربانی کی نیت سے خرید لیا تو اس دوسرے جانور کی قربانی واجب ہو گی پھر اگر قربانی کے دنوں میں پہلا جانور مل گیا تو اس کی بھی قربانی کرے اور اگر قربانی کے دن گزرنے کے بعد ملے تو اس کو صدقہ کر دے۔

دوسرے کی طرف سے قربانی کے مسائل

مسئلہ: میت نے اپنے ترکہ میں سے قربانی کرنے کی وصیت کی ہو تو اگر ترکہ کے ایک تہائی میں سے قربانی کی جاسکتی ہو تو قربانی کی جائے گی اور اس کا سارا گوشت فقراء پر صدقہ کیا جائے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص یہاں موجود نہیں اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے اس کے کہے بغیر واجب قربانی کر دی تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی اور اگر گائے میں کسی غائب کا حصہ اس کے کہے بغیر تجویز کر دیا تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہیں ہوئی۔

مسئلہ: کوئی شخص اپنے مال میں سے بطور ایصال ثواب میت کی طرف سے قربانی کرے تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اپنی طرف سے ایک حصہ قربانی کر کے اس کا ثواب میت کو پہنچا دے۔ دوسرے یہ کہ اس میت کا نام قربانی کے حصہ پر قرار دے کر قربانی کرے۔ یہ دونوں صورتیں جائز ہیں اور دونوں صورتوں میں قربانی کرنے والے کو اختیار ہے جتنا چاہے خود کھائے اور جتنا چاہے فقراء کو دے۔

مسئلہ: جو قربانی دوسرے کی طرف سے بطور ایصال ثواب کی جائے چونکہ وہ قربانی کرنے والے کی ملکیت ہوتی ہے اور دوسرے کو صرف ثواب پہنچتا ہے اس لیے قربانی کا

ایک حصہ ایک سے زائد لوگوں کی طرف سے کیا جا سکتا ہے۔

قربانی کا گوشت اور کھال

مسئلہ: یہ افضل ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرے۔ ایک حصہ اپنے لیے رکھے ایک حصہ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے لیے اور ایک حصہ فقراء پر صدقہ کرے۔ اگر کوئی زیادہ حصہ فقراء پر صدقہ کر دے تو یہ بھی درست ہے اور اگر اپنی عیال داری زیادہ ہے اس وجہ سے سارا گوشت اپنے گھر میں رکھ لیا تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ: قربانی کا گوشت فروخت کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی نے فروخت کر دیا ہو تو اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: قربانی کی کھال یا تو یونہی خیرات کر دے یا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کر دے۔

مسئلہ: گوشت یا کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت یا کسی اور نیک اور رفاہی کام میں لگانا جائز نہیں۔ صدقہ ہی کرنا چاہیے۔

مسئلہ: جس طرح قربانی کا گوشت غنی کو دینا جائز ہے اسی طرح کھال بھی غنی کو دینا جائز ہے جب کہ اس کو بلا عوض دی جائے اس کی کسی خدمت وعمل کے عوض میں نہ دی جائے۔ غنی کی ملک میں دینے کے بعد وہ اگر اس کو فروخت کر کے اپنے استعمال میں لانا چاہے تو جائز ہے۔

مسئلہ: قربانی کا گوشت، چربی اور اس کی کھال کافر کو دینا جائز ہے بشرطیکہ کسی کام کی اجرت میں نہ دی جائے۔

مسئلہ: گوشت یا چربی یا کھال قصائی کو مزدوری میں نہ دے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دے۔

مسئلہ: سات آدمی گائے میں شریک ہوئے اور آپس میں گوشت تقسیم کریں تو تقسیم میں

اٹکل سے کام نہ لیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں کیونکہ کسی حصہ کے کم یا زیادہ ہونے میں سود ہو جائے گا خواہ شریک اس پر راضی بھی ہوں۔ اور جس طرف گوشت زیادہ گیا ہے اس کا کھانا بھی جائز نہیں۔ البتہ اگر گوشت کے ساتھ سری پائے اور کھال کو بھی شریک کر لیا تو جس طرف سری پائے یا کھال ہو اس طرف اگر گوشت کم ہو تو درست ہے چاہے جتنا کم ہو۔ جس طرف گوشت زیادہ ہو اس طرف سری پائے بڑھائے گئے تو اب بھی سود رہا۔

مسئلہ: اگر ایک جانور میں کئی آدمی شریک ہیں اور وہ سب آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ ایک ہی جگہ کچا یا پکا کر فقراء واحباب میں تقسیم کریں تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ: تین بھائی یا زیادہ یعنی سات بھائی تک ایک گائے میں شریک ہوں اور کہیں کہ اپنی اپنی ضرورت کا گوشت لے اور باقی فقراء پر تقسیم کر دو تو یہ جائز نہیں بلکہ یا تو پہلے کچھ فقراء کو دے کر پھر باقی کو برابر برابر تقسیم کر لیں یا پہلے برابر برابر تقسیم کریں پھر ہر ایک اپنے حصہ میں سے فقراء کو دے۔

متفرق مسائل

مسئلہ: اونٹ میں نحر افضل ہے اور ذبح بھی جائز ہے جب کہ گائے بکری میں ذبح مستحب ہے۔

مسئلہ: تنہا ایک شخص پوری گائے ذبح کرے تو پوری گائے ایک قربانی ہو کر کل کی کل واجب ہوئی۔

مسئلہ: اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے۔ اگر کوئی خود ذبح کرنا نہ جانتا ہو یا اس کی ہمت نہ ہوتی ہو تو کسی اور سے ذبح کرا لے اور ذبح کے وقت جانور کے سامنے کھڑا ہونا بہتر ہے۔

مسئلہ: قربانی کرتے وقت زبان سے نیت کہنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں۔ اگر دل میں خیال کر لیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط زبان سے بسم اللہ

اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا تو بھی قربانی درست ہوگئی۔ لیکن اگر یاد ہو تو دعا پڑھ لینا بہتر ہے۔ ذبح سے پہلے کی یہ دعا ہے۔

((اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ))

ذبح کے بعد کی دعا:

((اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ))

مسئلہ: قربانی کی رسی وغیرہ سب چیزیں خیرات کر دے۔

مسئلہ: جس پر قربانی واجب تھی لیکن اس نے برسوں قربانی نہیں کی تو گناہ کی معافی بھی مانگے اور جتنے سالوں کی قربانی رہ گئی اس قدر قیمت کا صدقہ کر دے۔

مسئلہ: قربانی سے پہلے قربانی کے جانور کا دودھ دوہا ہو یا اس کی اون اتاری ہو تو اس کو صدقہ کرنا لازم ہے۔

عقیقہ کے مسائل

مسئلہ: جس کے یہاں کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو مستحب ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھ دے اور عقیقہ کر دے۔ عقیقہ کرنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ بچے سے بلائیں دور ہو جاتی ہیں اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے۔

مسئلہ: عقیقہ میں اگر لڑکا ہو تو دو بکری یا دو بھیڑ اور لڑکی ہو تو ایک بکری یا ایک بھیڑ ذبح کرے یا گائے کی قربانی میں لڑکے کے لیے دو حصے اور لڑکی کے لیے ایک حصہ لے لے۔ کسی کو زیادہ طاقت نہ ہو اور اس نے لڑکے کی طرف سے ایک بکری کا عقیقہ کیا تو یہ بھی جائز ہے اور اگر عقیقہ بالکل ہی نہ کرے تب بھی کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن ہونے کا خیال کرنا بہتر ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کرے۔ یعنی اگر جمعہ کو پیدا ہوا ہو تو جمعرات کو عقیقہ کر دے اور اگر جمعرات کو پیدا ہوا ہے تو بدھ کو کرے۔

مسئلہ: قربانی کے لیے جانور میں جو باتیں شرط ہیں وہی عقیقہ میں بھی شرط ہیں۔ اس لیے جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کا عقیقہ بھی درست نہیں اور جس کی قربانی درست ہے اس کا عقیقہ بھی درست ہے۔

مسئلہ: عقیقہ کے گوشت میں بھی وہ تقسیم افضل ہے جو قربانی میں بیان ہوئی۔

مسئلہ: عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر بانٹے، چاہے دعوت کر کے کھلا دے سب درست ہے۔

مسئلہ: عقیقہ کے گوشت اور کھال کے وہی احکام ہیں جو قربانی کے ہیں۔

مسئلہ: ذبح کے بعد عقیقہ کے جانور کی ہڈی توڑنا جائز ہے۔

مسئلہ: کوئی عقیقہ میں گائے یا پورا اونٹ کر دے تو یہ پورا ہی عقیقہ بن جائے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی بالغ ہو کر اپنا عقیقہ خود کرے تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ: عقیقہ کیے جانے سے پہلے بچہ وفات پا جائے تو بعد میں اس کا عقیقہ مستحب نہیں۔ البتہ اگر بچے کی شفاعت کی امید سے کر دیا جائے تو گنجائش ہے۔